بساط

عالمی سیاست کی بساط پر دُنیا کے بڑے ممالک اور انکے حکمران کیا چالیں چل رہے ہیں
اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے کس حد تک جاسکتے ہیں، اس ناول کا تانا بانا اسی بساط پر بنایا گیا ہے
انگریزی فکشن سے درآمد ایک خوبصورت ناول کا اُردو ترجمہ علیم الحق حقی کے قلم سے.....

بساط

علیم الحق حقّی

علم وعرفان پبلشرز

34-اردو بازار لاہور

فون:042-7352332-7232336

نوٹ:

اس ناول کے جملہ حقوق بحق مصنف (علیم الحق حقی) اور پبلشرز (علم وعرفان) محفوظ ہیں۔ ادارہ علم وعرفان نے اردو زبان اور ادب کی ترویج کیلئے اس کتاب کو kitaabghar.com پر شائع کرنے کی خصوصی اجازت دی ہے، جس کے لئے ہم انکے بے حد ممنون ہیں۔

جملہ حقوق محفوظ

نام ناول	....	بساط
مصنف	....	علیم الحق حقی
ناشر	....	گل فراز احمد
		علم و عرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور
کمپوزنگ	....	رفاقت علی
پروف ریڈنگ	....	زاہد ملک
سن اشاعت	....	فروری 2006ء
مطبع	....	جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور
قیمت	....	-/200 روپے

سیونتھ سکائی پبلیکیشنز

غزنی سٹریٹ الحمد مارکیٹ

40-اردو بازار، لاہور۔فون:7223584

علم وعرفان پبلشرز

34-اردو بازار لاہور

فون:042-7352332-7232336

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا، الارم چیخنے لگا۔

اس طرح کی غلطی کی کسی شوقیہ فنکار سے توقع کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہاں یہ معاملہ حیرت انگیز تھا کیونکہ یہ کام کوزفشر جیرالڈ کر رہا تھا، جیسے بڑے بڑے لوگ پروفیشنلز کا پروفیشنل قرار دیتے تھے۔

کوزر کا اندازہ تھا کہ الارم کے جواب میں پولیس کی آمد میں خاصا وقت لگے گا۔ دکان میں گھسنے کی یہ واردات اس نے سان وکٹوریہ ڈسٹرکٹ میں کی تھی۔

برازیل کے خلاف سالانہ فٹ بال میچ کے آغاز میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے۔ کوزر جانتا تھا کہ اس وقت کولمبیا میں تقریباً آدھے ٹیلی ویژن سیٹ آن ہوں گے۔ اگر یہ واردات اس نے میچ شروع ہونے کے بعد کی ہوتی تو یقین سے کہا جا سکتا تھا کہ پولیس میچ ختم ہونے سے پہلے جائے وقوعہ پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ 90 منٹ کے اس دورانیے کو مقامی جرائم پیشہ لوگ اپنے لیے کھلی چھوٹ سمجھتے تھے۔ لیکن ان 90 منٹ کے لیے کوزر نے جو منصوبہ بنایا تھا، اس کے نتیجے میں پولیس بہت دن سایوں کا تعاقب کرنے میں لگی رہتی اور ہنستے کی اس سے پھر اس دکان میں قفل شکنی کی اس واردات کی حقیقی اہمیت کو سمجھنے میں تو انہیں ہفتے لگتے۔

کوزر نے دکان کا عقبی دروازہ بند کیا اور دکان میں داخل ہوا۔ الارم اب بھی بجے جا رہا تھا۔ وہ دکان کے اسٹور روم میں داخل ہوا۔ وہاں بے شمار گھڑیاں تھیں، سونے کے ہر طرح کے، ہر سائز کے زیورات تھے اور سیلوفین کی تھیلیوں میں رکھے ہوئے جواہرات تھے۔ وہاں ہر چیز کے ساتھ ایک نام منسلک تھا اور ایک تاریخ درج تھی۔ ہر چیز کسی نہ کسی نے رہن رکھوائی ہوئی تھی۔ کوئی بھی چھ ماہ کے اندر رہن کی رقم ادا کر کے اپنی چیز واپس لے جا سکتا تھا۔ لیکن ایسا کم ہی ہوتا تھا۔

کوزر نے اسٹور روم اور دوکان کے درمیان پڑا پردہ ہٹایا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اس کی نظریں شوکیس کے وسط میں ایک اسٹینڈ پر رکھے ایک بوسیدہ چرمی کیس پر جم گئیں۔ کیس پر سنہری حروف میں DVR لکھا تھا۔

کوزر نے ادھر اُدھر دیکھا۔ وہ اس بات کا یقین کر لینا چاہتا تھا کہ کوئی دکان کی طرف متوجہ نہیں ہے۔

آج صبح ہی وہ دست کاری کا یہ شاہ کار لے کر دکان میں آیا تھا۔ اس نے دکان دار سے کہا تھا کہ اس کا بوگوتا دوبارہ واپس آنے کا کوئی امکان نہیں ہے اور وہ اسے چھڑانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا وہ اسے برائے فروخت والے شوکیس میں رکھ سکتا ہے۔ لیکن اسے یقین تھا کہ اس کے فوری طور پر بکنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ دکان دار اسے بہت مہنگے داموں فروخت کرنا چاہے گا۔

وہ شوکیس کھولنے ہی والا تھا کہ ایک جوان آدمی شوکیس کے پاس سے گزرا۔ کوزر اپنی جگہ جم کر رہ گیا۔ لیکن راہ گیر کی توجہ پوری طرح اس چھوٹے سے ٹرانسسٹر پر تھی، جسے وہ کان سے لگائے ہوئے کچھ سن رہا تھا۔ اس نے کوزر کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

وہ شخص نظروں سے اوجھل ہوا تو کوزر نے شوکیس کھولا۔ چرمی کیس کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے اس نے احتیاطاً پھر ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر اس نے اسٹینڈ سے چرمی کیس اٹھایا اور تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ وہ مطمئن تھا کہ اس واردات کا کوئی عینی شاہد نہیں ہے۔

عقبی دروازے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس وقت تک الارم کے بجتے ہوئے 98 سیکنڈ ہو چکے تھے۔ گلی میں وہ چند لمحے رکا اور سن گن لیتا رہا۔ اگر پولیس سائرن کی آواز سنائی دیتی تو وہ بائیں جانب مڑتا اور ادھر اُدھر بکھری ہوئی بھول بھلیاں جیسی گلیوں میں گم ہو جاتا۔ لیکن وہاں تو دکان کے برگلر الارم کے سوا کوئی آواز نہیں تھی۔ وہ دائیں جانب مڑا اور کیریرا اسپیلما کی طرف چل دیا۔

سڑک پر پہنچ کر اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ ٹریفک بہت تھوڑا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھے بغیر سڑک پار کی۔ پھر وہ ایک ریسٹورنٹ میں گھس گیا، جہاں کافی ہجوم تھا۔ فٹ بال کے عاشق ریسٹورنٹ میں ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھے تھے۔

ریسٹورنٹ میں کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ پچھلے سال جو کولمبیا نے برازیل کے خلاف تین گول کیے تھے، ٹی وی پر مسلسل ان کے ایکشن ری پلے دکھائے جا رہے تھے اور لوگ ان میں گم تھے۔ وہ کاؤنٹر کی ایک میز پر بیٹھ گیا۔ وہاں سے اسے ٹی وی کی اسکرین تو صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔

لیکن سڑک کا منظر بالکل واضح تھا۔نوادرات کی وہ دکان بھی اسے بغیر کسی رکاوٹ کے دکھائی دے رہی تھی۔

چند منٹ کے بعد پولیس کی ایک گاڑی دکان کے باہر آ کر رکی۔کوزنے اس میں سے دو باوردی پولیس والوں کو اتر کر دکان میں داخل ہوتے دیکھا۔اسی لمحے وہ اٹھا اور ریسٹورنٹ کے عقبی دروازے سے نکل کر دوسری سڑک پر آ گیا۔وہاں بھی ٹریفک بہت کم تھا۔اس نے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو اشارے سے روکا۔

''مجھے ایل بلیو بڈور جانا ہے۔''اس نے جنوبی افریقہ والوں کے سے لہجے میں ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

ڈرائیور نے سر جھٹک کر گویا یہ واضح کیا کہ وہ گفتگو کے موڈ میں بالکل نہیں ہے۔

کوزنچھلی سیٹ پر نیم دراز ہو گیا۔ڈرائیور نے ریڈیو آن کر دیا۔

کوزنے پھر گھڑی میں وقت دیکھا۔ایک بج کر سترہ منٹ ہوئے تھے۔وہ شیڈول سے چند منٹ پیچھے ہو گیا تھا۔اس کا اندازہ تھا کہ تقریر شروع ہو چکی ہو گی لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی۔تقریر کو کم از کم 40 منٹ جاری رہنا تھا۔جس کام سے وہ بوگوٹا آیا تھا،اسے کرنے کے لیے اس کے پاس کافی وقت تھا۔وہ دائیں جانب کھسکا۔تاکہ ڈرائیور عقب نما میں اس کے عکس کو اچھی طرح دیکھ لے۔وہ یہ چاہتا تھا کہ جب پولیس کی تفتیش شروع ہو تو وہ سب لوگ،جنھوں نے اسے دیکھا ہے،اس کے حلیے کے بارے میں بیان دیں تو ان بیانات میں فرق نہ ہو۔وہ سب ایک ہی جیسا حلیہ بیان کریں۔مرد،کاکیشین،عمر پچاس کے لگ بھگ،قد چھ فٹ سے ذرا زیادہ،وزن 210 پونڈ کے لگ بھگ،شیو بڑھی ہوئی،سیاہی مائل بال،لباس سے غیر ملکی لگتا ہے،لہجہ غیر ملکیوں سا،لیکن امریکن نہیں،یہی نہیں،وہ چاہتا تھا کہ گواہوں میں کوئی ایک تو ایسا ہو،جو اس کے لہجے کی وجہ سے اسے جنوبی افریقی قرار دے۔کوزکو مختلف لہجوں کے بارے میں اپنی زبان پر بہت قابو تھا۔اسکول کے دنوں میں وہ ٹیچرز کے لہجوں کی نقل اتارنے کی وجہ سے اکثر دشواری میں پڑتا رہتا تھا۔یہ اس کی قدرتی صلاحیت تھی۔

ریڈیو پر فٹ بال کے ماہرین آج کے میچ کے ممکنہ نتائج پر گفتگو کر رہے تھے۔وہ جس زبان میں بات کر رہے تھے،کوز کو اسے سیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔اس کا اس زبان کا ذخیرہ الفاظ بھی بے حد محدود تھا،اور صرف ان الفاظ پر مشتمل تھا،جن کے استعمال کی ہر وقت ضرورت رہتی تھی۔

سترہ منٹ بعد گاڑی ایل بیلو بڈور کے باہر رکی تو کوزنے ڈرائیور کو ایک ہزار پیسو کا نوٹ تھمایا اور اسے شکریہ ادا کرنے کا موقع دیے بغیر ٹیکسی سے اتر آیا۔ویسے بوگوٹا کے ٹیکسی ڈرائیورز کے بارے میں اتنی بھاری ٹپ دے کر بھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ شکریہ ادا کریں گے۔لفظ شکریہ کا استعمال وہ کم......بہت ہی کم کرتے ہیں۔

وہ لپکتے قدموں سے ریوالونگ ڈور کی طرف بڑھا۔دربان نے اسے سلیوٹ کیا۔لابی میں پہنچ کر وہ ایلی ویٹرز کی طرف بڑھا۔ایلی ویٹرز کے سامنے ہی چیک ان کاؤنٹر تھا۔چند لمحے میں چار میں سے ایک لفٹ نیچے آ گئی۔لفٹ کا دروازہ کھلا۔اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرنے کا اور آٹھویں منزل کا بٹن دبایا۔لفٹ میں وہ اکیلا ہی تھا۔

آٹھویں منزل پر لفٹ کا دروازہ کھلا۔وہ کارپٹ بچھی راہداری میں نکلا اور کمرہ نمبر 807 کی طرف بڑھا۔اس نے دروازے کی سلاٹ میں پلاسٹک کا کارڈ ڈالا اور سبز روشنی چمکنے کا انتظار کرنے لگا۔سبز روشنی چمکی تو اس نے دروازے کا ہینڈل تھمایا۔دروازہ کھلا۔اس نے ''ڈونٹ ڈسٹرب'' کی تختی ہینڈل سے لٹکائی اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

اس نے پھر گھڑی میں وقت دیکھا۔دو بجنے میں چوبیس منٹ کم تھے۔اس کے اندازے کے مطابق پولیس اب نوادرات کی دکان سے رخصت ہو چکی ہو گی۔اور انھوں نے اسے ناکام واردات تصور کیا ہو گا کیونکہ دکان میں انھیں کوئی کمی نظر نہیں آئی ہو گی۔انھوں نے سوچا ہو گا کہ چور نے اندر گھسنے کی کوشش کی ہو گی۔لیکن الارم کی آواز سن کر گھبرا گیا ہو گا اور دکان میں گھسے بغیر ہی بھاگ لیا ہو گا۔اب وہ مضافات میں رہنے والے دکان کے مالک مسٹر ایسکو بار کو فون کر کے بتائیں گے کہ اس کی دکان سے کوئی چیز چوری نہیں ہوئی۔اور آج ہفتہ ہے۔مسٹر ایسکو بار اب پیر کے دن ہی اپنی دکان میں آئیں گے۔تبھی وہ چیک کریں گے اور بتائیں گے کہ ان کی دکان سے متعدد ناتراشیدہ زمرد چوری ہوئے ہیں۔ان کے علاوہ ہر چیز موجود

ہے۔ وجہ یہ ہوگی کہ جو کچھ درحقیقت چرایا گیا ہے، وہ وہیں واپس رکھ دیا جائے گا۔ مگر پولیس والے جو ناتراشیدہ زمرد مال غنیمت سمجھ کر لے گئے ہیں، وہ کبھی نہیں لوٹائیں گے۔ اب اس کے بعد مسٹر اسکو بار کو دکان میں اصل کمی کا کب پتا چلتا ہے، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ایک دن بھی لگ سکتا ہے اور ایک ماہ بھی۔ بلکہ اس سے زیادہ بھی۔ کونر نے پہلے ہی جلد از جلد کولمبیا سے نکلنے کے چکر میں وہ عجیب وغریب ثبوت کولمبیا میں ہی چھوڑ جانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

اس نے جیکٹ اتاری اور اسے قریب رکھی کرسی کی پشت گاہ پر ڈال دیا۔ پھر اس نے بیڈ کے قریب رکھی میز پر رکھا ریموٹ کنٹرول اٹھایا۔ صوفے پر ٹی وی کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے ریموٹ کنٹرول پر آن کا بٹن دبایا۔ اسکرین پر ریکارڈو گزمین کا چہرہ ابھر آیا۔

کونر جانتا تھا کہ آنے والے اپریل میں ریکارڈو پچاس سال کا ہوجائے گا۔ لیکن اس کی شخصیت اور صحت ایسی تھی کہ اگر وہ خود کو چالیس سال کا بتاتا تو کوئی اس سے اختلاف نہ کرتا۔ اس کا قد چھ فٹ ایک انچ تھا۔ سر کے تمام بال سیاہ تھے اور اس کے جسم پر کہیں فاضل گوشت نہیں تھا۔ کچھ اس کی وجہ یہ بھی ہوگی کہ کولمبین اپنے سیاست دانوں سے سچ بولنے کی توقع ہی نہیں رکھتے۔

ریکارڈو گزمین آئندہ ماہ ہونے والے انتخابات میں صدارتی امیدوار تھا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ان انتخابات میں اس کی کامیابی یقینی تھی۔ وہ کوکین کا سب سے بڑا اسمگلر تھا۔ اس کی سالانہ آمدنی ایک بلین ڈالر سے متجاوز تھی۔ لیکن کولمبیا کے تین قومی اخبارات میں اس کے ان کارناموں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں چھپتا تھا۔ شاید اس لیے کہ ملک کو نیوز پرنٹ کی فراہمی اسی کی مرہون منت تھی۔

آپ کے صدر مملکت کی حیثیت سے پہلا قدم میں یہ اٹھاؤں گا کہ ہر اس کمپنی کو قومیالوں گا، جس کے شیئرز پر امریکیوں کی اجارہ داری ہوگی۔'' ریکارڈو گزمین نے پرجوش لہجے میں اعلان کیا۔

کانگریس بلڈنگ کی سیڑھیوں پر چھوٹا سا مجمع اس کی تقریر سن رہا تھا۔ وہ سب اس کے حق میں نعرے لگانے لگے۔

ریکارڈو کے مشیر کئی دن سے اسے سمجھا رہے تھے کہ میچ والے دن تقریر کرنا اپنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ لیکن ریکارڈو نے انہیں نظر انداز کردیا تھا۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ اس روز کولمبیا میں ہر ٹی وی آن ہوگا اور لوگ فٹ بال دیکھنے کے شوق میں چینل بدل رہے ہوں گے۔ چاہے ایک پل کے لیے سہی، وہ اسے ایک بار ضرور دیکھیں گے اور ایک گھنٹے بعد جب وہ اسے کھچا کھچ بھرے اسٹیڈیم میں داخل ہوتے دیکھیں گے تو اس کی تیز رفتاری اور مستعدی پر حیران بھی ہوں گے اور اسے داد بھی دیں گے۔ اس نے کولمبین ٹیم کے میدان میں اترنے سے چند لمحے پہلے اسٹیڈیم میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس طرح لاکھوں تماشائیوں کی توجہ اس کے انتخابی حریف اور کولمبیا کے موجودہ نائب صدر انٹونیو ہریرا کی طرف سے ہٹ جائے گی۔ انٹونیو وی آئی پی باکس میں ہوگا۔ جبکہ وہ ایک گول پوسٹ کے عقب میں ہجوم کے عین درمیان ہوگا۔

ٹی وی دیکھتے ہوئے کونر نے اندازہ لگایا کہ ابھی کم از کم چھ منٹ کی تقریر باقی ہے۔ ریکارڈو جو کچھ کہہ رہا تھا، وہ یہی الفاظ اس سے درجنوں بار سن چکا تھا۔ ہر تقریر میں وہ یہی کچھ کہتا تھا۔

اس نے چرمی کیس بیڈ سے اٹھایا اور اپنی گود میں رکھ لیا۔

''......انٹونیو ہریرا کوئی آزاد امیدوار نہیں۔'' ریکارڈو چنگھارتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ ''وہ امریکی امیدوار ہے۔ امریکیوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ وہ کٹھ پتلی ہے۔ وہ وائٹ ہاؤس کا مائیکروفون ہے......''

لوگ دیوانہ وار تالیاں بجارہے تھے۔

اب کونر فنٹر جیرالٹ کے اندازے کے مطابق پانچ منٹ کی تقریر باقی رہ گئی تھی۔ اس نے چرمی کیس کھولا اور ریمنگٹن 700 کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس گن کو اس نے خود محض چند گھنٹوں کے لیے اپنی نظروں سے دور کیا تھا۔

''......امریکیوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ہم ہمیشہ ان کی مرضی کرتے رہیں گے؟'' ریکارڈو نے دھاڑ کر کہا۔ ''وہ اپنے ڈالر کو طاقت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں، خدا سمجھتے ہیں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں ان کے ڈالر پر......''

مجمع کا جوش و خروش اور بڑھ گیا۔ ریکارڈو نے اپنے پرس میں سے ایک ڈالر کا نوٹ نکالا اور جارج واشنگٹن کے پرزے کر ڈالے۔ ''میں آپ کو ایک بات کا یقین دلا سکتا ہوں...... '' اس نے نوٹ کے پرزے اچھالتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''......خدا امریکی نہیں ہے۔'' کونر نے زیر لب کہا۔

''خدا امریکی نہیں ہے۔'' ریکارڈو گزین نے حلق کے بل دھاڑ کر کہا۔

کونر نے گن کو کیس سے نکال لیا۔

''دو ہفتے بعد کولمبیا کے شہریوں کو موقع ملے گا اور وہ پوری دنیا کے سامنے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں گے......''

''چار منٹ اور۔'' کونر بڑبڑایا۔ اس نے ٹی وی اسکرین کی طرف دیکھا اور ریکارڈو کی مسکراہٹ کی نقل اتاری۔ وہ اس وقت اسٹیل کی بیرل کیس سے نکال کر اسے ہتھے کے ساتھ جوڑ رہا تھا۔

''اب دنیا میں جو بھی کانفرنس ہوگی تو آپ کولمبیا کو کانفرنس ٹیبل پر موجود پائیں گے۔ اب کولمبیا خاموش تماشائی نہیں رہے گا، عالمی معاملات میں فعال کردار ادا کرے گا۔ میں ایک سال میں آپ کو دکھاؤں گا کہ امریکی ہمارے ساتھ تیسری دنیا کے کسی ملک والا برتاؤ نہیں کریں گے۔ وہ ہمیں برابری کا درجہ دیں گے۔''

شہریوں کا مجمع اب دہاڑ رہا تھا۔

کونر اب گن میں اسنائپر اسکوپ فٹ کر رہا تھا۔

''آپ صرف سو دن میں اس ملک میں وہ تبدیلی دیکھیں گے جو انتونیو ہریرا سو سال میں بھی نہیں لا سکتا۔ کیونکہ میرے عہد صدارت میں......''

کونر نے گن کو اپنے کندھے پر ٹکا کر دیکھا۔ گن کا لمس اسے ایسا لگا، جیسے کوئی پرانا دوست اور تھا بھی ایسا ہی۔ اس گن کا ہر حصہ اس کی فرمائش کے...... ضرورت کے عین مطابق ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔

اس نے ٹیلسکوپک سائٹ سے اسکرین پر ریکارڈو کے چہرے کو دیکھا۔ نقطوں والا دائرہ اب صدارتی امیدوار کے عین دل کے مقام پر تھا۔

''مجھے افراط زر سے نمٹنا ہے......''

''تین منٹ۔'' کونر بڑبڑایا۔

''مجھے بے روزگاری پر قابو پانا ہے...... '' ریکارڈو کہہ رہا تھا۔

کونر نے گہری سانس لی۔

''......تبھی ہم غربت دور کر سکیں گے......''

''تین......دو......ایک......'' کونر نے آہستہ سے ٹریگر دبایا۔ مجمعے کے شور میں کلک کی آواز خود اسے بھی بہ مشکل سنائی دی۔

کونر نے رائفل جھکائی، صوفے سے اٹھا اور چرمی کیس کو بیڈ پر رکھ دیا۔ اس کے حساب سے اب سے 90 سیکنڈ بعد ریکارڈو تقریر کے صدر لارنس کی بھرپور مذمت کے مقام تک پہنچتا، جو اس کی تقریروں کا طرۂ امتیاز بن چکا تھا۔

اس نے چرمی کیس سے ایک گولی نکالی، اسے چیمبر میں ڈالا اور بیرل کو ایک جھٹکے سے بند کر دیا۔

''کولمبیا کے شہریوں کے لیے ماضی کی تباہ کن ناکامیوں کے ازالے کا یہ آخری موقع ہے۔'' ریکارڈو جوش بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ہر لفظ کے ساتھ اس کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔ ''چنانچہ ایک بات کا خاص خیال......''

''ایک منٹ۔'' کونر بڑبڑایا۔ ریکارڈو کی تقریر کے آخری ساٹھ سیکنڈ اسے لفظ بہ لفظ یاد تھے۔ اس نے اپنی توجہ ٹی وی اسکرین سے ہٹائی اور دھیرے دھیرے کھڑکی کی طرف بڑھا۔

''......یہ سنہرا موقع ضائع نہ ہو جائے......''

کوزنے پردہ کھینچا اور سڑک کے پار چوک کے شمالی حصے کو دیکھا، جہاں کولمبیا کا صدارتی امیدوار کانگریس بلڈنگ کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر کھڑا تقریر کررہا تھا۔ اب وہ تقریر کے اختتام پر تھا۔

کوزفنٹر جیراللہ بڑے تحمل سے انتظار کرتا رہا۔

''کولمبیا زندہ باد۔'' ریکارڈو گزمین نے نعرہ لگایا۔

''کولمبیا زندہ باد۔'' مجمع بھی دھاڑا۔ ان میں سے بیشتر کرائے کے نعرے باز تھے، جنھیں بڑے سلیقے سے مجمعے میں پھیلایا گیا تھا۔

''میں اپنے وطن سے عشق کرتا ہوں۔'' ریکارڈو نے اعلان کیا۔

تقریر کے تیس سیکنڈ باقی تھے۔ کوزنے کھڑکی کھولی۔ کمرہ باہر کی آوازوں سے بھر گیا۔ لوگ اب ریکارڈو کے کہے ہوئے ہر لفظ کو دہرا رہے تھے۔ تقریر کا ڈرامائی عنصر نمایاں ہورہا تھا۔ ریکارڈو کی آواز اب سرگوشی سے مشابہ تھی۔ ''میں ایک بات واضح کردوں۔ اگر میں صدر کی حیثیت سے آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں تو صرف اور صرف اس لیے کہ مجھے اپنے وطن سے عشق ہے.....''

کوزفنٹر جیراللہ نے ریمنگٹن 700 کے دستے کو دھیرے سے اپنے کندھے پر لگایا۔ باہر ہر نظر صدارتی امیدوار پر جمی تھی، جو ڈرامائی انداز میں کہہ رہا تھا۔ ''خدا کولمبیا کی حفاظت کرے۔''

''خدا کولمبیا کی حفاظت کرے۔'' مجمع بیک آواز دہرا رہا تھا۔

ریکارڈو گزمین نے اپنے مخصوص فاتحانہ انداز میں دونوں ہاتھ بلند کیے۔ ان ہاتھوں کو چند سیکنڈ یونہی ساکت رہنا تھا۔ اس کی ہر تقریر کا اختتام اسی پر ہوتا تھا۔ یہی وہ چند لمحے تھے، جن میں وہ بالکل ساکت اور غیر متحرک رہتا تھا۔

کوزنے ٹیلسکوپک سائٹ میں دیکھا۔ نقطوں والا دائرہ ریکارڈو کے دل سے ایک انچ اوپر تھا۔ وہ اسے نیچے لایا۔ ہدف طے کرنے کے بعد اس نے سانس روک لی اور دل ہی دل میں گننے لگا..... تین..... دو.....

ٹریگر پر اس کی انگلی کا دباؤ بتدریج بڑھ رہا تھا۔

گولی ریکارڈو گزمین کے سینے میں گھسی تو اس لمحے بھی وہ مسکرا رہا تھا۔ ایک سیکنڈ بعد وہ کسی بے جان پتلے کی طرح فرش پر ڈھیر ہوگیا۔ ہڈیوں کے، عضلات کے ٹکڑے ہر طرف اڑے تھے۔ جو لوگ اس کے قریب تھے، ان پر خون کے چھینٹے بھی آئے تھے۔

کوزفنٹر جیراللہ نے رائفل جھکائی، کھڑکی بند کی، پردہ گرایا اور رائفل کو پھر ٹکڑوں میں تقسیم کرنے لگا۔ اس کا مشن مکمل ہوچکا تھا۔

اس کے سامنے اب ایک ہی مسئلہ تھا۔ اسے خیال رکھنا تھا کہ اس سے گیارہویں تلقین کی خلاف ورزی سرزد نہ ہوجائے!

☆ ☆ ☆

''مجھے اس کی بیوی اور فیملی کے نام تعزیتی پیغام بھیجنا چاہیے؟'' ٹام لارنس سے پوچھا۔

''نہیں جناب صدر۔'' سیکریٹری آف اسٹیٹ نے جواب دیا۔ ''میرے خیال میں آپ کو یہ کام انٹرامریکن افیئرز کے اسسٹنٹ سیکریٹری کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ اب یہ بات طے ہے کہ انٹونیو بریرا کولمبیا کا صدر ہوگا اور ہمیں مستقبل میں اس کے ساتھ معاملت کرنی ہوگی۔''

''تدفین کے موقعے پر تم میری نمائندگی کروگے..... یا میں نائب صدر کو وہاں بھیجوں؟''

''میرا مشورہ ہے کہ ان میں سے ایک کام بھی نہ کیا جائے۔'' سیکریٹری آف اسٹیٹ بولا۔ ''آپ کی نمائندگی کے لیے بوگوٹا میں ہمارا سفیر کافی ہے۔ تدفین آنے والے ویک اینڈ پر ہوگی۔ ہمارے پاس معقول عذر ہے کہ ہمیں وقت نہیں مل سکا۔''

صدر امریکا نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ بعدی میرنگٹن ہر معاملے کو بے حد حقیقت پسندانہ انداز میں ہینڈل کرتا تھا۔

''اگر آپ کے پاس کچھ وقت ہو جناب صدر تو میں آپ کو کولمبیا کے بارے میں جو ہماری موجودہ پالیسی ہے، اس پر بریف کردوں۔ کیونکہ پریس والے لازمی طور پر اس میں ہمارے ملوث ہونے.....''

صدر نے اسے روکنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور اینڈی لائیڈ کمرے میں داخل ہوا۔

ٹام لارنس نے سوچا، اس کا مطلب ہے کہ گیارہ بجے ہیں۔ اس کا چیف آف اسٹاف اینڈی لائیڈ بھی سیکنڈز کی حد تک بھی لیٹ نہیں ہوتا تھا۔

"لیری، اس پر بعد میں بات کریں گے۔" اس نے سیکرٹری آف اسٹیٹ سے کہا۔ "اس وقت تو مجھے ایٹمی، حیاتیاتی، کیمیائی اور روایتی ہتھیاروں کے تخفیفی بل کے بارے میں پریس کانفرنس کرنی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس موقعے پر کوئی صحافی ایک ایسے ملک کے صدارتی امیدوار کے قتل کے بارے میں سوال پوچھ سکتا ہے، جس کے وجود تک سے بیشتر امریکی ناواقف ہیں۔"

لیری ہیرنگٹن نے کچھ نہیں کہا۔ ویسے وہ کہہ سکتا تھا کہ بیشتر امریکی تو دنیا کے نقشے پر ویت نام بھی تلاش نہیں کر سکتے، جہاں گزشتہ دو دہائیوں کے دوران ہزاروں امریکی قربان ہو چکے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ اینڈی لائیڈ کی آمد کے بعد اس کے لیے صدر امریکا کی توجہ حاصل کرنے کا کوئی امکان نہیں۔ صرف تیسری عالمی جنگ کا اعلان ہی اسے لائیڈ پر فوقیت دلا سکتا ہے۔

اس نے احتراماً سر خم کیا اور اوول آفس سے نکل آیا۔

"پتا نہیں، میں نے اس شخص کو اپائنٹ ہی کیوں کیا؟" صدر نے بند ہونے والے دروازے کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ٹیکساس میں ہماری کامیابی کا سبب صرف اور صرف لیری تھا جناب صدر۔ اس نے اس وقت وہاں ہمیں کامیابی دلائی، جب وہاں آپ کی مخالفت بہت زیادہ تھی اور کامیابی کا امکان نہ ہونے کے برابر تھا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن...... خیر!"

اینڈی لائیڈ سے ٹام لارنس کی دوستی اس زمانے سے تھی، جب وہ کالج میں ساتھ پڑھتے تھے۔ صدر امریکا منتخب ہونے کے بعد ٹام نے اینڈی کو اپنا چیف آف اسٹاف بنایا تو صرف اس لیے کہ ان دونوں کے درمیان اعتبار کا رشتہ تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں چھپاتے تھے۔ اینڈی صاف گو تھا اور ہر معاملے پر پوری دیانت داری سے اپنی بے لاگ رائے دینے کا قائل تھا۔ اور یہ خوبی ایسی تھی کہ اس کے ہوتے ہوئے وہ کبھی کسی الیکشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ یعنی اس کے سیاسی حریف بننے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

صدر نے وہ نیلی فائل کھولی، جس پر "برائے فوری توجہ" لکھا تھا۔ وہ فائل اینڈی صبح ہی چھوڑ کر گیا تھا۔ ٹام جانتا تھا کہ اینڈی نے اس فائل کی تیاری میں اپنی گزشتہ رات کی نیند کا بڑا حصہ قربان کیا ہوگا۔ اس میں وہ ممکنہ سوالات تھے، جو آج پریس کانفرنس میں اس سے کیے جا سکتے تھے۔

"میرا خیال ہے، پہلا سوال باربرا ایوانز ہی کرے گی۔" صدر نے کہا۔ "کچھ اندازہ ہے کہ اس کا سوال کیا ہوگا۔"

"نہیں جناب۔" اینڈی نے کہا۔ "لیکن وہ اسلحے کے تخفیفی بل کی حامی ہے۔ اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ وہ آپ کے خلاف جائے گی۔"

"یہ تو ہے۔ لیکن وہ پریشان کن سوال بہر حال کر سکتی ہے۔"

اینڈی نے اثبات میں سر ہلایا۔

ٹام لارنس نے سوال نامے پر نظر ڈالی...... اس بل کے نتیجے میں کتنے امریکی بے روزگار ہوں گے؟ اس نے سر اٹھا کر اینڈی کو دیکھا۔ "اینڈی، یہ بتاؤ، مجھے کس سے خاص طور پر بچنا ہے؟"

اینڈی مسکرایا۔ "میں تو کہتا ہوں، سبھی سے بچیے۔ صحافی تو ہوتے ہی خطرناک ہیں۔ ہاں، ایک مشورہ ضرور دوں گا۔ پریس کانفرنس ختم کرنے لگو تو فل ڈساچیج کو ضرور موقع دینا۔"

"وہ کیوں؟"

"اس نے ہر مرحلے پر بل کی حمایت کی ہے اور وہ آج تمہارے ڈنر میں مہمان بھی ہے۔"

ٹام لارنس نے مسکراتے ہوئے، سر کو تفہیمی جنبش دی اور متوقع سوالات کی فہرست کا جائزہ لینے لگا۔ ساتویں سوال پر وہ رکا...... کیا یہ ایک اور موقع نہیں کہ امریکا خود اپنا راستہ کھوٹا کر رہا ہے؟ سوال پڑھنے کے بعد اس نے سر اٹھا کر اپنے چیف آف اسٹاف کو دیکھا۔ "اس بل پر کانگریس کے بعض

اراکین کے ردعمل کو دیکھتا ہوں تو کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ ہم اب بھی کاؤبوائز کے طاقت کے قانون والے دور میں جی رہے ہیں۔'' اس نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ 40 فیصد امریکی اب بھی روس کو امریکا کے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ اور تیس فیصد عوام ایسے ہیں، جنہیں یقین ہے کہ وہ اپنی زندگی میں روس اور امریکا کی ایک جنگ ضرور دیکھیں گے۔''

ٹام لارنس نے سر پر ہاتھ پھیرا اور دوبارہ سوالات کی فہرست کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس بار وہ انیسویں سوال پر رکا۔ ''یہ مجھ سے میرا فوج میں بھرتی کا کارڈ جلانے کے بارے میں کب تک پوچھا جاتا رہے گا؟''

''جب تک تم کمانڈر ان چیف ہو۔'' اینڈی نے مختصر جواب دیا۔

ٹام لارنس زیر لب کچھ منمناتے ہوئے اگلے سوال کی طرف متوجہ ہو گیا۔

چند لمحے بعد اس نے پھر سر اٹھایا۔ ''سنو...... وکٹر زیرسکی کے روسی صدر منتخب ہونے کا تو کوئی امکان نہیں ہے نا؟''

''امکان تو نہیں ہے۔'' اینڈی نے جواب دیا۔ ''لیکن بہرحال رائے عامہ کے تازہ ترین سروے میں وہ تیسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ اگرچہ وہ وزیراعظم شرنوپوف اور جنرل بورودین سے کافی پیچھے ہے۔ لیکن مافیا کے بارے میں اس کا سخت اور غیر لچک دار موقف اس کی مقبولیت میں بتدریج اضافہ کر رہا ہے۔ شرنوپوف کے بارے میں بیشتر روسیوں کی رائے یہ ہے کہ روسی مافیا اس کی پشت پناہی کر رہی ہے۔''

''اور جنرل کی کیا پوزیشن ہے؟''

''اس کی مقبولیت میں کمی ہو رہی ہے۔ کئی ماہ سے روسی فوج کو تنخواہ نہیں ادا کی گئی ہے۔ اس طرح کی خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ روس فوجی سڑکوں پر کھلے عام سیاحوں کو اپنی فوجی وردیاں فروخت کر رہے ہیں۔''

''خدا کا شکر ہے کہ الیکشن ابھی دور ہے۔'' ٹام نے گہری سانس لے کر کہا۔ ''ورنہ اگر اس فاشسٹ زیرسکی کے روسی صدر بننے کا موہوم سا امکان بھی ہو تو میرے اسلحے میں تخفیف کے بل کو دونوں ایوانوں میں یقینی شکست ہو جائے۔''

اینڈی لائیڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔

ٹام کی انگلی سوالات پر نیچے کی طرف حرکت کرتی رہی۔ اس بار اس نے اٹھیسویں سوال پر توقف کیا۔ ''کانگریس کے کتنے اراکین کو اپنے ڈسٹرکٹس میں اسلحہ سازی کی سہولیات حاصل ہیں؟''

''72 سینیٹرز اور 211 ہاؤس ممبرز۔'' اینڈی نے جواب دیا۔ ''آپ کو دونوں ایوانوں میں اکثریت حاصل کرنے کے لیے ان میں سے کم از کم 60 فیصد کی حمایت حاصل کرنی ہو گی۔ ایسے ہی سینیٹر بیڈل کے ووٹ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔''

''فرینک بیڈل تو میرے زمانہ تعلیم سے تخفیفِ اسلحہ کے بل کی حمایت کر رہا ہے۔'' صدر نے کہا۔ ''وہ تو میری مخالفت کر ہی نہیں سکتا۔''

''وہ بل کے تو حق میں ہے۔ لیکن اس کے خیال میں تمہارے اقدامات ناکافی ہیں۔ اس کا مطالبہ ہے کہ دفاعی اخراجات میں 50 فیصد کمی ہونی چاہیے۔''

''اس کا یہ مطالبہ میں کیسے پورا کر سکتا ہوں؟''

''نیٹو چھوڑ کے...... یہ اعلان کر کے کہ اب یورپ کو اپنی ذمے داری آپ نبھانی چاہیے۔''

''لیکن یہ تو بہت غیر حقیقت پسندانہ بات ہو گی۔'' ٹام لارنس نے کہا۔ ''جمہوری اقدامات کے حامی امریکی تک اس کی مخالفت کریں گے۔''

''یہ بات تم سمجھ سکتے ہو، میں سمجھ سکتا ہوں۔ بلکہ مجھے شبہ ہے کہ فاضل سینیٹر بھی سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہر جگہ یہی گاتا پھرتا ہے کہ دفاعی اخراجات میں 50 فیصد کمی کر کے امریکا کے صحت اور پنشن کے مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔ یہی تو سیاست ہے۔ جب فیصلہ اور عمل درآمد آپ کے ہاتھ میں نہ ہو تو آپ کوئی مطالبہ بھی کر سکتے ہیں، خواہ وہ کتنا ہی ناممکن العمل ہو۔''

''کاش بیڈن صحت عامہ کی فکر کرنے کی بجائے دفاع کے بارے میں سوچے۔'' صدر نے آہ بھر کے کہا۔ پھر پوچھا۔ ''اس پر میرا جواب کیا ہونا چاہیے؟''

''بوڑھے امریکیوں کے مفادات کے لیے اس کی طویل خدمات پر زبردست تعریف کرنا اس کی۔ مگر یہ بھی کہہ دینا کہ جب تک تم کمانڈر ان چیف ہو، امریکا کے دفاعی اخراجات میں کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تمہاری پہلی ترجیح امریکا کو روئے زمین پر طاقت ور ترین ملک بنائے رکھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح تمہیں بیڈن کا ووٹ تو ملے گا ہی۔ ادھر اُدھر اڑتے ہوئے دو چار شکروں کے ووٹ بھی مل جائیں گے۔''

صدر نے تیسرا ورق اُلٹا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔ اکتیسویں سوال کو دیکھ کر وہ سرد آہ بھرنے پر مجبور ہو گیا۔ ''او کے اینڈی۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس کا کیا جواب ہو گا۔''

''کہنا کہ تمام امریکی اپنے اپنے نمائندوں پر یہ واضح کر رہے ہیں کہ اس بل کو بہت پہلے منظور ہو جانا چاہیے تھا۔''

''یہ تو میں نے پچھلی بار بھی کہا تھا ... منشیات کی روک تھام کے بل کے موقعے پر۔''

''مجھے یاد ہے جناب صدر۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ پوری قوم نے آپ کا ساتھ دیا تھا۔''

ٹام لارنس نے پھر ایک آہ سرد بھری۔ ''اُف ... ایک ایسی قوم کی سربراہی، جہاں پریس والوں کو یقین ہو کہ وہ منتخب عوامی نمائندوں سے کہیں بہتر طور پر حکومت چلا سکتے ہیں، کانٹوں کی سیج کے سوا اور کیا کہلائے گی۔''

''اب تو روسیوں کو بھی پریس والوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔'' اینڈی لائیڈ نے کہا۔

''ایک زمانہ تھا کہ ہم اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ خیر ...'' صدر اب آخری سوال پر غور کر رہے تھے۔ ''میرا خیال ہے کہ اگر شرنوپوف اپنے ووٹرز سے یہ وعدہ کرے کہ صدر بننے کے بعد وہ دفاع سے زیادہ صحت عامہ پر خرچ کرے گا تو اس کی کامیابی یقینی ہو جائے گی۔''

''ممکن ہے۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ زریمسکی جیت گیا تو وہ نئے اسپتال تعمیر کرنے کے بجائے ایٹمی ہتھیار سازی پر توجہ دے گا۔''

''ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن اس جنونی کے کامیاب ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔''

اینڈی لائیڈ کی خاموشی اس کے اختلاف کی غماز تھی۔

☆ ☆ ☆

کونر فٹز جیرالڈ جانتا تھا کہ اگلے بیس منٹ میں اس کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اس نے ٹی وی اسکرین کی طرف دیکھا۔ چوک پر بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ لوگ اندھا دھند ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ ریکارڈو گزمین کے دو مشیر اس کی لاش کی ہیئت پر جھکے ہوئے تھے۔

کونر نے استعمال شدہ کارتوس کو چیمبر سے نکالا اور چرمی کیس اس کے سلاٹ میں رکھ دیا۔ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ دکان کا مالک دیکھ سکے گا کہ چھ گولیوں میں سے ایک استعمال ہو چکی ہے۔

چوک پر اس طرف سے پولیس کار کے سائرن کی صاف اور واضح آواز سنائی دے رہی تھی۔ لوگوں کی چیخ پکار کا اب بھی وہی عالم تھا۔

اس نے ٹی وی اسکرین پر آخری نظر ڈالی۔ چوک میں مقامی پولیس حرکت کرتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے ویو فائنڈر کو علیحدہ کر کے اس کے سلاٹ میں رکھا۔ پھر اس نے بیرل علیحدہ کی اور آخر میں دستے کو چرمی کیس میں اس کی مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔ پھر اس نے چرمی کیس کو اٹھایا، ٹی وی پر رکھی ایش ٹرے میں سے ایک ماچس اٹھا کر جیب میں رکھی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ کھول کر اس نے راہ داری میں ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا سامان لانے لے جانے والی لفٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار پر لگے سفید بٹن کو کئی بار دبایا۔ نوادرات کی دکان کے لیے جاتے وقت اس نے فائر اسکیپ کی طرف کھلنے والی کھڑکی کو غیر مقفل کیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ آگ سے بچاؤ والی سیڑھیوں کے نچلے سرے پر کسی پولیس والے کی موجودگی خارج از امکان نہیں تھی۔ نہ وہاں گولیوں کی بوچھاڑ میں

اسے صاف بچا کرلے جانے کے لیے کوئی ہیلی کاپٹر تیار ملے گا۔ یہ کوئی جان ریمبو کی فلم نہیں تھی۔ یہ حقیقی زندگی تھی۔

لفٹ کے دروازے کھلے تو اس کا سرخ جیکٹ پہنے ہوئے اس ویٹر سے سامنا ہوا، جس کے ہاتھوں پر کھانے کی بھری ہوئی ٹرے تھی۔

ویٹر سامان والی لفٹ کے دروازے پر ایک گیسٹ کو موجود پا کر بجا طور پر حیران ہوا۔ "معاف کیجیے سینور یہ لفٹ آپ کے لیے نہیں ہے۔" اس نے احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

لیکن کوزر اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے لفٹ میں داخل ہوا اور اس نے بہت تیزی سے بٹن بھی دبا دیا۔ ویٹر اسے یہ بھی نہیں بتا سکا کہ یہ لفٹ اسے نیچے کچن میں پہنچائے گی۔

نیچے پہنچ کر کوزر ڈشوں سے بھری میزوں کے درمیان تیزی سے آگے بڑھا۔ خوش قسمتی سے اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔ چند باوردی کک اس کی طرف بڑھے۔ لیکن اس نے انھیں کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ وہ تیزی سے باہر نکل آیا۔

اب وہ ایک نیم روشن راہداری میں تھا۔ روشنی کم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اس راہداری کے آدھے سے زیادہ بلب رات کو ہی ساکٹ سے نکال لیے تھے۔ راہداری کے اختتام پر ایک بھاری دروازہ تھا، جو ہوٹل کے انڈر گراؤنڈ کار پارکنگ میں کھلتا تھا۔

اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک بڑی چابی نکالی اور دروازے کو اپنے عقب میں بند کرنے کے بعد مقفل بھی کر دیا۔ پھر وہ ایک چھوٹی سیاہ فاکس ویگن کی طرف بڑھا، جو پارکنگ کے تاریک ترین گوشے میں کھڑی تھی۔ اس نے پینٹ کی جیب سے ایک چھوٹی چابی نکالی اور کار کا دروازہ کھولا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔ گاڑی فوراً ہی اسٹارٹ ہو گئی۔ حالانکہ گزشتہ تین دن سے اس نے گاڑی استعمال نہیں کی تھی۔ اس نے بڑی احتیاط سے، جلد بازی کیے بغیر گاڑی کو دوسری گاڑیوں کے درمیان سے گزارا۔ سڑک پر آ کر چند لمحے اس نے گاڑی روک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ پولیس والے ایک کار کی تلاشی لے رہے تھے۔ انھوں نے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

اس نے گاڑی کو بائیں جانب موڑا اور چلا دیا۔

چند لمحے بعد اسے عقب سے سائرن کی آواز سنائی دی۔ اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ دو موٹر سائیکل سوار پولیس والے اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ اس نے گاڑی سائیڈ میں کی۔ موٹر سائیکلیں اور ان کے پیچھے آنے والی ایمبولینس آگے نکل گئی۔ ایمبولینس، ریکارڈو گزمین کی لاش لے کر جا رہی تھی۔

کوزر نے اپنی گاڑی کو بائیں جانب کی ایک سائیڈ اسٹریٹ میں موڑ لیا۔ وہ لمبا چکر کاٹ کر نوادرات کی اسی دکان کی طرف جا رہا تھا۔ چوبیس منٹ بعد وہ ایک گلی میں داخل ہوا اور اس نے اپنی کار ایک ٹرک کے پیچھے روک دی۔ اس نے پسنجر سیٹ کے نیچے سے بوسیدہ چرمی کیس نکالا اور کار سے اتر آیا۔ اس نے کار کو لاک نہیں کیا تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ اپنا کام نمٹا کر واپس آنے میں اسے زیادہ سے زیادہ دو منٹ لگیں گے۔

اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ گلی سنسان تھی۔

ایک بار پھر وہ دکان میں داخل ہوا۔ برگلر الارم پھر چیخنے لگا۔ لیکن اس بار اسے الارم کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ مقامی پولیس اس وقت بری طرح مصروف ہے۔ ایک طرف اسٹیڈیم میں میچ شروع ہونے والا ہے۔ اور دوسری طرف صدارتی امیدوار قتل ہو چکا ہے۔ پولیس کے لیے ایسے ہی نوادرات کی اس دکان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

کاؤنٹر کے پاس پہنچ کر اس نے پھر ادھر اُدھر دیکھا۔ حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ جو لوگ اسٹیڈیم میں میچ نہیں دیکھ رہے تھے، وہ اس وقت کہیں نہ کہیں کسی ٹی وی سیٹ کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں کوئی راہ گیر نہیں تھا۔

کوزر نے چرمی کیس کو شوکیس میں وہیں رکھ دیا، جہاں سے پہلی بار اٹھایا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ دکان کے مالک مسٹر ایسکوبار کو یہ پتا چلانے میں کتنا وقت لگے گا کہ چرمی کیس وہاں سے اٹھایا گیا ہے۔ رائفل استعمال کی گئی ہے اور چھ گولیوں میں سے ایک چلائی جا چکی ہے۔ اور جب اسے پتا چلے گا تو کیا وہ پولیس کو یہ اطلاع دینے کی زحمت کرے گا؟

ڈیڑھ منٹ بعد کونر فٹز جیرالڈ دوبارہ اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔ دکان میں الارم اب بھی چیخ رہا تھا۔ گاڑی کا رخ اب ال ڈورا ڈا ایئر پورٹ کی طرف تھا۔ اس میں کسی نے دلچسپی نہیں لی۔ فٹ بال کا میچ اب شروع ہی ہونے والا تھا اور ویسے میں سان وکٹوریہ میں نوادرات کی ایک دکان میں چیخنے والے برگلرز الارم اور پلازا ڈی بولیوار میں قتل ہونے والے صدارتی امیدوار کے درمیان کوئی سمجھ میں آنے والا تعلق نہیں تھا۔

ہائی وے پر پہنچ کر اس نے گاڑی کو بیچ کی لین میں ڈال دیا۔ اور اس نے رفتار کا بھی خیال رکھا کہ مقررہ رفتار سے زیادہ نہ ہو۔ راستے میں کئی پولیس کاریں ملیں جو شہر کی طرف جا رہی تھیں۔ اگر وہ اسے روک کر چیک کرتے تو بھی فکر کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس کے پاس تمام ضروری کاغذات موجود تھے۔ عقبی سیٹ پر رکھے ہوئے سوٹ کیس کی تلاشی لی جاتی تو اس بات کی تصدیق ہو جاتی کہ وہ بزنس مین تھا اور کان کنی کے آلات فروخت کرنے کی غرض سے کولمبیا آیا تھا۔ ایئر پورٹ سے کوئی چوتھائی میل پیچھے اس نے گاڑی ہائی وے سے موڑ لی۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی سان سیبسٹین ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں داخل ہوئی۔ کونر نے گلو کمپارٹمنٹ میں سے ایک استعمال شدہ پاسپورٹ برآمد کیا۔ پھر اس نے ان بیلویڈر ہوٹل سے کی ماچس سے پاسپورٹ کو آگ دکھا دی۔ وہ پاسپورٹ ڈرک ون ریٹس برگ کے نام تھا۔ پاسپورٹ جلاتے ہوئے اس نے یہ خیال رکھا تھا کہ ساؤتھ افریقہ کا نام نہ جلے۔

اس نے ماچس سیٹ پر چھوڑی۔ پھر عقبی سیٹ سے سوٹ کیس اٹھا کر وہ کار سے نکلا اور دروازہ بند کر دیا۔ چابی اس نے اگنیشن ہی میں لگی چھوڑ دی تھی۔

وہ دروازہ کی طرف بڑھا۔ سیڑھیوں کے نیچے سائیڈ میں ایک ڈسٹ بن رکھا تھا۔ اس نے بھاری چابی اور اس کے ساتھ جلے ہوئے پاسپورٹ کی باقیات ڈسٹ بن میں ڈال دیں۔

ریوالونگ ڈور سے گزر کر وہ اندر داخل ہوا۔ وہاں جاپانی بزنس مینوں کا ایک گروپ لفٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ بھی ان میں شامل ہو گیا۔ لیکن تیسری منزل پر لفٹ سے اترنے والا وہ واحد آدمی تھا۔ وہاں سے وہ سیدھا کمرہ نمبر 347 کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے پلاسٹک کا ایک اور کارڈ نکالا اور ایک اور دروازہ کھول۔ وہ کمرہ اس نے ایک اور نام سے لیا تھا۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے سوٹ کیس بیڈ پر اچھالا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔ ابھی ٹیک آف میں ایک گھنٹہ سترہ منٹ باقی تھے۔ اس نے جیکٹ اتار کر کرسی پر لٹکا دی۔ پھر اس نے سوٹ کیس کھول کر ایک واش بیگ نکالا اور باتھ روم میں چلا گیا۔ گرم پانی آنے میں کچھ دیر لگی۔ اس دوران اس نے اپنے ناخن تراشے۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ رگڑ رگڑ کر دھوئے اس سرجن کی طرح جو آپریشن کی تیاری کر رہا ہو۔

ایک بیلنے کی بڑھی ہوئی شیو سے چھٹکارا پانے میں اسے بیس منٹ لگے۔ کئی بار شیمپو کر کے گرم پانی سے سر دھونے کے بعد اسے بالوں کے مصنوعی رنگ اور لہریوں سے نجات ملی۔ اس نے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ وہ کہیں سے بھی پہلے والا آدمی نہیں لگ رہا تھا۔

باتھ روم سے کپڑے بدل کر وہ نکلا اور کونے میں رکھے ڈراور کی طرف بڑھا۔ تیسری دراز کو کھول کر اس نے ٹٹولا۔ اوپر کی سمت ٹیپ کی مدد سے ایک پیکٹ چپکایا گیا تھا۔ اگرچہ وہ کئی دن اس کمرے میں نہیں آیا تھا۔ لیکن اسے یقین تھا کہ اس پیکٹ کی موجودگی کا کسی کو پتا نہیں چلا ہوگا۔

کونر نے براؤن لفافے کو چاک کیا اور اندر دیکھا۔ وہ ایک اور نام سے ایک اور پاسپورٹ تھا۔ اس کے علاوہ لفافے میں پانچ سو ڈالر اور کیپ ٹاؤن کا ہوائی جہاز کا ایک ٹکٹ تھا۔

پانچ منٹ بعد وہ کمرہ نمبر 347 سے نکلا تو اس کے کپڑے کمرے میں بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے دروازے پر "ڈونٹ ڈسٹرب" کی تختی لٹکا دی۔

لفٹ میں بیٹھ کر وہ نیچے آیا۔ لابی میں کسی نے اس پر دوسری نظر نہیں ڈالی۔ اس نے چیک آؤٹ کرنے کی زحمت نہیں کی۔ 8 دن پہلے جب وہ آیا تھا تو اس نے پیشگی ادائیگی کر دی تھی۔ ایک بار بھی اس نے روم سروس کی خدمات سے استفادہ نہیں کیا تھا۔ ہوٹل میں اس کا حساب صاف تھا۔ اس کے ذمے کوئی واجبات نہیں تھے۔

چند منٹ اسے شٹل بس کی آمد کا انتظار کرنا پڑا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ٹیک آف میں اب بھی 43 منٹ باقی تھے۔ لیما جانے والی ایرو پیرو کی فلائٹ کے بارے میں اسے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ اس روز کوئی کام بھی وقت پر نہیں ہوگا۔

بس سے ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد وہ پرسکون انداز میں چیک ان کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ لیما جانے والی فلائٹ ایک گھنٹہ لیٹ ہوگئی ہے۔ ڈیپارچر ہال میں پولیس والے کثیر تعداد میں موجود تھے اور ہر مسافر کو مشتبہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اسے بھی کئی بار روک کر پوچھ گچھ کی گئی اس کے سوٹ کیس کی تلاشی بھی لی گئی۔ مگر بالآخر اسے گیٹ نمبر 47 کی طرف بھیج دیا گیا۔

کچھ دیر بعد ہال میں پولیس والے چند مسافروں کو گھسیٹتے نظر آئے۔ کونز مسکرایا۔ بڑھی ہوئی شیو والے کاکیشین عتاب میں آرہے تھے۔ اس نے سوچا، ایسے کتنے ہی لوگوں کی آج رات حوالات میں گزرے گی۔ وہ اس کے کیے کی سزا بھگتیں گے۔

ذرا دیر بعد وہ پاسپورٹ کنٹرول کی قطار میں تھا۔ اپنی باری آنے پر اس نے اپنا نیا نام دہرایا۔ اس روز وہ تیسرا نام تھا، جو وہ استعمال کر رہا تھا۔ باوردی اہل کار نے نیوزی لینڈ کا پاسپورٹ کھولا اور بڑی باریک بینی سے تصویر کا جائزہ لیا۔ تصویر اور صاحب تصویر میں واضح مشابہت موجود تھی۔ اس نے کرائسٹ چرچ کے سول انجینئر اسٹیمر ڈگلس کو پاسپورٹ واپس دیا، جو ڈیپارچر لاؤنج کی طرف چلا گیا۔

بالآخر مزید کچھ دیر کی تاخیر کے بعد فلائٹ اناؤنس ہوئی۔ ایک ایئر ہوسٹس نے مسٹر ڈگلس کو فرسٹ کلاس میں اس کی نشست پر پہنچایا۔ ''آپ شمپین لیں گے؟'' اس نے پوچھا۔

کونز نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نو تھینک یو۔ مجھے ایک گلاس سادہ پانی چاہیے۔'' اس نے نیوزی لینڈ والوں کا لہجہ اپنانے کی کامیاب کوشش کی تھی۔ اس نے اپنی سیٹ بیلٹ باندھی اور ایک رسالہ کھول کر بیٹھ گیا۔ درحقیقت وہ پڑھ نہیں رہا تھا بلکہ وہ اعصابی تناؤ کا شکار تھا۔ بالآخر جہاز نے رن وے پر دوڑنا شروع کیا۔ جیسے ہی اس کے پہیوں نے زمین چھوڑی، کونز فنٹر جیرالڈ پہلی بار پرسکون ہوا۔

جہاز بلندی پر پہنچا تو اس نے رسالے کو ایک طرف رکھ دیا۔ اب وہ آنکھیں بند کر کے یہ سوچ رہا تھا کہ کیپ ٹاؤن پہنچنے کے بعد اسے کیا کرنا ہوگا۔

اچانک اناؤنس منٹ سسٹم پر جہاز کے کیپٹن کی آواز ابھری۔ ''میں آپ کا کیپٹن آپ سے مخاطب ہوں۔'' مجھے ایک اناؤنس منٹ کرنا ہے، جو آپ میں سے کچھ لوگوں کے لیے یقیناً پریشانی کا باعث ہوگا ''

کونز فنٹر جیرالڈ سنبھل کر بیٹھ گیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جہاز کو دوبارہ بوگوٹا لے جایا جا رہا ہو۔ یہی ایک بات وہ گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

'' مجھے افسوس کے ساتھ بتانا پڑ رہا ہے کہ آج کولمبیا میں ایک قومی المیہ رونما ہوا ہے '' کیپٹن کہہ رہا تھا۔

کونز کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ وہ اعصاب زدہ ہو رہا تھا۔

ایک لمحے کے توقف کے بعد کیپٹن نے کہا۔ ''میرے دوستو۔'' اس کے لہجے میں سوگواری تھی۔ ''کولمبیا کو ایک بہت بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے۔'' اس نے پھر توقف کیا اور بالآخر اپنی بات مکمل کی۔ ''برازیل نے ہماری قومی ٹیم کو دو کے مقابلے میں ایک گول سے ہرا دیا ہے۔''

جہاز میں ایک اجتماعی کراہ گونج کر رہ گئی۔ لگتا تھا کہ وہ واقعی ایک بڑا قومی المیہ ہے۔

کونز پہلی بار خوش دلی سے مسکرایا۔

ایئر ہوسٹس اس کے پاس چلی آئی۔ ''اب جبکہ سفر شروع ہوگیا ہے تو آپ کچھ لینا چاہیں گے مسٹر ڈگلس؟''

''ضرور۔ میرا خیال ہے، شمپین کا وہ جام اب میں قبول کر سکتا ہوں۔''

☆ ☆ ☆

صدر نام لارنس کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ پیک تھا۔ تمام اخباری نمائندے احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

''لیڈیز اینڈ جنٹلمین، صدر امریکا۔'' پریس سیکرٹری نے یوں اعلان کیا، جیسے صحافی اس حقیقت سے بے خبر ہوں۔

ٹام لارنس پوڈیم پر پہنچا اور اس نے اینڈی لائیڈ کی دی ہوئی نیلی فائل لیکٹرن پر رکھ دی۔ پھر اس نے ہاتھ سے تمام لوگوں کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

"مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے" صدر نے پرسکون لہجے میں بات شروع کی۔" کہ میں نے امریکی عوام سے انتخابی مہم کے دوران جس بل کا وعدہ کیا تھا، وہ کانگریس کو بھیج رہا ہوں۔"

وائٹ ہاؤس کے چند نامہ نگار جو پہلی قطار میں بیٹھے تھے، لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ وہ دکھاوا تھا۔ ورنہ وہ جانتے تھے کہ چھپنے کے قابل اسٹوری تو سوال جواب کے سیشن میں سامنے آئے گی اور صدر کی افتتاحی تقریر کے نوٹس تو انہیں پہلے ہی فراہم کر دیے گئے تھے۔

صدر ٹام لارنس اب اس بل کی افادیت کے بارے میں بتا رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اس بل کی منظوری کے نتیجے میں، ریونیو کی جو بچت ہوگی، وہ صحت عامہ کے پروگرام میں کام آئے گی۔ یوں بوڑھے امریکیوں کو ریٹائرمنٹ کے بعد بہتر معیار زندگی کی نوید دی جا سکے گی۔

"یہ وہ بل ہے، جس کی حمایت ہر درد مند شہری کرے گا۔ مجھے فخر ہے کہ میں وہ امریکی صدر ہوں، جسے کانگریس کے سامنے یہ بل پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔" ٹام نے سر اٹھا کر حاضرین کو دیکھا اور مسکرایا۔ پہلی قطار میں اسے جانے پہچانے چہرے نظر آ رہے تھے۔ "باربرا۔" اس نے یو پی آئی کی سینیئر جرنلسٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" اب آپ لوگ سوال کر سکتے ہیں۔"

باربرا اپنی جگہ سے اٹھی۔ "شکریہ جناب صدر۔" اس نے کہا۔ پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے سوال کیا۔" کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ کولمبیا کے صدارتی امیدوار ریکارڈو گزمین کے قتل میں سی آئی اے ملوث نہیں ہے۔"

کمرے میں ایسا لگا کہ وہاں جیسے برقی رو کی طرح دوڑ گئی ہے۔

ٹام لارنس 31 سوالوں کی فہرست کو یوں گھور رہا تھا، جیسے ان کے درمیان سے اس سوال کا جواب ابھر آئے گا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کاش اس نے ہیری ہیرنگٹن کی پیشکش کا مثبت جواب دیا ہوتا تو اسے کام کی تفصیلات کا علم تو ہوتا۔

"مجھے خوشی ہے باربرا کہ تم نے یہ سوال کیا۔" بالآخر وہ بولا۔" کیونکہ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جب تک میں وائٹ ہاؤس میں ہوں، اس طرح کی کسی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ انتظامیہ کسی بھی حال میں کسی اور ملک کے انتخابی عمل میں کبھی مداخلت نہیں کرے گی۔

کتاب گھر کا پیغام

ادارہ کتاب گھر اردو زبان کی ترقی و ترویج، اردو مصنفین کی مؤثر پہچان اور اردو قارئین کے لیے بہترین اور دلچسپ کتب فراہم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں تو اس میں حصہ لیجیے۔ ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ کتاب گھر کو مدد دینے کے لیے آپ

1. کتاب گھر پر لگائے گئے اشتہارات کے ذریعے ہمارے سپانسرز کو وزٹ کریں۔ ایک دن میں آپ کی صرف ایک وزٹ ہماری مدد کے لیے کافی ہے۔
2. اگر آپ کے پاس کسی اچھے ناول یا کتاب کی کمپوزنگ (ان پیج فائل) موجود ہے تو اسے دوسروں سے شیئر کرنے کے لیے کتاب گھر کو دیجیے۔
3. http://kitaabghar.com کا نام اپنے دوست احباب تک پہنچائیے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے آج صبح ہی سیکرٹری آف اسٹیٹ کو ہدایت کی ہے کہ وہ مسز گزمین کی بیوہ سے فون پر میری طرف سے تعزیت کریں۔"

درحقیقت جب باربرا نے مقتول کا نام لیا تو ٹام لارنس نے سکون کی سانس لی تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے اسے کولمبیا کے مقتول صدارتی امیدوار کا نام تک معلوم نہیں تھا۔

"میں یہ بھی بتا دوں باربرا کہ مقتول صدارتی امیدوار کی تدفین میں نائب صدر میری نمائندگی کریں گے۔" ٹام نے مزید کہا۔ "یہ تقریب اس ویک اینڈ پر بوگوٹا میں ہوگی۔"

یہ سنتے ہی سیکرٹ سروس کا ایجنٹ پیٹ ڈیوڈ کمرے سے نکل گیا۔ اس سے پہلے کہ پریس والے نائب صدر تک پہنچیں، نائب صدر کو اس سلسلے میں خبردار کر دینا ضروری تھا۔

باربرا ایوانز صدر کے جواب سے غیر مطمئن نظر آ رہی تھی۔ لیکن صدر نے اسے بات آگے بڑھانے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ پچھلی قطار میں کھڑے ہوئے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اسے امید تھی کہ اس صحافی کو کولمبیا کے صدارتی انتخاب میں دلچسپی نہیں ہوگی۔

ٹام لارنس کی یہ امید تو پوری ہوئی۔ لیکن اس کا سوال سننے کے بعد وہ پچھتایا کہ اس کی طرف متوجہ ہی کیوں ہوا تھا۔

"اگر وکٹر زیریمسکی روس کا صدر منتخب ہو جاتا ہے تو آپ کے اس بل کی منظوری کے کیا امکانات ہوں گے؟" اس شخص نے سوال کیا۔

اگلے چالیس منٹ صدر ٹام لارنس کے لیے بہت سخت تھے۔ اس کی کوشش تھی کہ سوالات صرف تخفیف اسلحہ کے بل سے متعلق ہوں۔ لیکن صحافی جنوبی امریکہ میں سی آئی اے کے کردار کے بارے میں جاننے پر مصر تھے۔ وہ یہ بھی جاننا چاہتے تھے کہ اگر وکٹر زیریمسکی روس کا صدر منتخب ہو جاتا ہے تو امریکا اس سے کیسے نمٹے گا۔ مشکل یہ تھی کہ ٹام نے ان دونوں موضوعات پر بالکل ہوم ورک نہیں کیا تھا۔

آخر میں فل اسانچ نے ایک نرم سوال کر کے اسے سنبھلنے کا موقع فراہم کیا۔ اس نے بھی اس سوال کا بہت تفصیلی جواب دیا۔ اس کے بعد اس نے پریس کانفرنس کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ "شکریہ خواتین و حضرات۔ ہمیشہ کی طرح آپ لوگوں سے مل کر آج بھی مجھے بہت خوشی ہوئی۔" یہ کہہ کر وہ پلٹا اور کمرے سے نکل آیا۔ اس کا رخ اوول آفس کی طرف تھا۔

جیسے ہی اینڈی لائیڈ اس کے قریب پہنچا، اس نے سرگوشی میں کہا۔ "مجھے فوری طور پر لیری ہیرنگٹن سے بات کرنی ہے۔ سب سے پہلے اس سے رابطہ کرو۔ اور اس کے بعد بینکلے کال کرو۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر مجھے سی آئی اے کی ڈائریکٹر سے بات کرنی ہے۔"

"میرے خیال میں جناب صدر، آپ کا یہ اقدام غیر عقل مندانہ ... " اینڈی لائیڈ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"میں نے کہا نا اینڈی ... ایک گھنٹے کے اندر ... " ٹام نے نظریں اٹھائے بغیر کہا۔ "میں یقینی طور پر جاننا چاہتا ہوں کہ اس قتل میں سی آئی اے کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ ورنہ اس ڈیکسٹر کو میں مزہ چکھا دوں گا۔"

"میں سیکرٹری آف اسٹیٹ کو فوری طور پر آپ کے پاس بھیجتا ہوں جناب صدر۔" اینڈی نے کہا اور ایک قریبی دفتر میں چلا گیا۔ وہاں سے اس نے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں لیری ہیرنگٹن کو فون کر کے صدر کا پیغام پہنچایا۔

لیری ہیرنگٹن اپنی خوشی نہ چھپا سکا۔ پریس کانفرنس کے فوراً بعد یہ طلبی اس بات کا ثبوت تھا کہ اسے وقت نہ دے کر صدر کو پچھتانا پڑا ہے۔

وہ فون کرنے کے بعد اینڈی اپنے آفس میں گیا۔ دروازہ بند کر کے وہ چند منٹ اپنی کرسی پر خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ اپنے ذہن میں جملے ترتیب دینے کے بعد اس نے وہ نمبر ملایا، جس پر جواب صرف ایک ہی شخصیت دیتی تھی۔

"ڈائریکٹر سی آئی اے" دوسری طرف سے ہیلن ڈیکسٹر نے کہا۔

☆ ☆ ☆

کونر فٹز جیرالڈ نے اپنا پاسپورٹ آسٹریلوی کسٹم افسر کی طرف بڑھایا۔ اگر اس پاسپورٹ کو چیلنج کر دیا جاتا تو یہ بہت بڑی ستم ظریفی ہی کہلاتی۔ کیونکہ تین ہفتوں کے دوران وہ پہلا موقع تھا کہ اس نے اپنے اصل نام کا پاسپورٹ بڑھایا تھا۔

کسٹم افسر نے پاسپورٹ کی تفصیلات کمپیوٹر کو فیڈ کیں اور کمپیوٹر اسکرین کا جائزہ لینے لگا۔ چند لمحے بعد اس نے پاسپورٹ پر ویزے کی مہر لگائی اور خلیق لہجے میں بولا۔ "امید ہے مسٹر فٹز جیرالڈ کو آسٹریلیا میں آپ اچھا وقت گزاریں گے۔"

کونر اس کا شکریہ ادا کر کے کسٹم ہال میں چلا آیا۔

گزشتہ روز وہ کیپ ٹاؤن پہنچا تو اس کا پرانا ہم پیشہ دوست کارل کونٹرا ایئرپورٹ پر موجود تھا۔ انھوں نے چند گھنٹے ساتھ گزارے۔ اس دوران کونر نے کارل کو اپنی کارگزاری کے متعلق بتایا۔ پھر ان کے درمیان ذاتی گفتگو ہوتی رہی۔ کارل نے اپنی طلاق کے بارے میں بتایا اور کونر کارل کو میگی اور تارہ کی مصروفیت کے بارے میں بتاتا رہا۔ لنچ انھوں نے ساتھ ہی کیا تھا۔ وہیں ڈیوٹی فری شاپ سے کونر نے میگی اور تارہ کے لیے تحفے خریدے، جن پر میڈ ان ساؤتھ افریقہ کی صاف اور واضح مہر لگی ہوئی تھی۔ اس کے پاسپورٹ سے کسی بھی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا تھا کہ وہ بوگوٹا، لیما اور بیونس آئرس سے ہوتا ہوا کیپ ٹاؤن پہنچا تھا۔

کارل سے رخصت ہو کر کونر نے سڈنی کی فلائٹ پکڑی تھی۔

اور اب سڈنی ایئرپورٹ پر وہ ساکت کنسول کے سامنے بیٹھا اپنے سامان کی آمد کا منتظر تھا۔ ایسے میں وہ اپنی زندگی کے گزشتہ اڑتیس برسوں کے بارے میں سوچ سکتا تھا۔

کونر فٹز جیرالڈ کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے تھا، جس نے ہمیشہ قانون کے محافظ پیدا کیے تھے۔

اس کے دادا جن کا نام مشہور آئرش شاعر آسکر کے نام پر رکھا گیا تھا، صدی کے آغاز پر کلکینی سے ہجرت کر کے امریکا آ گئے تھے۔ ایلس آئی لینڈ پر اترتے ہی انھوں نے شکاگو کا رخ کیا تھا، جہاں ان کا کزن پولیس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا تھا۔

آسکر فٹز جیرالڈ ان گنے چنے پولیس افسران میں سے تھا، جنھوں نے ہر ترغیب کو ٹھکرا دیا تھا اور رشوت کبھی قبول نہیں کی تھی۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ سارجنٹ کے عہدے سے اوپر نہیں جا سکا۔ شاید اس کے صلے میں خدا نے اسے پانچ ایسے بیٹوں سے نوازا، جن کے دل خوف خدا سے معمور تھے۔ آسکر کی محرومی یہ تھی کہ اسے بیٹی کی آرزو تھی۔ لیکن ہر بار قسمت نے اس کی جھولی میں ایک بیٹا ڈال دیا تھا۔

پانچویں بیٹے کی پیدائش کے بعد خاور اور یلی نے اسے سمجھایا۔ "آسکر اب بس کرو۔" انسان کوشش ہی کر سکتا ہے۔ لیکن خدا نے تمھارے نصیب میں بیٹی نہیں لکھی تو تمھیں بیٹی نہیں مل سکتی۔ اور آنے والا ہر بیٹا تمھاری محرومی کے احساس میں اضافہ ہی کرے گا۔"

میری فٹز جیرالڈ خاور ویلی کی شکر گزار تھی۔ کیونکہ ایک سارجنٹ کی تنخواہ پر پانچ بڑھتے ہوئے بیٹوں کی پرورش آسان نہیں تھی۔ جبکہ رشوت کا پیسہ خود میری کو بھی گوارا نہیں تھا۔ آسکر کبھی اسے مقررہ رقم سے زیادہ دیتا تو وہ بہت سختی سے پوچھتی کہ یہ اضافی رقم کہاں سے آئی ہے۔

ہائی اسکول سے نکلنے کے بعد آسکر کے تین بیٹے شکاگو پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہو گئے۔ وہاں انھیں کم وقت میں وہ ترقی ملی، جس کا اصل مستحق ان کا باپ تھا۔ چوتھا پادری بن گیا۔ سب سے چھوٹا، کونر کا باپ جرم و انصاف کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے ایف بی آئی جوائن کی۔ 1949ء میں اس نے کیتھرین اوکیف سے شادی کی۔ ان کا صرف ایک ہی بیٹا تھا کونر فٹز جیرالڈ'

کونر 8 فروری 51ء کو شکاگو جنرل ہاسپٹل میں پیدا ہوا۔ وہ بہت چھوٹا تھا کہ سب نے اس کی فٹ بال کی خداداد صلاحیت کو جان لیا۔ جب وہ ماؤنٹ کارمل ہائی اسکول کی فٹ بال ٹیم کا کیپٹن بنا تو اس کے باپ کو بہت خوشی ہوئی۔ لیکن اس کی ماں کو ہمیشہ اس کے ہوم ورک کی فکر رہتی تھی۔ "زندگی فٹ بال کھیل کر نہیں گزاری جا سکتی۔" وہ اکثر اسے یاد دلاتی رہتی تھی۔

وہ نیک والدین کی اولاد تھا۔ اس کا باپ عورتوں کا بہت احترام کرتا تھا۔ اور اس کی ماں کے کردار کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ کونر لڑکیوں کے معاملے میں بہت شرمیلا تھا۔ ماؤنٹ کارمل ہائی اسکول کی کتنی ہی لڑکیوں نے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن کونر تو جیسے پتھر کا بنا

تھا۔ پھر اس پتھر کو جونک لگی نینسی نام کی جونک! وہ نینسی سے ملنے لگا۔

ایک سال بعد خود نینسی نے اسے دوسری لڑکیوں سے ملوانے کی پیش کش کی۔ لیکن کونر نے انکار کر دیا۔ "میں یک ہی سنبھالوں تو بہت ہے۔" اس نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

پھر اسے نوٹرے ڈیم میں وظیفہ مل گیا۔ فٹ بال ٹیم کے تمام کھلاڑیوں پر لڑکیاں کثرت سے ملتفت ہوتی تھیں۔ اور فٹ بال ٹیم کے کھلاڑی بھی لڑکیوں کو ٹرافی ہی سمجھتے تھے۔ کونر کو پتا چلا کہ ہر کھلاڑی کے تعلقات کم از کم اس سے بیس لڑکیوں کے ساتھ ہیں۔ پھر اس پر ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا۔ نینسی کے فٹ بال ٹیم کے ہر لڑکے کے ساتھ تعلقات تھے۔

کالج میں تعلیم کے دوسرے سال کچھ ایسا ہوا کہ سب کچھ بدل گیا۔

وہ ہفتہ وار سیشن کے لیے آئرش ڈانس کلب گیا تھا۔ وہاں اس نے اس لڑکی کو دیکھا، جو جوتے پہن رہی تھی۔ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ اس کے پیروں سے بھی نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

فٹ بال ہیرو کی حیثیت سے وہ گھورے جانے کا عادی تھا خاص طور پر لڑکیوں کے گھورنے کا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ کسی لڑکی کو متاثر کرنا چاہتا تھا اور وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

پھر وہ لڑکی ڈانس فلور پر آئی تو اور بری بات ہوئی۔ وہ ڈیکلان اوکیسی کی ہم رقص بنی۔ جس کا رقص کے میدان میں کوئی مدمقابل نہیں تھا اور وہ لڑکی بھی جس مہارت سے رقص کر رہی تھی، کونر کو احساس ہونے لگا کہ وہ اس کے قابل نہیں ہے۔

وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے رقص کرتے رہے۔ کونر انہیں دیکھتا رہا۔

رقص کا یک راؤنڈ ختم ہو گیا مگر کونر کو اب بھی اس لڑکی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ اس لڑکی سے متعارف ہونے کی ترکیبیں سوچتا رہا اور ڈیکلان اور وہ لڑکی تقریب سے رخصت ہو گئے۔ کونر نے فیصلہ کیا کہ وہ لڑکیوں کے ہاسٹل تک اس لڑکی کا تعاقب کرے گا۔

وہ ان سے پچاس قدم پیچھے رہ کر ان کا تعاقب کرتا رہا۔ اس نے کوشش کی تھی کہ وہ پلٹ کر دیکھیں تب بھی اسے نہ دیکھ پائیں۔ تعاقب کرنے کا ہنر اسے اس کے باپ نے سکھایا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باتیں کرتے جا رہے تھے۔ ہوسٹل پہنچ کر لڑکی نے ڈیکلن کے رخسار پر بوسہ دیا اور ہوسٹل میں چلی گئی۔

اس رات کونر نے پچھتا کر سوچا کہ کاش اس نے فٹ بال کے بجائے رقص میں زیادہ دلچسپی لی ہوتی۔

ڈیکلان لڑکوں کے ہاسٹل کی طرف چلا گیا۔ کونر وہیں ٹہلنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے۔ ٹہلتے ہوئے وہ کھڑکیوں کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔

اچانک ایک کھڑکی کا پردہ ہٹا اور وہ نظر آئی۔ اس وقت وہ ڈریسنگ گاؤن میں تھی۔

کونر مزید چند منٹ وہاں رکا رہا۔ واپس جانے کو اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ مگر اسے جانا تو تھا۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ بیڈ پر بیٹھا اور ماں کو خط لکھنے لگا۔ خط کا لب لباب یہ تھا کہ اس لڑکی سے اس کی ملاقات ہو چکی ہے، جس سے وہ شادی کرے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ ابھی تک وہ اس سے بات بھی نہیں کر سکا ہے اور اسے اس کا نام بھی معلوم نہیں ہے۔

خط مکمل کرنے کے بعد وہ ڈیکلان کے بارے میں سوچنے لگا۔ کاش وہ شخص اس لڑکی کا ڈانسنگ پارٹنر ہو۔

اس ہفتے وہ اس لڑکی کے بارے میں معلومات جمع کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر زیادہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ اس کا نام میگی برک تھا۔ وہ سینٹ میری سے آئی تھی۔ یہاں وہ تاریخ فنون میں سال اول کی طالبہ تھی۔ کونر کو افسوس ہونے لگا۔ کیونکہ فنون سے اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ اس نے کبھی کسی آرٹ گیلری میں قدم بھی نہیں رکھا تھا۔

ڈیکلان کے بارے میں پتا چلا کہ وہ تقریباً چھ ماہ سے میگی کا دوست ہے۔ وہ نہ صرف بہت اچھا رقاص تھا۔ بلکہ اس کا شمار یونیورسٹی میں ریاضی کے بہترین طلبا میں ہوتا تھا۔ امتحان کا نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی کئی یونیورسٹیاں اسے پوسٹ گریجویٹ اسکالرشپ کی آفر کر چکی تھیں۔ کونر کے بس میں

ہوتا تو وہ اسے پہلی فرصت میں دنیا کے دوسرے سرے پر پہنچا دیتا۔

اگلی جمعرات کو کوزر سب سے پہلے کلب پہنچ گیا۔ میگی آئی تو اسے دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا۔ بس جی چاہتا تھا کہ اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتا رہے۔ ڈیکلان نے پھر اسے گھیر لیا اور وہ آخر تک اسی کے ساتھ رقص کرتی رہی۔ کوزر ایک بینچ پر بیٹھ کر انہیں رقص کرتے دیکھتا رہا۔

رات کو پھر پچھلا معمول دہرایا گیا۔ ڈیکلان میگی کو ہاسٹل تک پہنچانے گیا۔ لیکن یہ دیکھ کر کوزر کو خوشی ہوئی کہ اس بار میگی نے ڈیکلان کا ہاتھ نہیں تھاما ہوا تھا۔

میگی کو ہاسٹل پہنچا کر ڈیکلان رخصت ہو گیا۔ کوزر نے اسے پچھلی بار جس کھڑکی میں دیکھا تھا، اس کے سامنے ایک بینچ پر بیٹھ گیا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اس کھڑکی کو تکتا رہا۔ مگر جس وقت وہ کھڑکی کھلی، اس وقت تک اسے اونگھ آ گئی تھی۔

خواب میں وہ میگی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ نائٹ گاؤن پہنے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اچانک اسے احساس ہوا کہ وہ جاگ رہا ہے اور میگی سچ مچ اس کے سامنے کھڑی ہے۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''ہائی میں کوزر فٹز جیرالڈ ہوں۔'' اس نے میگی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''جانتی ہوں۔ اور میں میگی برک ہوں۔'' میگی نے کہا۔

''جانتا ہوں۔''

''اس بینچ پر میرے لیے جگہ نہیں ہے۔''

''کیوں نہیں۔'' کوزر نے کھسکتے ہوئے کہا۔

اس لمحے کے بعد کوزر نے کبھی کسی دوسری عورت کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا۔

اگلے ہفتے کو میگی پہلی بار فٹ بال میچ دیکھنے کے لیے گئی۔ اس میچ میں کوزر کی کارکردگی اس کے ساتھیوں کے لیے بھی حیران کن تھی۔ جہاں تک کوزر کا تعلق ہے تو اس میچ میں تماشائی صرف ایک تھا... میگی!

اگلی جمعرات میگی کوزر کے ساتھ رقص کر رہی تھی اور ڈیکلان ایک بینچ پر اداس اور افسردہ بیٹا انہیں رقص کرتے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں یک ساتھ رخصت ہوئے تو ڈیکلان کی اداسی اور بڑھ گئی۔

ہاسٹل کے دروازے پر کوزر نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے اسکا ہاتھ مانگا۔ میگی کا چہرہ تمتما اٹھا۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر ہنستی ہوئی بھاگ گئی۔

کوزر نے بوائز ہاسٹل کی طرف جاتے ہوئے ڈیکلان کو دیکھا، جو ایک درخت کے پیچھے چھپ کر یہ سب کچھ دیکھتا رہا تھا۔ کوزر دل ہی دل میں ہنس کر رہ گیا۔

اس کے بعد فرصت کا ہر لمحہ کوزر اور میگی نے ساتھ گزارا۔ دونوں ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ بھی رہے تھے۔ میگی کو فٹ بال کا شعور آ رہا تھا اور کوزر فنون لطیفہ سے واقف ہوتا جا رہا تھا۔

اگلے تین سال کے لیے ہر جمعرات کی رات گرلز ہاسٹل کے سامنے جھک کر میگی کو پروپوز کرنا کوزر کا معمول بن گیا۔ فائنل ائیر کے اختتام پر میگی نے بالآخر اس کی بیوی بننا قبول کر لیا۔

''پتا ہے، تم سے ہاں کہلوانے کے لیے مجھے 141 بار التجا کرنی پڑی ہے۔'' کوزر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''احمقانہ باتیں نہ کرو کوزر فٹز جیرالڈ۔'' میگی بولی۔ ''جس رات میں نے تم سے بینچ پر بیٹھنے کی جگہ مانگی تھی، اسی رات فیصلہ کر لیا تھا کہ اب زندگی بھر تمہارے ساتھ رہوں گی۔''

میگی کے گریجویشن کرتے ہی ان کی شادی ہو گئی۔ دس ماہ بعد ان کے ہاں تارہ پیدا ہوئی۔

☆ ☆ ☆

"تم مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو کہ سی آئی اے کو نہ کچھ علم تھا اور نہ وہاں اس امکان پر غور کیا گیا تھا؟"

"یہ سچ ہے جناب۔" سی آئی اے کی ڈائریکٹر نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "ہمیں قتل کے چند لمحے بعد اس کی اطلاع ملی۔ میں نے فوراً نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر سے رابطہ کیا۔ میرا خیال ہے، وہ پہلے ہی آپ کو مطلع کر چکا تھا۔"

صدر ٹام لارنس بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ یہ اس کا خاص حربہ تھا۔ اس سے ایک طرف تو اسے سوچنے کی مہلت مل جاتی تھی تو دوسری طرف اس کے مہمانوں پر اعصابی دباؤ بڑھتا تھا۔ اس کی سیکرٹری نے ایک بار اسے بتایا تھا کہ اس کے پانچ میں سے چار مہمان اس سے ملاقات سے محض چند لمحے واش روم کا رخ کرتے تھے۔ اور اوول آفس میں قدم رکھتے وقت بہت نروس ہوتے تھے۔ لیکن یہ عورت مختلف تھی۔ وہ آہنی اعصاب کی مالک تھی۔ اب تک وہ تین صدور کو بھگتا چکی تھی اور افواہ تھی کہ تینوں نے کسی نہ کسی مرحلے پر اس سے استعفا طلب کیا تھا۔ لیکن وہ اب بھی سی آئی اے کی ڈائریکٹر تھی۔ جبکہ وہ صدر وائٹ ہاؤس سے رخصت ہو چکے تھے۔

"اور جب مسٹر لائیڈ نے مجھے فون کیا کہ آپ مزید تفصیلات جاننا چاہتے ہیں" ہیلن ڈیکسٹر کہہ رہی تھی "تو میں نے اپنے ڈپٹی نک گوٹن برگ کو ہدایت کی کہ وہ بوگوٹا میں ہمارے لوگوں سے رابطہ کر کے معلوم کرے کہ ہفتے کی اس شام بوگوٹا میں کیا کچھ ہوا۔ گوٹن برگ نے کل ہی اپنی انکوائری مکمل کی ہے۔" ہیلن نے اپنی گود میں رکھی فائل کو تھپ تھپایا۔

لارنس ٹہلتے ہوئے ابراہام لنکن کے پورٹریٹ کے سامنے رکا۔ وہ پورٹریٹ آتش دان کے عین اوپر آویزاں تھا۔ اس نے پلٹ کر ہیلن کی پشت کو دیکھا، جو سامنے دیکھے جا رہی تھی۔

ہیلن ڈیکسٹر جدید طرز کا لباس پہنے تھی۔ زیورات تو وہ تقریبات میں بھی کم ہی پہنتی تھی۔ اسے صدر فورڈ نے چہ عہد صدارت میں سی آئی اے کا ڈپٹی ڈائریکٹر بنایا تھا۔ اس وقت ترقی نسواں کے سلسلے میں عوامی دباؤ بہت زیادہ تھا۔ اور اپنی انتخابی مہم کے دوران جیرالڈ فورڈ نے اس سلسلے میں وعدے بھی کیے تھے۔

ہیلن ڈپٹی ڈائریکٹر بنی تو اس کی عمر 32 سال تھی۔ اس عرصے میں سی آئی اے میں کوئی ڈائریکٹر زیادہ عرصے نہیں ٹکا۔ کسی نے استعفا دے دیا تو کوئی ریٹائر ہو گیا۔ بالآخر ہیلن ڈیکسٹر ڈائریکٹر بن گئی۔ اس کے بارے میں افواہ تھی کہ اس نے اپنی ترقی کے لیے اور کئی ڈائریکٹرز کو مستعفی ہونے پر مجبور کرنے کے لیے بعض ہتھکنڈے استعمال کیے تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ سینیٹ کے کسی ممبر کو اس کی تقرری پر اعتراض کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ اس کی ذہانت اور اہلیت میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ اس نے پنسلوانیا سے قانون کی ڈگری لی تھی۔ بلکہ کچھ عرصے تو اس نے نیویارک کی ایک لاء فرم میں جاب بھی کی تھی۔

سی آئی اے میں پہلے اس نے ڈائریکٹوریٹ آف آپریشنز میں کام کیا تھا۔ اپنی تقرری کے بعد اس نے دوست کم اور دشمن زیادہ بنائے تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے دشمن بھی ایک ایک کر کے رخصت ہوتے رہے تھے۔ کوئی نکال دیا اور کسی نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لیا۔ چالیس کی ہوئی تو ہیلن سی آئی اے کی ڈائریکٹر بن چکی تھی۔ ابتدا میں لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ زیادہ عرصہ نہیں ٹک سکے گی۔ لیکن جلد ہی انھوں نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔ اب تو اس بات پر شرطیں لگتی تھیں کہ کیا وہ جے ایڈگر ہوور سے زیادہ عرصے تک سی آئی اے کی سربراہ رہ سکے گی۔

ٹام لارنس کو وائٹ ہاؤس میں آتے ہی اندازہ ہو گیا کہ اگر وہ ہیلن کے معاملات میں مداخلت کرے گا تو وہ اس کی راہ کی رکاوٹ بن جائے گی۔ کبھی وہ کسی حساس معاملے پر رپورٹ طلب کرتا تو اس رپورٹ کو اس کی میز تک پہنچنے میں ہفتوں لگ جاتے تھے۔ اور پھر رپورٹ دیکھنے پر پتا چلتا کہ وہ بظاہر طویل اور تفصیلی ضرور ہیں۔ لیکن اس میں کام کی معلومات کم ہیں اور جو تھوڑی بہت معلومات ہیں، وہ بھی پرانی ہو چکی ہیں۔ کبھی وہ اسے کسی معاملے کی وضاحت کے لیے اوول آفس طلب کرتا تو اسے احساس ہوتا کہ وہ اس کی بات نہ توجہ سے سن رہی ہے اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دے رہی ہے۔ وہ اسے حکم دے کر مجبور کرتا تو وہ تعمیل تو کرتی۔ لیکن وقت بہت زیادہ لگاتی۔

ٹام لارنس کو اس کی خودسری کا پہلی بار شدت سے احساس اس وقت ہوا، جب اس نے سپریم کورٹ کی ایک اسامی کے لیے ایک جج کا نام تجویز

کیا۔ اس موقعے پر ہیلن نے محض چند روز میں فائلیں مکمل کر کے اس کی میز پر پہنچا دیں۔ اس نے یہ ثابت کرنے کے لیے پورا زور لگا دیا تھا کہ صدر کا تجویز کردہ نام اس منصب کا اہل نہیں ہے۔

صدر نے جس کا نام تجویز کیا تھا، وہ اس کا بہت پرانا دوست تھا۔ چنانچہ صدر نے اس کی تقرری پر اصرار کیا۔ لیکن اس کا وہ دوست اپنا عہدہ سنبھالنے سے ایک روز قبل مر گیا۔ اس نے اپنے گیراج میں پھندا لگا کر خودکشی کی تھی۔ بعد میں پتا چلا کہ اس کے دوست کے بارے میں وہ اس خفیہ فائل کی کاپی سینیٹ سلیکشن کمیٹی کے ہر ممبر کو بھیجی گئی تھی۔ یہ بہرحال ثابت نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ حرکت کس کی ہے۔ تاہم ٹام لارنس نے سمجھ لیا کہ ہیلن ڈیکسٹر اپنے مقصد حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی ہے اور بلیک میلنگ اس کا فطری ہتھیار ہے۔

اینڈی لائیڈ کئی بار صدر کو خبردار کر چکا تھا کہ ہیلن ڈیکسٹر کو اس پوسٹ سے ہٹانے کے لیے اس کے خلاف کرپشن کا یا ٹھوس ثبوت ضروری ہے، جسے ثابت بھی کیا جا سکے۔ ٹام نے اسے قبول بھی کر لیا تھا۔ وہ اس عورت پر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ گر یکارڈ وگز مین کے قتل میں سی آئی اے ملوث ہے، جبکہ اسے اس معاملے کی ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی تو وہ ہیلن ڈیکسٹر سے استعفے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

وہ دوبارہ اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔ اس نے ڈیسک ٹاپ کے نچلے حصے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اب اینڈی لائیڈ اس دفتر میں ہونے والی گفتگو سن بھی سکتا تھا اور ریکارڈ بھی کر سکتا تھا۔ مگر سے یقین تھا کہ ہیلن ڈیکسٹر اس بات سے بے خبر نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے ہینڈ بیگ میں بھی ٹیپ ریکارڈر ہوگا اور وہ گفتگو لفظ بہ لفظ ریکارڈ کر رہی ہوگی۔ بہرکیف یہ ضروری بھی تھا۔

''تم تو بہت باخبر معلوم ہوتی ہو۔'' ٹام نے ہیلن سے کہا۔ ''ذرا مجھے تفصیل تو بتاؤ کہ بوگوٹا میں کیا ہوا۔''

ہیلن نے صدر کے لہجے کے طنز کو نظر انداز کر دیا۔ اس نے گود میں رکھی فائل اٹھائی۔ فائل کے وائٹ کور پر چھپے ہوئے حروف چمک رہے تھے ''صرف صدر کے ملاحظے کے لیے ''

اس نے فائل کھولی۔ ''کئی مختلف ذرائع سے اس بات کی تصدیق کر لی گئی ہے کہ قتل ایک اکیلے گن مین نے کیا ہے۔'' اس نے پڑھ کر سنایا۔

''ان میں سے کسی ایک ذریعے کا نام بتا سکتی ہو؟''

''بوگوٹا میں ہمارا کلچرل اتاشی۔''

ٹام لارنس نے بھویں اچکا کر معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔ سب جانتے تھے کہ دنیا بھر کے امریکی سفارت خانوں میں بیشتر کلچرل اتاشی سی آئی اے کے مقرر کردہ ہوتے ہیں اور براہ راست سی آئی اے ڈائریکٹر کو رپورٹ دیتے ہیں۔ ان رپورٹس سے سفیر تک بے خبر ہوتے ہیں۔ اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ تو بہت دور کی چیز ہے۔

''اور تمہارے کلچرل اتاشی کے خیال میں اس واردات کا ذمے دار کون ہے؟'' صدر نے آہ بھرتے ہوئے پوچھا۔

ہیلن نے فائل کے چند ورق الٹے۔ اس نے ایک تصویر برآمد کی اور میز پر ٹام کے سامنے بڑھا دی۔

صدر نے تصویر کا جائزہ لیا۔ وہ ایک خوش لباس اور ادھیڑ عمر شخص کی تصویر تھی، جو متمول دکھائی دے رہا تھا۔ ''یہ کون ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''کارلوس ومیز۔ یہ کولمبیا میں منشیات کا دوسرا سب سے بڑا کاروباری ہے۔''

''نمبر ون کون ہے؟''

[illegible]

''کارلوس ومیز پر یہ الزام عائد کیا گیا ...؟''

''پولیس کے پاس اس کی گرفتاری کا وارنٹ تھا۔ لیکن چند گھنٹے بعد ہی اسے قتل کر دیا گیا۔''

''بہت شاندار۔ ثبوت بھی غائب اور ملزم بھی۔'' ٹام لارنس نے زہرخند کیا۔

ہیلن ڈیکسٹر کا چہرہ بے تاثر رہا۔

"اچھا! اس اکیلے قاتل کا بھی کوئی نام تو ہوگا اور ہاں، یہ بھی بتادو کہ کہیں گرفتاری کے وارنٹ نکلتے ہی اسے بھی تو ..."

"نہیں جناب صدر، وہ زندہ ہے۔" ہیلن نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔ "اس کا نام ڈِرک وان رینسبرگ ہے۔"

"اس کے بارے میں معلومات؟"

"وہ جنوبی افریقی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک ڈربن میں رہتا رہا ہے۔"

"کچھ عرصہ پہلے کا مطلب؟"

"اس واردات کے فوراً بعد وہ غائب ہو گیا۔"

"غائب ہونا بے حد آسان ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جبکہ آپ موجود ہی نہ ہوں۔" ٹام نے ہیلن کو گھورتے ہوئے کہا۔ لیکن ہیلن کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔ "اچھا یہ بتاؤ کولمبیا کی پولیس بھی یہی کچھ مانتی ہے۔ یا یہ محض تمہارے کلچرل اتاشی کی تھیوری ہے؟"

"نہیں جناب صدر، ہم نے بیشتر معلومات بوگوٹا کے چیف آف پولیس سے ہی حاصل کی ہیں۔ بلکہ وان رینسبرگ کا ایک ساتھی اس وقت بوگوٹا پولیس کی حراست میں ہے۔"

"تب قاتل کے اس ساتھی کے بارے میں بھی کچھ بتاؤ۔"

"وہ ہوٹل ال بیو بذر کا ویٹر ہے۔ ریکارڈو گزمین کو اس ہوٹل سے ہی فائر کر کے ہلاک کیا گیا۔ ویٹر کو واردات کے چند منٹ بعد ہی گرفتار کیا گیا۔ اس نے قاتل کو سامنے جانے والی لفٹ کے ذریعے فرار ہونے میں مدد دی تھی۔"

"واردات کے بعد وان رینسبرگ کہاں گیا؟"

"ایسا لگتا ہے کہ اسٹیر ڈگلس کے نام سے اس نے لیما کے لیے فلائٹ پکڑی۔ پھر اس پاسپورٹ پر وہ بیونس آئرس گیا۔ اس کے بعد اس کا سراغ نہیں مل سکا ہے۔"

"میرے خیال میں اب اس کے متعلق کسی کو بھی پتا نہیں چل سکے گا تمہیں بھی۔"

"نہیں جناب صدر، تمہیں منفی انداز میں سوچنے کی ضرورت نہیں۔" ہیلن نے صدر کے طنزیہ لہجے کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "تب اجرتی قاتل اتنا بڑا کوئی کام کرنے کے بعد عموماً چند ماہ کے لیے روپوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن معاملہ سرد ہو جانے پر وہ دوبارہ منظر عام پر آتے ہیں۔"

"میں تمہیں بتادوں کہ میں اس معاملے کو سرد نہیں پڑنے دوں گا۔" ٹام لارنس نے کہا۔ "اگلی بار جب ہم ملیں گے تو میرے پاس اپنی ایک رپورٹ ہوگی، جس پر تمہیں غور کرنا ہوگا۔"

"میں وہ رپورٹ ضرور دیکھنا چاہوں گی۔" ہیلن نے بے خوفی سے کہا۔

ٹام نے میز پر ایک بٹن دبایا۔ چند لمحے بعد دروازے پر دستک ہوئی اور اینڈی لائیڈ کمرے میں داخل ہوا۔ "جناب صدر، اب سے چند منٹ بعد آپ کی سینیٹر بیڈل سے ملاقات طے ہے۔" اس نے ہیلن کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

ہیلن اٹھ کھڑی ہوئی۔ "تو میں چلتی ہوں جناب صدر۔" اس نے فائل صدر کی میز پر رکھی اور اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر مزید کچھ کہے بغیر کمرے سے رخصت ہوگئی۔

دروازہ بند ہونے تک خاموشی رہی۔ پھر صدر اپنے چیف آف اسٹاف کی طرف مڑا۔ "مجھے اس کی بات پر ذرا بھی یقین نہیں۔" ٹام نے ہیلن کی چھوڑی ہوئی فائل کوڑے میں یوں پھینکا، جیسے وہ مرے نہیں، دوست بن ہو۔ "بہرحال میں نے اس میں خوفِ خدا پھونکنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ میرے وائٹ ہاؤس میں ہوتے ہوئے وہ آئندہ ایسے کسی مشن سے دامن بچائے گی۔"

"مجھے ایسی کوئی امید نہیں۔ جب آپ سینیٹر تھے تو میں نے آپ کے ساتھ اس کا برتاؤ دیکھا تھا۔" اینڈی نے خشک لہجے میں کہا۔

"اب میں اسے ٹھکانے لگانے کے لیے کسی اجرتی قاتل کو تو مقرر نہیں کر سکتا۔ تم ہی بتاؤ، میں کیا کروں؟"

اس نے آپ کے سامنے دو ہی راستے چھوڑے ہیں جناب صدر، یا تو آپ اسے برخواست کر دیں اور سینیٹ انکوائری کمیٹی کا سامنا کریں۔ یا پھر شکست قبول کریں۔ جنی بوگونا کے واقعات کے بارے میں جو وہ کہتی ہے، مان لیں۔ اور اس سے نمٹنے کے بہتر موقعے کا انتظار کریں۔"

"تیسرا راستہ بھی ہے۔"

اینڈی لائیڈ صدر کی بات بے حد توجہ سے سنتا رہا۔ اس کو ایک بار بھی وضاحت کی ضرورت نہیں پڑی۔ ایسا لگتا تھا کہ نام نہاد نس ہیلن ڈیکسٹر کو سی آئی اے کی سربراہی سے ہٹانے کے لیے بہت پہلے سے سوچتا رہا ہے۔

☆ ☆ ☆

بیلٹ پر مسافروں کا سامان آنا شروع ہو گیا تھا۔ کچھ مسافر اپنا سامان لینے کے لیے آگے بڑھے۔ کونر اپنے سامان کی آمد کا منتظر تھا۔

وہ اب بھی یہ سوچ کر اداس ہو جاتا تھا کہ اپنی بیٹی کی پیدائش کے موقعے پر وہ موجود نہیں تھا۔ اسے امریکا کی ویت نام کی پالیسی سے اتفاق نہیں تھا۔ لیکن حب الوطنی کا جذبہ اسے ورثے میں ملا تھا۔ چنانچہ اس نے فوج کو اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کر دی تھیں۔ جس دوران وہ فوجی تربیت حاصل کر رہا تھا، میگی گریجویشن کے مرحلے میں تھی۔ دونوں تقریباً ایک ساتھ ہی نمٹے اور انھیں شادی کر کے صرف چار روز ہنی مون کی مہلت ملی۔ پھر جولائی 72ء میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کونر فٹز جیرالڈ ویت نام روانہ ہو گیا۔

ویت نام میں گزرے ہوئے وہ دو سال اب اسے بہت پرانی بات لگتے تھے۔ اس عرصے میں اسے ایک ترقی ملی، وہ ویت کانگ گوریلوں کے ہاتھوں پکڑا گیا۔ پھر وہ نہ صرف وہاں سے فرار ہوا۔ بلکہ اس نے اپنے ایک اور ساتھی کی جان بچائی۔ وہ سب کچھ اسے ایک بھولا بسرا خواب لگتا تھا۔ واپسی کے پانچ ماہ بعد صدر امریکا نے اسے شجاعت کا اعلیٰ ترین اعزاز میڈل آف آنر عطا کیا۔ لیکن ویت کانگ کی قید میں ڈیڑھ سال گزرنے والے کونر فٹز جیرالڈ کے لیے یہ سب سے بڑی نعمت تھی کہ وہ زندہ تھا اور اپنی محبوب بیوی کے ساتھ تھا۔ اور جب اس نے پہلی بار تارہ کو دیکھا تو زندگی میں دوسری بار اسے محبت ہو گئی۔

امریکا واپس آنے کے ایک ہفتے بعد اس نے ملازمت کی تلاش شروع کر دی۔ سی آئی اے کے شکاگو کے فیلڈ آفس میں جاب کے لیے وہ پہلے ہی انٹرویو دے چکا تھا۔ مگر پھر اس کا پرانا پلاٹون کمانڈر کیپٹن جیکسن اس سے آ کر ملا۔ واشنگٹن میں ایک اسپیشل یونٹ بنایا جا رہا تھا۔ جیکسن نے کونر کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ لیکن جیکسن نے اسے خبردار کر دیا تھا کہ اس جاب کے بارے میں وہ کبھی کسی سے بات نہیں کر سکے گا اپنی بیوی سے بھی نہیں۔ اور جب اسے کام کے متعلق بتایا گیا تو اس نے جیکسن سے سوچنے کے لیے مہلت مانگی۔ اس نے اس مسئلے پر فادر گراہم سے تبادلۂ خیال کیا۔

"کوئی ایسا کام نہ کرنا جو تمھیں وقار کے منافی لگے۔" فادر گراہم نے مشورہ دیا۔ "خواہ وہ تمھارے ملک کے ہی لیے کیوں نہ ہو۔"

میگی کو جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے ایڈمیشن آفس میں جاب مل گئی۔ اس دوران کونر بھی فیصلہ کر چکا تھا۔ اس نے جیکسن کو خط لکھ دیا کہ وہ ایگزیکٹو ٹرینی کی حیثیت سے میری لینڈ انشورنس جوائن کرنے کے لیے تیار ہے۔

یہ اس طویل فریب کا نکتہ آغاز تھا!

چند ہفتے بعد کونر، میگی اور تارہ جارج ٹاؤن چلے آئے۔ ایون ہلز پر انھیں چھوٹا سا ایک مکان مل گیا۔ یہاں وہ رقم کام آئی تھی، جو میگی نے آرمی سے ملنے والے چیک کونر کے اکاؤنٹ میں ڈپازٹ کرا کے جمع کی تھی۔ اس نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ کونر مر چکا ہے۔

واشنگٹن کے اس ابتدائی عرصے میں بس انھیں یہی ایک دکھ ملا کہ میگی دو بار حاملہ ہوئی اور دونوں بار بچہ ضائع ہو گیا۔ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اب اسے ماں بننے کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔ بالآخر میگی نے بھی تسلیم کر لیا کہ تارہ کے بعد اس کے کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ لیکن تیسرا بچہ ضائع ہونے سے پہلے اس نے ہار نہیں مانی تھی۔

اب ان کی شادی کو تیس برس ہو چکے تھے۔ لیکن ایک دوسرے کے لیے ان کی کشش ویسی ہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ایئر پورٹ سے باہر نکل کر وہ میگی کو دیکھے گا تو وہ ایسی ہی لگے گی، جیسے وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ میگی کی پرانی عادت کے بارے میں سوچ کر وہ مسکرایا۔ وہ اسے ریسیو کرنے کے

لیے ہمیشہ ائیر پورٹ پر فلائٹ کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچتی تھی۔

اس نے اپنا سوٹ کیس بیلٹ سے اتار لیا۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

پُر اعتماد انداز میں وہ گرین چینل سے گزرا۔ اس کے سامان کی چیکنگ بھی ہوتی تو لکڑی کے اس افریقی ہرن میں کون دلچسپی لیتا، جس کی ایک ٹانگ پر میڈ ان ساؤتھ افریقہ لکھا تھا۔

وہ باہر ہال میں آیا تو میگی اور تارہ وہاں سے فوراً ہی نظر آ گئیں۔ وہ تیز قدموں سے ان کی طرف بڑھا۔ وہ اپنی جنت میں واپس آ گیا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جان دار مسکراہٹ ابھری۔

''کیا حال ہے ڈارلنگ؟'' اس نے بیوی کو باہوں میں بھرتے ہوئے پوچھا۔

''تم اپنے کسی مشن سے بخیر و عافیت لوٹتے ہو تو مجھے لگتا ہے کہ میں ایک بار پھر زندہ ہو گئی ہوں۔'' میگی نے سرگوشی میں کہا۔

کوز تارہ کی طرف مڑا۔ تارہ کا قد اس سے کچھ نکلتا ہوا تھا۔ خوبصورتی اس نے اپنی ماں سے لی تھی۔

تارہ نے کوز کے رخسار پر بوسہ دیا۔ ''واپسی مبارک ہو ڈیڈ۔''

تارہ کی پیدائش پر فادر گراہم نے دعا کی تھی۔ ''خداوند اس بچی کو میگی کی خوبصورتی اور میگی ہی کی ذہانت عطا کرنا۔'' اس دعا پر کوز بہت ہنسا تھا۔ مگر لگتا تھا کہ فادر کی دعا مقبول ہوئی تھی۔ کیونکہ تارہ خوبصورت تو تھی ہی۔ لیکن امتحان میں وہ اپنی ماں سے بھی اچھے نمبر لاتی تھی۔ علاقے کے تمام لڑکے اس کی مسکراہٹ کو ترستے تھے۔ لیکن اب تک اس نے کسی لڑکے کو منہ نہیں لگایا تھا۔

''ساؤتھ افریقہ کیسا رہا؟'' میگی نے پوچھا۔

''منڈیلا کی موت کے بعد وہ بات نہیں رہی۔'' کوز نے کہا۔ کارل کوئیٹزر نے اسے ساؤتھ افریقہ کے حالات کے متعلق اتنا کچھ بتا دیا تھا کہ وہ اس پر ایک گھنٹہ بول سکتا تھا۔ پھر کارل نے اسے ایک ہفتے کے اخبارات بھی دیے تھے۔ جنوبی افریقہ کے بڑے شہروں میں قانون کی پاس داری کا احساس اس حد تک ختم ہو گیا تھا کہ سگنل توڑنا کوئی غیر معمولی بات نہیں رہی تھی۔

کتنی بار ایسا ہوا تھا۔ اس کے جی میں بار ہا آئی تھی کہ میگی کو سب کچھ سچ سچ بتا دے۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ کیوں اس نے اتنے برس زندگی کو ایک جھوٹ بنا کر گزار دیے۔ لیکن یہ آسان بات نہیں تھی۔ وہ اس کی بیوی تھی۔ لیکن وہ لوگ اس کے آقا تھے۔ وہ ان کی کٹھ پتلی تھا۔ انھوں نے اسے خاموش رہنے کا پابند کیا تھا اور اس نے ہمیشہ اس پابندی کا احترام کیا تھا۔ لیکن جب میگی اپنی گفتگو میں مشن اور بخیر و عافیت جیسے الفاظ استعمال کرتی تھی تو اسے لگتا تھا کہ میگی کسی حد تک جانتی ہے۔ ایسے میں وہ سوچتا تھا کہ کہیں وہ سوتے میں بولتا تو نہیں ہے۔

بہرحال اب یہ فریب ختم ہونے والا تھا۔ میگی کو نہیں معلوم تھا کہ یہ گویا اس کا آخری مشن تھا۔ اب چھٹیوں کے دوران اس نے سوچا تھا کہ میگی کو اپنے متوقع پروموشن کے بارے میں بتائے گا اور یہ خوش خبری سنائے گا کہ اب اس کے سفر کم ہو جائیں گے۔

''اور تم سناؤ'' میگی نے کہا۔ ''تمہاری ڈیل ہو گئی؟''

''ڈیل؟ اوہ ہاں۔ یوں سمجھو کہ سب کچھ منصوبے کے مطابق ہو گیا۔'' اس نے بے حد سچا جواب دیا۔

اب وہ ان چھٹیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ نیوز اسٹینڈ پر رکھے ہوئے سنڈے مارننگ ہیرالڈ کی سرخی نے اس کی توجہ کھینچ لی۔ امریکا کے نائب صدر کی کولمبیا میں تدفین میں شرکت......

''کیپ ٹاؤن میں بم دھماکہ ہوا تو آپ کہاں تھے؟'' اچانک تارہ نے پوچھا۔

کارل کوئیٹزر نے کیپ ٹاؤن کے بم دھماکے کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے سنی ان سنی کر دی۔ وہ سوچ رہا تھا، ایسے میں آدمی بھلا پُرسکون رہ سکتا ہے!

☆ ☆ ☆

اس نے اپنے ڈرائیور کو نیشنل گیلری چلنے کی ہدایت دی۔

کار وائٹ ہاؤس کے اسٹاف گیٹ سے روانہ ہوئی۔ سیکرٹ سروس کے ایک گارڈ نے گیٹ کھولا اور اسے سلیوٹ کیا۔

چار منٹ بعد کار گیلری کے مشرقی دروازے پر رکی۔ وہ کار سے اترا اور بجری والے راستے پر چلنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ ٹاپ پر پہنچا اور اس نے پلٹ کر دیکھا۔ انداز ایسا تھا، جیسے ہنری مور کے مجسمے کو سراہ رہا ہو۔ لیکن درحقیقت وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے۔ وہ یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ بہرحال وہ پروفیشنل نہیں تھا۔

وہ عمارت میں داخل ہوا اور تنگ سیڑھیوں پر بائیں جانب مڑ گیا۔ وہاں دوسری منزل کی گیلری تھی۔ اپنے جوانی کے دنوں میں وہاں اس نے کافی وقت گزارا تھا۔ بڑے کمرے اس وقت اسکولوں کے طلبا سے بھرے ہوئے تھے۔ عام دنوں میں اکثر طلبا کا رش ہوتا تھا۔

وہ گیلری نمبر 71 میں داخل ہوا۔ وہاں آویزاں جانی پہچانی تصویریں دیکھ کر اسے مانوسیت کا احساس ہونے لگا۔ یہ احساس اسے وائٹ ہاؤس میں بھی نہیں ہوتا تھا۔

وہ گیلری نمبر 66 کی طرف بڑھا۔ وہاں اس نے ایک جانی پہچانی تصویر کو سراہا۔ پہلی بار جب اس نے اس تصویر کو دیکھا تھا تو ایک گھنٹہ سحر زدہ سا اس کے سامنے کھڑا رہا تھا۔ اس وقت بھی چند منٹ وہ اس سے محظوظ ہوتا رہا۔ پھر آگے بڑھا۔

کیونکہ وہ کہیں رکا نہیں تھا۔ اس بے عمارت کے وسطی حصے تک پہنچنے میں اسے پندرہ منٹ لگے۔ وہ عطارد کے مجسمے کے پاس سے گزر کر نیچے جانے والے زینے پر آیا۔ بک اسٹور سے گزرنے کے بعد وہ عمارت کے زیرزمین حصے میں پہنچا۔ وہاں سے وہ مشرقی رنگ میں آ نکلا۔ ریوالونگ ڈور سے گزر کر وہ بجری والے ڈرائیو وے پر آ گیا۔ اب وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ اس کا پیچھا نہیں کیا گیا ہے۔

باہر آ کر اس نے قطار میں کھڑی پہلی ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی کی کھڑکی سے مشرقی دروازے پر کھڑی اس کی کار نظر آ رہی تھی۔ ڈرائیور بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

''کہاں چلیں گے جناب؟'' ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

''نیویارک ایونیو۔'' اس نے جواب دیا۔

ٹیکسی پنسلوانیہ سے بائیں جانب مڑی اور سکستھ اسٹریٹ پر شمال کی طرف چل دی۔ وہ اپنے ذہن میں منتشر خیالات کو یکسو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور باتونی نہیں تھا۔

ایک بار اور بائیں جانب مڑنے کے بعد وہ نیویارک ایونیو پر آ گئے۔ ٹیکسی کی رفتار کم ہونے لگی۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو دس ڈالر کا نوٹ دیا اور جلدی سے ٹیکسی کا دروازہ بند کر دیا۔

سرخ سفید اور سبز دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اندر کی نیم تاریکی سے اس کی آنکھوں کو ہم آہنگ ہونے میں چند لمحے لگے۔ پھر اسے حیرت ہوئی۔ کمرے کے دور افتادہ گوشے میں ایک شخص ٹماٹر کے جوس کا ادھ بھرا گلاس اپنی انگلیوں میں گھما رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہ بار خالی تھا۔

اس نے اس شخص کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھا۔ جدید تراش کا سوٹ پہنے وہ شخص بے روزگار کہیں سے نہیں لگ رہا تھا۔ وہ کسرتی جسم کا مالک تھا۔ لیکن تیزی سے بالوں سے محروم ہوتے سر کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے بڑا لگ رہا تھا، جو اس کی فائل میں درج تھی۔

ان کی نظریں ملیں۔ اس شخص نے اثبات میں سر ہلا کر اشارہ کیا۔

وہ اس میز کی طرف بڑھا اور کرسی کھینچ کر اس شخص کے سامنے بیٹھ گیا۔ ''میرا نام اینڈی ہے۔''

''معذرت ہے مسٹر لائیڈ کہ تم کون ہو۔'' کرس جیکسن نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''سوال یہ ہے کہ صدر امریکا کا چیف آف اسٹاف مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟''

☆ ☆ ☆

"آپ کس فیلڈ میں ہیں؟" اسٹوارٹ میکنزی نے پوچھا۔

سیگی نے کن انکھیوں سے کوزر کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں مداخلت اس کا شوہر گوارا نہیں کرے گا۔

کوزر کو احساس ہو کہ تارہ اپنے اس نئے دوست کو یہ بات سمجھانا بھول گئی ہے کہ اس کے ڈیڈی کا کیریئر زیر بحث نہیں آئے گا۔ اس لمحے سے پہلے وہ اس لنچ کو بہت انجوائے کر رہا تھا۔

وہ اس وقت کرونولا کے اس چھوٹے سے ساحلی ریستوران میں بیٹھے تھے۔ مچھلی بے حد تازہ اور خوش ذائقہ تھی۔ پھل بھی تازہ تھے۔ اور بیئر تو اتنی اچھی تھی کہ کاش واشنگٹن بھی ایکسپورٹ کی جا سکتی۔

اس نے کافی کا گھونٹ لیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے سو گز دور سرفنگ کرنے والوں کو دیکھا۔ سرفنگ اسے بہت اچھی لگی تھی۔ کاش اس کھیل سے وہ بیس سال پہلے متعارف ہوا ہوتا۔ آج اس نے پہلی بار سرفنگ کی تھی۔ اسٹوارٹ کو اس کی فٹنس نے بہت متاثر کیا تھا۔ اس کے استفسار کے جواب میں کوزر نے کہا کہ اب بھی وہ ہفتے میں تین بار جمنازیم جاتا ہے۔ حالانکہ وہ جو کچھ کرتا تھا، وہ ہر روز تین بار ورک آؤٹ کرنے کے مترادف تھا۔

کوزر کو اگر چہ دنیا کا کوئی مرد اپنی تارہ کے جوڑ کا نہیں لگتا تھا۔ تاہم دل میں وہ معترف تھا کہ گزشتہ چند روز میں اس نوجوان وکیل نے اسے کافی متاثر کیا ہے۔

"میں انشورنس کی فیلڈ میں ہوں۔" بالآخر کوزر نے کچھ توقف کے بعد کہا۔ اس کا خیال تھا کہ اتنا کچھ تو تارہ نے بھی اسٹوارٹ کو بتا دیا ہوگا۔

"جی ہاں۔ تارہ نے بتایا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ سینئر ایگزیکٹو ہیں۔ مگر میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔"

کوزر مسکرایا۔ "میری اسپیشلٹی اغوا اور اغوا برائے تاوان کے کیس ہیں۔ جیسے تمہارے پیشے میں موکل کی رازداری کی اہمیت ہے، ویسے ہی میرے لیے بھی رازداری اہم ہے۔" اب وہ دعا ہی کر سکتا تھا کہ لڑکا مزید سوالات سے باز رہے۔

لیکن ایسا ہوا نہیں۔ "لیکن میری فیلڈ اتنی دلچسپ نہیں۔ میرے پاس تو عام سے کیس ہوتے ہیں۔" اسٹوارٹ نے کہا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ تفصیل جاننا چاہتا ہے۔

"نہیں۔ 90 فیصد تو میرا کام بھی روٹین کا اور بور کر دینے والا ہوتا ہے۔" کوزر بولا "بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ میں تم سے زیادہ پیپر ورک کرتا ہوں۔"

"لیکن مجھے ساؤتھ افریقہ کا ٹرپ نصیب نہیں ہوتا۔"

تارہ نے پرتشویش نظروں سے باپ کی طرف دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ کوزر کو اس طرح کی معلومات ایک اجنبی کو فراہم کرنا اچھا نہیں لگے گا۔ لیکن کوزر کے چہرے سے بہر حال غصے کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

"ہاں میرے کام میں یہ فائدہ تو ہے۔" کوزر نے کہا۔

"مجھے اپنے کسی خاص کیس کے بارے میں بتائیں نا۔"

سیگی گفتگو کا رخ تبدیل کرنے کے لیے مداخلت کرنے ہی والی تھی۔ مگر اس سے پہلے ہی کوزر بول اٹھا۔ "جس کمپنی کی میں نمائندگی کرتا ہوں، دنیا بھر میں اس کے کلائنٹس میں بڑی کارپوریشنیں شامل ہیں۔"

"سوال یہ ہے کہ وہ اپنے ہی ملک کی کسی کمپنی کی خدمات حاصل کیوں نہیں کرتیں؟"

"کوزن میرا خیال ہے، ہمیں ہوٹل چلنا چاہیے۔" سیگی نے مداخلت کی۔

کوزر نے اس مداخلت کو نظر انداز کر دیا۔ "بات اتنی سادہ اور آسان نہیں۔" اس نے کہا۔ "اب کوکا کولا کمپنی کی مثال لو۔ وہ ہمارے کلائنٹ نہیں ہیں۔ ان کے آفس دنیا بھر میں ہیں۔ اسٹاف ہزاروں کی تعداد میں ہے۔ ہر ملک میں ان کے سینئر ایگزیکٹوز ہیں اور ان کی فیملیز بھی ہیں۔"

میکی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوزنے بات کو اتنی دور تک جانے دیا۔ گفتگو بہت تیزی سے بند گلی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ مقام قریب آ رہا تھا، جہاں پہنچ کر کوزر گفتگو موقوف کر دیتا تھا۔ وہ سوال آنے والا تھا، جس کے بعد تفتیش کی گاڑی ٹھپ ہو جاتی تھی۔

''مگر اس طرح کا کام کرنے کے لیے یہاں سڈنی میں بھی اہل لوگ موجود ہیں۔'' اسٹوارٹ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ ''دیکھیں نا اغوا اور اغوا برائے تاوان کی وارداتیں تو آسٹریلیا میں بھی ہوتی ہیں۔''

کوزنے کافی کا ایک طویل گھونٹ لیا۔ اسٹوارٹ اس دوران اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔ انداز کسی ایسے وکیل کا سا تھا، جو گواہ کے اپنے سوال پر ردعمل سے اندازہ لگا نا چاہ رہا ہو۔

''بات یہ ہے کہ جب تک معاملہ پیچیدہ نہ ہو، مجھ تک نہیں پہنچتا۔''

''پیچیدہ! مطلب؟''

''ایک کسی کمپنی کی مثال لو، جس کا ایک ایسے ملک میں بڑا اور پھیلا ہوا کاروبار ہے، جہاں جرائم کی شرح بڑھی ہوئی ہے۔ اب فرض کرو اس کمپنی کے چیئرمین بلکہ یہ زیادہ مناسب رہے گا چیئرمین کی بیوی کو اغوا کر لیا جاتا ہے''

''تب وہ کیس آپ کے پاس آتا ہے؟''

''نہیں ضروری نہیں۔ مقامی پولیس بھی اس طرح کے معاملات سے نمٹنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اور زیادہ تر کمپنیاں بیرونی مداخلت کو ناپسند کرتی ہیں۔ خاص طور پر اگر وہ مداخلت امریکا کی طرف سے ہو۔ بہر حال اکثر ایسے موقعوں پر میں بس اتنا کرتا ہوں کہ وہاں پہنچ کر ذاتی طور پر معاملے کی چھان بین کرتا ہوں۔ جہاں کہیں میں پہلے کئی بار کام کر چکا ہوں، وہاں پولیس میں بھی بڑا اچھا خاصا اثر رسوخ ہوتا ہے۔ اس صورت میں اپنی موجودگی ظاہر کرنے میں مجھے کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا۔ ورنہ میں اپنی موجودگی ظاہر ہی نہیں کرتا۔ اور موجودگی ظاہر کرنے کے باوجود میں اس امر کا انتظار کرتا ہوں کہ مجھ سے مدد مانگی جائے۔''

''اور گروہ آپ سے مدد نہ مانگیں تو؟'' تارہ نے پوچھا۔

اسٹوارٹ کو اس سوال پر حیرت ہوئی۔ اس کے خیال میں تو تارہ کو یہ بات برسوں پہلے پوچھنی چاہیے تھی۔

''اس صورت میں مجھے رازداری کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ یوں معاملے کی نزاکت بڑھ جاتی ہے۔

''لیکن اگر پولیس پیش رفت نہ کر پا رہی ہو تو اسے آپ سے مدد لینے میں عار نہیں ہونی چاہیے۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔ ''وہ تو جانتے ہوں گے کہ آپ اس فیلڈ میں ایکسپرٹ ہیں۔''

''اس لیے کہ بعض اوقات پولیس بھی کسی نہ کسی سطح پر معاملے میں ملوث ہوتی ہے۔''

''میں سمجھی نہیں۔'' تارہ بولی۔

''تاوان کی رقم میں پولیس کا بھی حصہ ہوتا ہے۔'' اسٹوارٹ نے وضاحت کی۔ ''ایسے میں وہ بیرونی مداخلت کیسے گوارا کر سکتے ہیں۔ اور بہر حال ان کے خیال میں غیر ملکی کمپنی تاوان ادا کرنے کی متحمل بھی ہوتی ہے۔''

کوزنے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ اسٹوارٹ بہت ذہین ثابت ہو رہا تھا۔ تبھی تو سڈنی کی سب سے بڑی لا فرم نے اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔

''یہ بتائیں کہ اگر تاوان میں پولیس بھی حصے دار ہو تو آپ کیا کریں گے؟'' اسٹوارٹ نے اس سے پوچھا۔

اب تارہ پچھتا رہی تھی کہ سٹوارٹ کو سمجھایا کیوں نہیں کہ اتنے زیادہ سوال نہ کرے۔ وہ جانتی تھی کہ اب کسی بھی وقت ڈیڈی کی برداشت جواب دے جائے گی۔ لیکن اسٹوارٹ اب رکنے والا نہیں لگ رہا تھا۔

''اس صورت میں ہمیں تاوان کے مذاکرات خود کرنے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہمارے موکل کو قتل کر دیا گیا تو یہ طے ہے کہ صحیح طور پر تفتیش نہیں کی جائے گی۔'' کوزنے کہا۔ ''اور اغوا کرنے والے بھی پکڑے نہیں جا سکیں گے۔''

''جب آپ مذاکرات کے لیے آمادہ ہو جائیں تو آغاز کیسے کرتے ہیں؟''

''فرض کرلو کہ اغوا کنندگان ایک ملین ڈالر طلب کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک اصول ہے کہ وہ تاوان راؤنڈ فگر میں مانگتے ہیں۔ اب میری ذمے داری یہ ہے کہ اغوا کنندگان کو کم سے کم تاوان پر آمادہ کروں۔ لیکن اس پورے معاملے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ کمپنی کے ملازم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور وہ بہ حفاظت واپس آجائے۔ اس کھیل میں قیاس کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر مجھے اندازہ ہو جائے کہ میرے موکل کو بغیر کسی ادائگی کے نجات مل سکتی ہے تو میں کبھی معاملات کو مذکرت کے اسٹیج تک نہیں پہنچنے دوں۔ کیونکہ ایک بار تاوان ادا کر دیا جائے تو مجرم چند ماہ بعد دوبارہ واردات کرتا ہے۔ کبھی کبھی تو وہ دوبارہ بھی اسی شخص کو اغوا کرتا ہے۔''

''آپ کے مذاکرات کے سٹیج تک پہنچنے کا اوسط کیا ہے؟''

''پچاس فیصد۔ اس سے پہلے یہ اندازہ لگانا ہوتا ہے کہ آپ کا واسطہ پروفیشنل لوگوں سے پڑا ہے یا کہ مجرم کچے ہیں۔ ہم مذاکرات کو طول دیتے ہیں تو اس کی وجہ سے کچے مجرموں میں پکڑے جانے اور ناکام ہونے کا خوف بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ چند روز کے اس ساتھ میں وہ مغوی یا مغویہ کو پسند کرنے لگتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کے لیے اسے نقصان پہنچانا اور اپنے اصل منصوبے پر عمل درآمد کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ پیرو کے سفارت خانے پر قبضہ اس کی مثال ہے۔ آخر میں وہاں شطرنج کا مقابلہ منعقد ہوا، جس میں دہشت گرد جیت گئے تھے۔''

وہ سب ہنسنے لگے۔ میگی کی اعصاب زدگی قدرے کم ہوگئی۔

''اکثر مغویوں کے کان یا انگلیاں ڈاک کے ذریعے بھجوائی جاتی ہیں۔ ایسا پروفیشنل لوگ کرتے ہیں یا اناڑی؟'' اسٹوارٹ نے پوچھا۔

''کم از کم میرے ساتھ اب تک ایسا نہیں ہوا۔ ویسے پروفیشنلز سے ڈیل کرتے ہوئے بھی عموماً زیادہ اچھے پتے میرے پاس ہوتے ہیں۔''

''آپ بولتے رہیے ناپیئر۔''

''اغوا کی زیادہ تر وارداتوں میں ایک فرد کو اغوا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ عام طور پر اغوا کرنے والے پروفیشنل جرائم پیشہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس صورت حال میں مذاکرات کا ان کا تجربہ یا تو ہوتا ہی نہیں، یا نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے اور پروفیشنل مجرموں کی خود اعتمادی حد سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر طرح کی صورت حال سے نمٹ سکتے ہیں۔''

اسٹوارٹ مسکرایا۔ ''جب ملین ملنے کا امکان نہیں رہتا تو وہ کیا کرتے ہیں؟''

''میں صرف اپنا تجربہ بیان کر سکتا ہوں۔'' کونر نے کہا۔ ''عام طور پر میں مانگی گئی رقم کے پچیس فیصد تک انھیں ماننے میں کامیاب ہو جاتا ہوں۔ چند بار مجھے طلب کردہ رقم کا نصف ادا کرنا پڑا۔ صرف ایک بار ایسا ہوا کہ میں نے طلب کردہ پوری رقم ادا کی۔ لیکن اس موقعے پر صورت حال بہت گھمبیر تھی۔ تاوان کی اس رقم میں اس جزیرے کا وزیر اعظم تک حصے دار تھا، جہاں وہ واردات ہوئی تھی۔''

''وارداتوں کی کامیابی کا تناسب کیا ہے؟''

''پچھلے سترہ برسوں میں میں نے جو کیس ہینڈل کیے، ان میں صرف تین کامیاب ہوئے۔ 37 میں سے تین   آٹھ فیصد سمجھ لو۔''

''یہ تو بہت اچھا تناسب ہے۔'' اسٹوارٹ نے ستائشی لہجے میں کہا۔ ''اور کتنے کلائنٹ آپ کے مارے گئے؟''

میگی نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اس مقام تک تو کبھی وہ بھی نہیں پہنچی تھی۔

''ایک بار کا جانی نقصان تو گوارا کر لیا جاتا ہے۔ لیکن دو ناکامیاں کمپنی بھی برداشت نہیں کرتی۔''

اب میگی کا حوصلہ جواب دے گیا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''بھئی میں تو پیراکی کے لیے جا رہی ہوں۔ کوئی میرا ساتھ دے گا؟''

''نہیں۔ میں تو مزید سرفنگ کروں گی۔'' تارہ بولی۔ وہ بھی اب اس گفتگو کا خاتمہ چاہتی تھی۔

''صبح سے اب تک کتنی بار گری ہو تم؟'' کونر نے اس سے پوچھا۔ یعنی وہ بھی اب بات آگے نہیں بڑھانا چاہتا تھا۔

''اس سے زیادہ بار گری ہوں۔ سب سے خطرناک یہ تھا۔'' تارہ نے اپنی کہنی کے نیچے پڑا نیل دکھایا۔

میگی نے نیل کو بغور دیکھا۔ "تم نے اسے اتنی دور کیوں جانے دیا اسٹوارٹ؟" وہ اسٹوارٹ کی طرف مڑی۔

"تاکہ میں اس کی مدد کر کے ہیرو بن سکوں۔" اسٹوارٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں تمھیں خبردار کر رہا ہوں۔ ایک ہفتے میں یہ ایسا عبور حاصل کر لے گی کہ تمھیں بچاتی نظر آئے گی۔" کونر بولا۔

"یہ بات میں بھی سمجھتا ہوں۔ مگر اس سے پہلے میں اسے ایک نئے کھیل پر لگا دوں گا۔"

"اچھا اب چلو۔" تارہ نے اسٹوارٹ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ "ہمیں وہ ہر تلاش کرنی ہے، جو تمھیں ایک اور بار مجھے بچانے کا موقع دے۔"

اسٹوارٹ کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں ساحل کی طرف چلے گئے۔

"اچھا لڑکا ہے۔" کونر نے کہا۔ "پہلی بار مجھے کوئی لڑکا تارہ کے قابل لگا ہے۔"

میگی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "واقعی اسٹوارٹ بہت اچھا ہے۔ کاش وہ آئرش ہوتا۔"

"یہی بہت ہے کہ وہ انگریز نہیں ہے۔" کونر نے ہنستے ہوئے کہا۔

میگی مسکرا دی۔ وہ دونوں بھی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ساحل کی طرف چل دیے۔ "پتا ہے، رات تارہ بہت دیر سے واپس آئی تھی۔" میگی کے لہجے میں شکایت تھی۔

"اب تم یہ تسلیم کر لو کہ تمہاری بیٹی بڑی ہو گئی ہے۔" کونر نے اسے سمجھایا۔

"آواز نیچی رکھو کونر فٹز جیرالڈ۔ اور یہ نہ بھولو کہ وہ ہماری اکلوتی بیٹی ہے۔"

"بہرحال وہ بچی نہیں ہے۔ ایک سال بعد وہ ڈاکٹر فٹز جیرالڈ کہلائے گی۔"

"اور اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"دیکھو اس کی فکر تو میں کرتا ہوں۔ تم جانتی ہو یہ بات۔" کونر نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس کے معاملات دل میں تو میں بھی مداخلت نہیں کروں گا۔ اگر وہ اسٹوارٹ کو پسند کرنے لگی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بات اور بڑھ بھی سکتی ہے۔"

"کونر محبت تو میں نے بھی تم سے کی۔ لیکن شادی سے پہلے تمھیں قریب نہیں آنے دیا۔ پھر ویت نام میں جب تم کھو گئے تو بھی میں نے کسی دوسرے مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ ایک بات نہیں کہ لوگ میری طرف بڑھے نہ ہوں۔ مگر میں تم سے محبت کرتی تھی"

"میں جانتا ہوں جان۔ مگر اس وقت تک تم سمجھ چکی تھیں کہ وہ سچی محبت ہے۔ اب تم کسی کے بارے میں بھی ویسے محسوس نہیں کر سکتیں، جیسے میرے بارے میں محسوس کرتی ہو...... اس میں وقت تو لگتا ہے ناڈارلنگ۔"

"جی نہیں۔ ڈیکلن او کیسی نے تم سے پہلے مجھے شادی کی پیش کش کی تھی۔ وہ کیوں نہیں قبول کی میں نے۔ تم ہی بتاؤ"

"محبت کی وجہ سے۔ اور میں آج بھی تمہارا احسان مانتا ہوں کہ تم نے میرا انتظار کیا۔ یقین کرو، ویت کانگ کی قید میں ایک یہی آسرا تو تھا، جس نے مجھے زندہ رکھا۔ میں تمھیں اور تارہ کو دیکھنا چاہتا تھا۔"

میگی کو وہ دن یاد آ گئے، جب کونر ویت نام میں تھا۔ کسی کو نہیں معلوم تھا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں۔ آرمی نے تو اسے مردہ تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن میگی کا دل نہیں مانتا تھا۔ اس عرصے میں اس کے پاس جینے کا ایک ہی سہارا تھا تارہ۔ تارہ کے ساتھ گزرنے والے وقت میں اس کی واحد خوشی تھی۔ لیکن جب کونر واپس آ گیا تو اس کی پہلی ترجیح تارہ نہیں رہی۔ وہ تارہ سے محبت کرتی تھی، تارہ سے اس کی قربت تھی۔ لیکن جو محبت اسے کونر سے تھی، وہ تارہ کو بھی نہیں دے سکتی تھی۔

کونر نے جب میری لینڈ انشورنس کی آفر قبول کی تو میگی کو اس کے فیصلے پر تعجب ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ کونر اپنے باپ کی طرح قانون نافذ کرنے والے کسی ادارے کو ترجیح دے گا۔ لیکن پھر کونر نے اسے بتایا کہ درحقیقت وہ کن لوگوں کے لیے کام کر رہا ہو گا۔ اس نے زیادہ تفصیل تو نہیں بتائی مگر یہ بہرحال بتا دیا کہ اسے تنخواہ دینے والے کون ہیں۔ اس نے اسے غیر سرکاری کورڈ آفیسر یعنی این او سی کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں بتایا۔ میگی

نے بھی ہمیشہ اس کے راز کو سنبھال کر رکھا تھا۔ کبھی کبھی اسے الجھن ہوتی تھی کہ وہ اپنے دوستوں اور ساتھ کام کرنے والوں سے کوزر کے کام کے بارے میں بات نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ سمجھتی تھی کہ یہ اتنی بڑی بات نہیں۔ اس نے عورتوں کو ان شوہروں سے عاجز دیکھا تھا، جو گھر آنے کے بعد ان سے صرف اپنے کام کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ پوری تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ وہ اپنی غیر نصابی سرگرمیوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور وہ سوچتی تھی کہ کسی دن اس کی تارہ کو بھی کوزر جیسا کوئی شخص مل جائے گا!

☆ ☆ ☆

جیکسن نے ایک اور سگریٹ سلگائی۔ وہ وائٹ ہاؤس کے چیف آف اسٹاف کی ایک ایک بات دھیان اور توجہ سے سن رہا تھا۔ اب تک اس نے اسے ایک بار بھی نہیں ٹوکا تھا اور نہ ہی کوئی وضاحت طلب کی تھی۔

اینڈی لائیڈ اس گفتگو کے لیے پوری تیاری کر کے آیا تھا۔ اس نے بڑے سلیقے اور ترتیب سے اپنی بات مکمل کی اور کافی کا ایک طویل گھونٹ لیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ سی آئی اے کے سابق ڈپٹی ڈائریکٹر کا پہلا سوال کیا ہوگا۔

جیکسن نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔ ''سب سے پہلے تو مجھے یہ بتائیں، آپ کو یہ خیال کیسے آیا کہ اس اسائنمنٹ کے لیے میں موزوں ترین آدمی ہوں؟'' اس نے پوچھا۔

اینڈی لائیڈ کے لیے یہ سوال نہ غیر متوقع تھا، نہ حیران کن۔ اسے سوچ رکھا تھا کہ جیکسن نے یہ سوال کیا تو وہ اس کا جواب پوری سچائی سے دے گا۔ ''تمہیں علم ہے کہ تم نے نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر سی آئی اے سے استعفا دیا تھا۔'' اس نے کہا۔ ''اور وہ ذاتی اختلاف تھا تمہارے اور ہیلن ڈیکسٹر کے درمیان۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تمہارا ریکارڈ، تمہاری کارکردگی مثالی رہی ہے اور جس وقت تم نے استعفا دیا، یہ خیال عام تھا کہ تم ہیلن ڈیکسٹر کے جانشین ہو اور اسکے بعد تم ہی سی آئی اے کی سربراہی سنبھالو گے۔ جن حالات میں اور جن وجوہات کے تحت تم نے استعفا دیا، وہ حیران کن تھے۔ اور میں جانتا ہوں کہ استعفے کے بعد تمہیں تمہاری اہلیت کے مطابق جاب نہیں مل سکی۔ ہمیں شبہ ہے کہ اسکی وجہ ہیلن ڈیکسٹر کا اثر رسوخ ہے۔''

''یہ بات میں آف دی ریکارڈ کہہ رہا ہوں۔'' جیکسن نے کہا۔ ''جب بھی مجھے کوئی جاب ملنے کا امکان ہوتا، ہیلن ڈیکسٹر کی ایک فون کال میرا پتا صاف کر دیتی تھی۔ میری عادت ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں بری بات کرنے سے گریز کرتا ہوں۔ لیکن ہیلن ڈیکسٹر کا معاملہ مختلف ہے۔ وہ میرے اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔'' وہ رکا اور اس نے ایک اور سگریٹ سلگائی۔ ''آپ کو ہیلن ڈیکسٹر کے سوچنے کا انداز معلوم ہے۔ اس کے خیال میں صدر ٹام لارنس کی پوسٹ امریکا کی دوسری اہم ترین پوسٹ ہے۔ پہلی کون سی ہے، یہ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے نزدیک منتخب عوامی نمائندے ایک وقتی رکاوٹ، وقتی پریشانی ہیں، جنہیں بالآخر، جلد یا بدیر، خود عوام ہی مسترد کر کے نکال پھینکیں گے۔''

''اس بات کا تو خود صدر صاحب کو بھی ایک سے زائد بار اندازہ ہو چکا ہے۔'' اینڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

''صدر آتے جاتے رہتے ہیں مسٹر لائیڈ۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر ٹام لارنس اپنی خوبیوں اور خامیوں سمیت ایک انسان ہیں۔ بشری کمزوریوں سے وہ مبرا نہیں ہو سکتے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہیلن ڈیکسٹر نے ان کے بارے میں ایک فائل تیار کر رکھی ہوگی۔ وہ فائل دکھا کر وہ انہیں قائل کر سکتی ہے کہ وہ عہدۂ صدارت کی دوسری میعاد کی اہلیت سے محروم ہیں اور میں بتا دوں کہ اس کے پاس ایسی ہی ایک ضخیم فائل خود آپ کے بارے میں بھی موجود ہوگی۔''

''تب تو ہمیں اس کے متعلق ایک فائل تیار کرنی چاہیے اور مسٹر جیکسن اس کام کے لیے آپ سے بہتر کوئی اور آدمی نہیں ہے۔''

''یہ بتائیں، میں آغاز کہاں سے کروں؟''

''اس بات کی تفتیش کرو کہ پچھلے ماہ بوگوٹا میں ریکارڈو گزمین کے قتل کے پیچھے کون تھا۔'' اینڈی لائیڈ نے کہا۔ ''ہمارے پاس یہ سوچنے کی معقول وجہ ہے کہ اس میں سی آئی اے ملوث تھی۔ ڈائریکٹ ہو یا ان ڈائریکٹ۔''

''صدر کے علم میں لائے بغیر؟'' جیکسن کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

اینڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے بریف کیس سے ایک فائل نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔

جیکسن نے فائل کھولی۔

''وقت کی پرواہ مت کرو۔ یہ سب کچھ تمہیں یاد کرنا ہے۔''

جیکسن فائل کا مطالعہ کرنے لگا۔ پہلے ہی صفحے نے اسے تبصرے پر مجبور کر دیا۔ ''اگر وہ واقعی اکیلے گن مین کا کام تھا تو اس کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا آسان نہیں ہوگا۔ ایسے لوگ اپنا نشان نہیں چھوڑتے۔'' جیکسن نے چند لمحے توقف کیا۔ پھر وہ بولا۔ ''لیکن اگر اس معاملے میں سی آئی اے ملوث ہے تو یہ سمجھ لیں کہ ہیلن ڈیکسٹر ہم سے دس دن آگے ہے۔ وہ اب تک قاتل کی طرف لے جانے والے ہر راستے کو اندھی گلی میں تبدیل کر چکی ہوگی۔ بشرطیکہ ''

''بشرطیکہ ؟'' اینڈی نے دہرایا۔

''اس عورت کا ستایا ہوا ایک میں ہی نہیں ہوں۔ اس بات کا امکان موجود ہے کہ بوگوٹا میں بھی اس کا ڈسا ہوا کوئی موجود ہو '' وہ کہتے کہتے رکا۔ ''یہ بتائیں، میرے پاس وقت کتنا ہے۔''

''کولمبیا کے نومنتخب صدر کے دورہ امریکا میں ابھی تین ہفتے ہیں۔ اس سے پہلے کچھ معلوم ہو جائے تو بہت اچھا رہے گا۔''

''مجھے تو ابھی سے پرانا زمانہ یاد آنے لگا ہے۔'' جیکسن کے لہجے میں خوشی تھی۔ ''بلکہ اس بار تو اضافی خوشی بھی ہے یہ کہ ہیلن ڈیکسٹر مدمقابل ہے۔ یہ اور بتا دو کہ میں کام کس کے لیے کروں گا۔''

''سرکاری طور پر تم فری لانسر ہو۔ لیکن غیر سرکاری طور پر تم میرے لیے کام کر رہے ہو گے۔ تنخواہ تمہیں وہی ملے گی، جو سی آئی اے میں مل رہی تھی۔ تمہارے اکاؤنٹ میں ہر ماہ رقم ہو جایا کرے گی۔ لیکن یہ بوجوہ پے رول پر تمہارا نام نہیں ہوگا۔ جب بھی ضرورت ہوگی، میں خود تم سے رابطہ ''

''نہیں مسٹر لائیڈ، آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔'' جیکسن نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''جب بھی کوئی بات بتانی ہوگی، آپ سے رابطہ میں کروں گا۔ دو طرفہ رابطے میں یہ خطرہ بڑھ جاتا ہے کہ کسی کو اس تعلق کا پتا چل جائے گا۔ بس آپ مجھے ایک ایسا فون نمبر دے دیں، جس کو کوئی ٹریس نہ کر سکے۔''

اینڈی لائیڈ نے نیپکن پر سات ہندسوں والا ایک نمبر لکھ دیا۔ ''یہ میرا ڈائریکٹ نمبر ہے۔ اس سے میری سیکرٹری کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ رات کو یہ نمبر خود بہ خود میرے بیڈ روم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ تم کسی بھی وقت مجھے کال کر سکتے ہو۔ بیرون ملک ہو، تب بھی وقت کی بھی فکر نہ کرنا۔ کیونکہ فون کی گھنٹی مجھے جگائے تو بھی میں جھنجلاتا بھی نہیں۔''

''بہت اچھی بات ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں ہیلن ڈیکسٹر بھی نہیں ہوتی۔''

اینڈی مسکرایا۔ بس۔ ''یا اور کچھ؟''

''ایک اہم بات اور۔ یہاں سے نکلیں تو دائیں جانب مڑیں۔ پھر آگے جا کر ایک بار اور دائیں جانب مڑیں۔ پلٹ کر نہیں دیکھیے گا۔ اور کم از کم چار بلاک کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے کوئی ٹیکسی نہ کیجیے گا۔ اس لمحے سے آپ کو ہیلن ڈیکسٹر کے انداز میں سوچنے کی عادت ڈالنی ہوگی۔ اور یہ یاد رکھیں کہ وہ اس میدان میں تیس سال سے ہے۔ دنیا میں صرف ایک شخص ایسا ہے جو اس سے بہتر ہے۔''

''یعنی تم؟''

''نہیں۔ میں اس کو نہیں پہنچ سکتا۔''

''اب یہ نہ کہنا کہ وہ شخص بھی اس کے وفاداروں میں سے ہے۔''

جیکسن نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ یہی حقیقت ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ ذہین ترین، مستعد ترین ایجنٹ میرا سب سے

قریبی دوست ہے۔ پھر بھی اگر بینن اسے میرے قتل کا حکم دے دے تو یقین کرو کہ وہ اس حکم کی تعمیل کرے گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے مرنے سے نہیں بچا سکے گی۔ ان دونوں سے میرا جیتنا آسان نہیں۔ دعا کرو کہ اتنے دنوں کی بے کاری نے مجھے زنگ نہ لگا یا ہو۔"

وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ "گڈ بائی مسٹر لائیڈ۔" جیکسن نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ ہم پہلی اور آخری بار ملے ہیں۔"

"لیکن میرا خیال تھا کہ ہمارے درمیان اس پر اتفاق ہوا" اینڈی کے لہجے میں تشویش تھی۔

"میں آپ کے یہ کام کرنے پر راضی ہوا ہوں، ملنے پر نہیں۔ یاد رکھیں، دو ملاقاتوں کو بینن ڈیکسٹر بھی اتفاق نہیں سمجھے گی۔"

اینڈی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ "ٹھیک ہے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔"

"اور مسٹر لائیڈ، آئندہ نیشنل گیلری صرف تصویریں دیکھنے کے لیے ہی آیئے گا۔"

اینڈی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کیوں؟"

"کیونکہ گیلری نمبر 71 کے اونگھتے ہوئے پہرے دار کو اس روز سے وہاں ڈیوٹی پر لگایا گیا، جب آپ نے اپنے اس عہدے کا چارج سنبھالا تھا۔ یہ سب آپ کی فائل میں موجود ہے۔ آپ ہفتے میں ایک دن وہاں جاتے ہیں نا۔ اور یہ بھی کہ ہو پر آپ کا سب سے پسندیدہ مصور ہے۔"

اینڈی لائیڈ کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔ "تو بینن ڈیکسٹر کو اس ملاقات کا پتا چل گیا ہوگا؟"

"جی نہیں۔" جیکسن نے جواب دیا۔ "خوش قسمتی سے آج اس پہرے دار کی ہفتہ وار چھٹی ہوتی ہے۔"

☆ ☆ ☆

کوزنے بچی کو روتے ہوئے بارہا دیکھا تھا۔ مگر وہ اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ اور اس کی وجوہات بھی مختلف ہوتی تھیں۔ کبھی کوئی چوٹ، کبھی کوئی بچکانہ ضد جو پوری نہ کی جا سکے۔ لیکن اس بار معاملہ مختلف تھا۔ وہ اپنا رونا چھپانے کی کوشش میں اس سے چپکی جا رہی تھی۔

کوز کتابوں کے شیلف اور نیوز سٹینڈ کا جائزہ لے رہا تھا۔ ساتھ ہی وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اس کی زندگی کی ناقابل فراموش تعطیلات ثابت ہوئی ہیں۔ ان دو ہفتوں میں اس کا وزن چند پونڈ بڑھ گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے سرفنگ کے فن پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ وہ اس عرصے میں پہلے مرحلے میں اس کے دل میں اسٹوارٹ کے لیے پسندیدگی پیدا ہوئی تھی۔ مگر دوسرے مرحلے میں وہ اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

آخری چند دنوں میں میگی نے تارہ کے رات کو دیر سے واپس آنے پر شکایت کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ اس نے تارہ اور اسٹوارٹ کے تعلق کو قبول کر لیا ہے۔

کوز نے نیوز اسٹینڈ سے سنڈے مارننگ ہیرالڈ اٹھایا اور اس کا جائزہ لیا۔ وہ صرف سرخیاں دیکھ رہا تھا۔ مگر بین الاقوامی خبروں کے صفحے پر ایک خبر نے اس کی توجہ کھینچ لی۔ اس نے کن انکھیوں سے میگی کی طرف دیکھا۔ وہ دوسروں کو دینے کے خیال سے کچھ چیزیں منتخب کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کوز نے سر جھکایا اور خبر پڑھنے لگا

وہ تین کالمی خبر تھی۔ سرخی تھی کولمبیا میں صدارتی انتخاب میں ہریرا کی عظیم الشان کامیابی ریکارڈو گزمین کے قتل کے بعد نیشنل پارٹی کے ہنگامی امیدوار کو صدارتی انتخاب میں زبردست شکست کا سامنا ہے۔ ہریرا بھاری اکثریت سے کولمبیا کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ کامیابی کے بعد ہریرا نے کہا کہ بہت جلد وہ امریکا کا دورہ کریں گے اور کولمبیا کو درپیش مسائل پر صدر لارنس سے تبادلۂ خیال کریں گے۔ ان مسائل میں

"کیا خیال ہے۔ جوآن کے لیے یہ مناسب رہے گا؟" میگی نے اسے چونکا دیا۔

کوز نے سر اٹھا کر میگی کی طرف دیکھا۔ وہ سنڈی ہار بر کی ایک تصویر کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

"نہیں۔ جوان کے حساب سے یہ کچھ جدید ہے۔" کوز نے کہا۔

"تو پھر ہمیں اس کے لیے ڈیوٹی فری شاپ سے کچھ خریدنا ہوگا۔"

"لاس اینجلز کے لیے روانہ ہونے والی فلائٹ 816 کے مسافروں کے لیے یہ آخری کال ہے" اناؤنس منٹ نے انھیں چونکا دیا۔" جو

مسافر ابھی تک جہاز میں نہیں بیٹھے ہیں، وہ فوری طور پر گیٹ نمبر 27 پر آ جائیں۔"

کونر اور میگی گیٹ نمبر 27 کی طرف بڑھنے لگے۔ تارہ اور اسٹوارٹ ان کے پیچھے آ رہے تھے۔ پاسپورٹ کی چیکنگ کے مرحلے سے گزرنے کے بعد کونر پیچھے رک گیا۔ میگی آگے بڑھ گئی کہ گیٹ پر موجود ایجنٹ کو بتائے کہ آخری دو مسافر پیچھے آ رہے ہیں۔

بالآخر تارہ کونر کے پاس آئی۔ کونر نے کندھے سے تھام کر اسے خود سے قریب کر لیا۔ "میں جانتا ہوں کہ اس سے تمہارے آنسو نہیں پچھیں گے۔ لیکن مجھے بھی اور تمہاری ممی کو بھی سٹوارٹ "

"میں جانتی ہوں۔ آپ لوگ بھی اسے پسند کرتے ہیں۔" تارہ نے سسکیوں کے درمیان کہا۔ "اسٹاف فورڈ پہنچتے ہی میں معلوم کروں گی کہ کیا مجھے اپنا تھیسس سڈنی یونیورسٹی میں مکمل کرنے کی اجازت مل سکتی ہے۔"

کونر اور تارہ میگی کے پاس پہنچے جو ایئر ہوسٹس سے بات کر رہی تھی۔

"آپ کی بیٹی پرواز سے خوف زدہ ہے؟" ایئر ہوسٹس نے تارہ کی سسکیاں سنیں تو کونر سے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ ایک ایسی چیز یہاں چھوڑ کر جانے کی وجہ سے اداس ہے۔" جسے کسٹم والے ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔"

☆ ☆ ☆

سڈنی سے لاس اینجلز کی فلائٹ 14 گھنٹے کی تھی۔ میگی فلائٹ کے دوران تمام وقت سوتی رہی۔ تارہ کو اس معاملے میں اپنی ماں پر ہمیشہ رشک آتا تھا۔ وہ خود تو نیند کی گتی ہی گولیاں لے لیتی، بات اونگھنے کی حد سے کبھی نہیں بڑھتی تھی۔ وہ کونر کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے بیٹھی تھی۔ کونر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ لیکن وہ بور بالکل نہیں۔

تارہ جواباً مسکرائی۔ باپ اسکی دنیا میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ جب تک ڈیڈی جیسا کوئی شخص نہیں ملتا، وہ شادی نہیں کرے گی اور وہ جانتی تھی کہ یہ آسان کام نہیں اور وہ یہ بھی سوچتی تھی کہ اس کے ڈیڈی کسی کو آسانی سے قبول نہیں کریں گے۔ مگر اب اسے خوابوں کا وہ شہزادہ مل گیا تھا اور ڈیڈی نے نہ صرف اسے قبول کر لیا تھا۔ بلکہ وہ اس کا پوری طرح ساتھ بھی دے رہے تھے۔ اگر کوئی مسئلہ تھا تو وہ ماں کی طرف سے تھا۔

"آپ کا کیپٹن آپ سے مخاطب ہے۔" اناؤنسمنٹ نے اسے چونکا دیا۔ "اب ہم لاس اینجلز پر اترنے والے ہیں۔"

میگی چونک کر بیدار ہوئی۔ اس نے آنکھیں ملیں اور تارہ کو دیکھ کر مسکرائی۔ "کیا میں سو گئی تھی؟" اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"آپ جہاز کے ٹیک آف سے پہلے تو نہیں سوئی تھیں۔" تارہ نے چھیڑنے والے لہجے میں کہا۔

تارہ نے اپنا سامان لیا اور والدین کو گڈ بائی کہہ کر سان فرانسسکو جانے والی فلائٹ کے لیے چل دی۔ کونر اسے جاتے دیکھتا رہا۔ پھر گہری سانس لے کر میگی کی طرف مڑا۔ "مجھے ڈر ہے کہ یہ سان فرانسسکو کی بجائے سڈنی واپس نہ چلی جائے۔"

میگی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

اب ان دونوں کو واشنگٹن کی فلائٹ پکڑنی تھی۔

اس سفر کے دوران کونر مزید سوچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ واشنگٹن پہنچ کر اسے کیا کیا کرنا ہے۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ تارہ اور اسٹوارٹ کے بارے میں نہ سوچے۔ اب تین ماہ کے عرصے میں کمپنی کے فعال کارندوں سے اس کا ناتا ٹوٹ جاتا۔ اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اسے کس ڈیپارٹمنٹ میں بھیجا جائے گا۔ صبح نو بجے سے شام پانچ بجے تک کی روٹین ملازمت کے خیال سے ہی اسے گھبراہٹ ہوتی تھی اور امکان اسی کا زیادہ تھا کہ وہ ہیڈ کوارٹر میں نئے کارندوں کو اپنے تجربات پر لیکچر دے گا۔ اس نے جوآن سے کہہ دیا تھا کہ اگر اسے کوئی بور کام دیا گیا تو وہ استعفیٰ دے دے گا۔ طبعاً وہ ٹیچر تھا بھی نہیں۔

پچھلے سال اسے کچھ اشارے ملے تھے۔ کچھ ایسی اہم اسامیاں تھیں، جن کے لیے اسے اہم سمجھا گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اس کے باس نے بغیر کسی وضاحت کے استعفیٰ دے دیا تھا۔ 28 سال کی سروس اور بے حد قابل قدر ریکارڈ کے باوجود کرس جیکسن اب کمپنی میں نہیں تھا۔ اس کے انجام

کے حوالے سے کونر سوچتا تھا کہ اس کا اپنا مستقبل بھی اتنا محفوظ نہیں ہے، جتنا وہ سمجھتا تھا۔

☆ ☆ ☆

''تمہیں یقین ہے کہ کرس جیکسن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟''

''نہیں جناب صدر، یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ایک بات میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ وہ ہیلن ڈیکسٹر سے اس سے زیادہ نفرت کرتا ہے، جتنی آپ کرتے ہیں۔''

''یہ تو اپنی جگہ ایک بہت اہم سفارش ہے۔'' صدر لارنس نے کہا۔ ''ویسے یہ بتاؤ کہ تم نے اسے منتخب کیوں کیا۔ ہیلن سے نفرت اس کام کے لیے اضافی خوبی تو ہو سکتی ہے، بنیادی نہیں اور امیدواروں کی تو کمی نہیں رہی ہوگی۔''

''اس میں بنیادی خوبیاں بھی موجود ہیں۔'' اینڈی لائیڈ بولا۔ ''ویٹ نام میں کاؤنٹر انٹیلی جنس کے سربراہ کی حیثیت سے اس کا ریکارڈ شاندار ہے اور سی آئی اے کے ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت سے اس کی کارکردگی بے داغ رہی ہے۔ اس کے کارنامے بے شمار ہیں۔''

''تو اسے تو سی آئی اے کا سربراہ بننا تھا۔ پھر اس نے استعفا کیوں دیا؟''

''میرا خیال ہے، ہیلن اس سے خطرہ محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ تا حیات سی آئی اے کی ڈائریکٹر رہنا چاہتی ہے۔''

''اگر جیکسن یہ ثابت کر دے کہ ریکارڈو گزمین کے قتل کا حکم ہیلن نے دیا تھا تو وہ اب بھی سی آئی اے کا سربراہ بن سکتا ہے۔ بہرحال اینڈی، مجھے لگتا ہے کہ تم نے اس کام کے لیے اہل ترین آدمی کا انتخاب کیا ہے۔''

''کرس جیکسن کا کہنا ہے کہ ایک شخص اس سے بھی زیادہ اہل ہے۔''

''تو پھر تمہیں اس کی خدمات حاصل کرنی تھیں۔''

''میں نے سوچا تو یہی تھا۔ لیکن وہ شخص ہیلن ڈیکسٹر کے لیے کام کر رہا ہے۔''

''چلو... اس شخص کو یہ پتا تو نہیں چلے گا کہ ہم نے جیکسن کی خدمات حاصل کی ہیں۔'' لارنس نے کہا۔ ''اور جیکسن سے کیا باتیں ہوئیں؟''

اینڈی لائیڈ صدر کو گفتگو کی تفصیل بتانے لگا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہنا ہوگا۔ یہاں تک کہ جیکسن کو کوئی کام کی بات معلوم ہو اور وہ ہمیں اس سے مطلع کرے۔''

''اس نے اس شرط پر کام کرنا قبول کیا ہے جناب صدر۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کرس جیکسن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنے والا آدمی ہے۔''

''اسے ہونا بھی نہیں چاہیے کیونکہ ہیلن ڈیکسٹر کا لنگلے میں ایک ایک دن مجھ پر بھاری ہے۔ کاش کرس جیکسن ہمیں اس کے خلاف کوئی ایسا ثبوت فراہم کر دے کہ ہم ہیلن کو عوامی سطح پر ذلیل کر سکیں۔''

''جی ہاں۔ ایسا ہو گیا تو ہمیں جرائم کی روک تھام کے بل پر کچھ ری پبلکن اراکین کی حمایت بھی مل سکے گی۔''

صدر مسکرایا۔ ''اچھا... یہ بتاؤ اب کیا کرنا ہے؟''

''سینیٹر بیڈل لابی میں خاصی دیر سے آپ سے ملاقات کا منتظر بیٹھا ہے۔''

''اب وہ کیا چاہتا ہے؟''

تخفیف اسلحہ کے بل کے لیے جو اس نے ترامیم پیش کی ہیں، ان پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔''

صدر سوچ میں پڑ گیا۔ ''پتا ہے، روس میں زیرسکی کی مقبولیت میں کتنے پوائنٹ کا اضافہ ہوا ہے؟''

☆ ☆ ☆

جارج ٹاؤن میں اپنے گھر میں کونر سامان کھول رہا تھا اور میگی فون پر تارہ سے بات کر رہی تھی۔ کونر میگی کی بات سن سکتا تھا۔ تارہ کے جواب کا وہ

صرف قیاس کر سکتا تھا۔

''ہم خیریت سے پہنچ گئے ہیں تارہ۔'' میگی کہہ رہی تھی۔ ''میں نے تمہیں یہی بتانے کے لیے فون کیا ہے۔''

کونر مسکرایا۔ تارہ اس بات پر یقین کرنے والی نہیں تھی۔

''شکریہ موم۔ آپ کی آواز اچھی لگ رہی ہے۔'' دوسری طرف تارہ کہہ رہی تھی۔

''تمہاری طرف سب خیریت ہے نا؟'' میگی نے پوچھا۔

''جی موم۔ سب ٹھیک ہے۔'' تارہ نے کہا۔ پھر وہ ماں کو یقین دلانے کی کوشش کرتی رہی کہ اس کا کوئی ایسی ویسی حرکت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جب وہ مطمئن ہوگئی کہ اس نے ماں کو یقین دلا دیا ہے تو وہ بولی۔ ''ڈیڈی موجود ہیں؟''

''ہاں، ہیں۔ بات کرلو۔'' میگی نے ریسیور کونر کی طرف بڑھایا۔

''ڈیڈی، مجھ پر ایک مہربانی کرسکتے ہیں؟''

''ضرور۔ کیوں نہیں۔''

''مما کو سمجھائیں کہ میں کوئی بچکانہ حرکت نہیں کروں گی۔ جب سے میں آئی ہوں، اسٹوارٹ دو بار کال کر چکا ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ '' وہ چند لمحے ہچکچائی۔ ''وہ کرسمس پر امریکا آرہا ہے۔ میرا خیال ہے، میں اتنا انتظار تو کر سکتی ہوں۔ ویسے ڈیڈ، میں آپ کو خبردار کردوں۔ کرسمس کے تحفے کے سلسلے میں میرے کچھ ارادے ہیں ''

''وہ بھی بتادو گڑیا۔''

''اگلے آٹھ ماہ میں میرے سیل فون کا بل ادا کر دیجیے گا۔ وہی میرا کرسمس کا تحفہ ہوگا۔ آپ نے پی ایچ ڈی کرنے پر مجھے نئی کار کا تحفہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میرا خیال ہے، فون کا بل اس سے زیادہ ہی ہوگا۔''

کونر ہنسنے لگا۔

''آپ اپنے پروموشن کی بات کر رہے تھے نا۔ آپ کے لیے بہتر یہی ہوگا کہ وہ پروموشن ہوجائے۔ اوکے ڈیڈ بائی۔''

''بائی گڑیا۔''

کونر نے ریسیور رکھ اور میگی کو حوصلہ افزا مسکراہٹ سے نوازا۔ اب تک وہ دس سے زیادہ بار اسے تسلی دے چکا تھا کہ تارہ کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ پھر ایک بار وہ الفاظ دہرانے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی پھر بجی۔

اس نے ریسیور اٹھایا۔

''مجھے افسوس ہے کہ واپس آتے ہی میں تمہیں کال کر کے ڈسٹرب کر رہی ہوں۔'' دوسری طرف اس کی سیکرٹری جوآن تھی۔ ''لیکن ابھی باس کا فون آگیا۔ لگتا ہے، کوئی ایمرجنسی ہے۔ کتنی دیر میں آسکتے ہو تم؟''

کونر نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ''میں بیس منٹ میں آرہا ہوں۔'' اس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

''کس کا فون تھا؟'' میگی نے پوچھا۔ وہ سامان کھول رہی تھی۔

''جوآن۔ کچھ کاغذات پر مجھ سے دستخط کرانے ہیں۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی۔''

''شٹ۔ اس کے لیے تحفہ تو میں خرید ہی نہیں سکی۔''

''کوئی بات نہیں۔ میں آفس جاتے ہوئے کچھ خرید لوں گا۔''

کونر جلدی سے کمرے سے نکل آیا۔ وہ میگی کو سوال کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ باہر اس کی پرانی ٹویوٹا کھڑی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ گیا۔ لیکن گاڑی نے اسٹارٹ ہونے میں وقت لیا۔ بالآخر وہ گاڑی کو سڑک پر لے آیا۔

پندرہ منٹ بعد وہ بیم اسٹریٹ پر مزدا۔ کار انڈر گراؤنڈ کار پارک میں داخل ہوئی۔

کوزی عمارت میں داخل ہوا تو سیکورٹی گارڈ نے اپنے ہیٹ کو انگلیوں سے چھوتے ہوئے کہا۔ "واپسی مبارک ہو مسٹر فنزر جیرالڈ۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ پیر سے پہلے نہیں آئیں گے۔"

"میرا اپنا بھی یہی خیال تھا۔" کوزی نے کہا۔ پھر وہ ایلی ویٹرز کی طرف بڑھا۔

ایلی ویٹر سے وہ ساتویں منزل پر اترا۔ وہاں بڑے بڑے حروف میں میری لینڈ انشورنس کمپنی لکھا تھا۔ استقبالیہ کلرک کے ہونٹوں پر اسے دیکھتے ہی خیر مقدمی مسکراہٹ مچلی۔ "آپ کی آمد سے خوشی ہوئی مسٹر فنزر جیرالڈ۔ کوئی آپ سے ملنے آیا ہے۔"

کوزی مسکرایا اور راہداری میں آگے بڑھا۔ ساتویں منزل سے دسویں منزل تک کمپنی کے دفاتر تھے۔

راہداری میں مڑتے ہی اسے اپنے آفس کے دروازے پر جوآن کھڑی نظر آئی۔ اسے دیکھ کر لگا کہ وہ خاصی دیر سے اس کا انتظار کر رہی ہے۔ پھر اچانک کوزی کو یاد آیا کہ وہ بھی جوآن کے لیے تحفہ خریدنا بھول گیا ہے۔

"ہاں ابھی چند منٹ پہلے آئی ہوں۔" جوآن نے اس کے لیے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

کوزی آفس میں داخل ہوا۔ وہاں وہ ہستی موجود تھی، جسے اس نے کبھی چھٹی کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"سوری ڈائریکٹر، مجھے کچھ دیر ہوگئی۔" کوزی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔ "دراصل میں "

"ہمیں ایک مسئلہ درپیش ہے۔" ہیلن ڈیکسٹر نے میز پر ایک فائل کھسکاتے ہوئے کہا۔

☆ ☆ ☆

"مجھے ایک معقول سراغ دے دو۔ باقی سب کچھ میں خود کر لوں گا۔" کرس جیکسن نے کہا۔

"کاش یہ ممکن ہوتا۔" بوگوتا کے چیف آف پولیس نے کہا۔ "اور مجھے تمہارے سابق ساتھیوں نے بتایا ہے کہ اب تم کمپنی میں نہیں ہو۔"

"میرے خیال میں تمہارے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت نہیں۔" جیکسن نے چیف کے لیے ایک اور جام بنایا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو کرس۔ جب تم اپنی حکومت کے لیے کام کر رہے تھے، تب اور بات تھی۔ تب یہ تعاون کھلا تا تھا۔"

"ہاں۔ مگر نذرانے کے بغیر نہیں۔ یاد ہے نا؟"

"ہاں، یاد ہے۔" پولیس چیف نے بے پروائی سے کہا۔ "تم تو جانتے ہی ہو کہ اس طرح کے کاموں میں اخراجات بھی ہوتے ہیں اور کولمبیا میں افراط زر کی شرح کتنی بڑھی ہوئی ہے۔ تنخواہ میں تو میرے ذاتی اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔"

"تو تمہیں میری حیثیت سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔ یہ بتاؤ تمہارا ریٹ تو وہی ہے نا پرانا والا؟"

چیف نے ایک طویل گھونٹ لے کر جام خالی کر دیا۔ "کرس امریکا ہو یا کولمبیا، حصہ دار آتے جاتے رہتے ہیں۔ قائم رہنے والی چیز تو بس دوستی ہی ہوتی ہے۔ حیثیت میں کیا رکھا ہے دوست۔"

کرس جیکسن مسکرایا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور میز کے نیچے اس کی طرف بڑھا دیا۔ چیف نے لفافہ لیا، اس میں جھانکا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

"لگتا ہے، تمہارے نئے آقاؤں نے اخراجات کی مد میں تمہیں آزادی نہیں دی ہے۔" چیف نے کہا۔

"میں تم سے صرف ایک معقول سراغ مانگ رہا ہوں۔"

چیف نے اپنا جام بلند کیا۔ بارمین نے اسے بھر دیا۔ اس نے ایک گھونٹ لیا اور بولا۔ "کرس، مجھے ہمیشہ سے اس بات پر یقین رہا ہے کہ فائدے کا سودا کرنا ہو تو کوئی ایسی دکان تلاش کرو، جہاں لوگ نوادرات گروی رکھواتے ہیں۔" وہ مسکرایا۔ پھر اس نے جام خالی کر کے رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "اور اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ایسی دکان کی تلاش کا آغاز سان وکٹوریہ ڈسٹرکٹ سے کرتا۔ بلکہ سچ پوچھو تو واشنگٹن سے آگے جانے کی بھی

ضرورت نہیں ہے۔اب میں چلتا ہوں۔"

☆ ☆ ☆

کونر نے خفیہ میمورنڈم کی تفصیل پڑھی اور فائل ہیلن ڈیکسٹری کی طرف بڑھادی۔

پھر ہیلن کے پہلے ہی سوال نے اسے حیران کر دیا۔تمھارے ریٹائر ہونے میں کتنا عرصہ باقی ہے؟"

"اگلے سال یکم جنوری کو میں فعال لوگوں کی فہرست سے نکل جاؤں گا۔لیکن مجھے امید ہے کہ اس کے بعد بھی میں کمپنی میں ہی رہوں گا۔"

"تم جیسے باصلاحیت آدمی کو کھپانا اتنا آسان بھی نہیں۔"ہیلن نے کہا۔"بہرحال ایک اسامی ایسی ہے کہ میں اس کے لیے تمہاری سفارش کر سکتی ہوں۔کلیولینڈ میں ہمیں ایک ڈائریکٹر کی ضرورت ہے۔"

"کلیولینڈ؟"

"ہاں۔"

"28 برس کمپنی کے لیے خدمات انجام دینے کے بعد میں یہ امید کر رہا تھا کہ مجھے واشنگٹن میں ہی جاب دی جائے گی۔شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ میری بیوی جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں ڈین آف ایڈمیشن ہے۔اوہائیو میں اسے اتنی اچھی جاب نہیں مل سکتی۔"

چند لمحے ہیلن خاموش رہی۔

"کاش میں تمہاری مدد کر سکتی۔"ہیلن نے خشک لہجے میں کہا۔"لیکن فی الوقت لینگلے میں تمھارے شایان شان کوئی اسامی نہیں۔تم کلیولینڈ والی ایپلکیشن قبول کر لو۔چند برس میں تمھیں یہاں واپس بلوایا جا سکتا ہے۔"

کونر اس عورت کو دیکھتا رہا،جس کے لیے اس کی خدمات 26 برس پر محیط تھیں۔اس وقت اسے اس خیال سے اذیت ہو رہی تھی کہ وہ اس پر وہی تیز دھار والا ہتھیار آزما رہی تھی،جو اس سے پہلے وہ اس کے کئی ساتھیوں پر آزما چکی تھی۔لیکن کیوں؟اس نے تو آج تک اس کی ہر بات مانی تھی۔کبھی کسی کام سے انکار نہیں کیا تھا۔

اس نے پھر فائل کو دیکھا۔صدر سے کسی صحافی نے کولمبیا کے صدارتی امیدوار کے قتل کے سلسلے میں سی آئی اے کے ملوث ہونے کے بارے میں سوال کیا تھا۔صدر کا مطالبہ تھا کہ اس کی پاداش میں کسی کو بھینٹ چڑھایا جائے اور قربانی کا بکرا اسے بنایا جا رہا تھا۔تو کیا اس کی برسوں کی خدمات کا صلہ کلیولینڈ تھا؟

"کوئی اور راستہ؟"اس نے پوچھا۔

سی آئی اے کی ڈائریکٹر ذرا نہیں ہچکچائی۔"قبل از وقت ریٹائرمنٹ لینے کا حق تمھارے پاس موجود ہے۔"اس کا انداز ایسا تھا،جیسے وہ کسی غیر اہم شخص کے تبادلے کے بارے میں بات کر رہی ہو۔

کونر خاموش بیٹھا تھا۔اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔اس نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ کمپنی کی نذر کر دیا تھا۔دوسرے افسروں کی طرح بارہا اس نے اپنی زندگی تک کو خطرے میں ڈالا تھا۔

ہیلن ڈیکسٹر اٹھ کھڑی ہوئی۔"تم کسی فیصلے پر پہنچ جاؤ تو مجھے مطلع کر دینا۔"اور وہ رخصت ہوگئی۔

کونر کچھ دیر اکیلا بیٹھا رہا۔وہ ڈائریکٹر کے کہے ہوئے ہر لفظ کو گہرائی میں محسوس کر رہا تھا۔اسے یاد آ رہا تھا۔کرس جیکسن نے اسے بتایا تھا کہ ڈائریکٹر سے اس کی آخری گفتگو بھی بالکل ایسی ہی ہوئی تھی۔لفظ بہ لفظ ایسی ہی گفتگو اور یہ صرف آٹھ ماہ پہلے کی بات تھی۔ہیلن نے کرس کو ملاوی بھیجنے کی آفر کی تھی۔

کونر کو یاد تھا۔اس وقت اس نے کرس سے کہا تھا۔ میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔کیونکہ میں ٹیم کے ساتھ تعاون کرنے والا کھلاڑی ہوں اور اسے کبھی یہ وہم بھی نہیں ہوگا کہ میں اس کے عہدے کا امیدوار ہوں۔

لیکن اب اس کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ وہ کرس کے مقابلے میں بڑا قصوروار ہے۔ جیکٹن کے احکامات خاموشی سے بجا لاتے ہوئے وہ غیر ارادی طور پر اس کے ممکنہ زوال کا سبب بن گیا ہے۔ اسے منظر سے ہٹا کر ہی وہ شرمندگی سے بچ سکتی ہے اور ایک بار پھر اپنا عہدہ بھی بچا سکتی ہے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ گزشتہ برسوں میں سی آئی اے کے کیسے کیسے قابل اور جاں نثار افسر ہیلن ڈیکسٹر کی انا کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

جوآن کمرے میں آئی تو وہ اپنی سوچوں کے بھنور سے نکلا۔ جوآن کو ایک نظر میں اندازہ ہو گیا کہ وہ ملاقات کونر کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوئی ہے۔ ”میں کچھ کر سکتی ہوں تمہارے لیے؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں جوآن، کچھ نہیں ہو سکتا۔“ وہ بولا۔ ”تم جانتی ہو کہ میری فعالیت کا عرصہ ختم ہونے والا ہے۔“

”جی ہاں یکم جنوری کو۔ لیکن آپ کا ریکارڈ اتنا اچھا ہے کہ کمپنی آپ کو زیادہ اچھا اور زیادہ آسان عہدہ پیش کرے گی۔“

”ایسا نہیں ہے۔ ڈائریکٹر کے پاس میرے لیے صرف ایک ہی کام ہے۔ کلیولینڈ میں ڈائریکٹرشپ اور بس۔“

”کلیولینڈ؟“ جوآن کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

کونر نے اثبات میں سر ہلایا۔

”منحوس عورت۔“

کونر نے سراٹھا کر اپنی سیکرٹری کو حیرت سے دیکھا۔ وہ برسوں سے اس کے ساتھ تھی اور اس نے کبھی اسے سخت زبان استعمال کرتے نہیں سنا تھا اور سخت زبان، وہ بھی ڈائریکٹر کے خلاف جو خود عورت تھی۔

جوآن اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ ”تم میگی کو کیا بتاؤ گے؟“

”کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن میں اٹھائیس برس سے اسے فریب دیتا آ رہا ہوں۔ کچھ نہ کچھ سوچ ہی لوں گا۔“

☆ ☆ ☆

جیسے ہی کرس جیکسن دکان میں داخل ہوا، گھنٹی بجنے لگی۔ وہ گھنٹی دکان دار کو مطلع کرتی تھی کہ کوئی دکان میں داخل ہوا ہے۔

بوگوٹا میں نوادرات کی ربن رکھنے والی دکانیں سو سے زیادہ تھیں۔ اور ان میں سے بیشتر سان وکٹوریہ ڈسٹرکٹ میں تھیں۔ اور کرس نے مدتوں پہلے بھی فیلڈ ورک کیا تھا، جب وہ جونیئر ایجنٹ ہوا کرتا تھا۔ وہ تو یہ سوچ رہا تھا کہ چیف آف پولیس نے اسے ایسی تفتیش میں الجھا دیا ہے، جس میں وقت بہت لگے گا اور آخر میں ممکن ہے کہ نتیجہ صفر نکلے۔ لیکن وہ چیف کو جانتا تھا۔ چیف مستقبل میں ملنے والے ڈالرز کے امکان کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے کام کی بات ہی بتائی ہوگی۔

دکان کے مالک اسکیو بار نے اخبار سے نظر اٹھا کر گاہک کا جائزہ لیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ گاہک کے کاؤنٹر تک پہنچنے سے پہلے ہی یہ جان لیتا ہے کہ گاہک خریدار ہے یا فروشندہ۔ ان کی آنکھوں کا تاثر، لباس، چال ڈھال یہ سب اس کے لیے سراغ کی حیثیت رکھتے تھے۔

اس گاہک کو دیکھ کر اسکیو بار کو خوشی ہوئی کہ اس نے دکان اتنی دیر تک کھلی رکھی۔

”شام بخیر جناب۔“ اسکیو بار نے اپنے اسٹول سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لفظ جناب سے وہ صرف خریداروں کو مخاطب کرتا تھا۔ ”فرمائیے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟“

”وہ جو شوکیس میں گن“

”اوہ آپ کے ذوق اور حسن نظر کی داد دینی پڑتی ہے جناب۔ بلاشبہ وہ نوادرات جمع کرنے والوں کے لیے ایک بے مثال آئٹم ہے۔“

اسکیو بار کاؤنٹر کے عقب سے نکلا اور شوکیس کی طرف چل دیا۔

چند لمحے بعد اس نے شوکیس کھول کر چمڑے کا وہ کیس نکالا اور کاؤنٹر پر گاہک کے سامنے رکھ دیا۔

کرس جیکسن نے کیس سے گن نکالی۔ ایک سرسری نگاہ میں ہی اس نے دیکھ لیا کہ وہ دست کاری کا شاہکار ہے۔ یہی نہیں، وہ سمجھ گیا کہ یہی آرے

قتل ہے۔اس نے دیکھ لیا کہ ایک کارتوس استعمال کیا گیا ہے۔

''یہ گن آپ کتنے میں دیں گے؟'' کرس نے دکان دار سے پوچھا۔

السکو بار نے لہجے سے اس کے امریکن ہونے کا اندازہ لگا لیا تھا۔اس نے بلا جھجک کہا۔''اس کے کئی گاہک آچکے ہیں۔میں آپ کو فائنل قیمت بتا رہا ہوں۔دس ہزار ڈالر۔اس میں کمی بالکل نہیں ہوگی۔''

کرس جیکسن تین دن سے گرمی میں خوار ہو رہا تھا۔وہ سودے بازی کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا۔لیکن اس کے پاس اتنا کیش بھی نہیں تھا اور وہ نہ کریڈٹ کارڈ استعمال کر سکتا تھا، نہ ہی چیک کے ذریعے ادائیگی کر سکتا تھا۔یہ خود کو متعارف کرانے کے مترادف ہوتا۔''میں بیعانہ دے دیتا ہوں۔'' اس نے کہا۔''کل صبح پوری ادائیگی کر کے گن لے جاؤں گا۔''

''ٹھیک ہے جناب۔لیکن بیعانہ کم از کم ایک ہزار ڈالر ہونا چاہیے۔''

کرس نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے بٹوا نکالا۔اس نے ایک ہزار ڈالر گن کر دکان دار کی طرف بڑھا دیے۔

دکان دار نے آہستہ آہستہ نوٹ گنے، انھیں کیش رجسٹر میں رکھا اور رسید لکھنے لگا۔

کرس نے گن کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے استعمال شدہ کارتوس نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

السکو بار کی آنکھوں سے الجھن مترشح تھی۔لیکن الجھن کا سبب کرس کا عمل نہیں تھا۔اسے پورا یقین تھا کہ جب اس نے یہ گن شوکیس میں رکھی تھی تو پورے بارہ کارتوس غیر استعمال شدہ تھے۔یہ ایک کارتوس کب اور کیسے استعمال ہو گیا، یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

''بیعانے کے بعد میرا اتنا تو حق بنتا ہے۔'' کرس نے وضاحت کی۔

السکو بار کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

''اگر وہ بات میرے والدین کی نہ ہوتی تو میں اڑ کر تمھارے پاس آجاتی۔'' تارہ نے کہا۔

''میرا خیال ہے، وہ سمجھدار لوگ ہیں۔'' اسٹوارٹ بولا۔

''لیکن مجھے تو ہمیشہ احساسِ جرم رہے گا نا۔میرے ڈاکٹریٹ کے لیے ڈیڈی نے برسوں قربانی دی ہے۔اور ممی نے بھی۔اب میں پی ایچ ڈی نامکمل چھوڑ دوں تو انھیں یقیناً صدمہ ہوگا۔''

''تم نے کہا تھا کہ تم سڈنی یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کی بات کرو گی؟''

''مسئلہ میرے فیکلٹی ایڈوائزر کا نہیں، ڈین کا ہے۔''

''ڈین؟''

''ہاں۔کل میرے فیکلٹی ایڈوائزر نے اس سلسلے میں ڈین سے بات کی تھی۔ڈین نے صاف انکار کر دیا کہ یہ ناممکن ہے۔''

چند لمحے دونوں طرف خاموشی رہی۔پھر تارہ نے پوچھا۔''اسٹوارٹ تم لائن پر ہو نا؟''

''ہاں ہاں میں ہوں۔'' اسٹوارٹ نے سرد آہ بھر کے کہا۔

''صرف آٹھ ماہ کی بات ہے۔'' تارہ نے سمجھانے والے لہجے میں کہا۔''اور یہ بھی یاد رکھو کہ کرسمس پر تم امریکا آؤ گے۔''

''وہ تو ہے۔مگر میں سوچتا ہوں تمھارے والدین یہ نہ سوچیں کہ میں ان پر مسلط ہو گیا ہوں۔آخر وہ بھی تو تمھارے ساتھ وقت گزارنے کو ترس رہے ہوں گے۔''

''احمقانہ باتیں مت کرو۔وہ تو یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ تم کرسمس پر آرہے ہو۔ممی تمھیں بہت پسند کرتی ہیں۔اور ڈیڈی کے منہ سے تو میں نے پہلی بار کسی کی تعریف سنی ہے۔''

"وہ بہت زبردست آدمی ہیں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"میرا خیال ہے، تم سمجھ رہی ہو۔"

"اب میں فون رکھ دوں۔ ورنہ میرے فون کے بل کی ادائیگی کے لیے ڈیڈی کو پارٹ ٹائم جاب بھی کرنی پڑے گی۔ اور ہاں اگلی بار فون کرنا تمہاری ذمے داری ہے۔"

اسٹوارٹ بچہ نہیں تھا۔ سمجھ گیا کہ تارہ نے بہت تیزی سے موضوعِ گفتگو بدلا ہے۔

"مجھے یہ وقت کا فرق بہت عجیب لگتا ہے۔" تارہ نے کہا۔ "کیسی عجیب بات ہے۔ میں سو رہی ہوتی ہوں اور تم کام کر رہے ہوتے ہو۔"

"اس صورت حال کو تبدیل کرنے کی ایک ترکیب ہے میرے ذہن میں۔"

"اگلی بار تم فون کرو تو مجھے ضرور بتانا۔" تارہ نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

☆ ☆ ☆

اُس نے دکان کا دروازہ کھولا۔ فوراً ہی الارم بجنے لگا۔ اسی وقت گھڑیوں نے دو بجائے۔ وہ شوکیس کی طرف بڑھا۔ لیکن گن کا چرمی کیس اب وہاں موجود نہیں تھا۔

چرمی کیس کو تلاش کرنے میں اسے چند منٹ لگے۔ وہ کاؤنٹر کے نچلے حصے میں چھپا کر رکھا گیا تھا۔

اس نے کیس میں رکھی ہر چیز کو چیک کیا۔ ایک کارتوس کم تھا۔ اس نے کیس کو بغل میں دبایا اور جلدی سے دکان سے نکل آیا۔ جلد بازی کی یہ وجہ نہیں تھی کہ اسے پکڑے جانے کا ڈر ہو۔ چیف آف پولیس نے اسے یقین دلایا تھا کہ نقب زنی کی واردات آدھے گھنٹے کی غفلت کے بعد ریکارڈ پر لائی جائے گی۔

اور وہ صرف بارہ منٹ میں دکان سے باہر آ گیا تھا!

اب اس میں چیف آف پولیس کو تو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ اس کے پرانے دوست کے پاس گن خریدنے کے لیے نقد رقم موجود نہیں تھی اور جہاں تک یک انفارمیشن کی دو جگہ سے دو قیمتیں وصول کرنے کا تعلق ہے تو کولمبیا میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں اصول کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

☆ ☆ ☆

میگی نے اس کا خالی کپ کافی سے بھر دیا۔

"میگی میں کمپنی سے استعفا دینے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" کونر نے کہا۔ "اب میں کسی ایسی جگہ کام کرنا چاہتا ہوں، جہاں مجھے بہ کثرت سے سفر نہ کرنا پڑے۔" اب وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

میگی نے کافی کا ایک گھونٹ لیا۔ "یہ اچانک تبدیلی کیوں؟"

"چیئرمین نے بتایا ہے کہ اغوا برائے تاوان کے کام کے لیے میری جگہ کسی جوان آدمی کو رکھا جا رہا ہے۔ میری عمر کے لوگوں کے بے کمپنی کی پالیسی یہی ہے۔"

"لیکن تم جیسے تجربہ کار آدمی کے لیے اور کام بھی تو ہیں۔"

"چیئرمین نے ایک تجویز دی تھی۔" کونر نے کہا۔ "کلیولینڈ میں انہیں کمپنی کے لیے ایک سربراہ کی ضرورت ہے۔"

"کلیولینڈ؟" میگی کے لہجے میں حیرت اور بے یقینی تھی۔ چند لمحے وہ خاموش رہی، پھر بولی۔ "چیئرمین تمہیں یہاں سے رخصت کرنے کے لیے اتنا بے چین کیوں ہو گیا ہے؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ اور دیکھو، میں نے تو اس پیشکش کو مسترد کر دیا۔ ریٹائرمنٹ کی تمام سہولتیں مجھے ملیں گی۔" کونر نے کہا۔ "اور

جو آن کا کہنا ہے کہ یہاں واشنگٹن میں ایک بے شمار انشورنس کمپنیاں ہیں، جو میرے تجربے سے بہ خوشی فائدہ اٹھانا چاہیں گی اور وہاں مجھے ایک مقام بھی ملے گا۔"

"لیکن تمہاری موجودہ کمپنی تمہیں وہ اہمیت نہیں دینا چاہتی، جس کے تم مستحق ہو۔" میگی اب براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

کونر بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسے کوئی معقول جواب نہیں سوجھ رہا تھا۔

چند لمحے بوجھل خاموش رہی۔

"تمہارے خیال میں اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ تم مجھے پوری طرح سچائی بتا سکو۔" میگی نے کہا۔ "یا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے ہو کہ اچھی اور فرض شناس بیویوں کی طرح میں ہر اس بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتی رہوں، جو تم مجھے بتاؤ؟"

کونر نے سر جھکا لیا۔ وہ خاموش تھا۔

"یہ بات تم نے کبھی نہیں چھپائی کہ میری لینڈ انشورنس کمپنی سی آئی اے کے لیے محض ایک آڑ ایک پردے کا کام کرتی ہے۔ میں نے کبھی تم پر دباؤ نہیں ڈالا۔ لیکن تمہارے پُر فریب ارادوں کے بارے میں اب واضح اشارے ملنے لگے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں نے تمہارے سوٹ دھلنے کو دیے تھے۔ وہ واپس لینے کے لیے گئی تو لانڈری والوں نے مجھے یہ دیا۔ یہ تمہاری جیب سے نکلا تھا۔" میگی نے ایک چھوٹا سا سکہ میز پر رکھ دیا۔ "مجھے بتایا گیا ہے کہ کولمبیا کے باہر اس کی کوئی وقعت نہیں کوئی قیمت نہیں۔"

کونر دس پیسو کے اس سکے کو گھورتا رہا، جس سے بوگوٹا میں بس ایک لوکل کال کی جا سکتی تھی۔

"بیشتر عورتوں کے ذہن میں اس صورت حال میں ایک ہی خیال آئے گا۔" میگی نے کہا۔ "لیکن کونر فٹز جیرالڈ، میں تمہیں سے زائد برسوں سے جانتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اس طرح کا فریب نہیں دے سکتے"

"میں قسم کھا سکتا ہوں میگی"

"میں جانتی ہوں کونر۔ میں نے ہمیشہ یہی سوچا ہے کہ اتنے برسوں تک تم نے سچائی کو پوری طرح مجھ پر نہیں کھولا تو اس کی معقول وجہ بھی ہوگی۔" میگی آگے کی طرف جھکی اور اس نے کونر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ "لیکن اب اگر تمہیں کسی ناکارہ پرزے کی طرح کباڑ میں پھینکا جا رہا ہے تو یہ جاننا میرا حق ہے کہ گزشتہ اٹھائیس برسوں میں تم کن معاملات میں ملوث رہے ہو۔"

☆ ☆ ☆

کرس جیکسن نے ٹیکسی نوادرات کی دکان کے باہر رکوائی اور نیچے اتر آیا۔ دکان میں اسے صرف چند منٹ لگنے تھے۔ وہ اسی ٹیکسی میں، ایئرپورٹ جانا چاہتا تھا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو انتظار کرنے کو کہا اور خود دکان میں چلا گیا۔

وہ دکان میں داخل ہوا تو السکیو بار اپنے آفس سے نکلا۔ اس کے قدموں میں تیزی تھی اور وہ کافی پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ کرس کو دیکھتے ہی اس نے سر جھکایا اور بغیر کچھ کہے دراز کھولی۔ پھر اس نے کیش رجسٹر سے ہزار ڈالر نکالے اور اس کی طرف بڑھا دیے۔ "میں معذرت خواہ ہوں جناب۔" وہ بولا۔ "رات کسی وقت میری دکان میں نقب زنی ہوئی۔ آپ کی رائفل چوری ہوگئی۔"

کرس جیکسن خاموش رہا۔ تبصرہ کرنا غیر ضروری تھا۔

"عجیب بات یہ ہے کہ نقب زن نے نہ کیش کو ہاتھ لگایا اور نہ ہی کوئی اور چیز چرائی۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ صرف اس رائفل کے لیے ہی آیا تھا۔"

کرس جیکسن خاموشی سے دکان سے نکل آیا۔

اس کے جانے کے بعد السکیو بار نے سوچا کہ اس کے گاہک کو نقب زنی کا سن کر ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی تھی۔

ٹیکسی ایئرپورٹ کی طرف جا رہی تھی۔ کرس جیکسن نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چلے ہوئے کارتوس کو چھوا۔ وہ یہ تو کسی طرح نہیں بتا سکتا تھا کہ

ٹریگر پر دباؤ ڈالنے والی انگلی کس کی تھی۔ لیکن ریکارڈو گزمین کے قتل کا حکم کس نے دیا تھا، اس کے بارے میں وہ پورے وثوق کے ساتھ بتا سکتا تھا۔

لیکن ثابت وہ یہ بھی نہیں کر سکتا تھا!

☆ ☆ ☆

ہیلی کاپٹر واشنگٹن اور لنکن میموریل کے درمیان سرسبز قطعۂ زمین پر اترا۔ پنکھے کی رفتار کم ہونے لگی۔ مختصری سیڑھی نمودار ہوئی۔ پھر نائٹ ہاک کا دروازہ کھلا اور صدر ہریرا نظر آیا۔ مکمل یونیفارم میں وہ کسی دوسرے درجے کی فلم کا کوئی کردار لگ رہا تھا۔ وہ اٹینشن کھڑا ہوا اور اس نے استقبالیہ فوجی دستے کے سلیوٹ کا جواب دیا۔ پھر وہ اتر کر بلٹ پروف لیموزین کی طرف بڑھا۔ کچھ دیر بعد کاروں کا وہ قافلہ 17 ویں سٹریٹ پر آیا، جہاں کولمبیا کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

وائٹ ہاؤس کے جنوبی پورٹیکو میں ٹام لارنس، لیری ہیرنگٹن اور اینڈی لائیڈ اس کے منتظر تھے۔ لباس زیادہ بہتر سلا ہو، کمر کا پٹکا زیادہ رنگین، میڈل بے شمار اور ملک بے حد غیر اہم۔ اسے اترتے دیکھ کر صدر لارنس نے دل میں سوچا۔ پھر وہ اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھا۔

''انٹونیو...... میرے پرانے دوست۔'' ٹام لارنس نے آگے بڑھ کر اسے لپٹتے ہوئے کہا۔ حالانکہ وہ پہلی بار مل رہے تھے۔ پھر اس نے لیری اور اینڈی سے اس کا تعارف کرایا۔ کیمروں کی فلیش جگمگائیں اور ویڈیو کیمرے گھر گھرانے لگے۔

وہ لوگ وائٹ ہاؤس میں داخل ہوئے۔ طویل راہداری میں جارج واشنگٹن کے قد آدم پورٹریٹ کے سامنے متعدد تصویریں کھینچی گئیں۔ تین منٹ کے فوٹو سیشن کے بعد ٹام لارنس اپنے مہمان کو اوول آفس میں لے گیا۔ وہاں کولمبین کافی سرو کی گئی اور مزید تصویریں لی گئیں۔ اس دوران کوئی قابل ذکر گفتگو نہیں ہوئی۔

بالآخر انہیں تنہائی میسر آئی۔ سیکرٹری آف اسٹیٹ نے گفتگو کا رخ دونوں ملکوں کے موجودہ باہمی تعلقات کی طرف کر دیا۔ لارنس کو خوشی تھی کہ لیری ہیرنگٹن نے صبح اس معاملے میں اسے بھرپور بریفنگ دی تھی۔ اس کے نتیجے میں وہ اس سال کی کافی کی فصل، امریکن ومن کے متعلق معاہدے اور منشیات کے مسئلے پر پورے اعتماد کے ساتھ بات کر سکتا تھا۔

لیری اب قرضوں کی ادائیگیوں اور دونوں ملکوں کے درمیان تجارت پر بات کر رہا تھا۔ لارنس بعد کی ممکنہ پریشانیوں پر غور کرنے لگا، جن سے اس روز واسطہ پڑ سکتا تھا۔

تخفیف اسلحہ کا بل کمیٹی کے پاس جا پھنسا تھا۔ اینڈی کا کہنا تھا کہ حمایت کے ووٹ حاصل کرنا آسان نہیں۔ اس کے لیے اسے ذاتی طور پر کئی اراکین کانگریس سے ملاقات کرنی ہوگی۔ وہ جانتا تھا کہ منتخب نمائندوں کی اس سے ملاقات کی ایک سیاسی اہمیت ہے۔ اگر وہ نمائندے ڈیموکریٹس ہوں تو اپنے حلقے میں اپنے ووٹرز کو بتاتے ہیں کہ صدر سے ان کا قریبی تعلق ہے۔ اور اگر وہ ری پبلکن ہوں تو اپنے ووٹرز کو بتاتے ہیں کہ ڈیموکریٹ صدر کو بھی ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ مڈٹرم انتخابات میں ایک سال بھی نہیں رہا تھا۔ ایسے میں ان ملاقاتوں کی اہمیت اور بڑھتی جا رہی تھی۔ سے ان کے لیے خاص طور پر وقت نکالنا تھا۔

ہریرا کی آواز اسے حال کی دنیا میں لے آئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''...... اور میں اس پر خاص طور پر آپ کا شکر گزار ہوں جناب صدر۔'' اس کے ہونٹوں پر بے حد کشادہ مسکراہٹ پھیلنے لگی۔

امریکا کے تین طاقتور ترین افراد کولمبیا کے صدر کو بے یقینی سے گھور رہے تھے۔

''انٹونیو...... ذرا اپنی بات دہرانا تو۔'' ٹام لارنس نے کہا۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''ٹام...... اس وقت ہم اوول آفس کے محفوظ ماحول میں گفتگو کر رہے ہیں۔ باہر کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ ایسے میں میں خاص طور پر اس روز کو سراہ رہا ہوں جو تم نے ذاتی طور پر میرے انتخاب میں چلے کیا۔'' انٹونیو ہریرا نے کہا۔

☆ ☆ ☆

''مسٹر فنزجیرالڈ تم میری لینڈ انشورنس کے لیے کتنے عرصے سے کام کر رہے ہو؟'' بورڈ کے چیئرمین نے پوچھا۔ یہ انٹرویو ایک گھنٹے سے جاری تھا... اور چیئرمین کا یہ پہلا سوال تھا۔

''28 سال سے مسٹر تھامپسن۔'' کونر نے جواب دیا۔

''تمہارا ریکارڈ بے حد متاثر کن ہے۔'' چیئرمین کے داہنے ہاتھ پر بیٹھی عورت نے کہا۔ ''اور تمہارے حوالے بھی نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ میں یہ پوچھنے پر مجبور ہوں کہ تم اپنی موجودہ جاب کیوں چھوڑ رہے ہو۔ بلکہ اس سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ میری لینڈ والے تمہیں جانے کیسے دے رہے ہیں؟''

کونر نے میگی سے مشورہ کیا تھا کہ یہ سوال پوچھا جائے تو اس کا کیا جواب دیا جائے۔ میگی نے کہا تھا... کچھ بھی نہیں۔ انہیں سچ بتادینا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ کیونکہ تم کامیاب جھوٹے نہیں ہو۔

''مجھے پروموشن تو مل سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے مجھے کلیولینڈ جانا ہوگا۔'' اس نے کہا۔ ''یہاں میری بیوی جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں ڈین آف ایڈمیشن ہے۔ میں اسے جاب چھوڑنے کا نہیں کہہ سکتا اور اوہائیو میں اسے ایسی جاب مل نہیں سکتی۔''

انٹرویو بورڈ کے تیسرے رکن نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ میگی نے اسے بتایا تھا کہ انٹرویو بورڈ کا ایک رکن ایسا ہے، جس کا بیٹا جارج ٹاؤن میں سیکنڈ ائیر کا طالب علم ہے۔

''ہم آپ کا وقت ضائع نہیں کریں گے مسٹر فنزجیرالڈ۔'' چیئرمین نے کہا۔ ''میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے زحمت کی اور تشریف لائے۔''

''مائی پلیژر۔'' کونر نے کہا اور اٹھنے لگا۔

مگر یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی حد نہ رہی کہ چیئرمین اپنی جگہ سے اٹھا اور گھوم کر اس کے پاس آیا۔ ''کیوں نہ اگلے ہفتے اپنی مسز کے ساتھ ہمارے ہاں ڈنر کرو۔'' اس نے کہا اور کونر کو چھوڑنے دروازے تک آیا۔

''ضرور جناب۔''

''مجھے بین کہو۔ کمپنی میں کوئی مجھے سر...... جناب وغیرہ نہیں کہتا۔'' چیئرمین مسکرایا اور اس نے کونر کا ہاتھ تھام لیا۔ ''اور تم تو ویسے بھی میرے سینئر ایگزیکٹو ہو۔ میں اپنی سیکرٹری سے کہوں گا کہ کل صبح فون کر کے ڈنر کے بارے میں طے کرلے۔ میں تمہاری بیوی سے ملنا چاہتا ہوں... کیا نام ہے اس کا... میگی ہے نا؟''

''یس سر... میرا مطلب ہے بین۔''

☆ ☆ ☆

وائٹ ہاؤس کے چیف آف اسٹاف نے سرخ فون اٹھایا۔ لیکن ابتدائی لمحوں میں وہ اس آواز کو پہچان نہ سکا۔

''میرے پاس کچھ معلومات ہیں۔ شاید وہ آپ کو کچھ کام کی لگیں۔ سوری کہ مجھے اتنا وقت لگا۔''

اینڈی لائیڈ نے پیڈ اپنی طرف گھسیٹا اور جلدی سے قلم کھول لیا۔ اس گفتگو کو ریکارڈ کرنے کے لیے کسی بٹن کو دبانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس فون پر ہونے والی بات خودکار طریقے پر ریکارڈ ہو جاتی تھی۔

''میں بوگوٹا میں دس دن گزارنے کے بعد ابھی واپس آیا ہوں۔ وہاں پوری کوشش کی گئی کہ میرے لیے معلومات کے دروازے کھلنے نہ دیے جائیں۔''

''تو ہمیں کو معلوم ہو گیا کہ تم کس چکر میں ہو؟'' اینڈی نے کہا۔

''ہاں۔ بوگوٹا میں چیف آف پولیس سے میری گفتگو کے فوراً بعد میں اسے پتا چل گیا ہوگا۔ ویسے یہ میرا قیاس ہے۔''

''تو کیا اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ تم کس کے لیے کام کر رہے ہو؟''

''نہیں۔ اس سلسلے میں میں نے پورا اہتمام کیا ہے اور اسی لیے مجھے آپ تک پہنچنے میں اتنی دیر لگی ہے۔ اس نے جس جونیئر آفیسر کو میرے پیچھے لگایا تھا، میں نے اسے نمٹا کر رکھ دیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے اور آپ کے تعلق کے بارے میں اسے کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ تو یہ بھی نہیں سمجھ سکیں گے کہ میں بوگوٹا میں کر کیا رہا تھا۔''

''یہ بتاؤ، ہیلن کے اس قتل میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت بھی ملا؟''

''ثبوت ایسا ہے کہ وہ اسے آسانی سے جھٹلا سکتی ہے۔ لیکن وہ اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ یہ کام سی آئی اے ہی کا ہے۔''

''یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔'' اینڈی نے کہا۔ ''صدر صاحب کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ جس گواہ سے انھیں یہ حتمی معلومات حاصل ہوئی ہے، وہ اسے گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ایسا شخص ہے، جسے اس قتل سے بلاواسطہ فائدہ پہنچا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا ثبوت ایسا ہے کہ جو عدالت میں بھی کام آ سکے؟''

''بوگوٹا کا چیف آف پولیس بے حد ناقابل اعتبار آدمی ہے۔'' دوسری طرف سے کرس جیکسن نے کہا۔ ''اسے عدالت میں کھڑا کر دیا جائے تو یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ کس کا ساتھ دے گا۔''

''تو پھر تم یقین سے کیسے کہہ رہے ہو کہ اس معاملے میں سی آئی اے کا ہاتھ تھا؟''

''میں نے وہ رائفل دیکھی ہے، جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ اس سے ریکارڈو گزمین کو شوٹ کیا گیا تھا۔ بلکہ وہ کارتوس بھی میرے قبضے میں ہے، جو ریکارڈو گزمین کی ہلاکت کا ذمے دار ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ رائفل کس کی بنائی ہوئی ہے۔ وہ بہترین کاری گر ہے اور این او سی کے لیے کام کرتا ہے۔''

''این او سی؟''

''نان آفیشل کوور آفیسرز۔ ان کا کسی سرکاری ایجنسی سے براہ راست تعلق نہیں۔ یہ اس لیے کہ کسی خرابی کی صورت میں سی آئی اے بہ آسانی ان سے بے تعلقی کا اعلان کر سکتی ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ قاتل سی آئی اے کے لیے کام کرتا ہے۔'' اینڈی نے کہا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے۔ بشرطیکہ یہ وہ آفیسر نہ ہو، جسے ہیلن ڈیکسٹر نے چند روز پہلے پنشن پر بھیجا ہے۔''

''تو پھر اسے اب ہمارے پے رول پر آ جانا چاہیے۔''

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر لائن پر کرس جیکسن کی آواز ابھری۔ ''ممکن ہے مسٹر لائیڈ کہ وائٹ ہاؤس میں اس انداز میں کام کیا جاتا ہو۔ لیکن یہ افسر ایسا نہیں کہ اپنے سابقہ آجروں کے خلاف کام کرنا گوارا کرے۔ خواہ آپ اسے دنیا بھر کی دولت پیش کر دیں۔ دوسری طرف وہ کسی دھمکی یا دباؤ میں آنے والا بھی نہیں۔''

''تم یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟''

''وہ ویت نام میں میری ماتحتی میں کام کر چکا ہے۔ اس سے تو ویت کانگ بھی کچھ نہیں اگلوا سکے تھے۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ اس وقت میں زندہ ہوں تو صرف اس کی ہی وجہ سے۔ اور ایک بات سن لیں۔ اب تک ہیلن اسے قائل کر چکی ہوگی کہ اس کے پاس احکامات براہ راست وائٹ ہاؤس سے آئے ہیں۔''

''تو ہم اسے بتا دیں گے کہ ہیلن جھوٹ بول رہی ہے۔''

''اس طرح تو اس کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ نہیں مسٹر لائیڈ، مجھے اس شخص کو بے خبر رکھ کر اس قتل میں ہیلن کے ملوث ہونے کو ثابت کرنا ہے اور یہ آسان کام نہیں۔''

''تو اب تم کیا کرو گے؟''

''میں اس کی ریٹائرمنٹ پارٹی میں جا رہا ہوں۔''

''تم سنجیدہ ہو؟''

''جی ہاں۔ اس لیے کہ وہاں وہ عورت بھی ہوگی، جو اپنے وطن سے بھی زیادہ اس سے محبت کرتی ہے۔ میرا خیال ہے، اس سے مجھے کام کی معلومات مل سکیں گی۔ بہرحال میں آپ سے رابطے میں رہوں گا۔''

اور رابطہ منقطع ہو گیا!

☆ ☆ ☆

سی آئی اے کا ڈپٹی ڈائریکٹر نک گولڈ برگ فنٹز جیرالڈ کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ وہاں اس کی نظر اپنے پیش رو کرس جیکسن پر پڑی۔ کرس جوآن بینیٹ سے گفتگو میں محو تھا۔

نک سوچنے لگا۔ کیا کرس جوآن کو یہ بتا رہا ہے کہ وہ بوگوٹا میں کیا کر رہا تھا اور کس کے لیے کام کر رہا تھا؟ نک ان دونوں کی گفتگو سننا چاہتا تھا۔ لیکن پہلے اسے اپنے میزبان اور اس کی بیوی سے ہائے ہیلو کرنی تھی۔

اُدھر جوآن کرس کو اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔ ''ابھی مجھے کمپنی کے لیے مزید نو ماہ کام کرنا ہے۔ پھر میں فل پنشن کی حق دار ہو جاؤں گی۔'' وہ کہہ رہی تھی۔ ''اس کے بعد میں نے سوچا ہے کہ کوری کی نئی کمپنی جوائن کر لوں گی۔''

''مجھے تو ابھی معلوم ہوا ہے۔'' کرس نے کہا۔ ''میگی نے ابھی مجھے بتایا ہے۔ کہہ رہی تھی کہ اب کوزر کو بہت سفر نہیں کرنا پڑے گا۔ مجھے تو یہ مثالی چانس لگتا ہے۔''

''یہ تو ہے۔ لیکن ابھی باضابطہ تقرری نہیں ہوئی ہے۔'' جوآن بولی۔ ''اور کوزر اس بات کا قائل ہے کہ جب تک کوئی چیز ہاتھ میں نہ آ جائے، اسے اپنا نہیں کہنا چاہیے۔ بہرحال مسٹر تھامسن نے کل میگی اور کوزر کو ڈنر پر مدعو کیا ہے۔ اس کا مطلب تو یہی ہے کہ کوزر کی نئی جاب پکی ہوگئی۔''

نک کے کان اس گفتگو پر لگے ہوئے تھے۔ اب وہ کوزر کے پاس پہنچ گیا تھا۔

''تمہاری آمد کا شکریہ نک۔'' کوزر نے گرم جوشی سے کہا اور اس کی طرف جام بڑھایا۔ لیکن وہ اورنج جوس تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سی آئی اے کا ڈپٹی ڈائریکٹر شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔

''اس پارٹی کو تو میں مس کر ہی نہیں سکتا تھا کوزر۔'' نک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کوزر اپنی بیوی کی طرف مڑا۔ ''میگی یہ نک گولڈ برگ ہے میرا کولیگ۔ یہ میرے ساتھ ''

''لوس ایڈجسٹ منٹ کے سیکشن میں کام کرتا ہوں۔'' نک نے جلدی سے مداخلت کی۔ ''میری لینڈ لائف میں ہم سب آپ کے شوہر کو بہت مس کریں گے مسز فنٹز جیرالڈ۔''

''مجھے یقین ہے کہ کسی نہ کسی موڑ پر آپ پھر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے۔'' میگی نے کہا۔ ''دیکھیں نا، میرے شوہر کی نئی جاب بھی تو اسی فیلڈ میں ہے۔''

''ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔'' کوزر بولا۔ ''لیکن نک، کنفرم ہوتے ہی سب سے پہلے تمہیں بتاؤں گا۔''

نک گولڈ برگ نے پھر کرس جیکسن کو دیکھا۔ کرس جوآن کے پاس سے ہٹ رہا تھا۔ نک جوآن کی طرف بڑھ گیا۔

''مجھے خوشی ہے جوآن کہ تم کمپنی کے ساتھ رہو گی۔'' اس نے کہا۔ ''میں تو سمجھا تھا کہ تم کوزر کے ساتھ دوسری کمپنی جوائن کر رہی ہو گی۔''

''نہیں۔ میں کمپنی میں ہی ہوں۔'' جوآن نے کہا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو بات کتنی حد تک معلوم ہے اور کیسے معلوم ہوئی؟

''پتا نہیں، کوزر کو اسی فیلڈ میں کام ملا ہے یا ''

جوآن سمجھ گئی کہ ڈپٹی ڈائریکٹر معلومات جمع کرنے کے چکر میں ہے۔ ''مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں۔'' اس نے خشک لہجے میں کہا۔

''یہ کرس جیکسن کس سے بات کر رہا ہے؟'' نک نے اچانک پوچھا۔
جوآن نے سر گھما کر دیکھا۔ اس کا جی چاہا کہ کہہ دے میں نہیں جانتی۔ لیکن اس بار وہ پکڑی جاتی۔ چنانچہ اس نے دھیرے سے کہا۔ ''یہ فادر گراہم ہے شکاگو میں مسٹر جیرالڈ نیلی کا فیملی پادری اور تارہ، کوزر کی بیٹی۔''
''یہ تارہ کیا کرتی ہے؟''
''اسٹان فورڈ یونیورسٹی میں ہے۔ ڈاکٹریٹ کر رہی ہے۔''
تھوڑی دیر میں نک گولڈن برگ کو اندازہ ہو گیا کہ کوزر کی سیکرٹری سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں وہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔ وہ لگ بھگ بیس سال سے کوزر کے ساتھ تھی اور اس کی وفاداریاں یقیناً اس کے ہی لیے تھیں۔ وہ جوآن کی پرسنل فائل دیکھ چکا تھا اور جانتا تھا کہ کوزر اور جوآن کے درمیان کوئی ایسا ویسا تعلق نہیں ہے۔ ان کے درمیان خالص پروفیشنل تعلق تھا۔ ویسے بھی جوآن جینٹ کنواری مگر 45 سال کی بے رس اور بے کشش صورت تھی۔
کوزر کی بیٹی ڈرنکس کی ٹیبل کی طرف بڑھی تو نک بھی جوآن کو چھوڑ کر اس طرف چل دیا۔
''میرا نام نک گولڈن برگ ہے۔'' اس نے تارہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''میں تمہارے والد کا کولیگ ہوں۔''
''میں تارہ ہوں۔'' تارہ نے کہا۔ ''آپ مقامی آفس میں ہیں؟''
''نہیں۔ میں مضافاتی برانچ میں کام کرتا ہوں۔'' نک نے کہا۔ ''تم اب بھی مغربی ساحلی علاقے میں تعلیم حاصل کر رہی ہو؟''
''جی ہاں۔'' تارہ نے قدرے حیرت سے کہا۔ ''آپ کمپنی کی کس برانچ میں ہیں؟''
''لوس ایڈجسٹ منٹ میں۔ تمہارے ڈیڈی کے مقابلے میں میرا کام بور کرنے والا ہے۔ مگر پیپر ورک بھی تو بہر حال ضروری ہوتا ہے۔'' اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ ''ارے ہاں تمہارے ڈیڈی کی نئی جاب کا سن کر بہت خوشی ہوئی۔''
''جی۔ ممی بھی بہت خوش ہیں کہ ڈیڈی کو فوری طور پر آفر ملی اور وہ بھی اتنی بڑی کمپنی کی طرف سے۔ ویسے ابھی یہ کنفرم نہیں ہے۔''
''کوزر کو واشنگٹن سے باہر جانا ہوگا؟'' نک نے پوچھا۔
''ارے نہیں۔ ان کے پرانے آفس سے چند قدم دور ہی ہے یہ نئی کمپنی '' تارہ کہتے کہتے رک گئی۔ کرس جیکسن مہمانوں کو متوجہ کرنے کے لیے میز پر ہاتھ مار رہا تھا۔ نک اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔
کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ سب مہمان کرس کی طرف متوجہ تھے۔
''خواتین و حضرات۔'' کرس نے بلند آواز میں کہا۔ ''یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ میں اپنے سب سے پرانے دو دوستوں کوزر اور میگی کے لیے جامِ صحت تجویز کر رہا ہوں۔ پچھلے برسوں میں کوزر نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مجھے مشکل میں پھنسنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔''
اس پر خوب قہقہے لگے۔ ''سچ کہا '' کسی نے پکارا۔
''مجھے معلوم ہے کہ مسئلہ کیا ہے۔'' ایک اور تبصرہ آیا۔
''لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر آپ کسی مشکل میں پھنس گئے ہیں تو صرف کوزر فٹز جیرالڈ ہی ہے جو آپ کی بہترین مدد کر سکتا ہے۔'' کرس نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''ہم پہلی بار ملے ''
نک گولڈن برگ کے پیجر پر سگنل موصول ہوا۔ اس نے پیجر کو بیلٹ سے نکال کر جائزہ لیا۔ اس پر 'ٹرائے' لکھا تھا۔ اس نے پیجر کو آف کیا اور کمرے سے نکل آیا۔
ملحق ہال میں اسے فون نظر آیا۔ اس نے اس اعتماد سے نمبر ملایا، جیسے اپنے ہی گھر میں بیٹھا ہو۔ نمبر ایسا تھا، جو ٹیلی فون ڈائریکٹری میں بھی موجود نہیں تھا۔

دوسری طرف سے فوراً ہی ریسیور اٹھا لیا گیا۔ "دی ڈائریکٹر۔"

"آپ کا میسج ملا۔ لیکن میں اس وقت غیر محفوظ لائن پر ہوں۔" نک نے کہا۔ اس نے اپنا تعارف کرانے کی زحمت نہیں کی تھی۔

"مجھے تم کو جو بتانا ہے، وہ چند گھنٹوں میں پوری دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔"

نک گوٹن برگ خاموش رہا۔ بولنا وقت ضائع کرنے کے برابر تھا۔

"سترہ منٹ پہلے ہارٹ اٹیک کے نتیجے میں بورس ہیلسن چل بسا۔" دوسری طرف سے ہیلن ڈیکسٹر نے کہا۔ "تمہیں فوری طور پر آفس پہنچ کر رپورٹ کرنی ہے۔ اپنی آئندہ اڑتالیس گھنٹے کی ہر مصروفیت منسوخ کر دو۔" اس کے ساتھ ہی لائن ڈیڈ ہو گئی۔

کسی بھی غیر محفوظ لائن سے ہیلن ڈیکسٹر کے دفتر کی جانے والی کوئی کال 45 سیکنڈ سے زیادہ دیر کی نہیں ہوتی تھی۔ سٹاپ واچ ہیلن ڈیکسٹر کی میز پر ہر وقت موجود رہتی تھی۔

نک گوٹن برگ نے ریسیور رکھا اور ہال سے نکل آیا۔ اس نے اپنے میزبان سے معذرت کی نہ اجازت لی۔ وہ باہر نکلا، اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اس نے ڈرائیور سے کہا۔ "ہمیں لینگلے چلنا ہے۔"

☆ ☆ ☆

"میں تمہیں ضرور بتاؤں گا کہ مجھے یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں۔" ٹام لارنس نے کہا۔ "براہ راست کولمبیا کے صدر سے۔ میں نے اس کو منتخب کرانے میں ذاتی طور پر جو کردار ادا کیا ہے، وہ اس پر میرا شکریہ ادا کر رہا تھا۔"

"اسے ثبوت تو نہیں کہا جا سکتا۔" ہیلن ڈیکسٹر کے لہجے میں بے پروائی تھی۔

"کیا تم میرے الفاظ پر شبہ کر رہی ہو؟" صدر نے اپنی ناراضی چھپانے کی بالکل کوشش نہیں کی تھی۔

"نہیں جناب صدر۔" ہیلن نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "لیکن اگر آپ سی آئی اے پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ اس نے آپ کے علم میں لائے بغیر اتنی بڑی کارروائی کی تو میرے خیال میں اس کے لیے صرف جنوبی امریکا کے ایک سیاست داں کی بات مان لینا بالکل ناکافی ہے۔"

صدر آگے کی طرف جھکا۔ "چند روز پہلے اسی آفس میں یہ گفتگو ریکارڈ کی گئی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اسے ذرا دھیان سے سنو۔" وہ بولا۔ "کیونکہ تمہیں اس آواز میں سچ کی کھنک سنائی دے گی۔ میرا خیال ہے، برسوں سے تمہارا اس کھنک سے واسطہ نہیں پڑا ہوگا۔"

ہیلن کے برابر بیٹھے نک گوٹن برگ نے پہلو بدلا۔ لیکن ہیلن بدستور بے تاثر چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

صدر نے سر ہلا کر اینڈی لائیڈ کو اشارہ کیا۔ اینڈی نے ہاتھ بڑھا کر صدر کی میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کا بٹن دبا دیا

ذرا تفصیل سے بات نہیں کرو گے؟" صدر کی آواز ابھری۔

"کیوں نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ میں بتاؤں گا، تم پہلے ہی سے جانتے ہو۔ لیکن تم کہتے ہو تو پھر بھی بتاتا ہوں۔ میرے واحد حقیقی حریف ریکارڈو گزمین کو الیکشن سے دو ہفتے پہلے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ یوں میری کامیابی یقینی اور آسان ہو گئی۔ اس پر میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ ؟" صدر کی آواز۔

یہ کام میرے لوگوں نے نہیں کیا۔ انٹونیو ہریرا نے صدر کی بات کاٹ دی۔

اس کے بعد اتنی طویل خاموشی آئی کہ نک گوٹن برگ نے سمجھا کہ ریکارڈنگ مکمل ہو گئی۔ لیکن صدر لارنس اور اینڈی لائیڈ جس طرح متوجہ تھے، اس سے ایسا نہیں لگتا تھا۔

"تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے کہ اس کام میں سی آئی اے ملوث ہے؟" بالآخر اینڈی لائیڈ کی آواز ابھری۔

"جس رائفل سے گزمین کو شوٹ کیا گیا، وہ قاتل نے کولمبیا سے فرار ہونے سے پہلے نوادرات کی ایک دکان میں فروخت کی تھی۔ بعد میں سی آئی اے کے ایک اہل کار نے وہ رائفل اس دکان سے چرالی۔ پھر اسے سفارتی ڈاک کے ذریعے امریکا بھیج دیا گیا۔"

''تم یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟''

''آپ کے سی آئی اے والے آپ کو بے خبر رکھ سکتے ہیں۔ لیکن میرا چیف آف پولیس ایسا نہیں ہے کہ مجھے بے خبر رکھے۔''

اینڈی لائیڈ نے ٹیپ ریکارڈر بند کر دیا۔ ہیلن ڈیکسٹر نے نظریں اٹھائیں۔ ٹام لارنس اسے ہی گھور رہا تھا۔

''اب بولو۔'' لارنس نے کہا۔ ''اس سلسلے میں کیا وضاحت کرو گی تم؟''

''جو گفتگو آپ نے مجھے سنوائی، اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ریکارڈو گنز مین کے قتل میں سی آئی اے ملوث ہے۔'' ہیلن نے کہا۔ ''مجھے تو لگتا ہے کہ یہ قتل تنونیو ہریرا نے کرایا ہے اور اب وہ قاتل کو بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔''

''وہ تنہا قاتل جو بقول تمہارے جنوبی افریقہ میں کہیں غائب ہو چکا ہے۔ اسے کون سا خطرہ لاحق ہے کہ انونیو ہریرا اسے بچانے کی کوشش کرے گا۔'' صدر لارنس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

''وہ جیسے ہی روپوشی ختم کرے گا، ہم اسے دھرلیں گے جناب صدر۔ پھر ہم آپ کو وہ ثبوت دے سکیں گے، جو آپ طلب کر رہے ہیں۔''

''جوہانس برگ میں شوٹ کیا جانے والا کوئی بے قصور شخص میرے نزدیک ثبوت نہیں ہوگا۔''

''آپ بے فکر رہیں۔ جب میں اس قاتل کو سامنے لاؤں گی تو حتمی طور پر یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کے اشارے پر کام کر رہا تھا۔'' ہیلن نے تیز لہجے میں کہا۔

''اگر تم ناکام رہیں تو میں یہ ریکارڈنگ ''صدر لارنس نے ٹیپ ریکارڈر کو تھپ تھپاتے ہوئے کہا۔'' واشنگٹن پوسٹ کے اس رپورٹر کو فراہم کر دوں گا جو سی آئی اے کے بدترین مخالفوں میں سے ہے۔ پھر یہ فیصلہ بھی وہی کرے گا کہ ہریرا سچ بول رہا ہے یا تم اپنے آدمی کو بچانے کی کوشش کر رہی ہو۔ ہر دو صورت میں تمہیں بے شمار تیز و تند سوالوں کا جواب دینا ہوگا۔''

''ایسا ہوا تو وہ ایک ایسے ہی سوالوں کا سامنا تو آپ کو بھی کرنا ہوگا جناب صدر۔'' ہیلن نے ڈھٹائی سے کہا۔

لارنس اپنی کرسی سے اٹھا۔ اس کی آنکھیں غصے سے دہک رہی تھیں۔ ''میں ایک بات واضح کر دوں۔ تم نے جس جنوبی افریقن کو اس قتل کا ذمے دار ٹھہرایا ہے، تمہیں اس کا وجود بھی ثابت کرنا ہے۔ اٹھائیس دن کے اندر اندر اسے میرے سامنے پیش کر دو۔ ورنہ تم دونوں کے استعفے میری میز پر موجود ہوں اب میرے دفتر سے نکل جاؤ۔''

ہیلن ڈیکسٹر اور نک گوٹن برگ اٹھے اور کمرے سے نکل آئے۔

اپنی کار میں بیٹھنے تک وہ دونوں خاموش رہے۔ وائٹ ہاؤس سے نکلتے ہی ہیلن نے ایک بٹن دبایا۔ ڈرائیونگ سیٹ اور عقبی نشست کے درمیان شیشے کی ایک دیوار پھسل آئی۔ اب ڈرائیور عقبی نشست پر ہونے والی گفتگو نہیں سن سکتا تھا۔

''تمہیں پتا چلا کہ فنٹر جیرالڈ نے کس کمپنی میں انٹرویو دیا ہے؟'' ہیلن نے نک سے پوچھا۔

''جی ہاں۔''

''بس تو تمہیں اس کمپنی کے چیئرمین کو فون کرنا ہے۔''

☆ ☆ ☆

''میرا نام نک گوٹن برگ ہے۔ میں سی آئی اے میں ڈپٹی ڈائریکٹر ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کال بیک کریں۔ ایجنسی کا سوئچ بورڈ نمبر 7034821100 ہے۔ آپ آپریٹر کو اپنا نام بتائیں گے تو وہ آپ کی مجھ سے بات کرا دے گا۔'' نک گوٹن برگ نے ریسیور رکھ دیا۔

اس کا برسوں کا تجربہ تھا کہ ایک منٹ سے پہلے جوابی کال آ جاتی تھی۔ اور صرف یہی نہیں، اسے اپنے مخاطب پر بالادستی بھی حاصل ہو جاتی تھی۔

وہ بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ دو منٹ ہو گئے۔ مگر اسے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ جسے اس نے فون کیا ہے، وہ پہلے تو اس فون نمبر کے بارے میں تصدیق کرے گا کہ یہ سی آئی اے ہی کا نمبر ہے۔ اور اس تصدیق کے بعد اس کی پوزیشن اور مضبوط ہو گی۔

بالآخر تین منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ نک نے ریسیور اٹھایا۔ ''گڈ مارننگ مسٹر تھامپسن۔'' اس نے نام پوچھے بغیر کہا۔ ''میں آپ کے جوابی فون پر آپ کا شکر گزار ہوں۔''

''اس کی ضرورت نہیں مسٹر گوٹن برگ۔'' واشنگٹن پراویڈنٹ کے چیئر مین بین تھامپسن نے کہا۔

''دراصل مجھے ایک اہم اور نازک معاملے پر آپ سے بات کرنی تھی۔'' نک نے کہا۔ ''اگر مجھے آپ کے مفادات کا خیال نہ ہوتا تو میں کبھی آپ کو کال نہ کرتا۔''

''میں اسے سراہتا ہوں۔'' تھامپسن نے کہا۔ ''کہیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟''

''آپ نے حال ہی میں اپنی اغوا برائے تاوان برانچ کے سربراہ کے لیے امیدواروں کے انٹرویو لیے ہیں۔ میں اس پوسٹ کی اہمیت سے بخوبی واقف ہوں۔''

''جی ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں اس کے لیے اہل ترین آدمی مل گیا ہے۔''

''میں نہیں جانتا کہ آپ نے کسے منتخب کیا ہے۔ مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے ایک امیدوار کے متعلق ہم تفتیش کر رہے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ معاملہ عدالت میں پہنچے۔ آپ کی کمپنی کے لیے یہ اچھی پبلسٹی نہیں ہوگی۔ بہرکیف مسٹر تھامپسن، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے مناسب آدمی کا انتخاب کر لیا ہے تو سی آئی اے اس معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔''

''ایک منٹ مسٹر گوٹن برگ۔ اگر آپ کوئی ایسی بات جانتے ہیں جو مجھے بھی معلوم ہونی چاہیے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے بتائیں۔''

گوٹن برگ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔ ''پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ نے اس پوسٹ کے لیے کسے منتخب کیا ہے۔ یہ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ بات بس میرے اور آپ کے درمیان رہے گی۔''

''ضرور۔ میں بتاتا ہوں۔ ہم اپنے منتخب امیدوار کی اہلیت، اس کی ساکھ اور اس کے پس منظر سے پوری طرح مطمئن ہیں۔ ہم مسٹر کوزنشر جیرلڈ کو باقاعدہ اپوائنٹ کرنے والے ہیں۔''

نک گوٹن برگ نے پھر چند لمحے توقف کیا۔

''مسٹر گوٹن برگ، آپ لائن پر موجود ہیں نا؟''

''جی مسٹر تھامپسن۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بنگلے آ کر مجھ سے مل لیں۔ ہم فراڈ کے جس کیس کی چھان بین کر رہے ہیں، میں آپ کو اس کی تفصیل بتانا چاہوں گا۔ اس سلسلے میں کچھ خفیہ نوعیت کے کاغذات بھی آپ خود دیکھ لیجیے گا۔''

اس بار خاموشی تھامپسن کی طرف سے تھی۔ ''مجھے یہ سن کر افسوس ہوا مسٹر گوٹن برگ۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے بنگلے آنے کی کوئی ضرورت ہے۔ بس بظاہر مسٹر فشر جیرالڈ نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔''

''مجھے خود افسوس ہے کہ مجھے یہ کال کرنی پڑی۔ لیکن اگر میں یہ کال نہ کرتا اور فراڈ کی یہ کہانی واشنگٹن پوسٹ کے پہلے صفحے پر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوتی تو آپ مجھ سے شکایت ضرور کرتے۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔''

''ایک اور بات کہوں۔ گرچہ اس بات کا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں، جس کی ہم تفتیش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں ابتدا ہی سے واشنگٹن پراویڈنٹ کا پالیسی ہولڈر ہوں۔''

''مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی مسٹر گوٹن برگ۔ اور آپ کے ذمے دارانہ طرزِ عمل پر میں آپ کو سراہتا ہوں اور آپ کا شکر گزار ہوں۔''

''مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کے کام آیا۔ گڈ بائی مسٹر تھامپسن۔''

نک گوٹن برگ نے ریسیور رکھا اور فوراً ہی قریب رکھے ایک اور انسٹرومنٹ پر 1 کا بٹن دبایا۔

''یس؟'' دوسری طرف سے کسی نے کہا۔

''میرا خیال ہے، کوزمنز چیر منڈ کو اب واشنگٹن پراویڈنٹ میں جاب نہیں ملے گی۔''

''گڈ۔ میرا خیال ہے، تین دن ٹال دو۔ پھر اسے نئے اسائن منٹ کے بارے میں بتا دینا۔''

''تین دن ٹالا کیوں جائے؟''

''تین دن میں اسے کمزوری اور بے بسی کا احساس پوری شدت سے ستانے لگے گا۔''

☆ ☆ ☆

''آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے ہمیں بہت افسوس ''

کوزاس خط کو تیسری بار پڑھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا گڑبڑ ہو گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ تھامسن کے گھر وہ ڈنر پر گئے تھے اور وہاں بھی سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا۔ رات بارہ بجے کے قریب وہ اور میگی رخصت ہوئے تھے۔ بین نے ویک اینڈ پر اسے گولف کھیلنے کی دعوت دی تھی اور تر بتھ تھامسن نے میگی کو کافی پر مدعو کیا تھا۔ اور اگلے روز اس کے وکیل نے فون پر بتایا تھا کہ واشنگٹن پراویڈنٹ کی طرف سے کانٹریکٹ کا مسودہ موصول ہو گیا ہے اور وہ ہر اعتبار سے قابلِ قبول ہے

فون کی گھنٹی بجی۔ کوزنے ریسیور اٹھایا۔ ''یس جوآن؟''

''لائن پر ڈپٹی ڈائریکٹر ہے۔''

''بات کراؤ۔'' کوزنے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''کوز، ایک اہم معاملہ سامنے آیا ہے۔ ڈائریکٹر نے فوری طور پر تمہیں بریف کرنے کی ہدایت دی ہے۔''

''ہاں بولیں۔''

''تین بجے سی پران جگہ پر ملو۔''

''ٹھیک ہے۔''

رابطہ منقطع ہو گیا۔ مگر وہ پھر بھی کچھ دیر ریسیور ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا۔ اس کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔ ریسیور رکھنے کے بعد اس نے وہ خط چوتھی بار پڑھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ کوئی در—فر ملنے تک میگی کو اس معاملے سے بے خبر رکھے گا۔

☆ ☆ ☆

کوزلا فائیٹ اسکوائر پہلے پہنچا تھا۔ وہ وائٹ ہاؤس کے رخ پر بچھی ایک بنچ پر بیٹھا تھا۔ چند منٹ بعد نک گوٹن برگ بھی اسی بنچ پر آ بیٹھا۔ کوزنے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔

''جنابِ صدر نے ذاتی طور پر فرمائش کی ہے کہ یہ اسائن منٹ تمہیں دیا جائے۔'' نک نے دھیمی آواز میں کہا۔ اس کی نظریں وائٹ ہاؤس پر جمی ہوئی تھیں۔ ''وہ چاہتے ہیں کہ یہ کام ہمارا بہترین آدمی کرے۔''

''لیکن میں تو دس دن اور ہوں کمپنی میں۔'' کوزنے کہا۔

''ڈائریکٹر نے انھیں بتایا تھا۔ لیکن صدر کا کہنا ہے کہ کچھ بھی ہو، یہ کام تمہیں ہی کرنا ہے۔ انھوں نے ڈائریکٹر سے کہا کہ تمہیں اس اسائن منٹ کی تکمیل تک کمپنی میں رکھنے پر رضامند کیا جائے۔''

کوزنے کچھ نہیں کہا۔

''روس کا انتخاب جس نہج پر جا رہا ہے، اس کے نتائج آزاد دنیا پر اثر انداز ہوں گے۔ اگر وہ دیوانہ زیرسکی منتخب ہو گیا تو راتوں رات ہم دوبارہ

سرد جنگ کے دور میں پہنچ جائیں گے۔ صدر صاحب کا تخفیف اسلحہ کا بل ناکام ہو جائے گا۔ بلکہ کانگریس دفاعی بجٹ میں اضافے کا مطالبہ کرے گی۔ اور اس کے نتیجے میں ہم ویو یہ ہو سکتے ہیں۔"

"لیکن سروے کے مطابق زرسکی ابھی بہت پیچھے ہے۔" کوزنے اعتراض کیا۔"امکان یہی ہے کہ شرٹو پوف آسانی سے جیت جائے گا۔"

"اس وقت تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ لیکن الیکشن ابھی تین ہفتے دور ہے اور صدر صاحب " نک نے صدر صاحب پر زور دیتے ہوئے کہا۔

" صدر صاحب محسوس کرتے ہیں کہ روسیوں کی طبعی تلون مزاجی کسی بھی وقت رنگ لا سکتی ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم وہاں موجود رہو۔ کون جانے، کس وقت تمہاری مخصوص مہارت کی ضرورت پیش آ جائے۔"

کوزخاموش رہا۔

"اگر تم اپنی نئی جاب کے بارے میں پریشان ہو تو میں تمہارے چیئرمین سے بات کر سکتا ہوں۔ میں اسے سمجھا دوں گا کہ ہمیں تم سے ایمرجنسی میں ایک کام پڑ گیا ہے "

"اس کی ضرورت نہیں۔ البتہ مجھے سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔" کوزنے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ تو ڈائریکٹر کو فون کر کے اپنے فیصلے سے آگاہ کر دینا۔" نک اٹھا اور فیرگٹ اسکوائر کی طرف چل دیا۔

تین منٹ بعد کوزاٹھا اور مخالف سمت میں روانہ ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

اینڈی رائیڈ نے سرخ فون اٹھایا۔ اس بار اس نے آواز فوراً ہی پہچان لی۔

"میں یقینی طور پر بتا سکتا ہوں کہ بوگوتا کے اسائن منٹ پر کون گیا تھا۔" کرس جیکسن نے کہا۔

"کیا اس کا تعلق سی آئی اے سے تھا؟"

"جی ہاں۔"

"تمہارے پاس ایسا کوئی ثبوت ہے جو انٹیلی جنس کے معاملات پر کانگریس کی کمیٹی کو یہ بات باور کرا سکے؟"

"نہیں۔ میرے شواہد کو واقعاتی شہادتیں قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر انہیں اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو مختلف تصویر بنے گی۔ اتفاقات ایک معاملے میں اتنے تواتر سے ہوتے نہیں ہیں۔"

"مثلاً؟"

"صدر صاحب نے جب ہیمن ڈیکسٹر کو اوول آفس میں طلب کر کے جواب طلبی کی۔ اس کے فوراً بعد اس ایجنٹ کو سی آئی اے سے رخصت کر دیا گیا، جو میرے خیال میں ریکارڈو گزمین کے قتل کا ذمے دار ہے۔"

"اسے تو کسی بھی طرح ثبوت قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔ اس ایجنٹ کو واشنگٹن پراویڈنٹ کمپنی نے اپنے اغوا برائے تاوان کے محکمے کے لیے سربراہ کے طور پر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر اچانک انھوں نے بغیر کسی معقول وجہ کے تقرری منسوخ کر دی۔"

"یہ ہوا دوسرا اتفاق۔"

"تیسرا اتفاق بھی ہے۔ تین دن بعد نک گوٹن برگ نے لافائیٹ اسکوائر کے پارک میں اس ایجنٹ سے ملاقات کی۔"

"جب وہ اسے نکال چکے ہیں تو پھر ....."

"وہ اس سے ایک اور کام لینا چاہتے ہیں۔"

"اس کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ پتا چلا تمہیں؟"

"نہیں۔لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کام اسے واشنگٹن سے کافی دور لے جانے والا ہوگا۔"

"یہ تم معلوم کر سکتے ہو کہ اسے کہاں بھیجا جا رہا ہے؟"

"فی الوقت تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔اس کی بیوی کو بھی معلوم نہیں۔"

"ہمیں ان کے نکتہ نظر سے سوچنا ہوگا۔" اینڈی نے کہا۔"ہیلن اپنی کرسی بچانے کے لیے کیا کرے گی۔"

"اس سے پہلے مجھے یہ بتائیں کہ صدر صاحب کی ہیلن سے ملاقات کا کیا نتیجہ نکلا؟"

"صدر نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ریکارڈو گزمین کے قتل میں سی آئی اے ملوث نہیں ہے،28 دن کی مہلت دی ہے۔انھیں اس دوران حتی ثبوت کے ساتھ قاتل کی نشان دہی بھی کرنی ہے۔انھوں نے واضح طور پر یہ بھی بتا دیا کہ ناکامی کی صورت میں وہ ان سے استعفے طلب کریں گے۔ یہی نہیں،اس سلسلے میں ان کے پاس جو بھی شواہد ہیں،وہ واشنگٹن پوسٹ کو بھجوا دیے جائیں گے۔"

لائن پر کچھ دیر خاموشی رہی۔پھر جیکس نے کہا۔"اس کا مطلب ہے کہ مذکورہ ایجنٹ کی زندگی ایک ماہ سے کم کی رہ گئی ہے۔"

"یہ تو ناممکن ہے۔وہ اپنے ہی آدمی کی جان تو نہیں لے سکتی۔" اینڈی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"یہ نہ بھولیں کہ وہ ایجنٹ این او سی ہے۔سی آئی اے کے جس سیکشن میں وہ کام کرتا ہے،اس سیکشن کا وجود ثابت نہیں کیا جا سکتا مسٹر لائیڈ۔"

"اور وہ ایجنٹ تمہارا بہت اچھا دوست ہے۔ہے نا؟"

"جی ہاں۔"

"تو تمہیں اس کی جان بچانی ہے۔"

☆ ☆ ☆

"گڈ آفٹرنون ڈائریکٹر۔میں کونر فٹز جیرالڈ بول رہا ہوں۔"

"گڈ آفٹرنون کونر۔خوشی ہوئی کہ تم نے رابطہ کیا۔" ہیلن ڈیکسٹر کے لہجے میں گرم جوشی تھی۔کونر کو پچھلی ملاقات میں اس کا سرد اور بے مہر لہجہ یاد آنے لگا۔

کتاب گھر کا پیغام

ادارہ کتاب گھر اردو زبان کی ترقی و ترویج، اردو مصنفین کی موثر پہچان، اور اردو قارئین کے لیے بہترین اور دلچسپ کتب فراہم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں تو اس میں حصہ لیجئے۔ ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ کتاب گھر کو مدد دینے کے لیے آپ

۱۔ کتاب گھر پر لگے گئے اشتہارات کے ذریعے ہمارے سپانسرز کو وزٹ کریں۔ ایک دن میں آپ کی صرف ایک وزٹ ہماری مدد کے لیے کافی ہے۔

۲۔ اگر آپ کے پاس کسی اچھے ناول، کتاب کی کمپوزنگ (ان پیج فائل) موجود ہے تو اسے دوسروں سے شیئر کرنے کے لیے کتاب گھر کو دیجئے۔

۳۔ http://kitaabghar.com کا نام اپنے دوست احباب تک پہنچایئے۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر نے کہا تھا کہ میں اپنے فیصلے سے آپ کو آگاہ کردوں۔"

"ہاں۔ تو بتاؤ کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟" ہیلن کا لہجہ اچانک سرد ہو گیا۔

"میں اس کام کے لیے آمادہ ہوں۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔"

"مگر ایک شرط پر۔"

"وہ شرط کیا ہے؟"

"مجھے اس کا ثبوت چاہیے کہ اس مشن کی منظوری صدر امریکا نے دی ہے۔"

خاصی دیر خاموشی رہی۔ پھر ہیلن نے کہا۔ "میں صدر صاحب کو تمہاری اس درخواست کے بارے میں بتادوں گی۔"

☆ ☆ ☆

"اس کا طریق کار کیا ہے؟" ہیلن نے پوچھا۔ وہ برسوں کے بعد لینگلے کی او ٹی ایس لیب میں آئی تھی۔

"یہ بہت سادہ ہے۔" سی آئی اے کے ڈائریکٹر ٹیکنیکل سروسز پروفیسر زینگر نے کہا۔ اس کے سامنے کئی کمپیوٹر رکھے تھے۔ اس نے کچھ بٹن دبائے۔ اسکرین پر ٹام لارنس کا چہرہ نظر آیا۔

ہیلن اور نک چند لمحے صدر کے الفاظ سنتے رہے۔ پھر ہیلن نے کہا۔ "اس میں خاص بات کیا ہے؟" لارنس کی تقریریں تو ہم سنتے رہے ہیں۔"

"بے شک۔ لیکن یہ تقریر آپ نے کبھی نہیں سنی ہوگی۔"

"کیا مطلب؟" نک گولڈن برگ نے پوچھا۔

پروفیسر کے ہونٹوں پر بچوں کی سی بے ساختہ مسکراہٹ کھلی۔ "میرے کمپیوٹر میں کوڈ نیم ٹامی کے تحت ایک ہزار سے زیادہ تقریریں اسٹور ہیں، جو صدر نے پچھلے دو برس میں کی ہیں۔ کمپیوٹر کی یادداشت کے اس بینک میں ان کا ادا کیا ہوا ہر لفظ موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں کسی بھی موضوع پر صدر کی تقریر دکھا اور سنوا سکتا ہوں۔ کسی بھی مسئلے پر میں ان کا وہ موقف پیش کرسکتا ہوں، جو میں دکھانا یا سنوانا چاہوں۔ چاہے صدر نے اس مسئلے پر کبھی کچھ بھی نہ کہا ہو۔"

ہیلن اب وسیع امکانات پر غور کر رہی تھی۔ "اگر ٹامی سے کوئی سوال پوچھا جائے تو وہ ایسا جواب دے سکتا ہے جو سننے والوں کو قائل کرسکے؟"

"اندھا دھند تو یہ ممکن نہیں۔" پروفیسر زینگر نے جواب دیا۔ "البتہ آپ کو اندازہ ہو کہ کیا سوال کیا جا سکتا ہے تو اس صورت میں میں صدر کی بیوی کو بھی بے وقوف بنا سکتا ہوں ... میرا مطلب ہے، قائل کرسکتا ہوں۔"

"یعنی ہمیں صرف یہ قیاس کرنا ہوگا کہ دوسرا شخص کیا کہے گا ... یا کیا کہہ سکتا ہے۔" گولڈن برگ بولا۔

"جی ہاں۔ اور یہ اتنا مشکل نہیں، جتنا آپ کو لگ رہا ہے۔" زینگر نے کہا۔ "دیکھیں ... اگر آپ کو توقع ہے کہ صدر آپ کو کال کریں گے تو آپ ان سے ڈالر کی قیمت میں استحکام یا عدم استحکام کے بارے میں تو نہیں پوچھیں گے۔ نہ آپ ان سے یہ پوچھیں گے کہ انھوں نے ناشتے میں کیا لیا۔ یہ امکان قوی ہے کہ آپ کو ان کے کال کرنے کا سبب معلوم ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی ضرورت کیا ہے۔ لیکن اگر آپ ابتدائی اور الوداعی کلمات کے ساتھ پچاس سوالات بھی سوچ لیں، جن کا جواب ٹامی کو دینا ہے تو میں آپ کو گارنٹی کے ساتھ ایسی گفتگو کا ثبوت فراہم کرسکتا ہوں، جس پر کسی کو شبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ سننے والا یہی سمجھے گا کہ صدر امریکا نے اس سے بات کی ہے۔"

"یہ کام تو ہم کرسکتے ہیں۔" نک نے کہا۔

ہیلن نے تائید میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ زینگر کی طرف مڑی۔ "کس قسم کی ضرورت کے تحت یہ آئیڈیا ڈیولپ کیا گیا ... ؟"

"اس کی افادیت اس فرضی اور امکانی صورت حال میں سامنے آئی۔ اگر امریکا حالت جنگ میں ہو اور ایسے میں صدر کا انتقال ہو جائے۔ تو

ضرورت اس بات کی ہوگی کہ دشمن کو ان کی زندگی کا یقین دلایا جائے۔ لیکن اس کی اور افادیت بھی ہے، جس کو تام ارنس سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ...''

''اس کی ضرورت نہیں۔'' ہیلن نے اس کی بات کاٹ دی۔

زینگر مایوس نظر آنے لگا۔ اب وہ ڈائریکٹر کی توجہ سے محروم ہونے والا تھا۔

''ایک مخصوص پروگرام تیار کرنے میں تمہیں کتنا وقت لگے گا؟'' نک گوٹن برگ نے پوچھا۔

''جتنی دیر آپ کو یہ سمجھنے میں لگے گی کہ آپ کو صدر سے کیا کہلوانا ہے۔'' زینگر نے فخریہ لہجے میں کہا۔ اس کے ہونٹوں پر پھر بچوں جیسی مسکراہٹ لوٹ آئی تھی۔

☆ ☆ ☆

جوآن کی انگلی اس وقت تک بزر پر جمی رہی، جب تک کوزنے ریسیور نہیں اٹھایا۔

''کیا بات ہے جوآن؟ میں بہرا تو نہیں ہوگیا ہوں۔'' کوزنے کہا۔

''لائن پر صدر کی سیکرٹری روتھ پریسٹن موجود ہے۔'' جوآن کے لہجے میں سنسنی تھی۔

''بات کراؤ۔''

اگلے ہی لمحے روتھ پریسٹن کی آواز ابھری۔ ''کوز فضر جیرالڈ؟''

''جی۔ میں بات کر رہا ہوں۔'' کوزنے کہا۔ اس کے ریسیور تھامنے والے ہاتھ سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔ ایسا تو کبھی ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے بھی نہیں ہوا تھا۔

''صدر صاحب آپ سے بات کریں گے۔''

کلک کی آواز سنائی دی۔ پھر ایک جانی پہچانی آواز نے کہا۔ ''گڈ آفٹرنون۔''

''گڈ آفٹرنون جناب صدر۔''

''میرا خیال ہے، تم جانتے ہو کہ میں کیوں فون کر رہا ہوں؟''

''جی جناب۔ میں جانتا ہوں۔''

پروفیسر زینگر نے افتتاحی کلمات کا بٹن دبایا۔ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر سانس روکے بیٹھے تھے۔

''میں نے محسوس کیا کہ تمہیں یہ بتانا بہت اہم ہے کہ میرے نزدیک اس اسائن منٹ کی کتنی اہمیت ہے جو تمہیں سونپا گیا ہے'' توقف

''مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کام کو انجام دینے کے لیے تم موزوں ترین آدمی ہو'' توقف ''مجھے امید ہے کہ تم اس ذمے داری کو قبول کرو گے۔''

زینگر نے Wait کا بٹن دبا دیا۔

''آپ نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے جناب صدر، میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں۔'' کوزنے کہا۔ ''اور آپ نے مجھے ذاتی طور پر فون کرنے کے لیے جو وقت نکالا، وہ میرے لیے بڑا اعزاز ہے''

زینگر نے گیارہ نمبر بٹن دبایا۔ جو بات اسے زبانی یاد تھے۔

''میں نے سوچا کہ میں کم از کم اتنا تو کر سکتا ہوں۔''

''شکریہ جناب صدر۔ مسٹر گوٹن برگ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ یہ آپ کا حکم ہے۔ بعد میں ڈائریکٹر نے بھی فون پر یہی بتایا تھا۔ لیکن میں نے سوچ لیا تھا کہ براہ راست آپ کے حکم کے بغیر میں یہ اسائن منٹ قبول نہیں کروں گا۔''

زینگر نے بٹن نمبر سات دبا دیا

''میں تمہاری تشویش کو سمجھ سکتا ہوں۔۔۔۔'' توقف۔۔۔۔بٹن نمبر 19 ''یہ کام نمٹانے کے بعد تم اور تمہاری بیوی مجھ سے ملنے وائٹ ہاؤس آئیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ بشرطیکہ ڈائریکٹر کو اعتراض نہ ہو''

توقف

زینگر نے بٹن نمبر تین دبایا

تیز قہقہے کی آواز

کوزنے ریسیور کان سے دور ہٹالیا۔ قہقہہ ختم ہونے کے بعد اس نے کہا۔ ''ضرور جناب صدر۔ یہ تو ہمارے لیے بڑا اعزاز ہوگا۔''

زینگر نے اوداعی کلمات کا بٹن دبایا

''گڈ۔ تو اب میں تمہاری کامیابی اور اس کے بعد تمہاری واپسی کا منتظر رہوں گا'' توقف ''میں اکثر سوچتا ہوں کہ امریکا میں چھپے ہوئے ہیروز کو اس طرح نہیں سراہا جاتا، جیسا کہ ان کا حق ہے۔ کھلے ہیروز کے تو گیت گائے جاتے ہیں۔ مگر خفیہ کام کرنے والوں کے کارنامے پس پردہ ہی رہ جاتے ہیں۔'' توقف ''تم سے بات کر کے خوشی ہوئی۔ گڈ بائی۔''

''گڈ بائی جناب صدر۔''

جوآن کمرے میں آئی تو کوز اس وقت بھی ریسیور ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔

''لو۔۔ایک اور طلسم ٹوٹ گیا۔'' جوآن نے کہا۔

کوزنے سر اٹھا کر مستفسرانہ نگاہوں سے دیکھا۔ ''کیا مطلب؟''

''صدر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر شخص کو اس کے پہلے نام سے پکارتے ہیں۔''

''تو پھر؟''

''انھوں نے آپ کو پہلے نام سے نہیں پکارا۔''

کوز چند لمحے سوچتا رہا۔ ''پہلے نام سے کیا، انھوں نے پوری گفتگو میں ایک بار بھی میرا نام نہیں لیا۔''

''واقعی۔ گڈ بائی کہتے وقت بھی۔''

''ہاں۔''

''کتنی عجیب بات ہے۔''

''کوئی عجیب بات نہیں۔'' کوزنے گہری سانس لے کر کہا۔ ''بس اس سے اتنا پتا چلتا ہے کہ بڑے لوگوں کے بارے میں کیسے افسانے بنا لیے جاتے ہیں۔ اسی لیے کہ حقیقی زندگی میں عام لوگوں کا ان سے واسطہ نہیں پڑتا۔''

☆ ☆ ☆

نک گوٹن برگ نے ایک بڑا براؤن لفافہ اس کی طرف بڑھایا۔ لفافے میں چار مختلف پاسپورٹ، تین فضائی سفر کے ٹکٹ اور دنیا کے مختلف ممالک کے کرنسی نوٹوں کا ایک بنڈل تھا۔

''مجھ سے دستخط نہیں لوگے؟'' کوزنے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ تو جلدی کا معاملہ ہے۔ اسی لیے کاغذی کارروائی تمہاری واپسی پر مکمل کریں گے۔ ماسکو پہنچتے ہی تمھیں زیرمسکی کی انتخابی مہم کے ہیڈ کوارٹر جانا ہوگا۔ تمہارے پاس کاغذات ہوں گے، جن کی رو سے تم جنوبی افریقہ کے فری لانس رپورٹر ہوگے۔ کاغذات دکھا کر تم ان سے اس کی انتخابی مہم کا شیڈول حاصل کر سکو گے۔''

''ماسکو میں کوئی مجھ سے رابطے میں ہوگا؟''

''ہاں ... اسٹیلے مجل۔'' نک گونن برگ ہچکچایا۔ ''یہ اس کا پہلا بڑا اسائن منٹ ہے۔ اسے ہم نے محض ضرورت بھر بریفنگ دی ہے۔ اسے کہا گیا ہے کہ وہ صرف گرین لائٹ کی صورت میں تم سے رابطہ کرے گا اور تمہیں ہتھیار فراہم کرے گا۔''

''میک اور ماڈل؟''

''وہی معمول کے مطابق کسٹم میڈ ریمنگٹن 700۔'' نک گونن برگ نے کہا۔ ''لیکن اگر رائے عامہ کے سروے میں شرزوپوف کو سبقت حاصل رہتی ہے تو ہمیں تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی۔ یعنی تمہیں الیکشن کے اگلے روز واشنگٹن واپس آنا ہوگا۔ مجھے ڈر ہے کہ آخر میں یہ مشن بے حد غیر سنسنی خیز ثابت ہوگا۔''

''کاش ایسا ہی ہو۔'' کونر نے کہا اور ڈپٹی ڈائریکٹر سے ہاتھ ملائے بغیر کمرے سے نکل آیا۔

☆ ☆ ☆

''مجھے اس حد تک مجبور کر دیا گیا کہ میرے لیے انکار ممکن ہی نہیں تھا۔'' کونر نے ایک اور نیلی قمیص سوٹ کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔

''تم انکار کر سکتے تھے۔'' میگی بولی۔ ''تمہیں پہلی تاریخ سے نئی ملازمت شروع کرنی تھی۔ یہ بہت معقول عذر تھا۔'' وہ کہتے کہتے رکی۔ پھر بولی۔ ''بین تھامپسن کا کیا ردعمل تھا؟''

''اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس نے کہا ... کوئی بات نہیں۔ تم ایک ماہ بعد میں جوائن کر سکتے ہو۔ ویسے بھی دسمبر میں زیادہ کام نہیں ہوتا۔'' کونر نے کپڑوں کو دبا کر جگہ بنانے کی کوشش کی۔ اچھا ہوتا کہ پیکنگ کا کام وہ میگی کے سپرد کر دیتا۔ لیکن اس کے سامان میں چند چیزیں ایسی تھیں جو اس کی گھڑی ہوئی کہانی سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی موجودگی کا میگی کو پتا چلے۔

اس نے سوٹ کیس کو بند کیا اور اس پر بیٹھ گیا۔ میگی نے سوٹ کیس لاک کر دیا۔

کونر نے میگی کو بانہوں میں لیا اور بہت غور سے دیکھتا رہا۔

''سب ٹھیک ہے نا کونر؟'' میگی نے پوچھا۔

''سب ٹھیک ہے جی؟''

اس نے سوٹ کیس اٹھایا اور سیڑھی کی طرف چل دیا۔ ''سوری کہ تھینکس گیونگ پر میں یہاں نہیں ہوں۔ تارہ سے کہنا کہ میں بے چینی سے کرسمس کا انتظار کر رہا ہوں۔''

میگی اس کے پیچھے آرہی تھی۔ باہر آ کر کونر اس کار کے پاس رکا، جسے میگی نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

''کرسمس پر تو اسٹوارٹ بھی ہوگا۔'' میگی نے اسے یاد دلایا۔

''مجھے یاد ہے۔ اچھا ہے، اس سے دوبارہ ملاقات ہوگی۔'' کونر نے کہا اور ایک بار پھر میگی کو بانہوں میں لے لیا۔ لیکن اس بار اس نے ہم آغوشی کو طویل نہیں ہونے دیا۔

''یہ تو بتاؤ کہ کرسمس پر تارہ کو کیا دیں گے؟'' میگی نے اچانک کہا۔ ''بلکہ میں نے تو سوچا بھی نہیں ہے۔''

''اگر تم نے اس کے ٹیلی فون بل دیکھ لیے ہوتے تو تم اس وقت پریشان نہ ہوتیں۔'' کونر نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ کار میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔''

''یہ کمپنی ہی کی ایک کار ہے۔'' کونر نے اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے کہا۔ ''اور ہاں ... فادر گراہم کو میری روانگی کے بارے میں بتا دینا۔ انھیں برج کھیلنے کے لیے میرا متبادل تلاش کرنا ہوگا۔ او کے ... گڈ بائی۔''

کونر نے گاڑی اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔ یہ میگی کو الوداع کہنے کا مرحلہ اسے بہت سخت لگتا تھا۔ وہ جلد از جلد اس سے گزر جانے کی کوشش

کرتا تھا۔ اس موقعے پر وہ کبھی بھی گفتگو نہیں کرتا تھا۔

اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ میگی اب بھی وہیں کھڑی تھی۔ وہ ہاتھ ہلا رہی تھی۔ پھر اس نے موڑ کاٹا اور وہ دونوں ایک دوسرے کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

ایئر پورٹ پر اس نے گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کی اور مشین سے اس کا ٹکٹ لیا۔ پھر وہ گاڑی لاک کر کے ایئر پورٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ متحرک سیڑھیوں کے ذریعے وہ یونائیٹڈ ایئر لائنز کی چیک ان ڈیسک پر پہنچا۔

''شکریہ مسٹر ہیری۔'' ٹکٹ چیک کرنے والے باوردی اسسٹنٹ نے کہا۔ ''فلائٹ نمبر 918 روانگی کے لیے تیار ہے۔ آپ گیٹ C7 پر چلے جائیں۔''

سیکورٹی کلیئرنس کے بعد وہ ویٹنگ ایریا میں ایک کونے میں جا بیٹھا۔ کچھ دیر بعد مسافروں کو جہاز میں بٹھا دیا گیا۔ چند لمحے بعد جہاز کا کپتان مسافروں کو بتا رہا تھا کہ اگرچہ فلائٹ تاخیر سے روانہ ہو رہی ہے۔ لیکن منزل پر شیڈول کے مطابق پہنچے گی۔

ٹرمینل میں گہرے بلیو سوٹ میں ملبوس ایک جوان آدمی نے اپنے سیل فون پر ایک نمبر ڈائل کیا۔

''یس؟'' دوسری طرف سے ایک آواز نے کہا۔

''ایجنٹ سلیون کا تنگ فرم کوچ ہاؤس۔ پرندہ اڑ گیا ہے۔''

''بہت خوب۔ اب اپنا باقی اسائنمنٹ پورا کرتے ہی رپورٹ کرنا۔''

اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

جوان آدمی نے فون بند کیا اور متحرک سیڑھیوں سے گراؤنڈ فلور پر آیا۔ کار پارکنگ میں وہ اس کار کی طرف بڑھا، جہاں ایک کار موجود تھی۔ اس نے پارکنگ ٹکٹ ادا کیا، کار کا دروازہ کھولا اور کار مشرق کی طرف روانہ ہو گئی۔

آدھ گھنٹے بعد وہ کار پول میں تھا اور کار کی چابیاں واپس کر رہا تھا۔ رجسٹر کے اندراج کے مطابق کار اسی کو دی گئی تھی اور اسی نے واپس بھی کی تھی۔

☆ ☆ ☆

''تمہیں یقین ہے کہ اب اس کے وجود کو کسی طرح ثابت نہیں کیا جا سکتا؟'' ڈائریکٹر نے پوچھا۔

''اس کا کوئی سراغ موجود نہیں ہے۔'' تک گوٹن برگ نے کہا۔ ''یہ بھی یاد رہے کہ کمپنی کے ریکارڈز میں کبھی کسی این ڈی کا اندراج نہیں ہوتا۔''

''لیکن اس کی بیوی بھی تو ہے۔''

''اس کے پاس شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس کی ماہانہ ادائیگی کا چیک ان کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کرا دیا گیا ہے۔ وہ اس بارے میں بالکل نہیں سوچے گی۔ وہ تو بس یہ جانتی ہے کہ کوزا اپنی موجودہ ملازمت سے استعفاء دے چکا ہے اور یکم جنوری کو وہ واشنگٹن پراویڈنٹ میں اپنی نئی پوسٹ سنبھالے گا۔''

''اور اس کی سابق سیکرٹری۔''

''اسے میں نے لینگلے میں بلا لیا ہے۔ تاکہ اس پر نظر رکھ سکوں۔''

''کس ڈویژن میں؟''

''مشرق وسطی ڈویژن میں۔''

''اس کی کوئی خاص وجہ؟''

''کیونکہ وہاں اس کی ڈیوٹی شام چھ بجے سے صبح تین بجے تک ہوگی اور اگلے آٹھ ماہ میں میں اس پر کام کا اتنا بوجھ ڈالوں گا کہ اسے کچھ سوچنے

سمجھنے کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔"

"گڈ۔ اور مسٹر جیرالڈ اس وقت کہاں ہے؟"

گوٹن برگ نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ "اس وقت وہ بحر اوقیانوس آدھا عبور کر چکا ہوگا۔ چار گھنٹے بعد وہ لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ پر اترے گا۔"

"اور کار؟"

"کار پول میں واپس آ چکی ہے۔ اس پر نیا رنگ کر دیا جائے گا اور نئی نمبر پلیٹ لگا دی جائے گی۔"

"اور ایم اسٹریٹ میں اس کے آفس کا کیا ہوگا؟"

"رات کو اسے خالی کر دیا جائے گا اور پیر کو اس کی چابی اسٹیٹ ایجنٹ کو دے دی جائے گی۔"

"ایسا لگتا ہے کہ تم نے سب کچھ پہلے سے سوچ رکھا تھا۔ سوائے اس وقت کے جب وہ واشنگٹن واپس آئے گا۔"

"اس کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہی نہیں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ وہ واشنگٹن واپس کبھی نہیں آئے گا۔"

☆ ☆ ☆

کونر پاسپورٹ کنٹرول پر طویل قطار میں کھڑا تھا۔ اس کی باری آئی تو ایک افسر نے اس کے پاسپورٹ کو چیک کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے امید ہے مسٹر ہیری کہ برطانیہ میں آپ کا دو ہفتے کا قیام خوش گوار ہوگا۔"

فارم میں اس سوال کے جواب میں کہ آپ کا یہاں کتنے قیام کا ارادہ ہے مسٹر ہیری نے 14 دن لکھے تھے۔ لیکن ان کا ارادہ تھا کہ اگلی صبح وہ مسٹر تھیو اسٹرینڈ کے نام سے واپس جا رہے ہوں گے۔

وہ دو آدمی اسے ٹرمینل نمبر تین سے جاتا دیکھتے رہے۔ باہر وہ وکٹوریہ کوچ اسٹیشن جانے والی بس میں سوار ہو گیا۔ بیالیس منٹ بعد وہی دونوں اسے ٹیکسی کی قطار میں لگا دیکھ رہے تھے۔ پھر انھوں نے الگ الگ اس ٹیکسی کا پیچھا کیا، جس میں وہ سفر کر رہا تھا۔ وہ کینسنگٹن پارک ہوٹل جا رہا تھا۔ وہاں ان میں سے ایک پہلے ہی اس کے لیے پیکٹ چھوڑ چکا تھا۔

کونر نے رجسٹر پر دستخط کیے اور استقبالیہ کلرک سے پوچھا۔ "میرے لیے کوئی پیغام؟"

"جی مسٹر تھیو اسٹرینڈ" کلرک نے کہا۔ "ایک صاحب صبح یہ دے کر گئے ہیں آپ کے لیے۔" اس نے ایک بھاری براؤن لفافہ کونر کی طرف بڑھایا۔ "کمرہ نمبر 211 آپ کا ہے۔ پورٹر آپ کا سامان پہنچا دے گا۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔ سامان میں خود لے جاؤں گا۔ شکریہ۔"

کمرے میں داخل ہوتے ہی کونر نے لفافہ چاک کیا۔ لفافے میں تھیو ڈور لی اسٹرینڈ کے نام سے جنیوا کا ایک فضائی ٹکٹ اور سوئس فرینک موجود تھے۔ اس نے اپنی جیکٹ اتاری اور بستر پر دراز ہو گیا۔ لیکن تھکن کے باوجود اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ٹی وی آن کیا اور چینل تبدیل کرتا رہا۔ لیکن کوئی چینل اسے پسند نہیں آیا۔ تارہ اس طرح چینل تبدیل کرنے کو چھلی کا شکار قرار دیتی تھی۔

انتظار کرانے والے کھیل اسے ناپسند تھے۔ انتظار کے دوران ہی تو شکوک و شبہات ستاتے ہیں۔ وہ بار بار خود کو یاد دلا رہا تھا کہ یہ اس کا آخری مشن ہے۔ وہ میگی اور تارہ کے ساتھ کرسمس گزارنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ پھر اسے اسٹوارٹ کا خیال آیا۔ وہ بھی تو کرسمس پر ساتھ ہوگا۔ تصویریں اسے ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ تو تصور سے ہی کام چلانا پڑتا تھا۔ اسے سب سے زیادہ یہ پابندی بری لگتی تھی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جب دل چاہے، اپنی بیوی اور بیٹی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔

کوئز بستر پر ہی دراز رہا۔ یہاں تک کہ کمرے میں اندھیرا ہو گیا۔ پھر وہ اٹھا۔ اب اسے کھانے کی فکر کرنی تھی۔ ایک اسٹینڈ سے اس نے ایوننگ اسٹینڈرڈ کا تازہ شمارہ بھی خرید لیا۔ پھر وہ ایک اطالوی ریسٹورنٹ کی طرف چل دیا۔

ویٹر نے اسے ایک پرسکون گوشے میں بٹھا دیا۔ وہاں روشنی اتنی کم تھی کہ اخبار پڑھنا آسان نہیں تھا۔ اس نے بہت ساری برف کے ساتھ ڈائٹ کوک طلب کی۔ لیکن انگریزوں کی سمجھ میں بہت ساری برف کا مفہوم کبھی نہیں آیا تھا۔ کچھ دیر بعد ویٹر ایک بہت بڑے گلاس میں کوک لے کر آیا، جس میں تین ننھے منے برف کے ٹکڑے تیر رہے تھے۔ یہ تھی ان کی بہت ساری برف!

اس نے کھانا اور سلاد طلب کیا۔ اسے خود بھی حیرت ہوتی تھی۔ وہ میگی سے دور ہوتا تھا تو ہمیشہ میگی کے پسندیدہ کھانے منگواتا تھا۔ شاید یہ میگی کو یاد کرنے کا بہانہ تھا۔

''نئی جاب شروع کرنے سے پہلے کسی بہت اچھے درزی کو تلاش کیجیے گا۔'' تارہ نے اس سے کہا تھا۔ فون پر ان کی وہ آخری گفتگو تھی۔ ''بلکہ میں تو چاہتی ہوں کہ آپ کے لیے قمیضوں اور ٹائیوں کا انتخاب میں کروں۔''

نئی جاب! اس کے ساتھ ہی کوئز کو وہ خط یاد آ گیا آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے ہمیں بہت افسوس اس نے اس پر بہت سوچا تھا۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا کہ بین تھامپسن کا رویہ اور ارادہ اچانک کیوں بدل گیا۔ وہ تو اس سے بہت متاثر ہوا تھا۔ پھر اچانک ایسا کیا ہو گیا کہ ملازمت کی پیشکش واپس لے لی گئی۔

اس نے اخبار کے پہلے صفحے کا جائزہ لیا۔ لندن کے پہلے میئر کے انتخاب میں نو امیدوار حصہ لے رہے تھے۔ اس نے امیدواروں کے نام پڑھے ان کی تصویریں دیکھیں۔ مگر وہ ان میں سے کسی سے بھی واقف نہیں تھا۔ انتخاب ایک ہفتے بعد ہونا تھا۔ ایک ہفتے بعد وہ کہاں ہوگا؟

اس نے بل ادا کیا۔ ویٹر کو درمیانی ٹپ دی۔ وہ اسے خود کو یاد رکھنے کا کوئی معقول جواز فراہم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بھاری ٹپ دینے کی صورت میں بھی اور معمولی ٹپ دینے کی صورت میں بھی وہ اسے خصوصیت سے یاد رکھتا۔

وہ اپنے ہوٹل واپس آیا۔ کچھ دیر وہ ایک کامیڈی پروگرام دیکھتا رہا۔ حالانکہ اسے بالکل ہنسی نہیں آئی۔ پھر اس نے چند مووی چینل آزمائے۔ اس کے بعد اسے نیند آ گئی۔ مگر وہ اچھی نیند نہیں تھی۔ بار بار اچٹ رہی تھی۔ اس نے خود کو یاد دلایا کہ اس کی یہ ٹوٹی پھوٹی نیند ان دونوں نگرانی کرنے والوں کے لیے تو قابلِ رشک ہے، جو ہوٹل کے باہر موجود ہیں اور جو ایک منٹ بھی نہیں سو سکیں گے۔

ہیتھرو ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے کے دو منٹ بعد ہی وہ ان دونوں سے باخبر ہو چکا تھا، جو اس کی نگرانی پر مامور تھے۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ بارہ بج کر دس منٹ اس وقت واشنگٹن میں شام کے سات بجے ہوں گے۔ میگی کیا کر رہی ہوگی؟ اس نے سوچا

☆ ☆ ☆

''اور اسٹوارٹ کا کیا حال ہے؟'' میگی نے پوچھا۔

''ابھی تک وہیں پھنسا ہوا ہے۔'' تارہ نے جواب دیا۔ ''پندرہ دن بعد وہ لاس اینجلز پہنچے گا۔ میں ایک ایک دن گن رہی ہوں۔''

''تم لوگ سیدھے یہاں آ ؤ گے؟''

''نہیں موم۔'' تارہ نے جھنجلاہٹ چھپانے کی کوشش کی۔ ''میں آپ کو پہلے بھی کئی بار بتا چکی ہوں کہ ہم کرائے پر کار لیں گے اور مغربی ساحل کی طرف نکل جائیں گے۔ اسٹوارٹ پہلی بار امریکا آ رہا ہے اور لاس اینجلز اور سان فرانسسکو دیکھنا چاہتا ہے۔ آپ بھول کیوں جاتی ہیں؟''

''احتیاط سے ڈرائیو کرنا۔''

''مما، میں نو سال سے ڈرائیونگ کر رہی ہوں اور آج تک میرا چالان نہیں ہوا۔ جبکہ آپ بلکہ ڈیڈی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اب آپ میرے بارے میں پریشان ہونا چھوڑیں۔ اور یہ بتائیں کہ آج آپ کیا کر رہی ہیں؟''

"میں ڈراما دیکھنے جارہی ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ پہلا ایکٹ ختم ہونے سے پہلے میں سو چکی ہوں گی۔"

"آپ اکیلی جائیں گی؟"

"ہاں۔"

"تو پہلی چھ قطاروں میں نہ بیٹھیے گا۔"

"وہ کیوں؟"

"کیونکہ آپ خوبصورت بھی ہیں۔ اور اکیلی بھی ہوں گی۔"

میگی ہنس دی۔ "اب ایسا بھی نہیں ہے۔ میں پچاس کی ہو چکی ہوں۔"

"آپ نے جوآن سے چلنے کو کیوں نہیں کہا۔ اس سے آپ ڈیڈی کی باتیں کرتی رہتیں۔"

"میں نے اس کے آفس فون کیا تھا۔ مگر شاید اس کا فون خراب ہے۔ واپسی پر اسے اس کے گھر پر فون کروں گی۔"

"ٹھیک ہے موم۔ خدا حافظ۔ اب آپ سے کل بات ہوگی۔" تارہ نے کہا۔ وہ جانتی تھی کہ جب تک ڈیڈی واپس نہیں آتے موم ہر روز اسے فون کرتی رہیں گی۔

کونر جب بھی ملک سے باہر جاتا تو میگی کو یونیورسٹی کی کچھ سرگرمیوں میں حصہ لینے کا وقت مل جاتا تھا۔ ان میں آئرش ڈانس کلاس بھی تھی، جہاں وہ رقص کرنا سکھاتی تھی۔ جوان لڑکیوں کے تھاپ دیتے پیروں کو دیکھ کر اسے ڈیکلان ارکیس کی یاد آجاتی۔ ڈیکلان اب شکاگو یونیورسٹی میں مانا ہوا پروفیسر تھا۔ اس نے اب تک شادی نہیں کی تھی اور ہر کرسمس پر اسے باقاعدگی سے کارڈ بھیجتا تھا۔ اس کے علاوہ ویلنٹائن ڈے پر بھی وہ اسے کارڈ بھیجتا تھا مگر دستخط کیے بغیر۔ اس کی شناخت اس کا ٹائپ رائٹر تھا جس کا E کا حرف ذرا ٹیڑھا ہوا تھا۔

میگی نے فون اٹھایا اور جوآن کے گھر کا نمبر ملایا۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے کچن میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور فوراً ہی برتن دھو کر رکھ دیے۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ جوآن کا نمبر ملایا۔ لیکن بے نتیجہ۔

وہ گھر سے نکل آئی اور تھیٹر کی طرف چل دی۔ ایک ٹکٹ ملنے میں بھی دشواری نہیں ہوئی تھی۔

ڈرامے کا پہلا ایکٹ زبردست تھا۔ اس نے اسے پلک بھی نہیں جھپکنے دی۔ اسے افسوس ہونے لگا۔ اتنا اچھا ڈراما اکیلے دیکھنے میں وہ لطف نہیں آتا۔ کاش جوآن اس کے ساتھ ہوتی۔

پہلے ایکٹ کے بعد پردہ گرا تو وہ دیگر تماشائیوں کے ساتھ باہر نکل آئی۔ باہر کی طرف بڑھتے ہوئے اسے اتر بتھ تھامپسن کی ایک جھلک دکھائی دی۔ اسے یاد آیا کہ اتر بتھ نے اسے کافی پر مدعو کیا تھا۔ لیکن بعد میں یاددہانی کے لیے فون نہیں کیا تھا۔ اس پر اسے حیرت بھی ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ اسے محض رسمی دعوت ہرگز محسوس نہیں ہوئی تھی۔

بین تھامپسن پلٹا تو اس کی میگی پر نظر پڑی۔ میگی مسکرائی اور ان کی طرف بڑھ گئی۔ "بین آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔"

"مجھے بھی مسز فٹز جیرالڈ۔" بین نے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں نہ پچھلی ملاقات والی گرم جوشی تھی، نہ ہی وہ بے تکلفی۔ اور اس نے اسے میگی کہہ کر بھی نہیں پکارا تھا۔

بہرحال میگی نے اس فرق کو نظر انداز کر دیا۔ "کیسا ڈراما ہے؟ زبردست ہے نا؟"

"ہاں۔ بہت اچھا ہے۔"

میگی کو حیرت ہوئی کہ انھوں نے اس سے ڈرنک کا بھی نہیں پوچھا۔ اس نے خود ہی اپنے لیے اورنج جوس منگوایا۔ اس وقت وہ اور حیران ہوئی جب بین نے جوس کی ادائیگی کی رسمی کوشش بھی نہیں کی۔

"کونر تو واشنگٹن پریذیڈنٹ جوائن کرنے کے لیے بے تاب ہو رہا ہے۔" میگی نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

اس پر الزبتھ تھامپسن اپنی حیرت نہ چھپا سکی۔ تاہم اس نے کچھ کہا بھی نہیں۔

''بین۔۔۔۔ وہ خاص طور پر آپ کا شکر گزار ہے کہ آپ نے اس کی پرانی کمپنی کا آخری اسائن منٹ پورا کرنے کے لیے اسے ایک ماہ کی خصوصی مہلت دے دی۔'' میگی نے مزید کہا۔

الزبتھ اس پر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ وقفہ ختم ہونے کی گھنٹی بج گئی۔

''آؤ بھئی، ہال میں چلیں۔'' بین نے اپنی بیوی سے کہا۔ حالانکہ اس کے گلاس میں ابھی جوس باقی تھا۔ مسز فشر جیرالڈ ''اس اتفاقیہ ملاقات پر خوش ہوئی۔'' اس نے خشک لہجے میں میگی سے کہا اور اپنی بیوی کا ہاتھ تھام کر ہال کے دروازے کی طرف چل دیا۔

دوسرے ایکٹ میں میگی کا دل نہیں لگا۔ وہ ڈرامے پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔ کیونکہ تھوڑی دیر پہلے ہونے والی گفتگو اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ پندرہ دن پہلے بین تھامپسن کا رویہ اور تھا۔۔۔۔ اور آج دونوں میاں بیوی بہت اجنبیت اور بے گانگی سے ملے تھے۔ یہ فرق کیوں پڑ گیا۔۔۔۔ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

اگر کونر سے رابطہ کرنا اس کے لیے ممکن ہوتا تو وہ برسوں پرانا اصول توڑ کر اسے فون ضرور کرتی۔ لیکن اس کے پاس کوئی فون نمبر ہی نہیں تھا۔ اب وہ بس ایک کام ہی کر سکتی تھی۔

گھر پہنچتے ہی اس نے جوآن بینٹ کے گھر کا فون نمبر ملایا۔

مگر گھنٹی بجتی ہی رہی۔ فون نہیں اٹھایا گیا!

☆ ☆ ☆

اگلی صبح کونر سویرے اٹھ گیا۔ اس نے کیش کے ذریعے ہوٹل کا بل ادا کیا اور ہیتھرو کے لیے ٹیکسی منگوالی۔ جس وقت تک ڈیوٹی پورٹر کو اس کی روانگی کا پتا چلتا، وہ ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔

سات بج کر چالیس منٹ پر وہ جنیوا کے لیے جانے والی فلائٹ نمبر 839 پر موجود تھا۔

پرواز دو گھنٹے سے کم دورانیے کی تھی۔ جہاز کے پہیوں نے رن وے کو چھوا تو اس نے اپنی گھڑی کو ایڈجسٹ کیا۔ اس وقت جنیوا میں ساڑھے دس بج رہے تھے۔

اسٹاپ اوور کے دوران اس نے سوئس ایئر کی ''شاور'' کی سہولت سے استفادہ کیا۔ وہ شاور روم میں اسٹاک ہوم کے سرمایہ کاری کرنے والے بینکار تھیوڈور لی اسٹرینڈ کی حیثیت سے داخل ہوا۔ اور چالیس منٹ بعد وہ نکلا تو جوہانس برگ مرکری کا نامہ نگار پیٹ ڈی وییئر تھا۔

ابھی اسے مزید ایک گھنٹہ گزرنا تھا۔ مگر اس نے ڈیوٹی فری شاپ کا رخ نہیں کیا۔ بلکہ وہ دنیا کے سب سے مہنگے ریستوران میں چلا گیا۔ وہاں اس نے کافی پی۔

بالآخر وہ گیٹ نمبر 23 کی طرف چل دیا۔ سینٹ پیٹرز برگ جانے والی ایروفلوٹ کی فلائٹ کے لیے کوئی لمبی قطار نہیں تھی۔ چند منٹ بعد مسافروں کو جہاز میں بیٹھنے کے لیے بلا لیا گیا۔ وہ بھی جہاز میں سوار ہو گیا۔

اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کل صبح کیا کرنا ہوگا۔۔۔۔ ٹرین کے ماسکو اسٹیشن پر پہنچنے کے بعد! وہ ڈپٹی ڈائریکٹر کی آخری بریفنگ کو ذہن میں دہرانے لگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ گوٹن برگ کو آخری بات دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔ اس نے کہا تھا۔۔۔۔ تمہیں پکڑے نہیں جانا ہے۔ لیکن اگر پکڑے جاؤ تو تمہیں اس بات سے انکار کرنا ہے کہ تمہارا سی آئی اے سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق ہے۔ پریشان مت ہونا۔ تم جانتے ہو کہ کمپنی کو تمہارا خیال رکھنا آتا ہے۔

گیارھویں اصولی حکم کے بارے میں تو صرف نئے رنگروٹوں کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے!

☆ ☆ ☆

''سینٹ پیٹرز برگ کی فلائٹ ٹیک آف کر چکی ہے۔ ہمارا سامان جہاز پر موجود ہے۔''

''گڈ۔'' گوٹن برگ نے کہا۔ ''اور کوئی قابلِ ذکر بات؟''

''جی نہیں۔ کچھ نہیں۔'' سی آئی اے کے نوجوان ایجنٹ نے جواب دیا۔ پھر وہ ہچکچایا۔ ''سوائے اس کے کہ ''

''اپنی بات پوری کرو۔ بولو کیا بات ہے؟''

''بس اتنی سی بات ہے کہ میں نے ایک اور جانے پہچانے شخص کو جہاز پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔'' ایجنٹ نے کہا۔

''وہ کون تھا؟'' گوٹن برگ کے لہجے میں تختی اور پریشانی کا امتزاج تھا۔

''نام مجھے یاد نہیں آ رہا ہے۔ ویسے بھی میں پورے یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ وہی تھا جو میں سمجھ رہا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ میں ٹھیک سے دیکھ نہیں سکا۔ میں فنٹر جیرالڈ کی طرف سے زیادہ دیر توجہ نہیں ہٹا سکتا تھا۔''

''اگر یاد آ جائے کہ وہ کون تھا تو فوراً مجھے فون کر کے بتانا۔''

''یس سر۔'' ایجنٹ نے کہا اور فون بند کر کے گیٹ نمبر 9 کی طرف بڑھا۔ اب اسے برن میں اپنے آفس پہنچنا تھا، جہاں اسے امریکن ایمبیسی میں کلچرل اتاشی کی حیثیت سے اپنی ذمے داریاں سنبھالنا تھیں۔

☆ ☆ ☆

''گڈ مارننگ۔ میں ہیلن ڈیکسٹر بات کر رہی ہوں۔''

''گڈ مارننگ ڈائریکٹر۔'' وائٹ ہاؤس کے چیف آف اسٹاف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے، صدر صاحب کو فوری طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ جس شخص کو ڈھونڈنے جنوبی افریقہ میں تلاش کرنے کی ذمے داری میں سونپی ہے، وہ ایک بار پھر حرکت میں ہے۔''

''میں سمجھا نہیں۔'' اینڈی لائیڈ کے لہجے میں الجھن تھی۔

''جوہانسبرگ میں ہمارے چیف نے ابھی مجھے اطلاع دی ہے کہ ریکارڈو گز مین کا قاتل دو روز پہلے جنوبی افریقن ایرویز کی فلائٹ سے لندن کے لیے روانہ ہوا ہے۔ اس کے پاس مارٹن پیری کے نام کا پاسپورٹ تھا۔ وہ لندن میں صرف ایک رات رکا۔ اگلی صبح سوئس ایئر کی فلائٹ سے وہ جنیوا پہنچا۔ تب اس کے پاس سوئیڈش پاسپورٹ تھا، جس کی رو سے اس کا نام تھیوڈور لی اسٹرینڈ ہے۔''

لائیڈ نے کوئی سوال نہیں پوچھا۔ اس نے ریکارڈنگ کا سوئچ آن کر دیا تھا۔ صدر صاحب وہ گفتگو خود ہی سن لیتے۔

''جنیوا سے اس نے سینٹ پیٹرز برگ کے لیے ایروفلوٹ کی پرواز پکڑی۔ اس بار اس کے پاس جنوبی افریقہ کا پاسپورٹ تھا پیٹ ڈی ویلیئرز کے نام کا۔ سینٹ پیٹرز برگ سے اس نے ماسکو کے لیے رات کی ٹرین پکڑی۔''

''ماسکو! ماسکو کیوں؟''

''شاید آپ بھول رہے ہیں کہ روس میں انتخابات ہونے والے ہیں۔'' ہیلن ڈیکسٹر نے کہا۔

☆ ☆ ☆

جہاز سینٹ پیٹرز برگ میں اترا تو کونر کی گھڑی میں وقت پانچ بج کر پچاس منٹ تھا۔ اس نے جماہی لی اور جہاز کے رکنے کا انتظار کرنے لگا۔ پھر اس نے گھڑی کو مقامی وقت سے ہم آہنگ کر دیا۔

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ وہاں نیم تاریکی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ آدھے سے زیادہ بلب غائب تھے۔ باہر ہلکی ہلکی برف باری بھی ہو رہی تھی۔ سو سے زیادہ مسافروں کو بس کی آمد کے لیے بیس منٹ انتظار کرنا پڑا۔ کچھ معمولات کبھی نہیں بدلتے۔ خواہ وہ کے جی بی کے تحت ہوں یا منظم مجرموں کے۔ امریکی اسے مافیا کہتے ہیں۔

کونر جہاز سے بھی سب سے آخر میں اترا اور بس سے بھی اترنے والا آخری مسافر وہ تھا۔

اسی فلائٹ سے فرسٹ کلاس کا ایک مسافر اترا تھا۔ وہ ہر مرحلے پر جلد بازی کر رہا تھا، جیسے اسے پیچھے رہ جانے کا ڈر ہو۔ بس سے اترنے کے بعد اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ کونر کی تیز نگاہیں ہر طرف دیکھ رہی ہوں گی۔

ایئر پورٹ سے نکلتے ہی کونر نے پہلی ٹیکسی پکڑی اور ڈرائیور کو پروٹسکی اسٹیشن چلنے کو کہا۔

فرسٹ کلاس سے اترنے والا مسافر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اسٹیشن پر وہ کونر کے تعاقب میں بکنگ ہال میں پہنچا جو ریلوے اسٹیشن سے زیادہ اوپیرا ہاؤس لگ رہا تھا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کونر کس گاڑی میں بیٹھے گا۔

لیکن وہیں ایک اور شخص کھڑا تھا، جسے کونر کے سلیپنگ کمپارٹمنٹ کا نمبر تک معلوم تھا۔ سینٹ پیٹرز برگ کے امریکی کلچرل اتاشی نے اس کام کی خاطر بیلے رقص کی ایک محفل تک چھوڑ دی تھی۔ اسے گوٹن برگ کو کونر کے ماسکو جانے والی ٹرین میں سوار ہونے کی اطلاع دینی تھی۔ سے کونر کے ساتھ سفر نہیں کرنا تھا کیونکہ دارالحکومت میں اسٹیشن کے چار نمبر پلیٹ فارم پر اس کا ایک کولیگ ایجنٹ جِل موجود ہوگا۔ وہ گوٹن برگ کو کونر کے ماسکو پہنچنے کی اطلاع دے گا۔ اتاشی کو بتا دیا گیا تھا کہ یہ آپریشن ایجنٹ جِل کا ہے اور اس کی ذمے داری ہے۔

''ایک فرسٹ کلاس سلیپر ماسکو کے لیے۔'' کونر نے بکنگ کلرک سے کہا۔

کلرک نے اس کی طرف ٹکٹ بڑھایا۔ جواب میں دس ہزار روبل کا نوٹ دیکھ کر کلرک کے چہرے پر مایوسی سی نظر آئی۔ وہ ڈالر کی امید کر رہا تھا۔ ایسا ہوتا تو وہ ایکسچینج ریٹ میں گڑبڑ کر کے اپنے لیے کچھ بچا لیتا۔

کونر نے اپنا ٹکٹ چیک کیا اور پھر ماسکو ایکسپریس کی طرف بڑھا۔ پلیٹ فارم پر کافی رش تھا۔ وہ سبز بوگیوں کے پاس سے گزرتا رہا۔ انہیں دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ روسی انقلاب سے بھی پہلے کی چیز ہیں۔

وہ کوچ K کے سامنے رکا۔ اس نے دروازے پر کھڑی عورت کو اپنا ٹکٹ دیا۔ عورت نے ٹکٹ کا کنارہ کاٹا اور ایک طرف ہٹ کر اسے اندر جانے کا راستہ دیا۔ کونر اندر گیا اور راہداری میں بوتھ نمبر 8 تلاش کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

آٹھ نمبر بوتھ میں گھس کر اس نے روشنی کی اور دروازہ بند کر لیا۔ اس لیے نہیں کہ اسے لٹ جانے کا ڈر تھا۔ دراصل اسے ایک بار پھر اپنی شناخت تبدیل کرنی تھی۔

جنیوا ایئر پورٹ پر اس نے Arrivals کے بورڈ کے نیچے کھڑے اس جوان لڑکے کو دیکھ کر سوچا تھا کہ آج کل یہ لوگ کس قسم کے لڑکوں کو بھرتی کر رہے ہیں۔ سینٹ پیٹرز برگ میں اس نے ایجنٹ کو شناخت کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی آمد کی تصدیق کے لیے کسی کو بھیجا گیا ہوگا۔ اور اسے معلوم تھا کہ ماسکو میں بھی کوئی پلیٹ فارم پر اس کا منتظر ہوگا۔ ٹک گوٹن برگ نے ایجنٹ جِل کے بارے میں اسے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ وہ بے چارہ نیا رنگروٹ فنگر جیرالڈ کی پوزیشن سے بے خبر ہی ہوگا۔

ٹرین رات بارہ بجنے میں ایک منٹ پر سینٹ پیٹرز برگ سے روانہ ہوئی۔ ٹرین کی کھٹ کھٹ سے کونر کو نیند آنے لگی۔ وہ سو گیا۔ اگلی بار وہ چونک کر جاگا اور اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ 4 بج کر 37 منٹ ہوئے تھے۔ گزشتہ تین راتوں میں یہ اس کی بہترین نیند تھی۔

پھر اسے ایک خواب یاد آیا۔ اس نے خود کو لافائٹ اسکوائر کے پارک میں بنچ پر بیٹھے دیکھا تھا۔ سامنے وائٹ ہاؤس تھا اور ایک ایسے شخص سے باتیں کر رہا تھا، جس نے کبھی تک ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ گفتگو لفظ بہ لفظ وہی تھی جو گزشتہ ہفتے اس کی ٹک گوٹن برگ سے ہوئی تھی۔ مگر اس گفتگو میں کوئی بات تھی جو اسے رہ رہ کر چبھ رہی تھی اور گوٹن برگ کا جو جملہ وہ ذہن میں دہرانا چاہتا تھا، اس تک پہنچتے پہنچتے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔

وہ اس جملے کو یاد کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ ٹرین 8 بج کر 33 منٹ پر ماسکو پہنچ گئی۔ اس وقت تک بھی وہ اس جملے کو یاد نہیں کر پایا تھا۔

☆ ☆ ☆

''تم ہو کہاں؟'' جینڈی لائیڈ نے پوچھا۔

''میں ماسکو کے ایک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔'' کرس جیکسن نے جواب دیا۔ ''لندن، جنیوا اور سینٹ پیٹرزبرگ کے راستے میں ماسکو پہنچا ہوں۔ ٹرین سے اترتے ہی اس نے ہمیں دوڑا دوڑا کر پاگل کر دیا۔ ایجنٹ کو تو اس نے دس منٹ میں جھٹک ڈالا۔ وہ تو یہ کہیے کہ متعاقبین کو جھٹکنے کی تکنیک میں نے ہی اسے سکھائی تھی۔ ورنہ وہ تو مجھے بھی جھٹک دیتا۔''

''وہ گیا کہاں؟''

''شہر کے شمالی حصے میں اس نے چھوٹے سے ایک ہوٹل میں کمرہ لے لیا۔''

''وہ اب بھی وہیں ہے؟''

''نہیں۔ ایک گھنٹے بعد وہ نکل گیا۔ اور اس نے ایسا بھیس بدلا تھا کہ میں بھی تقریباً دھوکا کھا گیا۔ اس کی چال جانی پہچانی نہ ہوتی تو شاید مجھے پتا بھی نہیں چلتا کہ یہ وہ ہے اور وہ صاف نکل جاتا۔''

''وہ کہاں گیا؟''

''بہت لمبے چکر دینے والے راستوں سے گزر کر وہ وکٹرز ریسکی کے انتخابی مہم کے ہیڈ کوارٹر جا پہنچا۔''

''وجہ؟''

''وجہ تو ابھی مجھے نہیں معلوم۔ بہرحال وہ وہاں سے نکلا تو اس کے پاس انتخابی مہم سے متعلق لٹریچر تھا۔ پھر اس نے ایک نیوز سٹینڈ سے ایک نقشہ خریدا۔ اس کے بعد اس نے ایک قریبی ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر لنچ کیا۔ سہ پہر کے وقت اس نے ایک کار کرائے پر لی اور اپنے ہوٹل چلا گیا۔ اس وقت بھی وہ وہیں ہے۔''

''او مائی گاڈ۔ تو کیا اس کا ہدف زیر سکی ہے؟''

لائن پر چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر کرس جیکسن نے کہا۔ ''نہیں مسٹر لائیڈ، یہ ممکن نہیں ہے۔''

''کیوں؟''

''اتنا حساس اسائن منٹ وہ کبھی قبول نہیں کرے گا۔ تا آنکہ اسے براہِ راست وائٹ ہاؤس سے اس کا حکم نہ ملے۔ میں برسوں سے اسے جانتا ہوں۔ اس لیے یہ بات اتنے یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ اس کا مزاج سمجھتا ہوں میں۔''

''تم بھول رہے ہو کہ تمہارا دوست کولمبیا میں اسی طرح کا ایک اسائن منٹ کر چکا ہے۔'' اینڈی لائیڈ نے سرد لہجے میں کہا۔ ''ہیلن ڈیکسٹرا سے یہ باور کرانے کی صلاحیت رکھتی ہے کہ اس آپریشن کے لیے حکم براہِ راست صدر امریکا نے دیا ہے۔''

''لیکن یہاں آپریشن کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے۔''

''کیا مطلب؟''

''یہ عین ممکن ہے کہ ماسکو میں ہدف وکٹرز ریسکی نہ ہو۔ بلکہ کوزنٹسو جیرالڈ ہو۔''

اینڈی لائیڈ نے سامنے رکھے پیڈ پر جلدی سے وہ نام نوٹ کر لیا۔

☆ ☆ ☆

''تم امریکن ہو؟'' وہ چہکتی ہوئی آواز تھی۔

''ہاں۔'' کرس جیکسن نے دیکھنے کی زحمت کیے بغیر جواب دیا۔

''تمہیں کچھ چاہیے؟''

''نہیں، شکریہ۔'' کرس کی نظریں ہوٹل کے داخلی دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔

''کچھ تو چاہیے ہوگا۔ امریکیوں کو کچھ نہ کچھ چاہیے ہوتا ہے۔''

''مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ بس میرا پیچھا چھوڑ دو۔''

''ووڈکا؟ روسی گڑیاں؟ کسی جنرل کی وردی؟ فرہیٹ؟ عورت؟''

کرس جیکسن نے پہلی بار سر گھما کر لڑکے کو دیکھا۔ وہ سر سے پاؤں تک بھیڑ کے سمور کی ایک ایسی جیکٹ میں لپٹا ہوا تھا، جو اس کی جسامت سے کم از کم تین گنا بڑی تھی۔ اس کے سر پر خرگوش کی کھال کی بنی ٹوپی تھی۔ کرس کو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ یہ احساس ہو رہا تھا کہ اسے بھی ایک ٹوپی کی ضرورت ہے۔

لڑکا مسکرایا تو پتا چلا کہ اس کے دو اگلے دانت ندارد ہیں۔

''عورت؟ اور وہ بھی پانچ بجے صبح؟''

''وقت تو برا نہیں۔ لیکن شاید تمہیں کسی مرد کی ضرورت ہے۔''

''تم اپنی خدمات کا کیا معاوضہ لیتے ہو؟''

''پہلے یہ پتا چلے کہ کس نوعیت کی خدمت کی بات ہو رہی ہے۔''

''مجھے ایک آنر کی ضرورت ہے۔''

''یہ آنر کیا ہوتا ہے۔''

''ہیلپر سمجھ لو۔''

''ہیلپر؟''

''معاون۔''

''اوہو تمہارا مطلب ہے پارٹنر۔ جیسا کہ امریکی فلموں میں ہوتا ہے۔''

''چلو ٹھیک ہے۔ اب ہم خدمات کی نوعیت پر تو متفق ہو گئے نا۔ اب تم اپنا معاوضہ بتاؤ۔''

''یومیہ؟ ہفتہ وار یا ماہانہ؟''

''مجھے فی گھنٹہ ریٹ بتاؤ اپنا۔''

''تم بتاؤ، تم کیا دو گے؟''

''تم کچھ زیادہ ہی چالاک نہیں ہو۔''

''میں نے تو سب کچھ امریکیوں ہی سے سیکھا ہے۔'' لڑکے نے باچھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

''ایک ڈالر فی گھنٹہ۔'' کرس جیکسن بولا۔

لڑکا ہنسنے لگا۔ ''میں چالاک سہی۔ مگر تم مسخرے ہو۔ دس ڈالر کی بات کرو۔''

''یہ تو استحصال ہوا۔''

پہلی بار لڑکے کی آنکھوں سے الجھن مترشح ہوئی۔ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

''میں تمہیں دو ڈالر دے سکتا ہوں۔''

''چھ''

''چلو چار سہی۔''

''نہیں، پانچ۔''

''منظور ہے۔'' کرس جیکسن نے کہا۔

لڑکے نے اپنا داہنا ہاتھ بلند کیا۔ یہ اسٹائل بھی اس نے امریکی فلموں سے سیکھا تھا۔ کرس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ یہ اسی بات کا اعلان تھا کہ معاہدہ طے پا گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً گھڑی میں وقت دیکھا۔

''اب تم اپنا نام بتاؤ۔'' کرس نے کہا۔

''سرگئی۔ اور تمہارا کیا نام ہے؟''

''جیکسن۔ اچھا تو سرگئی تمہاری عمر کیا ہے؟''

''تم مجھے کتنی عمر کا دیکھنا چاہتے ہو؟''

''زیادہ عقل مند نہ بنو۔ اپنی عمر بتاؤ مجھے۔''

''چودہ سال۔''

''تم نو سال سے زیادہ کے ہو ہی نہیں سکتے۔''

''تیرہ......''

''دس '' پھر بھاؤ تاؤ شروع ہو گیا۔

''گیارہ ''

''چلو ٹھیک ہے۔ میں نے مان لیا کہ تم گیارہ سال کے ہو'' کرس نے کہا۔

''اب تم اپنی عمر بتاؤ۔'' لڑکے نے مطالبہ کیا۔

''54 سال۔''

''ٹھیک ہے۔ میں نے مان لیا کہ تم 54 سال کے ہو۔'' لڑکے نے بالکل اسی کے لہجے میں کہا۔

کرس جیکسن کو ہنسی آ گئی۔ کئی دن بعد وہ پہلی بار بے ساختہ ہنسا تھا۔ ''یہ بتاؤ، تمہاری انگلش اتنی اچھی کیسے ہے؟'' اس نے پوچھا۔ اس کی نظریں اب بھی ہوٹل کے دروازے پر جمی تھیں۔

''میری ماں بہت عرصے تک ایک امریکی کے ساتھ رہی ہے۔ پچھلے سال وہ امریکا واپس چلا گیا۔ لیکن ہمیں ساتھ نہیں لے کر گیا۔'' سرگئی کے لہجے میں شکایت تھی۔

جیکسن کو اندازہ ہو گیا کہ اس بار لڑکا سچ بول رہا ہے۔

''اچھا۔ مجھے یہ تو بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ میرا کام کیا ہے؟'' سرگئی نے پوچھا۔

''ہمیں ایک شخص پر نظر رکھنی ہے جو اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔''

''وہ دوست ہے یا دشمن؟''

''دوست۔''

''مافیا؟''

''نہیں۔ وہ اچھے لوگوں کے لیے کام کرتا ہے۔''

''میرے ساتھ بچوں والا برتاؤ نہ کرو۔'' سرگئی نے تیز لہجے میں کہا۔ ''یہ یاد رکھو کہ اب ہم پارٹنر ہیں۔''

''تم بس یہ یاد رکھو کہ وہ دوست ہے۔'' کرس جیکسن نے کہا۔ اسی لمحے کوتز دروازے سے نکلتا دکھائی دیا۔ کرس نے سرگئی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''ہلنا مت۔''

''کیا یہی ہے وہ؟''

"ہاں۔"

"کیسا نرم اور مہربان چہرہ ہے اس کا۔ کیوں نہ میں اس کے لیے کام کروں۔"

☆ ☆ ☆

وکٹر زیرمسکی کے لیے اس دن کا آغاز کچھ اچھا نہیں ہوا تھا۔ اس وقت صبح کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ وہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کونسل کے اجلاس کی صدارت کر رہا تھا۔ اس کا چیف آف اسٹاف دمتری تیتوف بریفنگ دے رہا تھا۔

"ساری دنیا سے مبصرین ماسکو آئے ہوئے ہیں۔ انھیں انتخابی عمل کا جائزہ لینا ہے۔" تیتوف کہہ رہا تھا۔ "وہ یہ دیکھیں گے کہ انتخابی عمل شفاف ہے۔ جعلی ووٹ تو نہیں بھگتائے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کمیشن کے چیئرمین نے یہ بات پہلے ہی واضح کر دی ہے کہ اتنے بڑے اور پھیلے ہوئے ملک میں یہ کام کچھ آسان نہیں۔ وہ ہر بے قاعدگی پر نظر نہیں رکھ سکتے۔"

تمام لوگ بڑی توجہ سے سن رہے تھے۔

آخر میں تیتوف نے بتایا کہ انتخابی سروے کے مطابق اب کامریڈ زیرمسکی مقبولیت کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر آ گئے ہیں۔ اور روسی مافیا شرلوپوف کی انتخابی مہم میں مسلسل دولت کھپا رہی ہے۔

وکٹر زیرمسکی اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو انگلی سے سہلا رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ "میں صدر بننے کے بعد مافیا کے ان کتوں کو ایک ایک کر کے جیل میں پھینک دوں گا۔ اس کے بعد باقی زندگی ان کے پاس گننے کے لیے پتھروں کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔" اس نے کہا۔

"مرکزی کونسل کے ارکین اس کا یہ دعویٰ ہر روز سنتے رہتے تھے۔ لیکن عوامی اجتماعات میں وہ مافیا کے بڑوں کے نام کبھی نہیں لیتا تھا۔

ایک پستہ قامت گھٹے ہوئے جسم والا شخص زور زور سے میز بجانے لگا۔

"روس کے لیے اب وہ پرانا انداز اپنانا ضروری ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا ہماری عزت کرتی تھی۔"

وہاں موجود اکیس ارکین نے بڑی شدومد سے اثبات میں سر ہلائے۔

"پچھلے دس سال سے ہم نے امریکا سے ان کا کاٹھ کباڑ درآمد کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا ہے۔" وہ جوش و خروش سے کہہ رہا تھا۔

مرکزی کونسل کے ارکین تائید میں سر ہلائے جا رہے تھے۔ ان کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

وکٹر زیرمسکی نے اپنے بالوں میں انگلیاں لہرائیں۔ پھر وہ بیٹھ گیا اور اس نے اپنے چیف آف اسٹاف کو دیکھا۔ "آج کی میری مصروفیات کیا ہیں۔" اس نے پوچھا۔

"آج آپ کو پشکن میوزیم جانا ہے۔" تیتوف نے کہا۔ "دس بجے کا وقت طے ہے۔"

"اسے کینسل کر دو۔ انتخاب میں صرف آٹھ دن رہ گئے ہیں۔ ایسے میں وہاں وقت ضائع کرنا ظلم ہے۔" اس نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو کسی سڑک پر ہونا چاہیے، جہاں لوگ مجھے دیکھ سکیں۔"

"لیکن میوزیم کے ڈائریکٹر نے بڑے روسی فن کاروں کا کام محفوظ کرنے کے لیے حکومت سے مالی امداد طلب کی ہے۔ ایسے میں"

"لوگوں کا قیمتی پیسہ ضائع کرنا۔" زیرمسکی نے منہ بنا کر کہا۔

"شرلوپوف روس کے ثقافتی ورثے کو محفوظ کرنے کی بات کرتا رہا ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ میں انھیں پندرہ منٹ دوں گا۔" زیرمسکی بولا۔

"ہر ہفتے بیس ہزار روسی اس میوزیم میں آتے ہیں۔" تیتوف نے اپنے سامنے رکھے صفحے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے تیس منٹ۔"

"پچھلے ہفتے شرلوپوف نے آپ کو ٹی وی پر جاہل اجڈ قرار دیا تھا۔ غیر تعلیم یافتہ کہا تھا"

"کیا ؟یہ کہا تھا اس نے؟ جن دنوں شرنوپوف فارم کا مزدور تھا، میں ماسکو یونیورسٹی میں قانون پڑھ رہا تھا۔"

"یہ درست ہے چیئرمین۔ لیکن شرنوپوف آپ کی موثر کردار کشی کرتا رہا ہے۔ اور لوگ اس کی باتوں میں آ گئے ہیں۔ ہمیں اس تاثر کو زائل کرنے کے لیے عملاً کچھ کرنا ہوگا۔ ورنہ انتخابی سروے۔"

"یہ سروے کی لعنت بھی امریکیوں ہی کی تھوپی ہوئی ہے۔" وکٹر زیرسکی نے جھنا کر کہا۔

"امریکی صدر ایسے ہی منتخب ہوتے ہیں۔"

"میں ایک بار منتخب ہو گیا تو مجھے ایوانِ صدر میں رہنے کے لیے کسی انتخابی سروے کی محتاجی نہیں ہوگی۔"

☆ ☆ ☆

کونر کی فنِ مصوری سے محبت کا آغاز اس وقت ہوا تھا، جب زمانۂ تعلیم کے دوران میگی اسے زبردستی ایک آرٹ گیلری میں لے گئی تھی۔ شہر میں تو وہ صرف اس لیے جاتا تھا کہ اس بہانے اسے میگی کی قربت میسر آ جاتی تھی۔ لیکن چند ہفتوں میں صورتِ حال تبدیل ہو گئی۔ اسے لطف آنے لگا۔ جب بھی وہ شہر سے باہر جاتے تو کسی نہ کسی آرٹ گیلری کا رخ کرتے۔ یوں کونر کو اس فن سے اور فن پاروں سے محبت ہو گئی۔

اب اس وقت وکٹر زیرسکی پشکن میوزیم کے ڈائریکٹر کی معیت میں میوزیم کا جائزہ لے رہا تھا اور کونر کو سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ وہ فن پاروں میں اتنا نہ الجھ جائے کہ اسے اپنے کام کا خیال بھی نہ رہے۔ اسے اپنی توجہ زیرسکی پر مرکوز رکھنی تھی۔

کونر کو 80ء کی دہائی میں پہلی بار امریکا بھیجا گیا تھا۔ ان دنوں بڑے سیاست دانوں تک روسی عوام کی پہنچ نہیں تھی۔ وہ اپنے لیڈروں کو یوم کے موقعے پر تقریر کرتے ہوئے دیکھ سکتے تھے۔ سال میں ایک یا دو بار۔ اس وقت روس میں انتخاب کا تصور بھی نہیں تھا۔ مگر اب روسی عوام کو حقِ رائے دہی حاصل تھا۔ چنانچہ سیاست دان بھی عوام کے قریب آنے اور انھیں اپنے نظریات سے روشناس کرانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

گیلری میں ایسا ہجوم تھا، جیسا فٹ بال کے کسی میچ میں ہوتا تھا اور زیرسکی جب بھی آگے بڑھتا، مجمع یوں پھٹ جاتا، جیسے بحیرۂ احمر عصا پھینکے جانے کے بعد پھٹ کر موسیٰ علیہ السلام کو راستہ دے رہا ہو۔ وکٹر زیرسکی کی توجہ فن پاروں پر نہیں تھی۔ اس کے نزدیک عوام کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کی زیادہ وقعت تھی۔ وہ سب سے ہاتھ ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔

وکٹر زیرسکی درحقیقت اس سے بھی چھوٹے قد کا تھا، جتنا وہ تصویروں میں دکھائی دیتا تھا۔ اور اس نے اپنے ردگرد مصاحبین بھی چھوٹے قد کے جمع کیے تھے۔ تاکہ اس کی کم قامتی کا لوگوں کو احساس نہ ہو۔ کونر کو قد کے بارے میں صدر ٹرومین کے کہے ہوئے الفاظ یاد آئے قد سے زیادہ پیشانی کو اہمیت دی جانی چاہیے۔ انھوں نے یہ بات مسوری کے ایک طالب علم سے کہی تھی۔

کونر کو وکٹر زیرسکی کے لباس سے مایوسی ہوئی۔ اس سے اس کی بدذوقی کا صاف پتا چلتا تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پشکن آرٹ میوزیم کا ڈائریکٹر خوش لباس آدمی تھا۔

کونر جانتا تھا کہ وکٹر زیرسکی چالاک بھی ہے اور تعلیم یافتہ بھی ہے۔ لیکن ذرا دیر میں یہ بات واضح ہو گئی کہ اسے فنِ مصوری کی تمیز بالکل نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ آرٹ گیلریز میں جاتا رہا ہے۔ چلتے چلتے وہ اچانک کسی تصویر کی طرف انگلی اٹھاتا اور بلند آواز میں تصویر کے خاکے کا نام بتاتا۔ کئی بار اس نے مصور کا غلط نام بتایا۔ لیکن لوگ تائید میں سر ہلا کر رہ گئے۔ کئی بہت اچھی تصویروں کو اس نے نظرانداز کر دیا۔ اور معمولی تصویروں کی مدح سرائی کرتا رہا۔ ایک موقعے پر اس نے مجمعے میں سے ایک بچے کو گود میں اٹھا لیا اور اس کی ماں کو ساتھ کھڑا کر کے فوٹو کھنچوانے لگا۔ وہ بس ایک شعبدہ باز کی طرح لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جب زیرسکی کو یقین ہو گیا کہ اس کی میوزیم میں موجودگی کا سب کو علم ہو چکا ہے تو وہ میوزیم سے بور ہو گیا۔ اب اس کی توجہ اور دلچسپی کا مرکز وہاں موجود صحافی اور فوٹوگرافر تھے، جو اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

پہلی منزل کی لینڈنگ پر اس نے ایک بے ضابطہ پریس کانفرنس کا آغاز کر ڈالا۔

''تم لوگ مجھ سے جو چاہو پوچھ سکتے ہو؟'' اس نے چیلنج کرنے والے انداز میں دعوت دی۔

''مسٹر زیرسکی، تازہ ترین انتخابی جائزے پر آپ کیا تبصرہ کریں گے۔'' دی ٹائمز کے نامہ نگار برائے ماسکو نے سوال کیا۔

''وہ بالکل درست سمت کی طرف رواں دواں ہے۔''

''اب آپ دوسری پوزیشن پر ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ شرنوپوف کے واحد قریبی حریف ہیں؟'' ایک اور صحافی نے پوچھا۔

''انتخاب کا دن آتے آتے صورت حال یہ ہوگی کہ شرنوپوف میرا واحد قریبی حریف ہوگا۔'' زیرسکی نے کہا۔ اسکے مصاحب قہقہے لگانے لگے۔

''آپ کے خیال میں روس پھر ایک کمیونسٹ ملک بن جائے گا؟'' کسی امریکی صحافی نے سوال اٹھایا۔

زیرسکی اس سوال کی طرف سے پہلے ہی سے چوکنا تھا۔ وہ اس جال میں نہیں الجھنا چاہتا تھا۔ ''اگر اس سے آپ کا مطلب بے روزگاری کی شرح میں اور افراطِ زر میں کمی اور روس کے عوام کے لیے معیارِ زندگی میں اضافہ ہے تو میرا جواب ہاں میں ہے۔'' اس نے عیاری سے جواب دیا۔

''لیکن شرنوپوف کے دعوے کے مطابق موجودہ حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے۔''

''معذرت کے ساتھ عرض کروں کہ موجودہ حکومت کی پالیسی صرف اتنی ہے کہ وزیراعظم کے سوئس اکاؤنٹ میں بے حساب ڈالر جمع ہوتے رہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ دولت روسی عوام کی ہے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ شرنوپوف صدارت کا اہل نہیں ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ فورچون میگزین کے اگلے شمارے میں دنیا کے دس دولت مند ترین افراد کی فہرست شائع ہونے والی ہے اور اس فہرست میں شرنوپوف کا نام ساتویں نمبر پر ہے۔ آپ اسے صدر منتخب کرکے دیکھیں۔ اگلے پانچ سالوں میں وہ اس فہرست سے سب لوگوں کو باہر کردے گا اور نمبر ایک اور نمبر دو کے درمیان بہت بھاری فرق موجود ہوگا۔'' وہ کہتے کہتے رکا۔ چند لمحے کے توقف کے بعد اپنے سلسلۂ کلام پھر جوڑا۔ ''نہیں میرے دوست۔ آپ دیکھیں گے روسی عوام بھاری اکثریت سے ملک کو اس دور کی طرف واپس لے جانے کے حق میں ووٹ دیں گے، جب روسی قوم دنیا کی معزز ترین قوم تھی۔''

''ایسی قوم جس سے پوری دنیا خوف زدہ تھی۔'' ایک صحافی نے اضافہ کیا۔

''موجودہ صورت حال سے وہ بہت بہتر تھا۔ اب تو دنیا ہمیں نظر انداز کرتی ہے۔ ہمیں کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی۔''

''یہ تمہارا دوست وکٹر زیرسکی میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا ہے؟'' گیلری کے آخری سرے پر کھڑے سرگئی نے کرس جیکسن سے پوچھا۔

''تم سوال بہت کرتے ہو۔'' کرس بولا۔

''یہ زیرسکی جو ہے نا، یہ برا آدمی ہے ... بہت برا۔''

''کیوں؟'' کرس کی نظریں کوزر پر جمی ہوئی تھیں۔

''وہ صدر بن گیا تو خود تو عیش کرے گا اور مجھ جیسے لوگ جیل میں سڑیں گے۔ پرانا خوف ناک زمانہ لوٹ آئے گا۔''

زیرسکی تیز قدموں سے باہر نکلنے والے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ میوزیم کا ڈائریکٹر اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔ نچلی سیڑھی پر رک کر زیرسکی نے ایک تصویر بنوائی۔

کوزر وہاں نصب مجسمے کو دیکھے جا رہا تھا۔ وہ بے حد خوبصورت تھا۔ وہ گویا کا بنایا ہوا مجسمہ تھا ... کرائسٹ، صلیب سے اترتے ہوئے۔

''تمہیں یہ مجسمہ کیسا لگا مسٹر جیکس؟'' سرگئی نے پوچھا۔

''خوبصورت ... بہت شان دار۔''

''ہیتیں رمنٹ میں ایسے اور بھی ہیں۔'' سرگئی نے کہا۔ ''کہو تو میں تمہارے لیے ایک ...'' اس نے جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔

کرس کا جی چاہا کہ اسے تھپڑ لگائے۔ لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہو۔

''وہ ... تمہارا آدمی پھر چل پڑا ہے۔'' سرگئی نے اچانک کہا۔

کوزر نے سر اٹھا کر دیکھا۔ کوزر یک بغلی دروازے میں داخل ہو رہا تھا۔ وشلے نچلی اس کے پیچھے تھا۔

☆ ☆ ☆

کوز ایک یونانی ریسٹورنٹ میں بیٹھا اپنے اس صبح کے مشاہدے پر غور کر رہا تھا۔ ویسے تو مسٹر زیرسکی اپنے بدمعاش محافظوں کے گھیرے میں رہتا تھا۔ اور ان لوگوں کی نگاہیں گردوپیش کو کھوجتی رہتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود اسے مغربی لیڈروں کا سا تحفظ حاصل نہیں تھا۔ ممکن ہے، اس کے محافظوں پر چند ماہر اور بہادر بھی ہوں۔ مگر ان میں تین کے سوا تجربہ کار کوئی نہیں تھا۔ اور یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ تینوں ہر وقت ڈیوٹی پر ہوں۔

اس نے الیکشن کے دن تک زیرسکی کی مصروفیات کے شیڈول کا جائزہ لیا۔ اگلے آٹھ دن میں 27 مواقع ایسے آئے کہ وہ پبلک مقامات پر ہوتا۔ ویٹر کے کافی لانے تک وہ ان میں سے تین لوکیشنز کو منتخب کر چکا تھا۔ اگر زیرسکی کا نام بیلٹ پیپرز سے مٹانا ضروری ہو گیا تو اسے ان تین میں سے کسی مقام پر کارروائی کرنا تھی۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اسی شام زیرسکی کو ماسکو میں پارٹی کے ایک اجتماع سے خطاب کرنا تھا۔ اگلی صبح وہ ٹرین سے یروسلول جائے گا۔ جہاں اسے ایک فیکٹری کا افتتاح کرنا تھا۔ پھر اسے دارالحکومت واپس آ کر ایک بیلے شو میں شرکت کرنی تھی۔ پھر وہ رات کی ٹرین سے سینٹ پیٹرزبرگ کے لیے روانہ ہوگا۔

کوز کو سائے کی طرح اس کے پیچھے لگے رہنا تھا۔ اس نے بیلے شو کا ٹکٹ بھی خرید لیا تھا۔

کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے وہ جیسے محل کے بارے میں سوچنے لگا، جسے اس نے پشکن میوزیم میں دیکھا تھا۔ جب بھی کوز اس کی طرف نگاہ کرتا، وہ قریبی ستون کے پیچھے دبک جاتا۔ کوز کو اس کی حرکتیں دیکھ کر ہنسی آ رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ دن میں ان شیطے محل کو پتہ تعاقب کرنے دے گا۔ کسی مرحلے پر وہ اس کے لیے کارآمد بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ اسے اپنے رات کے ٹھکانے کا پتا نہیں چلنے دے گا۔

اس نے گھڑی سے دیکھا۔ گیبرل اتاشی باہر ایک بنچ پر بیٹھا بظاہر اخبار پڑھ رہا تھا۔ وہ مسکرایا۔ ایک پروفیشنل ہونے کی حیثیت سے وہ یہ زیادہ بہتر سمجھتا تھا کہ ہدف کو اپنے متعاقب کو دیکھنے کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔ دیکھنے کی صورت میں اسے کسی بھی وقت یہ خیال آ جائے گا کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ خود کسی کا تعاقب کرتے ہوئے اس اصول کا خیال رکھتا تھا۔

☆ ☆ ☆

کرس جیکسن نے جیب سے بٹوا نکالا، اس میں سے سو روبل کا ایک نوٹ برآمد کیا اور لڑکے کی طرف بڑھایا۔ ''جاؤ میرے اور اپنے لیے کچھ کھانے کا بندوبست کرو۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن اس ریسٹورنٹ کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔'' اس نے سڑک پار اس ریسٹورنٹ کی طرف سر سے اشارہ کیا، جہاں کوز موجود تھا۔

''میں تو کبھی کسی ریسٹورنٹ میں گیا ہی نہیں۔'' سرگئی نے کہا۔ ''یہ بتائیں، آپ کے لیے کیا لاؤں؟''

''جو اپنے لیے لاؤ، میرے لیے بھی لے آنا۔''

''آپ واقعی عقل مند آدمی ہیں جیکسن۔''

جیکسن نے سڑک کے دونوں طرف دیکھا۔ بنچ پر بیٹھ کر اخبار پڑھنے والے شخص نے اوورکوٹ نہیں پہنا ہوا تھا۔ شاید اس کا مفروضہ یہ تھا کہ تعاقب اور نگرانی اسے گرم اور پرسکون حالات میں کرنی ہوگی۔ مگر گزشتہ روز وہ فنسٹر جیرالڈ کو کھو بیٹھا تھا۔ اور اب اس وقت وہ اپنی جگہ سے ہٹنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ اور اب اس کے کان اور ناک سردی کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔ اور وہ یقیناً بھوک سے بھی بے حال تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا، جو اسے کھانے ہی کے لیے کچھ لا دیتا۔ جیکسن کو یقین تھا کہ کل وہ انہیں دکھائی نہیں دے گا۔

چند منٹ بعد سرگئی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو پیپر بیگ تھے۔ ایک اس نے کرس جیکسن کی طرف بڑھا دیا۔ ''بڑا میک برگر، فرنچ فرائیز اور بہت سارا کیچپ۔'' اس نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

''نہ جانے کیوں مجھے، یہ لگتا ہے کہ زیرسکی صدر بن گیا تو وہ میکڈونلڈ کو بند کرا دے گا۔'' کرس نے برگر نکالتے ہوئے کہا۔

"اور میرا خیال ہے کہ تمہیں اس کی ضرورت ہوگی۔" سرگئی نے خرگوش کے فر کا ہیٹ اس کی طرف بڑھایا۔

"سوروبل میں یہ سب کچھ آگیا؟" کرس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں نہیں۔ یہ ہیٹ تو میں نے چوری کیا ہے۔" سرگئی نے کہا۔ "میں نے سوچا، یہ تمہاری ضرورت ہے۔"

"تم خود بھی پکڑے جاتے اور مجھے بھی گرفتار کرا دیتے۔ یہ کسی فوجی کا ہیٹ ہے۔"

"یہ ناممکن ہے۔ روس میں بیس لاکھ سے زیادہ فوجی ہیں۔ اور ان میں سے آدھوں کو کئی مہینے سے تنخواہ نہیں ملی ہے۔ ان میں سے بیشتر سوروبل کے بدلے اپنی بہن بھی بیچ سکتے ہیں۔"

کرس نے ہیٹ پہن کر دیکھا۔ وہ اس کے بالکل فٹ تھا۔ وہ دونوں کھانے میں مصروف ہو گئے۔ لیکن ان کی نظریں سڑک کے پار ریسٹورنٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

"جیکسن اس آدمی کو دیکھ رہے ہو جو بینچ پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے؟"

"ہاں۔ دیکھ رہا ہوں۔" کرس نے کہا۔

"صبح یہ گیلری میں بھی موجود تھا۔"

"بڑی تیز نظر ہے تمہاری؟"

"میری ماں روسی ہے۔" سرگئی نے کہا۔ "یہ بتاؤ، یہ آدمی کس کی طرف ہے؟"

"مجھے یہ تو معلوم ہے کہ اسے رقم کون دے رہا ہے۔" کرس جیکسن نے کہا۔ "مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ کس کی طرف ہے۔"

☆ ☆ ☆

کوزان لوگوں میں شامل تھا جو لینن میموریل ہال پہنچنے والے آخری لوگ تھے۔ وہ کمرے کے اس عقبی حصے میں بیٹھا، جو پریس کے لیے مخصوص تھا۔ اس نے خود کو غیر نمایاں رکھنے کی کوشش کی تھی۔ روس میں وہ پہلا موقع تھا کہ وہ کوئی سیاسی اجلاس اٹینڈ کر رہا تھا۔

اس نے ہال کا جائزہ لیا۔ وکٹر زیرمسکی کی آمد میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے۔ تمام نشستیں بھر چکی تھیں۔ گینگ وے بھی تقریباً بھر چکے تھے۔ ہال کے اگلے حصے میں منتظمین میں سے چند افراد اسٹیج کے گرد منڈلا رہے تھے۔ وہ یہ جائزہ لے رہے تھے کہ تمام انتظامات ان کے لیڈر کی توقع کے مطابق ہیں یا نہیں۔ ایک بوڑھا آدمی اسٹیج پر ایک مرصع کرسی پہنچا رہا تھا۔

وہاں کا ماحول امریکا کے کسی سیاسی کنونشن کے مقابلے میں یکسر مختلف تھا۔ مندوبین خوش لباس نہیں تھے۔ بلکہ وہ دیکھنے میں بھی خاصے بدحال لگ رہے تھے۔ وہ خاموش بیٹھے اپنے لیڈر کی آمد کے منتظر تھے۔

کوزنے سر جھکایا اور اپنے پیڈ پر کچھ لکھنے لگا۔ وہ اپنے دائیں بائیں موجود صحافیوں سے گفتگو کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس کے دائیں جانب بیٹھی ہوئی خاتون صحافی اس کی توجہ نہ ملنے کے باوجود اسے بتا چکی تھی کہ وہ استنبول نیوز کی نمائندگی کر رہی ہے جو کہ ترکی کا واحد انگریزی اخبار ہے۔ اس کے ایڈیٹر کا کہنا تھا کہ اگر وکٹر زیرمسکی کو روس کا صدر منتخب کر لیا گیا تو یہ اس صدی کا سب سے بڑا سانحہ ہوگا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کے خیال میں زیرمسکی کی انتخاب میں کامیابی اب خارج از امکان نہیں رہی ہے۔ کوزنے سوچ رکھا تھا کہ اگر اس نے اس سے رائے پوچھی تو وہ اس کی رائے سے اتفاق کرے گا۔ درحقیقت اس بات کا امکان بڑھتا جا رہا تھا کہ اسے اپنا اسائن منٹ مکمل کرنا پڑے گا۔

چند منٹ بعد ترکی کی خاتون صحافی وکٹر زیرمسکی کا پورٹریٹ اسکیچ کرنے لگی۔ شاید فوٹوگرافر کی استطاعت اس کے اخبار سے باہر تھی۔ وہ وائر سروس کے ذریعے یہ اسکیچ بھیج دیتی۔ کوزکو بہرحال اس کی ڈرائنگ کو سراہنا پڑا۔ اسکیچ زیرمسکی سے کافی مشابہ تھا۔

کوزنے پھر کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کیا ایسے کسی پرہجوم کمرے میں کسی کو قتل کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب ہاں میں تھا۔ بشرطیکہ قاتل کو بچ نکلنے کی پروا نہ ہو۔ ایک اور امکان یہ تھا کہ زیرمسکی کو اس کی کار میں شوٹ کیا جائے۔ لیکن یہ طے تھا کہ وہاں اس کی حفاظت کا بہت اچھا

بندوبست ہوگا۔ بم استعمال کرنے کا تو کوئی پروفیشنل سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں اکثر شکار تو بچ نکلتا ہے۔ جبکہ ان گنت بے قصور لوگ مارے جاتے ہیں۔ اسے خود بھی بچ نکلنا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی کھلی جگہ میں کام دکھائے اور اس کے پاس ہائی پاور کی کوئی رائفل ہو۔ نک گولڈن برگ نے اسے یقین دلایا تھا کہ اس کے ماسکو پہنچنے سے پہلے ہی امریکی سفارت خانے میں اس کے لیے ریمنگٹن 700 پہنچا دی جائے گی۔ یعنی سفارتی ڈاک کا ایک اور غلط استعمال۔ اگر صدر لارنس نے حکم جاری کر دیا تو وقت اور جگہ کے انتخاب میں وہ آزاد ہوگا۔

کونر نے شیڈول کا جائزہ لے لیا تھا۔ جگہ کے معاملے میں اس کا پہلا انتخاب سیواروڈنک ہوگا، جہاں الیکشن سے دو دن پہلے شپ یارڈ میں زیریسکی کو خطاب کرنا تھا۔ کونر بندرگاہ پر استعمال ہونے والی کرینوں کا جائزہ لینا پہلے ہی شروع کر چکا تھا۔ وہاں اس بات کا بھی قوی امکان تھا کہ وہ کافی دیر کے لیے چھپ سکتا تھا۔

اب لوگ سر گھما کر پیچھے دیکھ رہے تھے۔ کونر نے پلٹ کر دیکھا۔ کچھ بدمعاش ٹائپ کے لوگ، جن کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں، کمرے کو چیک کر رہے تھے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ ان کا لیڈر آنے والا ہے۔

کونر نے دیکھ لیا۔ ان کا طریق کار فرسودہ اور غیر موثر تھا۔ لیکن دیگر سیکورٹی فورسز کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ ان کی کثرت تعداد اور محض ان کی موجودگی کی وجہ سے کوئی حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ کونر نے ان کے چہروں کو بہ غور دیکھا۔ اس وقت وہ تینوں موجود تھے، جو اسے پروفیشنل لگتے تھے۔

اچانک ہال کا عقبی حصہ تالیوں سے گونج اٹھا۔ وکٹر زیریسکی داخل ہوا تو اس کی پارٹی کے مندوبین اس کے استقبال کے لیے اٹھے۔ صحافیوں کو اس لیے کھڑا ہونا پڑا کہ اس کے بغیر وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔

وکٹر زیریسکی بڑی سست رفتاری سے اسٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ جو بھی اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا، وہ اس سے ہاتھ ضرور ملاتا تھا۔ بالآخر وہ اسٹیج پر پہنچ گیا۔ تالیوں کا شور کان سن کر دینے والا تھا۔

بوڑھا چیئرمین سٹیج پر اس کا منتظر تھا۔ اس نے بڑھ کر زیریسکی کا استقبال کیا۔ پھر وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اونچی مرصع کرسی کی طرف لے گیا۔ زیریسکی کے بیٹھنے کے بعد وہ مائیکروفون کی طرف بڑھا۔ اس دوران حاضرین بھی بیٹھ گئے تھے اور کمرے میں خاموشی تھی۔

چیئرمین نے روس کے مستقبل کے صدر کو حاضرین سے متعارف کرایا اور سچ یہ ہے کہ کچھ اچھا متعارف نہیں کرایا۔ جیسے جیسے وہ بولتا گیا، حاضرین مضطرب ہوتے گئے۔ زیریسکی کے باڈی گارڈ جو اس کے پیچھے کھڑے تھے، بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے۔ چیئرمین زیریسکی کو کامریڈ ولاڈی میر ایچ لینن کا حقیقی جانشین قرار دے رہا تھا۔ ان کلمات پر اس نے اپنی تعارفی تقریر ختم کی اور ایک طرف ہٹ کر اپنے لیڈر کو مائک تک پہنچنے کا راستہ دیا۔ زیریسکی لینن سے اپنے موازنے پر کچھ خوش دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

زیریسکی مائیک کی طرف بڑھا تو مجمعے میں جیسے جان پڑ گئی۔ زیریسکی نے اپنے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھ بلند کیے۔ اس کے ساتھ ہی کمرا تالیوں سے گونج اٹھا۔

کونر کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی زیریسکی پر سے نہیں ہٹی تھیں۔ وہ اس کے جسم کی ہر ہر جنبش پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس کا کھڑا ہونے کا انداز، اس کے پوز۔ وہ توانائیوں سے بھرا ہوا ایسا آدمی تھا، جو ایک لمحے کے لیے بھی ساکت نہیں ہوتا تھا۔

تالیاں بجتی رہیں اور زیریسکی ہاتھ لہراتا رہا۔ پھر اس نے لوگوں کو خاموشی سے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ کونر نے وقت نوٹ کیا۔ اس عمل میں آغاز سے انجام تک تقریباً ساڑھے تین منٹ لگے تھے۔

سب لوگوں کے بیٹھ جانے اور خاموشی قائم ہونے تک زیریسکی خاموش رہا۔ پھر اس نے خطاب شروع کیا۔ ''کامریڈز میرے لیے یہ ایک بڑا اعزاز ہے کہ میں اس وقت ایک امیدوار کی حیثیت سے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ میرا یہ احساس اور توانا ہو رہا ہے کہ روسی عوام تبدیلی چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ پرانے طرز آمریت کے خواہش مند ہیں۔ لیکن عوام کی بھاری اکثریت اپنی محنت اور مہارت سے کمائی ہوئی

دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کے حق میں ہے۔"

ایک بار پھر تالیاں بجنے لگیں۔

"ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ روس ایک بار پھر روئے زمین پر معزز ترین قوم بن سکتا ہے۔ اگر دنیا کے بڑے ممالک کو اس میں کوئی شبہ ہے تو میرے دورِ صدارت میں ان کے یہ شبہات بے بنیاد ثابت ہو جائیں گے۔"

صحافیوں کی پنسلیں تیزی سے کاغذوں پر حرکت کر رہی تھیں۔ لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔

تقریباً بیس سیکنڈ کے توقف کے بعد زیرسکی نے پھر سلسلۂ کلام جوڑا۔ "میرے کامریڈز، ذرا ماسکو کی سڑکوں کو دیکھو۔ وہاں تمہیں مرسڈیز، بی ایم ڈبلیو اور جیگوار کاریں نظر آئیں گی۔ مگر یہ تو دیکھو کہ ان کاروں کو کون چلا رہا ہے۔ مخصوص مراعات یافتہ طبقے کے تو رے ہوئے لوگ۔ یہ وہی لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ شرنوپوف دوبارہ اقتدار میں آ جائے۔ تاکہ ان کی رنگ رلیاں جاری رہیں۔ ان کا وہ طرزِ زندگی قائم رہے، جس کا اس کمرے میں موجود کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن دوستو، وقت آ گیا ہے کہ یہ دولت تمہاری دولت تمام لوگوں میں بانٹی جائے چند افراد میں نہیں۔ میں اس دن کا منتظر ہوں، جب روس میں لیموزین کاریں کم ہوں گی اور عام کاریں زیادہ۔ یہاں عیاشی میں استعمال ہونے والے بجرے کم ہوں گے اور ماہی گیری کی کشتیاں زیادہ ہوں گی۔ اور یہاں خفیہ سوئس اکاؤنٹس کے مقابلے میں اسپتالوں کی تعداد زیادہ ہو۔"

ایک بار پھر کافی دیر تک تالیاں بجتی رہیں۔

خاموشی ہونے کے بعد اس بار وکٹر زیرسکی دھیمی آواز میں گویا ہوا۔ لیکن وہ آواز بھی ہال کے عقبی حصے تک صاف سنی جا سکتی تھی۔ "آپ کا صدر بننے کے بعد میں سوئٹزرلینڈ میں بینک اکاؤنٹ کھولنے کے بجائے ملک میں فیکٹریاں قائم کرنے کو ترجیح دوں گا۔ میں پرتعیش زندگی گزارنے کے بجائے ملک و قوم کی ترقی کے لیے دن رات کوشش کروں گا۔ میں لوگوں کی خدمت کروں گا۔ بے ایمان کاروباریوں سے رشوت بٹورنے کے بجائے میں اپنی تنخواہ میں گزر بسر کروں گا۔"

اس بار تالیوں کی گونج کمرے کو ہلا دینے والی تھی۔ زیرسکی تالیوں کے رکنے کا انتظار کرتا رہا۔

"کمرے کے عقبی حصے میں" اس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دنیا بھر کے صحافی موجود ہیں۔ میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

اس بار کوئی تالی نہیں بجی۔

"میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ سب میرے دورِ صدارت میں صرف الیکشن کی کوریج کے لیے جمع نہیں ہوں گے بلکہ انہیں اہم خبریں ملا کریں گی۔ کیونکہ میرے عہد میں روس دنیا کے اہم معاملات میں سرگرم حصہ لیا کرے گا۔ روسیوں کے حصے میں محض ہینڈ آؤٹ نہیں آئیں گے۔ لیکن شرنوپوف منتخب ہو گیا تو امریکی پہلے کی طرح روس کے مقابلے میں میکسیکو کے نکتۂ نظر کی فکر کرتے رہیں گے۔ میرے دور میں صدر لارنس کو روسیوں کی بات سننی ہو گی۔ یہ خالی خولی باتیں نہیں چلیں گی کہ وہ بورس کو کتنا پسند کرتا ہے۔"

اس پر خوب قہقہے لگے۔

"وہ سب لوگوں کو ان کے پہلے نام سے پکار سکتا ہے۔ لیکن میرے لیے اس کو مسٹر پریذیڈنٹ کہہ کر مخاطب کرنا ہو گا۔"

کونر جانتا تھا کہ امریکی اخبارات میں اس جملے کو خوب اچھالا جائے گا۔ چند گھنٹوں میں وکٹر زیرسکی کا یہ قول وول آفس میں پہنچ چکا ہو گا۔

"دوستو عوامی فیصلے میں اب صرف آٹھ دن باقی ہیں۔" زیرسکی کہہ رہا تھا۔ "ہمیں ان آٹھ دنوں کے ہر ہر لمحے میں اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرنی ہو گی کہ عوامی امنگوں کو الیکشن کے دن بھاری بہت بھاری اکثریت سے کامیابی ہو۔ وہ فتح جو پوری دنیا تک یہ پیغام پہنچا دے گی کہ روس گلوبل دنیا کے اسٹیج پر پھر ایک ناقابلِ تسخیر طاقت بن کر ابھر آیا ہے۔ اب اس کی آواز ہر لفظ کے ساتھ بلند تر ہو رہی تھی۔ "یہ کام آپ کو میرے لیے نہیں کرنا۔ آپ یہ کام کمیونسٹ پارٹی کی خاطر بھی نہ کریں۔ یہ کام آپ روس کی آنے والی نسلوں کے لیے کریں۔ تاکہ وہ مستقبل میں دنیا کی عظیم

ترین قوم کے فرد کی حیثیت سے کچھ کر کے دکھا سکیں۔ میرے حق میں آپ کا ووٹ اس سمت میں پہلا قدم ہوگا۔ وہ کہتے کہتے رکا اور اس نے حاضرین کے چہروں کا جائزہ لیا۔ ' میں آپ سے صرف ایک اعزاز طلب کر رہا ہوں۔ یہ کہ مجھے اس عظیم قوم کی قیادت سونپ دی جائے۔'' اس کی آواز اختتامی الفاظ ادا کرتے کرتے سرگوشی میں تبدیل ہو گئی۔ ''میں خود کو آپ کے خادم کی حیثیت سے پیش کرتا ہوں۔''

پھر وکٹر زیرسکی ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس نے ڈرامائی انداز میں دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ حاضرین بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ آخری ایکشن 47 سیکنڈ پر محیط تھا اور اس میں بھی زیرسکی ایک پل کے لیے بھی ساکت نہیں ہوا تھا۔ پہلے وہ دائیں جانب جھکا اور پھر بائیں جانب۔ پھر وہ آگے کی طرف جھکا اور تقریباً بارہ سیکنڈ ساکت رہنے کے بعد وہ اٹھا اور لوگوں کی تالیوں کے جواب میں تالیاں بجانے لگا۔

اس کے بعد بھی وہ مزید گیارہ منٹ اسٹیج پر رہا۔ اس دوران وہ بار بار اپنے مختلف پوز ترتیب اور تواتر سے دہراتا رہا۔ جب اس نے لوگوں سے جی بھر کر تالیاں بجوالیں تو وہ اپنے محافظوں کے جھرمٹ میں اسٹیج سے اتر آیا۔ درمیانی راستے سے گزرتے ہوئے وہ لوگوں کے اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو چھوتا رہا۔ یوں اس کی رفتار اور کم ہو گئی۔

کونر کی نظریں مسلسل اس پر جمی ہوئی تھیں۔ تالیاں زیرسکی کے ہال سے نکل جانے کے بعد بھی بجتی رہیں۔ یہاں تک کہ حاضرین بھی اپنی نشستوں سے اٹھنے لگے۔

کونر مشاہدے کا آدمی تھا۔ اس تقریر کے دوران اس نے زیرسکی کے سر اور ہاتھوں کی کئی مخصوص حرکات کو نوٹ کیا تھا۔ وہ حرکات وسکنات، جنہیں وہ بار بار دہراتا تھا، اس نے ذہن نشین کی تھیں۔ ان کے ساتھ مخصوص جملے بھی تھے۔ اب وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ کس وقت وہ کس انداز میں ہاتھ کو حرکت دے گا اور کس وقت سر کو۔ اور اس کا اندازہ وہ اس کے جملوں سے لگا سکتا تھا۔

''تمہارا دوست ابھی نکلا ہے۔'' سرگئی نے اسے چونکا دیا۔ ''میں اس کا پیچھا کروں؟''

''اس کی ضرورت نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ رات کہاں گزارے گا۔ اس بے چارے کو دیکھو جو اس کے چند قدم پیچھے چل رہا ہے اور سردی سے نڈھال اور بھوک سے بے حال ہے۔ اسے وہ اب بھی اپنے ہوٹل تک نہیں پہنچنے دے گا۔''

''اب ہمیں کیا کرنا ہے؟'' سرگئی نے پوچھا۔

''تم سو لو۔ مجھے لگتا ہے کل کا دن دشوار ثابت ہوگا۔''

''آپ نے مجھے آج کا معاوضہ ادا نہیں کیا ہے۔ نو گھنٹے چھ ڈالر فی گھنٹہ سے 56 ڈالر بنے۔''

''اصل صورت حال یہ ہے کہ 5 ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے 8 گھنٹوں کے 40 ڈالر بنتے ہیں۔'' کرس جیکسن نے کہا۔ ''بہرحال تم نے کمائی بڑھانے کی اچھی کوشش کی۔'' اس نے 40 ڈالر اس کی طرف بڑھائے۔

سرگئی نے دو بار نوٹ گنے اور جیب میں رکھ لیے۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''کل کا کیا پروگرام ہے۔ میں آپ کے پاس کس وقت آؤں؟''

''اس کے ہوٹل کے باہر صبح پانچ بجے پہنچ جاؤ۔ لیٹ مت ہونا۔ مجھے لگتا ہے کہ کل ہمیں زیرسکی کے پیچھے یاروسلول شپ یارڈ جانا ہوگا۔ پھر ماسکو واپسی اور اس کے بعد سینٹ پیٹرزبرگ کا سفر ''

''آپ خوش قسمت ہیں جیکسن۔ میں سینٹ پیٹرزبرگ میں پیدا ہوا تھا۔ وہاں کی ہر جگہ کے بارے میں میں سب کچھ جانتا ہوں۔ وہاں کوئی جگہ ایسی نہیں، جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔''

''ایک بات یاد رکھیے گا۔ ماسکو سے باہر میرا ریٹ ڈبل ہوگا۔''

''اک بات کہوں سرگئی۔ اگر تم اسی رفتار سے چلتے رہے تو مارکیٹ میں تمہارا کوئی خریدار نہیں رہے گا۔'' جیکسن نے سرد لہجے میں کہا۔

☆ ☆ ☆

ایک بج کر ایک منٹ پر میگی نے اپنی گاڑی یونیورسٹی کے پارکنگ لاٹ سے نکالی۔ بائیں جانب موڑ کر وہ گاڑی کو پروسپیکٹ اسٹریٹ پر لائی۔ اس کے پاس لنچ کے لیے ایک گھنٹے کا وقت تھا۔ اسے ریسٹورنٹ کے قریب پارکنگ کی جگہ نہ ملتی تو ان کا ساتھ گزرنے والا وقت کم ہو جاتا۔ جبکہ آج اس کے لیے اس کے ساتھ کا ایک ایک منٹ اہم تھا۔

اگر وہ چند گھنٹے کی چھٹی بھی کر لیتی تو ایڈمیشن آفس کے اس کے اسٹاف میں کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ اٹھائیس سال سے اس یونیورسٹی کے لیے کام کر رہی تھی۔ اس میں سے پچھلے چھ برس ڈین آف ایڈمیشن کی حیثیت سے گزرے تھے۔ مقررہ اوقات سے زیادہ اب تک اس نے جتنا کام کیا تھا، اگر وہ اس کے بدلے میں اوور ٹائم طلب کر لیتی تو جارج ٹاؤن یونیورسٹی کو رحم کی اپیل ہی کرنی پڑتی۔

اس وقت قسمت اس کے ساتھ تھی۔ ریسٹورنٹ کے قریب اسی وقت ایک گاڑی روانہ ہوئی۔ اس نے وہیں اپنی گاڑی گادی۔ اس نے میٹر میں ایک گھنٹے کے پیسے پہلے ہی چار سکے ڈال دیے۔

کیفے میلانو میں داخل ہو کر اس نے ہیڈ ویٹر کو اپنا نام بتایا۔

''تشریف لائیے مسز فلٹز جیرلڈ۔'' ہیڈ ویٹر اسے ایک میز کی طرف لے گیا۔ وہاں وہ بیٹھی تھی، جو کبھی تاخیر سے نہیں پہنچتی تھی۔

میگی نے کونر کی سیکرٹری کے رخسار پر بوسہ دیا اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

جو آن 19 سال سے کونر کی سیکرٹری تھی اور اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس کے صلے میں بھی کرسمس پر اور کبھی کسی سفر سے واپسی پر اسے کوئی تحفہ مل جاتا تھا۔ وہ بھی زیادہ تر میگی ہی خریدتی تھی۔ جو آن کی عمر 50 کے قریب تھی۔ اس نے شادی نہیں کی تھی۔ اور اب اس کے رکھ رکھاؤ اور لباس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کرنا بھی نہیں چاہتی۔

''میں تو پہلے ہی منتخب کر چکی ہوں۔'' جو آن نے مینو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اور میں جانتی ہوں کہ میں کیا منگواؤں گی۔'' میگی بولی۔

''تارہ کا کیا حال ہے؟'' جو آن نے پوچھا۔

''وقت گزار رہی ہے۔ میں تو بس دعا ہی کر سکتی ہوں کہ وہ اپنا تھیسس مکمل کر لے۔ کونر اس پر زور تو کبھی نہیں دے گا۔ لیکن یہ طے ہے کہ اگر تارہ نے اپنی تعلیم مکمل نہیں کی تو اسے بہت مایوسی ہوگی۔''

''ویسے کونر اسٹورٹ کی بہت تعریف کر رہا تھا۔'' جو آن نے کہا۔

اسی وقت ویٹر آ گیا۔

''ہاں۔ لگتا ہے کہ مجھے اپنی اکلوتی بیٹی کے تیرہ ہزار میل دور رہنے کے تصور کو قبول کرنا ہوگا۔'' میگی کے لہجے میں اداسی تھی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر ویٹر کو دیکھا اور اسے اپنا آرڈر نوٹ کرانے لگی۔

جو آن نے اپنا آرڈر بھی نوٹ کرا دیا۔

''اور ڈرنک؟'' ویٹر نے پوچھا۔

''نہیں شکریہ۔ صرف سادہ پانی لے آؤ۔'' میگی بولی۔

جو آن نے بھی اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

ویٹر کے جانے کے بعد میگی نے پھر سلسلہ جوڑا۔ ''کونر اور اسٹوارٹ کی آپس میں خوب بنتی ہے۔'' اس نے کہا۔ ''اسٹوارٹ کرسمس پر یہاں آ رہا ہے۔ تب اسے تم سے ملواؤں گی۔''

''ہاں۔ میرا بہت دل چاہتا ہے اس سے ملنے کو۔''

میگی کو لگا کہ جو آن کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی۔ مگر رک گئی ہے۔ لیکن وہ برسوں سے اسے جانتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس پر زور ڈالنے کا کوئی فائدہ

نہیں۔ وقت آنے پر جوآن اسے خود ہی بتادے گی۔

''میں نے پچھلے چند دنوں میں کئی بار تمہیں فون کرنے کی کوشش کی۔ میں تمہیں اپنے ساتھ اوپیرا لے جانا چاہتی تھی۔ لیکن فون ملا ہی نہیں۔''

''کونر کے کمپنی چھوڑنے کے بعد انھوں نے ایم اسٹریٹ والا آفس بند کر دیا۔ اور مجھے ہیڈ کوارٹر واپس بلا لیا گیا ہے۔'' جوآن نے کہا۔

جوآن جس محتاط انداز میں لفظوں کا انتخاب کرتی تھی، اس پر میگی کو رشک آتا تھا۔ اب انہی دو جملوں کو دیکھو۔ یہ پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ اب کہاں کام کر رہی ہے، کس کے لیے کام کر رہی ہے اور اس کی نئی ذمے داریاں کیا ہیں۔

''تمہیں تو علم ہوگا۔ کونر چاہتا ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ واشنگٹن پراویڈنٹ جوائن کر لو۔''

''میں یہی چاہوں گی۔ لیکن پہلے صورت حال تو واضح ہو کہ ہو کیا رہا ہے۔''

''ہو کیا رہا ہے ۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟ بھئی کونر تو بین تھامسن کی پیشکش پہلے ہی قبول کر چکا ہے۔ کرسمس سے پہلے وہ واپس آجائے گا۔ اور جنوری میں نیا آفس جوائن کر لے گا۔''

خاصی دیر خاموشی رہی۔ پھر میگی نے آہستہ سے کہا۔'' تمہاری خاموشی کا تو مطلب ہے کہ اسے واشنگٹن پراویڈنٹ میں جاب نہیں ملی۔''

ویٹران کے لیے کھانا لے آیا۔'' پنیر بھی لے آؤں آپ کے لیے؟''

''نہیں، شکریہ۔''

''تو اس لیے اس روز بین تھامسن اوپیرا میں مجھ سے بے مہری برت رہا تھا۔'' میگی نے پُر خیال لہجے میں کہا۔'' اس نے مجھے ڈرنک تک کا نہیں پوچھا۔''

''مجھے افسوس ہے میگی۔ میرا خیال تھا، تمہیں معلوم ہوگا۔''

''کوئی بات نہیں۔ جیسے ہی کونر کو کہیں اور سے کوئی آفر ملے گی، وہ مجھے بتادے گا۔ وہ کہے گا کہ یہ جاب واشنگٹن پراویڈنٹ کی جاب سے کہیں بہتر ہے۔''

''تم اس کا مزاج بہت اچھی طرح سمجھتی ہو۔'' جوآن نے ستائش کے لہجے میں کہا۔

''مگر کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ جیسے میں اسے جانتی ہی نہیں۔'' میگی نے سرد آہ بھری۔'' اب اس وقت مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے اور کس چکر میں ہے۔''

''میں بھی اتنا ہی جانتی ہوں جتنا تم جانتی ہو۔'' جوآن بولی۔'' 19 برس میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے روانگی سے پہلے مجھے بریف نہیں کیا۔''

''اس بار معاملہ مختلف ہے۔ ہے نا جوآن؟'' میگی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟''

''اس نے مجھ سے کہا کہ وہ باہر جا رہا ہے۔ لیکن وہ اپنا پاسپورٹ یہیں چھوڑ گیا۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ امریکا میں ہی ہے۔ اس نے ایسا کیوں کیا، یہ میں ''

''پاسپورٹ لے کر نہ جانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ملک سے باہر نہیں گیا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے پاسپورٹ وہاں چھپایا، جہاں وہ مجھے آسانی سے مل گیا۔''

اس بار ویٹر برتن اٹھانے کے لیے آیا تھا۔'' کچھ میٹھا لیں گے آپ لوگ؟'' اس نے پوچھا۔

''میں تو نہیں لوں گی۔ بس کافی لے آؤ میرے لیے۔'' جوآن نے کہا۔

''میرے لیے بھی بلیک کافی، شکر کے بغیر۔'' میگی بولی۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس کے پاس اب صرف سو منٹ تھے۔ وہ دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگی۔'' جوآن میں نے پہلے کبھی کمپنی کا رازداری کا اصول توڑنے کے لیے تم پر دباؤ نہیں ڈالا۔ لیکن اب میں کچھ جاننا

چاہتی ہوں۔"

جوآن نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سڑک کے پار ایک خوش رو جوان آدمی پچھلے چالیس منٹ سے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اور اسے لگتا تھا کہ اس نے اس جوان کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔

کچھ دیر بعد میگی ریسٹورنٹ سے نکلی۔ اس کی نظر اس جوان آدمی پر نہیں پڑی۔ اس نے نہیں دیکھا کہ جوان آدمی نے اپنا موبائل فون جیب سے نکالا ہے اور اس پر ایک ان لسٹڈ نمبر ڈائل کیا ہے۔

''یس؟'' دوسری طرف سے نک گولڈن برگ نے کہا۔

''مسز فنٹر جیرالڈ نے ابھی جوآن جینٹ کے ساتھ کیفے سیلانو میں لنچ کیا ہے۔ وہ 57 منٹ تک ساتھ رہیں۔ میں نے ان کی گفتگو لفظ بہ لفظ ریکارڈ کرلی ہے۔''

''گڈ۔ گفتگو کا ٹیپ لے کر فوراً میرے دفتر پہنچو۔''

اُدھر میگی ایڈمیشن آفس میں داخل ہوئی تو وقت دو بج کر ایک منٹ ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

ماسکو میں اس وقت دس بجے تھے۔ کونر بیلے رقص کا مظاہرہ دیکھ رہا تھا۔ لیکن دوسرے ناظرین کی طرح اس کے اوپیرا گلاسز کا ہدف پرفارمرز نہیں تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً ان کا رخ تبدیل کر کے دیکھ لیتا تھا کہ زریمسکی ابھی اپنے باکس میں موجود ہے۔

اس وقت اسے میگی شدت سے یاد آ رہی تھی۔ وہ ہوتی تو اس شو کو بہت انجوائے کرتی۔ وہ دلہن کے لباس میں 36 حسین دوشیزائیں تھیں، جو چاندنی روشنی میں متحرک رہی تھیں۔ کونر کو کوشش کرنی پڑ رہی تھی کہ وہ اس منظر کے سحر کا شکار ہونے کے بجائے اپنی توجہ پوری طرح وکٹر زریمسکی کے باکس پر مرکوز رکھے۔

کونر نے باکس کا جائزہ لیا۔ زریمسکی کے داہنے ہاتھ پر اس کا چیف آف اسٹاف دیمتری تیتوف تھا۔ بائیں ہاتھ پر وہ بوڑھا شخص تھا، جس نے گزشتہ شام اس کی تقریر سے پہلے اس کا تعارف کرایا تھا۔ اس کے عقب میں تین گارڈز سائے کی طرح نظر آ رہے تھے۔ کونر کا اندازہ تھا کہ کم از کم ایک درجن گارڈز باہر راہداری میں کھڑے ہوں گے۔

تھیٹر بہت خوبصورت تھا۔ اس شو کی بکنگ ہفتوں پہلے مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن میگی کا قول یہاں بھی درست ثابت ہوا تھا۔ عین وقت پر بھی اسے بغیر کسی دشواری کے ایک ٹکٹ مل گیا تھا۔ میگی یہی تو کہتی تھی کہ ایک ٹکٹ بہر حال مل جاتا ہے۔

میوزک ڈائریکٹر کی آمد سے چند لمحے پہلے تماشائیوں کے ایک گروہ نے تالیاں بجائی تھیں۔ کونر نے سر اٹھا کر دیکھا تو ان میں سے کچھ ایک باکس کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ وہاں زریمسکی تھا۔ ایک اچھے پرفارمر کی طرح وہ بھی جانتا تھا کہ متاثر کن انٹری مناسب ترین وقت پر دی جانی چاہیے۔ اس نے ٹائمنگ کا خیال رکھا تھا۔ وہ باکس کے سامنے کھڑا مسکراتے ہوئے ہاتھ لہرا رہا تھا۔ آدھے سے کچھ کم ناظرین اسے دیکھ کر کھڑے ہوئے اور تالیاں بجانے لگے۔ باقی لوگ بدستور بیٹھے رہے۔ ان میں سے کچھ تالیاں بجا رہے تھے۔ باقی یوں بیٹھے اپنی باتوں میں محو تھے، جیسے اس کی موجودگی تک سے بے خبر ہوں۔ اس سے انتخابی سروے کی تصدیق ہوتی تھی۔ شرنوپوف کو اب زریمسکی پر محض چند فیصد کی سبقت حاصل تھی۔

پردہ اٹھا۔ شو شروع ہوا تو پتا چلا کہ فن مصوری کی طرح زریمسکی کو رقص و موسیقی سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ویسے اس نے وہ تھکا دینے والا دن گزارا تھا۔ وہ بار بار اپنی جماہیوں کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ صبح سویرے وہ یاردسلول کے لیے روانہ ہوا تھا۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے وہ کپڑے کی ایک فیکٹری پہنچا تھا۔ یک گھنٹے بعد یونین لیڈروں نے اسے الوداع کہا۔ صرف ایک سینڈوچ کھانے کے بعد اس نے فروٹ مارکیٹ کا رخ کیا۔ پھر وہ ایک اسکول، اس کے بعد پولیس اسٹیشن اور ایک اسپتال گیا۔ پھر اس نے ٹاؤن اسکوائر تک ایک واک میں حصہ لیا، جو اس کے پروگرام میں شامل نہیں تھی۔ اسٹیشن وہ دیر سے پہنچا تھا، جہاں واپسی کی ٹرین محض اسی کے لیے رکی ہوئی تھی۔

اس کی گفتگو، اس کے نعرے، اس کے دعوے وہی تھے گل والے۔ شہر بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ فرق پڑا تھا تو اس کے پہرے داروں میں۔ وہ پہلے سے بڑھ کر تھرڈ کلاس بدمعاش لگ رہے تھے۔ مگر انھیں دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ وہ ناپختہ بھی ہیں اور ناتجربہ کار بھی۔ اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ یاروسلول والوں نے اپنے علاقے میں ماسکو والوں کو نہیں گھسنے دیا تھا۔ اس سے کوزر نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر زیرمسکی کو ختم کرنا پڑا تو یہ کام ماسکو سے باہر زیادہ آسان ہوگا۔ اس کے لیے ایسا شہر منتخب کیا جائے، جہاں غائب ہونا دشوار نہ ہو۔ اور جو ایسا ادارہ ہو کہ ماسکو کے تین پروفیشنل محافظوں کو بھی اپنے علاقے میں نہ آنے دے۔ جو زیرمسکی کی حفاظت کی ذمے داری خود قبول کرے۔

اسے سیورودنسک کا خیال آیا۔ جہاں زیرمسکی کو شپ یارڈ کا دورہ کرنا تھا۔ وہ اس قتل کے لیے آئیڈیل مقام ثابت ہو سکتا تھا۔

ٹرین میں ماسکو واپس جاتے ہوئے بھی زیرمسکی نے آرام نہیں کیا۔ اس نے غیر ملکی صحافیوں کو اپنے ڈبے میں بلا کر ایک غیر رسمی پریس کانفرنس منعقد کروا لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس سے پہلا سوال پوچھا جاتا، اس نے کہا۔ ”آپ لوگوں نے تازہ ترین انتخابی سروے بھی دیکھا؟ اب میں جنرل بورڈین سے بہت آگے ہوں۔ اور شرنوپوف سے صرف ایک پوائنٹ پیچھے ہوں۔“

”لیکن ماضی میں آپ ہمیں کہتے رہے ہیں کہ انتخابی سروے کو اہمیت نہ دی جائے۔“ ایک صحافی نے بے حد بہادری سے کہا۔

زیرمسکی کا منہ بن گیا۔

کوزر پیچھے کھڑا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ زیرمسکی کے چہرے کے ہر تاثر کو، جسم کی ہر جنبش کو اور اس کے طور طریقوں کو ذہن نشین کرنا چاہتا تھا۔ اسے اندازہ ہونا چاہیے کہ کیا کہتے وقت وہ کیا کرے گا، اس کے سر اور جسم کی کیا پوزیشن ہوگی۔

چار گھنٹے بعد ٹرین پرونسکی کے اسٹیشن پر پہنچی۔ کوزر کو پہلی بار احساس ہوا کہ گل کے علاوہ بھی کوئی اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ اٹھائیس برس کے تجربے کے بعد وہ اپنی چھٹی حس کو جھٹلا نہیں سکتا تھا۔ بڑے بڑے بحرانوں میں اس حس نے ہی اس کی رہنمائی کی تھی۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ دوسرا نگراں یقیناً کوئی ماہر پروفیشنل ہے۔ کیونکہ گل کا تو اسے شروع میں ہی پتا چل گیا تھا۔ جبکہ اس دوسرے شخص کی اس نے اب تک ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی۔

سوال یہ تھا کہ یہ دوسرا نگراں کیا چاہتا ہے۔ ٹرین پر سوار ہونے سے پہلے دن کے ابتدائی حصے میں کئی بار اسے ایسا لگا تھا کہ کوئی جانا پہچانا شخص اس کے سامنے جھلک دکھا کر غائب ہو گیا ہے۔ کوئی ایسا شخص جسے وہ جانتا ہے۔ ہر پروفیشنل کی طرح وہ اتفاقات پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

وہ اسٹیشن سے نکلا اور تیز قدموں سے اپنے ہوٹل کی طرف بڑھا۔ اسے یقین تھا کہ اس وقت کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا ہے۔ لیکن یہ بات اس کے اطمینان کے لیے ناکافی تھی۔ اگر تعاقب کرنے والے کو علم ہے کہ وہ اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے تو اسے تعاقب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ہوٹل پہنچ کر اپنا بیگ پیک کرتے ہوئے اس نے ان سوچوں کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی۔ اس نے سوچا، آج رات وہ ہر حال میں اس دوسرے متعاقب کو بھی جھٹک دے گا۔ یہ الگ بات کہ وہ پہلے ہی سے جانتا ہو کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ انھیں یہ تو معلوم ہوگا کہ روس میں اس کی موجودگی کا کیا سبب ہے۔ وہ جانتے ہوں گے کہ وہ کوزر زیرمسکی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

چند منٹ بعد وہ ہوٹل کا بل نقد ادا کر کے ہوٹل سے نکل آیا۔

اس نے پانچ بار ٹیکسی تبدیل کی۔ چھٹی ٹیکسی نے اسے تھیٹر کے باہر اتارا۔ اس نے اپنا بیگ بیس منٹ میں کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی بوڑھی عورت کے پاس رکھوایا اور اس سے اوپیرا گلاسز لیے۔ اس کے بیگ کی حیثیت اوپیرا گلاسز کے لیے زرضمانت کی سی تھی۔

شو ختم ہوا تو زیرمسکی اٹھا اور اس نے لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ لہرایا۔ لوگوں کے ردعمل میں پہلے جیسی گرم جوشی نہیں تھی۔ بہرحال زیرمسکی کے انداز سے لگتا تھا کہ تھیٹر آنا اس کے لیے مایوس کن ہرگز ثابت نہیں ہوا ہے۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے وہ تماشائیوں کو بتاتا رہا کہ شو اسے بہت پسند آیا ہے۔

باہر اس کا کاروں کا قافلہ اس کا منتظر تھا۔ وہ تیسری کار کی عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ کاروں کا قافلہ آگے پیچھے موجود پولیس کی گاڑیوں کی معیت میں

روانہ ہوگیا۔ ان کی منزل ایک اور ریلوے اسٹیشن تھا، جہاں ایک ٹرین وکٹر زیرسکی کی منتظر تھی۔ کوزنے دیکھا کہ موٹر سائیکل سواروں کی تعداد دو سے بڑھ کر چار ہوگئی تھی۔ شاید لوگ بھی اب اسے مستقبل کا صدر سمجھنے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

کوز زیرسکی کے چند منٹ بعد اسٹیشن پہنچا۔ 11-59 پر سینٹ پیٹرز برگ کے لیے روانہ ہونے والی ٹرین کا ٹکٹ خریدنے سے پہلے اسے سیکورٹی گارڈ کو اپنا پریس کارڈ دکھانا پڑا۔

اپنے سلیپنگ کمپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کیا، لائٹ آن کی اور بیٹھ کر زیرسکی کے سینٹ پیٹرز برگ کے شیڈول کا مطالعہ کرنے لگا۔

ٹرین کے دوسرے سرے پر اپنے کمپارٹمنٹ میں زیرسکی کا چیف آف اسٹاف بھی اس شیڈول کا جائزہ لے رہا تھا۔

''یہ بھی صبح سے رات تک تھکا دینے والا دن ہوگا۔'' تیتوف کا لہجہ کراہ سے مشابہ تھا۔

''صرف چند گھنٹے کا قیام ہے۔ اس میں ہرمیٹج جانے کی کیا ضرورت ہے؟'' زیرسکی نے اعتراض کیا۔

''کیونکہ آپ پشکن میوزیم جا چکے ہیں۔ اب روس کے مقبول ترین میوزیم کو نظر انداز کرنا سینٹ پیٹرز برگ کے عوام کی توہین کے مترادف ہوگا۔''

زیرسکی جانتا تھا کہ اس روز کا اہم ترین مرحلہ اس کی اہم ترین ملاقات ہے کیلسکوف بیرکس میں جنرل بورودین اور فوجی ہائی کمان سے اس کی میٹنگ۔ اگر وہ جنرل کو اس پر قائل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ صدارتی انتخاب سے دست بردار ہو کر اس انتخاب میں اس کی حمایت کرے تو اس کی کامیابی یقینی ہو جائے گی۔ کیونکہ فوجیوں کے ووٹوں کی تعداد 25 لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اس نے سوچا تھا کہ اس کے عوض وہ جنرل بورودین کو اپنی کابینہ میں وزیر دفاع کے عہدے کی پیشکش کرے گا۔ لیکن ابھی اسے باخبر ذرائع سے علم ہوا کہ شرنوپوف پہلے ہی جنرل کو یہ آفر کر چکا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ شرنوپوف نے گزشتہ پیر کو جنرل سے ملاقات کی تھی۔ لیکن بے نیل و مرام واپس آیا تھا۔ زیرسکی کے لیے یہ بات بے حد خوش آئند تھی۔ اب سے جنرل کو کچھ ایسا آفر کرنا تھا، جس کے سامنے وہ انکار نہ کر سکے۔

کوز کو بھی احساس تھا کہ زیرسکی کی جنرل سے ملاقات بہت اہم ہے۔ بلکہ وہی زیرسکی کے مستقبل کا فیصلہ کرے گا۔ دو بجے کے قریب اس نے اپنے سر کے عین اوپر لگی لائٹ کا سوئچ آف کیا اور سو گیا۔

کچل نے ٹرین کے چلتے ہی اپنی لائٹ آف کر دی تھی۔ لیکن وہ سویا نہیں تھا۔

سرگئی کے لیے پر ونسکی ایکسپریس میں سفر کرنے کا تصور ہی سنسنی خیز تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ کوز جیکسن کے ساتھ کمپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔ ''یہ تو میرے فلیٹ سے بھی بڑا ہے۔'' پھر اس نے اپنے جوتے اتارے اور برتھ پر دراز ہو گیا۔

کرس سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ سرگئی نے کھڑکی کے شیشے کو دیکھا، جس پر سردی کی وجہ سے دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے کھڑکی کو صاف کر کے ایک دائرہ سا بنا لیا، جس سے وہ باہر دیکھ سکتا تھا۔

ٹرین آہستہ رفتار سے چلتی اسٹیشن سے نکل رہی تھی۔

جیکسن نے اپنی برتھ پر بیٹھ کر لائٹ آف کر دی۔

''مسٹر جیکسن، سینٹ پیٹرز برگ کتنے کلومیٹر کے فاصلے پر ہے؟'' سرگئی نے پوچھا۔

''چھ سو تیس کلومیٹر۔'' کرس نے جواب دیا۔

''اور ہم کتنی دیر میں وہاں پہنچیں گے؟''

''ساڑھے آٹھ گھنٹے میں۔ اور اب سو جاؤ۔ کل کا دن بھی تھکا دینے والا ہوگا۔''

سرگئی نے لائٹ آف کر دی۔

لیکن کرس خود ابھی سویا نہیں تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ کوئز کو اس مشن پر بھیجے جانے کی اصل وجہ سمجھ گیا ہے۔ ہیلن ڈیکسٹر اب کوزنفسٹر جیرالڈ کو راستے سے ہٹانا چاہتی ہے اور اس کے لیے روس مناسب ترین جگہ ہے۔ لیکن کرس اب بھی یقین سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ہیلن ڈیکسٹر اپنی کھال بچانے کے لیے کس حد تک جا سکتی ہے۔

اس نے اپنے سیل فون پر اینڈی لائیڈ کو فون کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔ یہ سہ پہر کی بات تھی۔ ہوٹل سے فون کرنے کا خطرہ وہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ اگلے روز فریڈم اسکوائر میں زیریمسکی کے خطاب کے بعد وہ ایک بار پھر کوشش کرے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا، جب واشنگٹن میں لوگ سو کر اٹھے ہوں گے۔ اسے یقین تھا کہ جیسے ہی اینڈی لائیڈ کو صورت حال کا علم ہوگا، وہ اس مشن کو معطل کرنے کا حکم جاری کر دے گا۔ یوں اس کا دوست بچ جائے گا۔

کرس جیکسن نے آنکھیں بند کر لیں۔

''مسٹر جیکسن تم شادی شدہ ہو؟'' سرگئی نے اسے چونکا دیا۔

''نہیں۔ مجھے طلاق ہو چکی ہے۔''

''تمہیں پتا ہے جیکسن، اب روس میں ہر سال امریکا سے زیادہ طلاقیں ہوتی ہیں۔''

''نہیں۔ لیکن پچھلے چند روز میں مجھے یہ معلوم ضرور ہو گیا ہے کہ تمہارے دماغ میں اس قسم کی فضول معلومات بھری ہوئی ہیں۔''

''اچھا تمہارے بچے ہیں؟''

''نہیں۔ ایک تھا۔ مگر مر گیا۔''

''تم مجھے اپنا بیٹا کیوں نہیں بنا لیتے۔ تب میں تمہارے ساتھ امریکا چل سکوں گا۔''

''تمہیں اڈاپٹ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اب سو جاؤ سرگئی۔''

خاصی دیر خاموشی رہی۔ پھر سرگئی نے کہا۔ ''بس ایک سوال اور۔''

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تمہیں کیسے روک سکتا ہوں۔''

''یہ آدمی تمہارے لیے اتنا اہم کیوں ہے؟''

کرس جیکسن نے جواب دینے سے پہلے کچھ دیر سوچا۔ "29 سال پہلے ویت نام میں اس نے میری جان بچائی تھی۔'' بالآخر اس نے کہا۔ ''اب یہ سمجھ لو کہ 29 سال کی زندگی مجھ پر اس کا قرض ہے۔ اب بولو تم سمجھ سکتے ہو یہ بات؟''

سرگئی جواب ضرور دیتا۔ لیکن وہ سو چکا تھا!

☆ ☆ ☆

سینٹ پیٹرزبرگ کے چیف آف پولیس ولادی میر بولشکوف کے دماغ پر ویسے ہی کم بوجھ نہیں تھا۔ اس پر اب چارلز اسرافون کالز نے اس کی پریشانی اور بڑھا دی۔ پیر کے دن شرنوپوف نے شہر کا دورہ کیا تھا اور ٹریفک جام کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کی ضد تھی کہ اس کا جلوس آں جہانی صدر کے جلوس سے بڑا ہونا چاہیے۔

ادھر بورڈین، اپنے فوجیوں کو بیرکس سے باہر لانے پر تیار نہیں تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ پہلے ان کی تنخواہیں ادا کی جائیں۔ اور اب ایسا لگ رہا تھا کہ بورڈین خود صدارتی دوڑ سے باہر ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی فوجی انقلاب کی افواہیں زور پکڑ گئی تھیں۔

بولشکوف کی اس جلسے میں شہر کے میئر سے بات ہوئی تھی۔ ''یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ بورڈین پہلے کس شہر پر قبضہ کرنا چاہے گا۔'' اس نے میئر کو خبردار کرتے ہوئے کہا تھا۔

بولشنکوف نے اپنے محکمے کو دہشت گردی کے مقابلے کے لیے پوری طرح الرٹ رکھا تھا۔ انتخابی مہم کے دوران دہشت گردی خارج از امکان نہیں تھی۔ اسے ڈر تھا کہ اگر کوئی صدارتی امیدوار قتل ہوا تو وہ اس کے شہر میں ہی ہوگا۔ اس ہفتے پولیس کو 27 فون کالز موصول ہوئی تھیں، جن میں زیرسکی کو قتل کرنے کی دھمکی دی گئی تھی۔ بولشنکوف نے ان میں سے کسی کو اہمیت نہیں دی تھی۔ اس کے نزدیک وہ معمول کی کالز تھیں۔

لیکن اس صبح اس کا ایک لیفٹیننٹ لپکتا ہوا اس کے دفتر میں آیا تو اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا۔ اور وہ بہت جلدی جلدی بول رہا تھا۔

بولشنکوف نے وہ کال بے حد توجہ سے سنی جو لیفٹیننٹ نے چند لمحے پہلے ریکارڈ کی تھی۔ پہلی کال نو بج کر چوبیس منٹ پر یعنی زیرسکی کی آمد کے ایک ون منٹ بعد موصول ہوئی تھی۔

''آج سہ پہر زیرسکی پر قاتلانہ حملہ ہوگا۔'' وہ مردانہ آواز تھی۔ بولشنکوف لہجے سے کوئی حتمی اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ بہرحال فون کرنے والے کا تعلق وسطی یورپ سے لگتا تھا۔ کم از کم وہ روسی ہرگز نہیں تھا۔

''یہ حملہ فریڈم اسکوائر میں زیرسکی کے خطاب کے دوران ہوگا۔ اس کے لیے روسی مافیا نے کرائے کے یک گن مین کی خدمات حاصل کی ہیں۔ میں چند منٹ بعد دوبارہ کال کروں گا تو مزید تفصیلات فراہم کر دوں گا۔ مگر یہ یاد رہے کہ میں صرف بولشنکوف سے بات کروں گا۔'' اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔

کال اتنی مختصر تھی کہ اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بولشنکوف کا اندازہ تھا کہ کال کرنے والا کوئی پروفیشنل ہے۔

گیارہ منٹ بعد دوسری کال آئی۔ لیفٹیننٹ نے کہا کہ ہم لوگ چیف سے رابطے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر رابطہ ہو نہیں سکا ہے۔ ''میں چند منٹ بعد پھر فون کروں گا۔'' کال کرنے والے نے کہا۔ ''بولشنکوف کو فون ریسیور کرنے کے لیے موجود ہونا چاہیے۔ ورنہ مجھے کوئی پروا نہیں۔ کیونکہ تم میرا نہیں، اپنا ہی وقت برباد کر رہے ہو۔''

یہ وہ موقع تھا، جب لیفٹیننٹ بولشنکوف کے دفتر میں لپکا ہوا آیا تھا۔ بولشنکوف اس وقت زیرسکی کے ایک آدمی کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ زیرسکی کے جلوس میں کاروں کی تعداد کم رکھنا کیوں ضروری ہے۔ بات شرنوبوف سے جلوس کی لمبائی میں مقابلے کی نہیں ہے۔ کیونکہ پولیس کی نفری کم ہے۔

لیفٹیننٹ کی آمد کے بعد وہ انسداد دہشت گردی کے یونٹ کے دفتر کی طرف لپکا۔ نو منٹ بعد فون پھر آیا۔

''بولشنکوف موجود ہے؟'' فون کرنے والے نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''ہاں۔ بات کر رہا ہوں۔''

''جس آدمی کو تمہیں تلاش کرنا ہے، وہ ایک غیر ملکی صحافی کے بھیس میں ہوگا۔ اس کے پاس جنوبی افریقہ کے یک ایسے خبررساں ادارے کا شناختی کارڈ ہوگا، جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ وہ آج صبح ماسکو سے ٹرین کے ذریعے سینٹ پیٹرزبرگ پہنچا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور اکیلا ہی کام کر رہا ہے۔ میں ابھی تین منٹ بعد پھر تمہیں کال کر دوں گا۔''

تین منٹ میں محکمہ پولیس کے تمام افراد فون کے گرد جمع ہو چکے تھے۔

''مجھے یقین ہے کہ تمہارے انسداد دہشت گردی یونٹ کے تمام لوگ میری ہر بات غور سے سن رہے ہیں۔'' کال کرنے والے نے کہا۔ ''میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کرائے کا جو قاتل آج زیرسکی کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا، اس کا قد چھ فٹ ایک انچ ہے۔ اس کی آنکھیں نیلی ہیں۔ بال بھورے ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ حرکت میں آتے ہوئے وہ بھیس بھی بدلے۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اس کا لباس کیا ہوگا۔ لیکن سب کچھ میں ہی کیوں بتاؤں۔ تم لوگوں کو اپنی تنخواہوں کا تو حق ادا کرنا چاہیے۔ لہٰذا خود بھی تو کچھ کرو۔''

اور لائن بے جان ہو گئی۔

گفتگو ریکارڈ کی گئی تھی۔ ان لوگوں نے اسے بار بار سنا۔ پھر چیف بولشنکوف نے اپنی چھٹی سگریٹ بجھاتے ہوئے کہا۔ ''ذرا تیسری کال کا ٹیپ

پھر بجاؤ۔"

تیسری کال کا ٹیپ شروع ہوا تو سب بڑی توجہ سے سننے لگے۔ آخر چیف نے اسے ہی کیوں منتخب کیا۔

"اسٹاپ۔" چیف نے چند سیکنڈ کے بعد کہا۔ "میرا خیال ٹھیک تھا۔ ٹیپ پھر چلاؤ اور گنتی کرو۔"

وہ سب پوچھنا چاہتے تھے کہ کیا گنیں۔ لیکن یہ بے وقوفی ہوتی۔ ٹیپ دوبارہ چلایا گیا تو کم از کم لیفٹیننٹ کی سمجھ میں بات آ گئی۔ بیک گراونڈ سے گھنٹہ بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ "اگر یہ دوپہر کے دو بجے ہیں تو ہمارا مخبر مشرق بعید سے کال کر رہا ہے۔" اس نے کہا۔

چیف مسکرایا۔ "میں تم سے اختلاف کروں گا۔ میرے خیال میں یہ رات کے دو بجے ہیں اور کال امریکا کے مشرقی ساحل سے کی گئی ہے۔"

☆ ☆ ☆

میگی نے ریسیور اٹھایا اور نمبر ملایا۔ تیسری گھنٹی پر دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا۔

"تارہ فٹزجیرالڈ اسپیکنگ۔"

نہ ہیلو، نہ گڈ ایوننگ، نہ فون نمبر کے درست ہونے کی تصدیق۔ یہ لڑکی بالکل اپنے باپ جیسی ہے۔ ٹو دی پوائنٹ بات "ہیلو ہنی، میں موم بول رہی ہوں۔"

"ہائی موم۔ کال پھر بند ہو گئی۔ یہ کوئی اور سنگین گڑبڑ ہے؟"

"ایسی کچھ نہیں ہو ہنی۔ بس میں تمہارے ڈیڈی کو مس کر رہی ہوں۔" میگی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم مصروف تو نہیں ہو؟"

"آپ ایک کو مس کر رہی ہیں۔ میں دو کو مس کر رہی ہوں۔"

"مگر تمہیں یہ تو معلوم ہے نا کہ اسٹوارٹ اس وقت کہاں ہے۔ تم چاہو تو اسے فون بھی کر سکتی ہو۔ مگر میرا مسئلہ گمبھیر ہے۔ مجھے تو یہ معلوم ہی نہیں کہ اس وقت تمہارے ڈیڈی کہاں ہیں؟"

"لیکن موم، یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ڈیڈی گئے ہوئے ہوں تو ان سے رابطہ ناممکن ہے۔ خواتین کو گھر پر پرسکون رہتے ہوئے ان کی واپسی کا انتظار کرنا ہوتا ہے اور بس۔"

"میں جانتی ہوں۔ مگر اس بار مجھے ایک عجیب سی بے چینی ہے۔" میگی نے کہا۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ممی۔ دیکھیں نا، ابھی ڈیڈی کو گئے ایک ہفتہ ہی تو ہوا ہے۔ اور یاد کریں، کتنی بار وہ ایسے واپس آتے رہے ہیں کہ ہمیں ان کی واپسی کی توقع بھی نہیں تھی۔ یہ الگ بات ہے موم کہ ڈیڈی کو کسی حسینہ نے گھیر لیا ہو۔ اس پر تو آپ پریشان ہو سکتی ہیں۔"

میگی ہنسنے لگی۔ لیکن اس کے انداز میں بے دلی تھی۔

"آپ کو کوئی اور بات پریشان کر رہی ہے؟ ہے نا موم۔" تارہ نے اچانک کہا۔ "مجھے بتانا پسند کریں گی؟"

"مجھے کوٹ کے ڈراور میں چھپا ہوا ایک لفافہ ملا ہے، جس پر میرا نام لکھا ہے۔"

"ڈیڈی کتنے رومینٹک آدمی ہیں۔" تارہ نے خوش ہو کر کہا۔ "کیا لکھا ہے اس میں؟"

"معلوم نہیں۔ میں نے اسے کھول کر نہیں دیکھا۔"

"کیوں نہیں کھولا؟"

"کیونکہ لفافے پر لکھا ہے کہ اسے 17 دسمبر سے پہلے ہرگز نہ کھولا جائے۔"

"ہو سکتا ہے، اس میں کرسمس کارڈ ہو۔"

"مجھے ایسا نہیں لگتا۔" میگی نے کہا۔ "ایسا کون شوہر ہو گا جو بیوی کو کرسمس کارڈ براؤن لفافے میں رکھ کر دے اور لفافے ڈراور میں چھپا کر رکھے۔"

''اگر آپ کو اتنی پریشانی ہے تو لفافہ کھول لیں۔ میری جگہ ڈیڈی ہوتے تو وہ بھی یہی کہتے۔''

''نہیں بھئی۔ لفافہ تو اب 17 دسمبر ہی کو کھلے گا۔'' سکی نے حتمی انداز میں کہا۔ ''اگر اس سے پہلے کوزنوت آیا اور اس نے دیکھا کہ لفافہ میں کھول چکی ہوں تو مجھے بہت شرمندگی ہوگی۔''

''آپ کو وہ لفافہ ملا کب؟''

''آج صبح۔ ڈریسر کی اس دراز میں، جسے میں کم ہی کھولتی ہوں۔ جس میں اس کے کھیل والے کپڑے ہوتے ہیں۔''

''ممی، اگر مجھے وہ لفافہ ملا ہوتا اور وہ میرے نام ہوتا تو میں تو فوراً ہی اسے کھول لیتی۔'' تارہ نے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ تم کھول لیتیں۔ لیکن ابھی تو میں اس لفافے کو وہیں رکھ رہی ہوں، جہاں سے وہ ملا تھا۔ کو رآ گیا تو اسے پتا بھی نہیں چلے گا کہ میں نے لفافہ دیکھا تھا۔ باقی چند روز بعد دیکھیں گے۔''

''میں واشنگٹن آ جاؤں؟''

''کیوں؟''

''آپ کو لفافہ کھولنے پر مجبور کرنے کے لیے۔''

''بچکانہ باتیں مت کرو تارہ۔''

''اور آپ بیٹھی یہ سوچ کر پریشان ہوتی رہیں کہ نجانے لفافے میں کیا ہے۔ یہ اور برا اچھا ہے۔''

''میں تمہاری اس بات سے اختلاف نہیں کروں گی۔''

''آپ جوآن کو فون کر کے اس سے مشورہ کیوں نہیں کر لیتیں؟''

''وہ تو میں کر چکی ہوں۔''

''تو جوآن نے کیا کہا؟''

''یہی کہ مجھے لفافہ کھول لینا چاہیے۔''

☆ ☆ ☆

بولشنکوف آپریشن روم میں اپنی ڈیسک پر بیٹھا اپنے منتخب آدمیوں کو دیکھ رہا تھا۔ ان کی تعداد بیس تھی۔ صبح سے وہ نجانے کتنی سگریٹیں پھونک چکا تھا۔ اس نے ایک اور سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا۔ ''فریڈم اسکوائر میں کتنے لوگ ہوں گے، کچھ اندازہ ہے؟''

''اندازہ ہی لگایا جاسکتا ہے چیف۔'' سب سے سینئر باوردی افسر نے کہا۔ ''میرا خیال ہے، ایک لاکھ کا مجمع تو ہوگا۔''

سب سرگوشیوں میں بولنے لگے۔

''خاموش۔'' بولشنکوف نے سخت لہجے میں کہا۔ ''اتنی بڑی تعداد کیوں کیپٹن؟ شرنوپوف کے خطاب میں تو صرف 70 ہزار تھے۔''

''زمسکی کی شخصیت زیادہ پرکشش ہے۔ اور اس کی مقبولیت میں، بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔''

''وہاں کتنی نفری فراہم کر سکو گے؟''

''ہماری پوری نفری وہاں موجود ہوگی چیف۔ میں نے تمام چھٹیاں منسوخ کر دی ہیں۔ مجرم کے بتائے ہوئے حلیے کی میں نے پوری طرح تشہیر کر دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسکوائر تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ پکڑا جائے گا۔ لیکن ہمارے آدمیوں کو اتنے بڑے معاملات کا تجربہ نہیں ہے۔''

''ایک لاکھ آدمیوں کا اجتماع تو میرے لیے بھی نیا تجربہ ہوگا۔'' بولشنکوف نے کہا۔ ''حلیہ ہمارے تمام افسران تک پہنچ چکا ہے نا؟''

''جی ہاں۔ لیکن ممکن ہے کہ قاتل نے بھیس بدلا ہوا ہو۔'' کیپٹن بولا۔ ''ویسے بھی اس حلیے کے درجنوں غیر ملکی اس وقت یہاں موجود ہوں گے۔ اور ہاں، ہمارے افسروں کو وہ مل گیا تو وہ اسے پوچھ گچھ کے لیے پکڑیں گے ضرور۔ مگر اصل معاملے کی نوعیت کا انہیں علم نہیں۔ ہم بلا وجہ کی سنسنی نہیں

پھیلانا چاہتے۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ قاتل ہی خوف زدہ ہو کر چھپ جائے۔ایسا ہوا تو وہ بعد میں کوشش کرے گا۔اچھا سنو کسی اور کے پاس مزید معلومات ہیں؟"

"یس چیف۔" ایک جونیئر پولیس مین نے کہا جو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

چیف نے اپنا سگریٹ بجھایا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"اس الیکشن کی کوریج کے لیے سرکاری طور پر جنوبی افریقہ سے تین صحافی آئے ہوئے ہیں۔ان میں سے ایک اس حلیے پر پورا اترتا ہے۔اس کا نام پیٹ ڈی ویلیئرز ہے۔"

"کمپیوٹر سے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟"

"نہیں سر۔لیکن جوہانس برگ کی پولیس نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا ہے ان کی فائلوں میں اس نام کے تین افراد موجود ہیں۔تینوں چھوٹے موٹے جرائم میں ملوث رہے ہیں۔لیکن اس میں سے کوئی بھی اس حلیے پر پورا نہیں اترتا۔ویسے بھی ان میں سے دو اس وقت لاک اپ میں ہیں۔اور تیسرے کے بارے میں انہیں کچھ علم نہیں۔وہ کچھ کولمبیا کا حوالہ بھی دے رہے تھے۔"

"کولمبیا کا حوالہ؟"

"چند ہفتے پہلے سی آئی اے نے دنیا بھر کی ایجنسیوں کو ایک خفیہ میمو بھیجا تھا۔اس میں بوگوٹا میں صدارتی امیدوار کے قتل کے سلسلے میں تفصیلات تھیں۔ان کا دعویٰ تھا کہ قاتل کے بارے میں ان کی تفتیش جنوبی افریقہ تک پہنچی تھی۔اس کے بعد وہ قاتل کا سراغ کھو بیٹھے۔میں نے سی آئی اے سے رابطہ کیا۔ان کا کہنا ہے کہ قاتل پھر حرکت میں ہے۔حال ہی میں وہ جنیوا جانے والے جہاز میں سوار ہوا ہے۔"

"بس اتنا کافی ہے۔" ہوشنکوف نے کہا۔"صبح زیر مسکی بریفنگ کیا تھا۔یہ ڈی ویلیئرز وہاں تو نہیں دیکھا گیا؟"

"نہیں چیف۔" ایک اور افسر نے جواب دیا۔"پریس کے لوگوں میں تو وہ موجود نہیں تھا۔وہاں 23 صحافی تھے۔ان میں سے دو ایسے تھے، جو اس کے حلیے سے کسی قدر قریب تھے۔ان میں سے ایک تو سی این این کا کلفورڈ سائنڈز تھا۔اور دوسرے کو میں ذاتی طور پر برسوں سے جانتا ہوں۔"

"عمارتوں اور چھتوں کی حفاظتی پوزیشنوں کے متعلق کچھ بتاؤ۔"

"اسکوائر کے اردگرد کی چھتوں کو کور کرنے کے لیے میں نے ایک درجن آدمی تعینات کیے ہیں۔اردگرد کی بیشتر عمارات ایسی ہیں، جن میں پبلک دفاتر ہیں۔میں نے ہر عمارت کے دروازے پر سادہ لباس والے کھڑے کر دیے ہیں۔"

"یہ خیال رکھنا کہ پیشہ ور قاتل کے دھوکے میں کسی اہم غیر ملکی شخصیت کو نہ پکڑ بیٹھو۔اور کسی کو کچھ پوچھنا ہے؟"

"یس چیف۔آپ نے جلسہ ملتوی کرانے کی کوشش نہیں کی؟"

"بہت سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ یہ مناسب اقدام نہیں ہوگا۔اگر کسی عوامی شخصیت کے قتل کی دھمکی ملنے پر ہم یونہی جلسے ملتوی کرنے لگے تو اتنی دھمکیاں ملیں گی کہ سیاسی زندگی معطل ہو کر رہ جائے گی۔اور مجھے تو یہ کال بھی جھوٹی سی لگتی ہے۔اگر اس ڈی ویلیئرز کا واقعی وجود ہے بھی تو میرا خیال ہے، ہمیں چوکنا دیکھ کر وہ اپنا ارادہ ملتوی کر دے گا۔اور کچھ؟"

اس بار کسی نے کچھ نہیں پوچھا۔

"بہر حال کوئی معمولی سی بات بھی ہو تو مجھے باخبر رکھنا۔میں بعد میں یہ نہیں سننا چاہتا کہ چیف مجھے یہ بات اس وقت اہم نہیں لگی تھی۔کسی بات کے اہم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ مجھ پر چھوڑ دینا۔"

☆ ☆ ☆

کوزشیو کرنے کے دوران ٹی وی دیکھتا رہا۔ ہلیری باؤ کرناظرین کو امریکا کی صورت حال سے باخبر کر رہی تھی۔تخفیف اسلحہ کا بل صرف تین

ووٹوں کی اکثریت سے پاس ہو گیا تھا۔ صدر ٹام لارنس نے اسے کامن سینس کی کامیابی قرار دیا تھا۔ جبکہ سیاسی پنڈتوں کا کہنا تھا کہ بل کی سب سے بڑی اور سخت آزمائش اس وقت ہوگی، جب وہ سینیٹ میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا۔

صدر امریکا نے صبح پریس کانفرنس کے دوران اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا: "نہیں میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں۔"

کوزر اس پر مسکرایا۔

"میرا خیال ہے کہ سینیٹرز رائے عامہ کا احترام کریں گے۔ آخر ہم عوام ہی کی تو نمائندگی کرتے ہیں۔"

اسکرین پر صدر امریکا کی جگہ سرخ بالوں والی ایک خوبصورت لڑکی نظر آئی۔ اسے دیکھ کر کوزر کو مسکی یاد آ گئی۔ ایک بار اس نے مسکی سے کہا تھا جس طرح کا میرا کام ہے، اس کے پیش نظر مجھے کسی نیوز ریڈر سے شادی کرنی چاہیے تھی۔ کم از کم میں اسے ٹی وی پر روز دیکھتا۔

"اور اب روس کے صدارتی انتخاب کی صورت حال جاننے کے لیے ہم بات کرتے ہیں کلفورڈ سائمنڈز سے، جو سینٹ پیٹرز برگ میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں"

کوزر شیو کرنا بھول گیا اور اسکرین کو دیکھنے لگا۔

"رائے عامہ کے جائزوں کے مطابق وزیر اعظم شرنوپوف اور کمیونسٹ پارٹی کے ہیڈ رو کنو زر یسکی تقریباً شانہ بہ شانہ چل رہے ہیں۔ زریسکی آج شام سینٹ پیٹرز برگ کے فریڈم اسکوائر میں ایک بڑے انتخابی جلسے سے خطاب کرنے والے ہیں۔ پولیس کا اندازہ ہے کہ اس جلسے میں ایک لاکھ افراد موجود ہوں گے۔ آج صبح زریسکی کو تیسرے صدارتی امیدوار جنرل بورڈین سے ملاقات بھی کرنی ہے۔ توقع کی جا رہی ہے کہ اس ملاقات کے فوراً بعد جنرل بورڈین انتخابی دوڑ سے دست بردار ہو جائیں گے۔ لیکن ابھی یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ شرنوپوف کو سپورٹ کریں گے یا زریسکی کو۔ کلفورڈ سائمنڈز، سینٹ پیٹرز برگ۔"

اب اسکرین پر دوبارہ ہلیری باؤکر کا چہرہ ابھر آیا تھا۔ "اور اب موسم کی خبریں۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

کوزر نے ٹی وی بند کر دیا۔ روس میں بیٹھے ہوئے اسے امریکا کے موسم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ یکسوئی سے شیو کرنے میں معروف ہو گیا۔

یہ فیصلہ تو وہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ اسے زریسکی کی صبح کی پریس کانفرنس میں شرکت نہیں کرنی ہے۔ وہ تو اس دن کی اہم تقریب پر اپنی توجہ مرکوز کیے ہوئے تھا۔ اس کے لیے اس نے فریڈم اسکوائر کے مغرب کی جانب اپنے مطلب کا ایک ریسٹورنٹ ڈھونڈ نکالا تھا۔ اس کے کھانوں کی تو ایسی کوئی شہرت نہیں تھی۔ لیکن اس کی لوکیشن اہم تھی۔ ایک اور اہمیت یہ تھی کہ وہ دوسری منزل پر واقع تھا اور وہاں سے فریڈم اسکوائر کو دیکھا جا سکتا تھا۔ اہم ترین بات یہ تھی کہ ریسٹورنٹ کا ایک عقبی دروازہ بھی تھا۔ چنانچہ اس کے لیے ضرورت پڑنے سے پہلے اسکوائر میں داخل ہونا بھی ضروری نہیں تھا۔ وہ جب چاہتا، داخل ہو جاتا۔

اپنے ہوٹل سے نکلتے ہی اس نے قریب ترین پبلک فون سے ریسٹورنٹ فون کیا اور اپنے لیے کارنر کی ایک ٹیبل بک کرالی۔ پھر وہ کرائے کی کار کی تلاش میں نکلا۔ کرائے کی کار ملنا ماسکو میں بھی آسان نہیں تھا۔ جبکہ یہ تو سینٹ پیٹرز برگ تھا۔ چالیس منٹ بعد وہ کرائے کی کار ڈرائیو کرتا ہوا شہر کے وسطی علاقے میں آیا۔ کار کو اس نے فریڈم اسکوائر سے چند سو گز کے فاصلے پر ایک انڈر گراؤنڈ کار پارک میں کھڑا کر دیا۔ اس نے سوچا تھا کہ تقریر کے بعد ماسکو واپس وہ اس کار میں جائے گا۔ اس میں اسے بغیر کسی دشواری کے یہ پتا چل جاتا کہ اس کا تعاقب کون کون کر رہا ہے۔

وہ ٹہلتا ہوا ایک ہوٹل میں داخل ہوا۔ وہاں اس نے ہیڈ پورٹر کو بیس ڈالر کا نوٹ تھماتے ہوئے وضاحت کی کہ اسے محض گھنٹے، ڈیڑھ گھنٹے کے لیے ایک کمرہ چاہیے۔ تاکہ وہ نہا کر کپڑے بدل لے۔

بارہ بجنے میں دس منٹ پر وہ لفٹ کے ذریعے نیچے آیا تو وہ ہیڈ پورٹر بھی اسے نہیں پہچان پایا۔ اس بار کوزر نے اپنا بیگ اسے تھما دیا۔ "یہ میں چار بجے آ کر لے جاؤں گا۔" اس نے ہیڈ پورٹر سے کہا۔

پورٹر نے بیگ کاؤنٹر کے نیچے رکھ دیا۔ بیگ وہاں رکھتے ہوئے اس کی نظر اس بریف کیس پر پڑی جو پہلے ہی سے وہاں رکھا ہوا تھا۔ بیگ اور

بریف کیس، دونوں پر ایک ہی نام کا ٹیگ تھا۔ اس لیے اس نے دونوں کو ایک ساتھ رکھ دیا۔

کونر آہستہ روی سے فریڈم اسکوائر کی طرف چل دیا۔ سائیڈ اسٹریٹ میں اسے دو پولیس والے نظر آئے۔ جو بھورے بالوں والے ایک دراز قد غیر ملکی سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ وہ ان کے پاس سے گزرا، مگر انھوں نے اسے ایک سرسری نگاہ کے بعد نظر انداز کر دیا۔

کونر لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچا اور ریسٹورنٹ میں داخل ہوا۔ اس نے ہیڈ ویٹر کو اپنا نام بتایا۔ ہیڈ ویٹر اسے کارنر کی اس ٹیبل تک لے گیا۔ وہ وہاں بیٹھ گیا۔ میز بہت مناسب جگہ پر تھی۔ وہاں وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے بیشتر لوگوں کی نظروں سے محفوظ تھا اور نیچے اسکوائر کا منظر بھی واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔

ویٹر اس کے پاس مینو لے کر آیا۔ مینو دیکھتے ہوئے اس نے نیچے اسکوائر کا جائزہ لیا اور یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اسکوائر ابھی سے بھرنا شروع ہو گیا۔ جبکہ زیرسکی کے خطاب میں ابھی کم از کم دو گھنٹے کا وقت تھا۔ نیچے ہجوم میں اسے سادہ لباس پولیس والے بھی نظر آئے۔ دو تین پولیس والے مجسمے کے ارد گرد کی جگہوں کو چیک کر رہے تھے۔

کونر کی سمجھ میں نہیں آیا۔ پولیس والوں کا انداز ایسا تھا، جیسے انھیں کسی خاص چیز یا کسی خاص فرد کی تلاش ہو۔ وہ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انھیں کس چیز کی تلاش ہے۔ یا تو چیف آف پولیس بہت زیادہ محتاط تھا۔ یا پھر شاید انھیں اطلاع ملی ہو گی کہ زیرسکی کے خطاب کے دوران کسی نوع کا کوئی مظاہرہ کیا جانے والا ہے۔

ہیڈ ویٹر اس کی میز پر واپس آیا۔ ''اپنا آرڈر نوٹ کرا دیجیے جناب۔'' اس نے کہا۔ ''پولیس نے حکم دیا ہے کہ دو بجے سے پہلے ریسٹورنٹ بند کرنا ہے۔''

''تم میرے لیے اسٹیک لے آؤ۔''

☆ ☆ ☆

''آپ کے خیال میں اس وقت وہ کہاں ہو گا؟'' سرگئی نے پوچھا۔

''ہو گا تو یہیں کہیں۔ لیکن اس کے بارے میں اپنی معلومات کی روشنی میں میرا دعویٰ ہے کہ اس مجمعے میں اسے ڈھونڈنا آسان نہیں ہو گا۔'' کرس جیکسن نے جواب دیا۔ ''اسے ڈھونڈنا ایسا ہی ہے جیسے بھوسے کے ڈھیر میں سوئی تلاش کرنا۔''

''بھوسے کے ڈھیر میں سوئی تو کوئی بے وقوف ہی پھینک سکتا ہے۔''

''تم زیادہ عقل مند نہ بنو۔ میں تمھیں ان تبصروں کی اجرت نہیں دیتا ہوں۔'' جیکسن نے چڑ کر کہا۔ ''اپنے کام پر توجہ دو۔ اگر تم اسے ڈھونڈ پاؤ گے تو تمھیں دس ڈالر کا بونس ملے گا۔ یہ دھیان رکھنا کہ وہ بھیس بدلے ہوئے ہو گا۔''

یہ سنتے ہی سرگئی کے انداز میں دلچسپی بڑھ گئی۔ اس کی نگاہیں مجمعے کو ٹٹولنے لگیں۔ ''ذرا اس آدمی کو دیکھو... وہ جس سے پولیس والا بات کر رہا ہے۔'' اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں، دیکھ رہا ہوں۔''

''وہ والا ڈی میر بولشکوف ہے یہاں کا چیف آف پولیس۔ یہ بہت معقول آدمی ہے۔ حالانکہ یہ سینٹ پیٹرز برگ کا دوسرا سب سے طاقت ور آدمی ہے۔''

''اور یہاں کا سب سے طاقت ور آدمی کون ہے؟ شہر کا میئر؟''

''نہیں۔ اس کا بھائی جوزف۔ وہ شہر کی مافیا کا بڑا باس ہے۔''

''تو یہ تو دونوں بھائی متصادم ہوئے ایک دوسرے سے۔ دونوں کے مفادات ہی متصادم ہیں۔ ایک قانون شکن اور دوسرا قانون کا رکھوالا۔''

''ایسی بات نہیں۔ سینٹ پیٹرز برگ میں پولیس صرف انہی لوگوں کو گرفتار کرتی ہے۔ جن کا تعلق مافیا سے نہیں ہوتا۔'' سرگئی نے کہا۔

''تمھیں یہ معلومات کہاں سے ملتی ہیں؟''

''میری ماں ان دونوں کی عارضی بیوی ہے۔''

جیکسن کو ہنسی آ گئی۔ وہ دونوں چیف آف پولیس کو دیکھتے رہے جو ایک باوردی پولیس مین سے بات کر رہا تھا۔ جیکسن کو افسوس تھا کہ وہ ان کی گفتگو نہیں سن سکتا۔ یہ واشنگٹن ہوتا تو سی آئی اے نے ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ ریکارڈ کر لیا ہوتا۔

☆ ☆ ☆

''آپ مجسمے کے پاس کھڑے ان آدمیوں کو دیکھ رہے ہیں؟'' باوردی پولیس افسر بولشکوف سے کہہ رہا تھا۔

''ہاں۔ کیا خاص بات ہے ان میں؟''

''شاید آپ سوچ رہے ہوں کہ میں نے انھیں گرفتار کیوں نہیں کیا۔ تو بات یہ ہے سر کہ وہ میرے آدمی ہیں۔ یہاں سے وہ پورے مجمعے کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب ذرا پیچھے دیکھیں چیف۔ وہ ہاٹ ڈاگ بیچنے والا، کیاریوں کے پاس کھڑے وہ دونوں آدمی اور ان سے آگے وہ چار اخبار فروش یہ سب بھی اپنے ہی آدمی ہیں۔ اور اسکوائر سے ایک بلاک پیچھے بارہ بسیں کھڑی ہیں جو باوردی پولیس والوں سے کھچا کھچ بھری ہیں۔ انھیں میں ایک منٹ کے نوٹس پر یہاں طلب کر سکتا ہوں۔ اگلے ایک گھنٹے میں یہاں سو کے لگ بھگ سادہ لباس والے ہوں گے جو اسکوائر میں آ اور جا رہے ہوں گے۔ ہم نے ہر جگہ کو کور کر رکھا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ہر آدمی کے ساتھ میرے آدمی ہیں۔''

''جس کی ہمیں تلاش ہے، اگر وہ اتنا ہی تیز اور اہل ہے جتنا میں سمجھ رہا ہوں تو وہ کسی ایسی جگہ موجود ہوگا، جہاں تمھارے آدمی نہیں ہوں گے۔''

☆ ☆ ☆

کوزنے کافی منگوا لی تھی اور اب اسکوائر کی سرگرمیوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ زیرسکی کی آمد میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ لیکن اسکوائر پوری طرح بھر چکا تھا۔ وہاں صرف زیرسکی کے چاہنے والے ہی نہیں تھے۔ بہت سے لوگ تو صرف تجسس میں ہی چلے آئے تھے۔

کوز ہاٹ ڈاگ بیچنے والے کو دیکھ کر بے حد محظوظ ہو رہا تھا۔ وہ بے چارہ یہ حقیقت چھپانے کے لیے ضرورت سے زیادہ کوشش کر رہا تھا کہ درحقیقت اسی بھیس میں وہ پولیس کا آدمی ہے۔ اس وقت بھی ایک گاہک اس سے لڑ رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ وہ کیچپ ڈالنا بھول گیا تھا۔

کوز اسکوائر کے دور افتادہ گوشے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پریس والوں کے لیے جو اسٹینڈ بنایا گیا تھا، اب صرف وہی خالی نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس اسٹینڈ کے آس پاس سادہ سادہ لباس والوں کی سرگرمی کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ غیرمتعلقہ افراد کو پریس انکلوژر میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے اتنی بڑی تعداد کی ضرورت ہرگز نہیں ہوتی۔ کوز کو احساس ہو رہا تھا کہ درپردہ کوئی ایسی بات ہے، جسے وہ سمجھ نہیں پا رہا ہے۔

ویٹر گرما گرم کافی کی پیالی رکھ کر گیا تو اس کا دھیان اسکوائر کی طرف سے ہٹ گیا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ اب زیرسکی اور جنرل بورڈین کی ملاقات اختتام کو پہنچ رہی ہوگی۔ اس ملاقات کا جو نتیجہ نکلے گا، وہ شام تک پوری دنیا کے نیٹ ورکس کی خبروں میں چھایا ہوا ہوگا۔ اس نے سوچا، شاید وہ ابھی زیرسکی کو دیکھ کر، اس کی باڈی لینگویج کے ذریعے سمجھ پائے کہ اس ملاقات میں دونوں لیڈروں کے درمیان کوئی معاہدہ ہو سکا ہے یا نہیں۔

اس نے بل منگوایا اور بل کے انتظار کے دوران اسکوائر کے منظر کو الوداعی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس اسکوائر کو کوئی بھی پروفیشنل ٹارگٹ ایریے کی حیثیت سے قبول نہیں کر سکتا تھا۔ وہاں انتخابی امیدوار کو نشانہ بنانے کی صورت میں جو ممکنہ گھمبیر مسائل پیش آ سکتے تھے، وہ انھیں پہلے ہی سمجھ چکا تھا۔ چیف آف پولیس نے جس احتیاط پسندی سے کام لیا تھا، وہ صاف نظر آ رہا تھا۔ تاہم کوز کا مقصد یہاں زیرسکی کو نشانہ بنانا تھا بھی نہیں۔ البتہ اپنا کام وہ آسانی سے کر سکتا تھا۔ مجمع اتنا بڑا تھا کہ یہاں وہ بہت قریب سے زیرسکی کے اسٹائل اور اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ کر ذہن نشین کر سکتا تھا۔

اس لیے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہاں وہ پولیس والوں کے ساتھ نہیں بیٹھے گا۔

اس نے بل ادا کیا اور بوتھ میں بیٹھی لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لڑکی کو ٹکٹ دیا۔ لڑکی نے اسے اس کا ہیٹ اور کوٹ لا کر دیا۔ کوزنے لڑکی کو پانچ روبل کا نوٹ دیا۔ اس نے کہیں پڑھا تھا کہ بڑی عمر کے لوگ بھی بھاری ٹپ نہیں دیتے۔

پہلی منزل پر ایک آفس سے ورکرز کا ایک بڑا گروپ نکلا تھا۔ وہ ان میں شامل ہو گیا۔ انھیں یقیناً خطاب کی وجہ سے جلدی چھٹی دی گئی تھی۔ اسکوائر کے قریب کے دفاتر میں انتظامیہ شاید یہ بات پہلے ہی سمجھ چکی تھی کہ اس روز دو بجے کے بعد کام نہیں ہو سکتا۔ اس سے بہتر ہے کہ خود ہی چھٹی دے کر ورکرز اور ولکرز زیر مسکی پر دُہرا احسان کر دیا جائے۔

دو سادہ لباس پولیس میں گیٹ سے چند گز دور کھڑے آنے والے ورکرز کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ سردی اس وقت بہت زیادہ تھی۔ کوز ہجوم کے ریلے میں گویا بہہ رہا تھا۔

اس ہجوم میں کوز راستہ بناتے ہوئے پوڈیم کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے احساس تھا کہ اسکوائر پوری طرح بھر چکا ہے۔ حاضرین کی تعداد ستر ہزار سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ جسم چھید دینے والی سرد ہوا کے باوجود لوگ اپنے لیڈر کی تقریر سننے کے لیے آئے تھے۔

کوزنے پریس انکلوژر کا جائزہ لیا۔ اس کی حد بندی رسیوں کی مدد سے کی گئی تھی۔ انکلوژر میں اب خاصی سرگرمی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے مچل کراس کی مخصوص جگہ پر موجود دیکھا تو مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ جس جگہ خود اسے بیٹھنا تھا، مچل اس جگہ سے بہ مشکل دس فٹ کے فاصلے پر تھا۔ نہیں میرے دوست... آج میں تمھیں وہاں نہیں ملوں گا۔ وہ بڑبڑایا۔

تاہم اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ مچل نے پچھلے تجربات سے کچھ سیکھا ضرور تھا۔ آج وہ گرم اوور کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ وراس کے سر پر بھی ایک معقول حد تک گرم ہیٹ موجود تھا۔

☆ ☆ ☆

''یہ جیب کتروں کے لیے ایک مبارک دن ہے۔'' سرگئی نے تبصرہ کیا۔ اس کی نگاہیں مجمعے کو ٹٹول رہی تھیں۔

''اتنی بڑی تعداد میں پولیس والوں کی موجودگی کے باوجود!'' جیکسن نے کہا۔

''پولیس والوں کی جہاں ضرورت نہیں ہوتی، وہ وہیں موجود ہوتے ہیں۔'' سرگئی نے عالمانہ شان سے کہا۔ ''اس وقت تک جیب کٹنے کے ایک درجن کیس تو میں دیکھ چکا ہوں۔ مگر پولیس والوں کو اس میں دلچسپی نہیں ہے۔''

''ٹھیک کہتے ہو۔ ان کی توجہ دوسرے معاملات پر ہے۔ یہ لگ بھگ ایک لاکھ کا مجمع ہے۔ اور اب زیر مسکی آنے ہی والا ہے۔''

سرگئی کی نظریں چیف آف پولیس پر جم گئیں۔

''کہاں ہے وہ؟'' چیف بولشکوف نے سارجنٹ سے پوچھا۔ سارجنٹ کے ہاتھ میں واکی ٹاکی تھا۔

''وہ اٹھارہ منٹ پہلے بورڈین سے ملاقات ختم کر کے نکلا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق سات منٹ کے اندر وہ یہاں ہوگا۔'' سارجنٹ نے کہا۔

''یعنی سات منٹ بعد ہمارے بے مسائل کا آغاز ہوگا۔'' بولشکوف نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کا کیا خیال ہے سر، اس پر قاتلانہ حملہ کار میں بھی تو ہو سکتا ہے۔''

''یہ ممکن نہیں۔ ہمارا واسطہ ایک پروفیشنل سے ہے۔'' چیف نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''پروفیشنل لوگوں کو متحرک ہدف اچھا نہیں لگتا۔ اور متحرک ہدف بھی وہ جو بلٹ پروف کار میں بیٹھا ہو۔ اور یہاں تو اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کاروں کے اس جلوس میں زیر مسکی کی کار ہے کون سی۔ ویسے بھی میری چھٹی حس بتاتی ہے کہ ہمارا مطلوبہ آدمی اس وقت اسکوائر میں لوگوں کے درمیان موجود ہے۔ میں اس کی موجودگی صاف محسوس کر رہا ہوں۔ یہ مت بھولو کہ آخری بار اس نے جو کام دکھایا تھا، وہ بھی خطاب کے دوران دکھایا تھا۔ کولمبیا میں۔''

کوز دھیرے دھیرے پلیٹ فارم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ساتھ ہی وہ ہجوم کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ اسے وہاں کئی سادہ لباس پولیس مین نظر

آئے۔ اس نے سوچا، زیرمسکی کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ یہ تو اس کے جلسے کے شرکا کی تعداد میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ سے تو صرف اس میں دلچسپی ہے کہ اس کا جلسہ شرنوپوف سے زیادہ کامیاب ثابت ہو۔

کوزنے اردگرد کی عمارتوں کی چھتوں کا جائزہ لیا۔ ہر چھت پر پولیس کے ماہر نشانہ باز موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دوربینیں تھیں اور وہ اسکوائر میں موجود لوگوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ اس کے علاوہ تین چار سو باوردی پولیس والوں نے اسکوائر کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔

گردوپیش کی عمارتوں کی کھلی کھڑکیوں میں دفتروں میں کام کرنے والے کھڑے ہوئے تھے۔ اوپر سے وہ سب لوگ سب کچھ بالکل صاف دیکھ سکتے تھے۔ کوزنے پھر پریس انکلوژر کو دیکھا۔ وہ اب بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ پولیس والے صحافیوں کے کاغذات چیک کر رہے تھے۔ کچھ سے ان کے ہیٹ اتروا لیے گئے تھے۔ کوز انھیں غور سے دیکھتا رہا۔ جن صحافیوں کی جامہ تلاشی لی گئی تھی، ان میں دو باتیں مشترک تھیں۔ وہ سب مرد تھے اور دراز قامت تھے۔

کوزرک گیا۔ اچانک اسے اپنے چند قدم پیچھے گِل کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ وہ گِل ہی تھا۔ اور اس کا مطلب تھا کہ گِل نے اسے پہچان لیا تھا۔ مگر کیسے؟ اس بات نے اسے فکر مند کر دیا۔

اچانک بالکل ہی اچانک عقب کی جانب سے شور سنائی دیا ایسا شور جو کسی اسٹار سنگر کے اسٹیج پر آنے کے دوران سنائی دیتا ہے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ زیرمسکی کا کاروں کا جلوس اسکوائر کے شمال مغربی کارنر تک آ پہنچا تھا۔ لوگ پرجوش انداز میں تالیاں بجا کر زیرمسکی کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ اگرچہ وہ زیرمسکی کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ گاڑیوں کے شیشے گہرے رنگوں کے تھے۔

گاڑیوں کے دروازے کھلے۔ لوگ نکلے۔ لیکن زیرمسکی کو دیکھنا اب بھی ممکن نہیں تھا۔ وہ قدآور اور بھاری بھرکم باڈی گارڈز میں گھرا ہوا تھا۔

چند لمحے بعد سیڑھیاں چڑھتے ہوئے لوگوں نے اسے دیکھا۔ اور جب وہ اسٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا تو تالیوں کا شور اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اسٹیج کے وسط میں پہنچ کر وہ رکا۔ پہلے اس نے ایک جانب مڑتے ہوئے شکریے کے طور پر سر خم کیا اور پھر دوسری جانب۔

کوز اس کے قدم گن رہا تھا۔ اب وہ بتا سکتا تھا کہ ایک بار سر خم کرنے کے بعد زیرمسکی کتنے قدم آگے بڑھے گا دوبارہ سر خم کرنے کے لیے؟ لوگ اسے دیکھنے کے لیے اچھل رہے تھے۔ لیکن کوز زیرمسکی کو دیکھنے کے بجائے پولیس کا جائزہ لے رہا تھا۔ پولیس والوں کی توجہ اسٹیج پر نہیں تھی۔ وہ کچھ اور ہی تلاش کر رہے تھے۔ جیسے انھیں کسی خاص چیز یا کسی خاص شخص کی تلاش ہو۔ ایک خیال سا کوز کے دماغ میں لہرایا۔ لیکن اس نے فوراً ہی اسے جھٹک دیا۔ نہیں یہ ممکن نہیں۔ یہ میری حد سے بڑھی ہوئی احتیاط پسندی کا کرشمہ ہے۔ اس نے سوچا۔ ایک بہت ایک پرانے اور تجربہ کار ایجنٹ نے بتایا تھا کہ آخری مہم پر آدمی کا خاص طور پر یہی حال ہوتا ہے۔

لیکن اس پیشے کا ایک مسلمہ اصول ہے۔ اگر آپ شک و شبے میں مبتلا ہو گئے ہیں تو فوراً ہی خود کو خطرناک حدود سے باہر لے آئیں۔ اس نے دھر اُدھر دیکھا کہ اسے کسی گیٹ سے باہر جانا چاہیے۔ مجمع اب خاموش تھا اور زیرمسکی کے خطاب کا منتظر تھا۔

کوزنے شمالی گیٹ کا رخ کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی وقت مجمع پھر تالیاں بجانے لگا۔ واپسی کے لیے یہ مناسب وقت تھا۔ کوئی اس کی طرف توجہ بھی نہ دیتا کہ وہ واپس جا رہا ہے۔ اس نے اضطراری طور پر سر گھمایا یہ دیکھنے کے لیے کہ گِل کیا کر رہا ہے۔ گِل اب بھی چند قدم پیچھے اس کی داہنی جانب کھڑا تھا۔ لیکن پچھلی بار کے مقابلے میں اس وقت وہ اس کے زیادہ قریب تھا۔

زیرمسکی نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور مائیک کی طرف بڑھا۔ یہ لوگوں کے لیے اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ خطاب شروع کرنے والا ہے۔

اسی لمحے سرگئی نے کہا۔ ”مجھے سوئی مل گئی۔“

”کہاں؟“ کرس جیکسن کے لہجے میں بے تابی تھی۔

”وہ اسٹیج سے کوئی بیس قدم دور۔ اس کے بالوں کا رنگ مختلف ہے اور وہ بوڑھے لوگوں کی طرح چل رہا ہے۔ دس ڈالر میرے ہوئے۔ ٹھیک ہے نا؟“

"تم نے اتنی دور سے اسے پہچانا کیسے؟"

"اس وقت وہ واحد آدمی ہے جو سکوائر سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

جیکسن نے دس ڈالر کا نوٹ سرگئی کی طرف بڑھایا۔ زیرسکی اب مائیکروفون کے سامنے کھڑا تھا۔ جس بوڑھے شخص نے ماسکو کے کونشن میں اس کا تعارف کرایا تھا۔ وہ اس وقت اسٹیج کے عقبی حصے میں کھڑا تھا۔ اس بار زیرسکی اسے دوسرا موقع دینے کی غلطی کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"کامریڈز۔" زیرسکی نے بھاری آواز میں خطاب کا آغاز کیا۔ "یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس وقت میں آپ کے صدارتی امیدوار کی حیثیت سے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ میرا یہ احساس اور توانا ہوتا جا رہا ہے "

کونر حاضرین کو نگاہوں سے ٹٹولتا ہوا بڑھ رہا تھا۔ اسے احساس تھا کہ مچل اس کے اور قریب آ گیا ہے۔

"کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ آمریت کا پرانا دور لوٹ آئے۔ لیکن عوام کی بھاری اور بے حد واضح اکثریت "زیرسکی کہہ رہا تھا۔

الفاظ کی معمولی سی تبدیلی۔ کونر نے دل میں سوچا۔ مچل اس کے ایک قدم اور قریب آ گیا تھا۔

" لوگ دولت کی منصفانہ تقسیم چاہتے ہیں۔ اس دولت کی جو ان کی محنت اور ہنر کی بدولت جمع ہوتی ہے۔"

لوگ دیوانہ وار تالیاں بجا رہے تھے۔ کونر تیزی سے چند قدم دائیں جانب چلا۔ تالیوں کی گونج تھمی تو وہ ٹھٹھک گیا۔ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا ہو گیا تھا۔

"وہ بچ دا آدمی تمھارے دوست کا پیچھا کیوں کر رہا ہے؟" سرگئی نے کہا۔

"اس لیے کہ وہ اناڑی اور نادان ہے۔" کرس جیکسن نے جواب دیا۔

"مجھے تو وہ پروفیشنل لگتا ہے۔" سرگئی نے کہا۔ "اور مجھے لگتا ہے کہ وہ سب کچھ سوچ سمجھ کر کر رہا ہے۔"

"مائی گاڈ۔ تم تو میرا اعتماد ختم کر دو گے۔" کرس جیکسن نے کراہتے ہوئے کہا۔ "کیا میں اپنا پروفیشنل ٹچ کھو رہا ہوں۔"

"دیکھو نا۔ وہ اس کے پاس گھسا جا رہا ہے۔"

"آپ سینٹ پیٹرز برگ کی سڑکوں کا جائزہ لیں کامریڈز۔" زیرسکی کا خطاب جاری تھا۔ "جی ہاں وہاں آپ کو جی ایم ڈبلیو، مرسڈیز اور جگوار گاڑیاں نظر آئیں گی۔ لیکن انھیں چلانے والے کون ہیں۔ مراعات یافتہ طبقے کے لوگ۔ "

لوگوں کی تالیوں کے دوران کونر شمالی گیٹ کی طرف مزید چند قدم بڑھ گیا تھا۔

"میں اپنے ملک میں اس دن کا خواب دیکھتا ہوں دوستو، جب یہاں لیموزین کے مقابلے میں عام کاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گی۔ "

کونر نے پلٹ کر دیکھا۔ مچل اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ ان کا درمیانی فاصلہ اور کم ہو گیا تھا۔ یہ کیا چکر ہے؟ اس نے دل میں سوچا۔ یہ اناڑی ایجنٹ میرے ساتھ کیا کھیل کھیل رہا ہے؟

" جہاں سوئمنگ اکیڈمیز کم ہوں گے اور اسپتال زیادہ....."

مچھے تالیوں کے اگلے شور کے دوران اسے جھٹکنا ہوگا۔ کونر کی توجہ اب زیرسکی کے الفاظ پر تھی۔ تالیوں کے دوران اسے بڑھنا تھا۔

"میرا خیال ہے، میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔" سادہ لباس والے نے کہا جو دوربین سے ہجوم کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کہاں؟ کہاں؟" بولشنکوف نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔ اس نے جلدی سے دوربین آنکھوں سے لگائی۔

"پچاس گز پیچھے پوائنٹ فلفٹین پر جو ایک شخص ایک عورت کے سامنے بالکل ساکت کھڑا ہے۔ گلے میں سرخ اسکارف ہے۔ وہ جیسا لگ رہا ہے، ویسا ہے نہیں۔ تالیاں جب بھی رکتی ہیں تو وہ اس رفتار سے چلتا ہے، جو اس کی عمر کے لحاظ سے حیرت انگیز حد تک تیز ہے۔"

بولشنکوف دوربین کو ایڈجسٹ کر رہا تھا۔ "اسے پکڑو" اس نے جلدی سے کہا۔ دوربین سے دیکھنے کے بعد اس نے اضافہ کیا۔ "ہاں یہ وہ

ہوسکتا ہے۔ چوائنٹ فورٹین کے دونوں آدمیوں سے کہو کہ اسے گرفتار کرلیں۔ اور پوائنٹ سکسٹین والوں کو کہو کہ وہ انھیں کور کریں۔ اس معاملے کو تیزی سے نمٹا دو۔"

پولیس والا کچھ پریشاں نظر آ رہا تھا۔

"کوئی گڑبڑ ہوئی تو اس کی ذمے داری میں قبول کروں گا۔" بولشکوف نے کہا۔

"یہی یاد رکھنا چاہیے کہ روس کو اس کی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ بھی حاصل ہوسکتی ہے۔" زیرسکی کی تقریر جاری تھی۔

مچل اب کوزر سے صرف ایک قدم دور تھا۔ کوزر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ زیرسکی کی تقریر اب اس مرحلے میں تھی، جب وہ لوگوں کو بتا رہا تھا کہ صدر بننے کے بعد وہ کیا کچھ کرے گا۔ بددیانت کاروباری لوگوں کی رشوتوں پر چلنے والے بینک اکاؤنٹ منجمد کردیے جائیں گے۔ یہ وہ وعدہ تھا، جس پر سب سے زیادہ تالیاں بجتی تھیں۔ اب جو تالیاں بجیں گی تو وہ دیر تک بجیں گی اور اسے نکلنے کا موقع مل جائے گا۔ دراصل اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ مچل کے خلاف رپورٹ کرے گا اور سزا کے طور پر اسے کسی دوردراز علاقے میں دفتری جاب پر لگوا دے گا۔

"میں نے اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں آپ کی خدمت میں صرف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں عہد کرتا ہوں کہ بے ایمان کاروباری لوگوں سے رشوت لے کر سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے کے بجائے صرف صدارتی تنخواہ میں گزارہ کروں گا۔" زیرسکی کہہ رہا تھا۔

تالیوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی کوزر پھر دائیں جانب متحرک ہوگیا۔ اس نے تین قدم کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ پیچھے پولیس والے نے اس کا بایاں ہاتھ جکڑ لیا۔ ایک لمحے بعد دوسرے پولیس والے نے دائیں جانب سے اسے چھاپ لیا۔ انھوں نے اسے زمین پر گرا دیا۔ تاہم کوزر نے کوئی مدافعت نہیں کی۔ یہ اس کی تربیت کا ضابطہ نمبر ایک تھا۔ جب تمھارے ہاتھ صاف ہوں تو گرفتاری کے دوران کوئی مزاحمت نہ کرو۔

انھوں نے اس کے ہاتھ اس کی پشت پر لے جا کر ہتھکڑی ڈال دی۔ ان کے گرد چھوٹا سا مجمع لگ گیا تھا۔ وہ تماشائی زیرسکی کی تقریر سے زیادہ اب اس تماشے میں دلچسپی لے رہے تھے۔ مچل ایک قدم پیچھے ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

"یہ کون ہے؟" کسی نے کوزر کے بارے میں پوچھا۔

"مافیا کا قاتل۔" مچل نے اپنے برابر کھڑے شخص کے کان میں کہا۔ پھر وہ یہی الفاظ زیرلب دہراتا پریس انکلوژر کی طرف چل دیا۔

"میں اس ملک کے محب وطن لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر میں صدر منتخب ہوگیا تو اس بات کی طرف سے بے فکر ہوجائیں "

"تمھیں گرفتار کیا جا رہا ہے۔" تیسرے آدمی نے کوزر سے کہا۔ کوزر اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کا چہرہ زمین کی طرف تھا۔

"لے جاؤ اسے۔" چند لمحے بعد اسی تحکمانہ آواز نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی کوزر کو ڈنڈا ڈولی کرکے لے جایا جانے لگا۔

زیرسکی کو مجمع میں انتشار دیکھ کر اندازہ ہوگیا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ لیکن ایک بڑے لیڈر کے شایان شان نہیں تھا کہ وہ اسے اہمیت دے۔

"اگر شرلوپوف صدر منتخب ہوگیا تو یقین رکھیں کہ امریکا روس کی رائے پر میکسیکو کی رائے کو فوقیت دے گا۔ یہ وقعت ہوگی ہماری۔" وہ کہتا رہا۔ اس کی آواز میں خفیف سی بھی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔

کوزر کو لے جایا جا رہا تھا۔ وہاں جمع لوگوں نے جھٹ کر راستہ بنایا۔ کرس جیکسن کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی کوزر پر سے نہیں ہٹی تھیں۔

"دوستو اب الیکشن میں صرف چھ دن رہ گئے ہیں۔ فیصلہ آپ لوگوں کو کرنا ہے "

مچل اب ہنگامے سے دور پریس انکلوژر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"آپ یہ کام میری خاطر نہ کریں۔ کمیونسٹ پارٹی کی خاطر بھی نہ کریں۔ آپ یہ کام اپنی آنے والی نسلوں کی خاطر کریں۔ "

پولیس کار چار موٹر سائیکلوں کے گھیرے میں اسکوائر سے باہر جا رہی تھی۔

" تاکہ ہماری آنے والی نسل روئے زمین پر عظیم ترین قوم کہلائے۔ میں آپ سے صرف ایک اعزاز مانگتا ہوں اس عظیم قوم کی رہنمائی کا اعزاز" زیرسکی چند لمحے خاموش رہا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسکوائر میں موجود ہر شخص صرف اور صرف اس کی طرف متوجہ ہو۔ پھر اس نے نرم لہجے میں

اپنی تقریر کا اختتام کیا۔ "اس خدمت کے لیے میں بے حد عاجزی کے ساتھ خود کو پیش کرتا ہوں۔"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے اسکوائر ایک لاکھ افراد کی تالیوں سے ہل کر رہ گیا۔ پولیس کار کے سائرن کی آواز اس شور میں دب کر رہ گئی۔

کرس جینکس نے پریس انکلوژر کی طرف دیکھا۔ وہاں موجود صحافی زیریسکی سے زیادہ اسکوائر سے باہر جانے والی پولیس کار میں دلچسپی لے رہے تھے۔

"مافیا کا قاتل۔" ترکی کا ایک صحافی اپنے ساتھ کھڑے صحافی کو بتا رہا تھا۔ یہ بات اس نے صحافیوں کے مجمعے میں کھڑے ایک ایسے شخص سے سنی تھی، جسے اس نے دیکھا نہیں تھا۔ مگر اس نے اس شخص کو "باخبر ذرائع" ڈکلیئر کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ورنہ خبر کیسے بنتی۔

مچل نے دیکھا۔ ٹی وی کی نمائندگی کرنے والے کئی کیمرہ مین جاتی ہوئی پولیس کار کو ریکارڈ کر رہے تھے۔ پھر اس کی نظریں اس شخص پر جم گئیں، جس سے بات کرنا اس وقت اس کے لیے بہت ضروری تھا۔

وہ متحمل مزاجی سے اس طرح رخ کیے اس بات کا منتظر رہا کہ کلفورڈ سائمنڈز کی نظر اس پر پڑے۔ اور جب کلفورڈ کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔

سی این این کا رپورٹر مچل اناشی کی طرف چلا آیا۔ لوگ زیریسکی کے لیے تالیاں بجا رہے تھے۔

زیریسکی سٹیج پر کھڑا تھا۔ جب تک وہ ڈول رہی تھی، وہ ہٹنے والا نہیں تھا۔

کلفورڈ سائمنڈز مچل کی بات بڑے غور سے سن رہا تھا۔ ابھی بارہ منٹ بعد وہ آن ایئر جانے والا تھا۔ مچل کی بات سننے کے دوران اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ کشادہ تر ہوتی جا رہی تھی۔

"آپ کو پورا یقین ہے؟" اس نے مچل سے پوچھا۔

"کبھی پہلے تمہیں کوئی کچی خبر دی ہے میں نے؟" مچل نے برا ماننے والے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا؟" کلفورڈ کے لہجے میں معذرت تھی۔

"لیکن یہ اطلاع ایجنسی سے دور ہی رکھنا۔ ایجنسی کا نام نہ آئے۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں کیا کہوں کہ اطلاع مجھے کس ذریعے سے ملی۔"

"یہاں کی قابل فخر پولیس سے۔" مچل نے کہا۔ "چیف آف پولیس ہرگز اس کی تردید نہیں کرے گا۔"

کلفورڈ ہنسنے لگا۔ "اب اگر مجھے یہ خبر نشر کرنی ہے تو مجھے اپنے پروڈیوسر کے پاس پہنچنا ہوگا۔"

"او کے۔ مگر یاد رہے کہ اس خبر کے سلسلے میں میرا نام نہ آئے۔"

"کیا پہلے کبھی ایسا ہوا ہے۔" کلفورڈ نے بھی جواب میں آنکھیں نکالیں۔ پھر وہ پلٹا اور پریس انکلوژر میں واپس چلا گیا۔

مچل مخالف سمت میں چل دیا۔ ابھی ایک اور ایسی ساعت تھی، جس میں یہ معلومات انڈیلنا ضروری تھا۔ اور یہ کام اسے زیریسکی کے اسٹیج سے اترنے سے پہلے کر لینا تھا۔

باڈی گارڈز نے زیریسکی کو گھیرے میں لے لیا تھا اور لوگوں کو اس تک پہنچنے سے روک رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر مچل کو اس کا پریس سیکرٹری نظر آ گیا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس کے باس کے حق میں اب تک تالیاں بج رہی تھیں۔

مچل نے رواں روسی زبان میں باڈی گارڈ کو بتایا کہ وہ کس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ باڈی گارڈ نے پلٹ کر پریس سیکرٹری کو پکارا۔ انداز ایسا تھا، جیسے پریس سیکرٹری اس کا ماتحت ہو۔ مچل کو اندازہ ہو گیا کہ اگر زیریسکی صدر بن گیا تو اس کی انتظامیہ کس طرح کی ہوگی اور کس انداز میں کام کرے گی۔

پریس سیکرٹری نے باڈی گارڈ کو اشارہ کیا کہ وہ مچل کو اندر آنے دے۔

یوں مچل اس ممنوعہ علاقے میں داخل ہوگیا۔ پریس سیکرٹری کے ساتھ وہ شطرنج کھیل رہا تھا۔
مچل جلدی جلدی پریس سیکرٹری کو بتانے لگا۔ "ڈی ویلیئرز ایک بڈھے کے بھیس میں تھا۔" اس نے کہا۔ پھر اسے بتایا کہ آخری بار اسے کس ہوٹل سے نکلتا دیکھا گیا تھا اور اسکوئر کے پاس کس ریسٹورنٹ میں وہ بیٹھا رہا تھا۔
کونرشر جیرالڈ اور کرس جیکسن اب تک مچل کو اناڑی شمار کرتے رہے تھے۔ لیکن اس نے جس انداز میں معاملے کو نمٹایا تھا، اس کی تفصیل جاننے کے بعد دونوں کو ماننا پڑتا کہ ان کا سابقہ صحیح معنوں میں ایک پروفیشنل سے پڑا تھا۔
اس کا پھیلایا ہوا جال بے حد مکمل بھی تھا اور کارگر بھی!

☆ ☆ ☆

صدر امریکا اور اس کا چیف آف اسٹاف اوول آفس میں اکیلے تھے۔ وہ صبح کی خبریں دیکھ رہے تھے۔ کلفورڈ سائمنڈز کی پیش کردہ رپورٹ دونوں نے نہایت خاموشی سے دیکھی۔
"فریڈم اسکوائر میں آج سہ پہر ایک بین الاقوامی دہشت گرد کو کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر اور روس کے صدارتی امیدوار وکٹر زیرمسکی کے خطاب کے دوران گرفتار کیا گیا ہے۔ دہشت گرد کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ تاہم اسے سینٹ پیٹرزبرگ کے قلب میں واقع بدنام زمانہ کروسی فکس جیل میں رکھا گیا ہے۔ مقامی پولیس اس بات کو خارج از امکان قرار نہیں دے رہی ہے کہ کولمبیا کے صدارتی امیدوار ریکارڈو گزمین کے قتل میں بھی یہی دہشت گرد ملوث ہوسکتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دہشت گرد وکٹر زیرمسکی کے پیچھے کئی دن سے لگا ہوا تھا۔ یاد رہے کہ وکٹر زیرمسکی ان دنوں اپنی صدارتی مہم کے سلسلے میں طوفانی دورے کر رہے ہیں۔ پچھلے ہفتے ٹائم میگزین نے اسی دہشت گرد کو مغرب کا سب سے مہنگا پیشہ ور قاتل قرار دیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ روسی مافیا نے اسے وکٹر زیرمسکی کو راستے سے ہٹانے کے عوض دس لاکھ ڈالر کی پیشکش کی تھی۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ دہشت گرد نے گرفتاری کے وقت سخت مزاحمت کی۔ چار پولیس والوں نے بہ مشکل اسے قابو کیا۔"
اس اسکرین پر گرفتاری کے بعد دہشت گرد کو لے جاتے ہوئے دکھایا جا رہا تھا۔ لیکن اس کی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سب سے صاف اور نمایاں چیز دہشت گرد کا فرکا ہیٹ تھا۔
اسکرین پر کلفورڈ سائمنڈز کا چہرہ پھر ابھرا۔ "اگرچہ دہشت گرد کو پلیٹ فارم سے محض چند گز کے فاصلے پر گرفتار کیا گیا۔ تاہم زیرمسکی نے اپنا خطاب جاری رکھا۔ زیرمسکی نے سینٹ پیٹرزبرگ کی پولیس کو اس کی مستعدی اور پروفیشنلزم پر خراج تحسین پیش کیا۔ اس نے اس عزم کا اعادہ بھی کیا کہ ایسے قاتلانہ حملے انڈر ورلڈ کے خلاف اس کی جدوجہد نہیں روک سکتے۔ واضح رہے کہ رائے عامہ کے جائزوں کے مطابق اس وقت وزیر اعظم شرنوپوف اور وکٹر زیرمسکی تقریباً برابر ہیں۔ لیکن سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ تازہ واقعہ وکٹر زیرمسکی کی مقبولیت میں اضافے کا سبب بنے گا اور یہ اضافہ انتخابی نتائج کے اعتبار سے فیصلہ کن ثابت ہوسکتا ہے۔
"ادھر اس خطاب سے چند گھنٹے پہلے وکٹر زیرمسکی نے جنرل بورودین سے ان کے ہیڈکوارٹر میں ملاقات کی تھی۔ کسی کو نہیں معلوم کہ ان مذاکرات کا کیا نتیجہ نکلا۔ لیکن جنرل کے ترجمان کا کہنا ہے کہ جنرل صاحب انتخاب سے دست برداری کے بارے میں کسی بھی وقت بیان جاری کر سکتے ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ وہ کس کے حق میں دست برداری کا فیصلہ کرتے ہیں۔ بہرحال اب الیکشن کی صورت حال ایسی ہے کہ اس کے نتیجے کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کلفورڈ سائمنڈز، سی این این فرام سینٹ پیٹرزبرگ۔"
اسکرین پر نیوز ریڈر کا چہرہ ابھر آیا۔ "پیر کے روز بھی سینیٹ میں تخفیف اسلحہ کے بل پر بحث جاری۔"
صدر نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبایا اور اسکرین تاریک ہوگئی۔ "تم یہ کہہ رہے ہو کہ جسے گرفتار کیا گیا ہے، اس کا روسی مافیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ سی آئی اے کا ایجنٹ ہے۔" اس نے لائیڈ سے کہا۔
"جی ہاں۔ مجھے جیکسن کی کال کا انتظار ہے۔ وہ تصدیق کرے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ریکارڈو گزمین کو قتل کیا تھا۔"

''اور اگر پریس والے مجھ سے اس سلسلے میں کچھ پوچھیں تو میں کیا کہوں؟''

''آپ انکار کر دیں۔ کیونکہ سرکاری طور پر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ ہمارا آدمی ہے۔''

''لیکن اگر ہم یہ بات مان لیں تو بین ڈیکسٹر اور اس کے ڈپٹی کے فریب کا پردہ چاک ہو سکتا ہے۔''

''یہ تو ہے۔ لیکن آپ کی پوزیشن بھی تو خراب ہوگی۔''

''کیسے؟''

''اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ کو معلوم نہیں کہ وہ ہمارا آدمی ہے تو لوگ کہیں گے کہ آپ سی آئی اے کے ہاتھوں بے وقوف بن رہے ہیں۔ اور اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ ہمارا آدمی ہے تو آپ کو اس کے افعال کے لیے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اس لیے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ آپ بے خبر ہی بنے رہیں۔''

''لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر وہ فاشسٹ زیرسکی صدر بن گیا تو ہم اسٹار وارز کے زمانے میں لوٹ جائیں گے۔''

''میرے خیال میں سینیٹ آپ کے تخفیف اسلحہ کے بل پر اسی لیے لیت و لعل سے کام لے رہی ہے۔ جب تک روس میں الیکشن کے نتائج سامنے نہیں آئیں گے، سینیٹ آپ کے بل پر فیصلہ نہیں دے گی۔''

صدر ٹام لارنس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''لیکن سنو۔ اگر وہ ہمارا آدمی ہے تو ہمیں اس کے لیے کچھ کرنا ہوگا۔ اور جلد ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ زیرسکی صدر بن گیا تو شاید ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔''

☆ ☆ ☆

کوزر کچھ نہیں بولا تھا۔ پولیس کار کی عقبی نشست پر وہ دو پولیس والوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان دونوں کا رینک انھیں اس سے پوچھ گچھ کی اجازت نہیں دیتا۔ اس سے پوچھ گچھ وہ بعد میں کریں گے اور کرنے والا بڑے رینک کا افسر ہوگا۔

گاڑی کرو سی فنکس جیل کے گیٹ سے احاطے میں داخل ہوئی اور بجری والے راستے پر چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ اندر داخل ہوتے ہی کوزر کو وہ استقبالیہ کمیٹی نظر آ گئی جو اس کی منتظر تھی۔ قیدیوں کا سا لباس پہنے تین بھاری بھرکم آدمی آگے بڑھے۔ انھوں نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور کوزر کو گھسیٹ کر نیچے اتار لیا۔ کوزر کے دونوں طرف بیٹھے پولیس والے بھی دہل کر رہ گئے۔

ان تینوں نے کوزر کو اٹھایا اور اندر لے گئے۔ وہ ایک طویل اور نیم تاریک راہداری تھی۔ وہاں سے لاتوں اور گھونسوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کوزر احتجاج کرنا چاہتا تھا۔ لیکن لفظوں کا موقع نہیں تھا۔ وہ صرف کراہوں اور دبی دبی چیخوں کی زبان بول سکتا تھا۔ راہ داری کے اختتام پر ان میں سے ایک نے ایک بھاری دروازہ کھولا اور دوسرے دو نے اسے اس کوٹھری میں پٹخ دیا۔ انھوں نے سب سے پہلے اس کے جوتے اتارے۔ اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ پھر انھوں نے اس کی گھڑی اور انگلی سے شادی کی انگوٹھی اتاری۔ انھوں نے جیب سے اس کا بٹوہ نکالا۔ لیکن اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی، جس سے اس کی شناخت ہو سکتی۔

پھر وہ اسے فرش پر پڑا چھوڑ کر باہر نکلے، کوٹھری کا دروازہ بند کیا اور چلے گئے۔

کوزر دھیرے دھیرے اٹھا۔ اس نے اپنے ہاتھ آگے کی سمت پھیلاتے ہوئے ان کا جائزہ لیا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کسی ہڈی کو تو نقصان نہیں پہنچا ہے۔ چند لمحے بعد اس نے طمانیت سے سر ہلایا۔ اسے کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ یہ الگ بات کہ جسم کے مضروب حصوں پر نیل نمودار ہو گئے تھے۔ اس نے کوٹھری کا جائزہ لیا۔ وہ سائز میں اس سلیپنگ کمپارٹمنٹ سے بڑی نہیں تھی، جس میں اس نے ماسکو سے سینٹ پیٹرز برگ تک کا سفر کیا تھا۔ گہرے ہرے رنگ کی دیواروں کو دیکھ کر لگتا تھا کہ سو برس سے وہ پینٹ سے محروم ہیں۔

کوزر نے ویت نام میں اس سے زیادہ تنگ جگہ میں اپنی زندگی کے اٹھارہ مہینے گزارے تھے۔ مگر اس وقت اس کے پاس واضح ہدایات اور احکامات تھے۔ تفتیش کرنے پر اسے اپنے نام، رینک اور سیریل نمبر کے سوا کچھ نہیں بتانا تھا۔ جبکہ یہ ہدایات اور احکامات گیارہویں تلقین کے

پیروکاروں پر منطبق نہیں ہوتے تھے۔ گیارھویں تلقین کہتی تھی
تمھیں گرفتار نہیں ہونا چاہیے۔ گرفتار کر لیے جاؤ تو کسی بھی قیمت پر سی آئی اے سے اپنے تعلق کا اعتراف نہیں کرنا۔ تردید کرتے رہو۔ اور فکر نہ کرو۔ کمپنی ہمیشہ تمہارا خیال رکھے گی۔ تمہاری فکر کرے گی۔

کوز سمجھ گیا تھا کہ موجودہ صورت حال میں عام سفارتی تدابیر کارگر نہیں ہوسکتیں۔ گوٹن برگ کی یقین دہانی بے معنی ہے۔ اس تنگ کوٹھری کے فرش پر ٹھہرا وہ سوچتا رہا۔ کڑیاں ملتی چلی گئیں۔

اسے پیش کش دیتے وقت، کارڈ دیتے وقت اس سے دستخط نہیں لیے گئے تھے۔ اب اسے وہ جملہ بھی یاد آ گیا، جسے وہ وہاں یاد کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتا رہا تھا۔ اب وہ بات اسے لفظ بہ لفظ یاد آ گئی تھی۔ اگر تم اپنی نئی ملازمت کی طرف سے فکرمند ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔ جو کمپنی تم جوائن کرنے والے ہو، میں اس کے چیئرمین کو سمجھا دوں گا کہ تمھیں ہمارے لیے ایک مختصر مدت کا اسائنمنٹ مکمل کرنا ہے

اب وہ سوچ سکتا تھا اور سوچ رہا تھا۔ ٹک گوٹن برگ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس نے نئی ملازمت کے لیے انٹرویو دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں براہ راست اس کمپنی کے چیئرمین سے اس کی بات ہوئی ہے۔ کیسے معلوم ہوا اسے؟ اپنے کزوہ جین تھامپسن سے پہلے ہی بات کر چکا تھا۔ اور اسی وجہ سے جین تھامپسن نے اپنی پیش کش واپس لے لی تھی۔ اس نے خط میں لکھا تھا میں معذرت خواہ ہوں

اور جہاں تک ٹک کا تعلق ہے تو اسے اناڑی سمجھنا اس کی حماقت تھی۔ وہ یا سی، بہرحال سی آئی اے کا تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ اور وہ اپنے مشن پر بڑی خوبصورتی سے کام کر رہا تھا۔ جبکہ اسے اس کے اصل مشن سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کے انداز میں اناڑی پن محسوس ہوتا رہا تھا۔

لیکن ایک بات اب بھی اسے الجھن میں مبتلا کر رہی تھی اور وہ تھی صدر امریکا کی ٹیلی فون کال۔ صدر کی شہرت تھی کہ وہ ہر شخص سے باخبر ہے۔ وہ ہر شخص کو اس کے پہلے نام سے مخاطب کرتا ہے۔ لیکن اس کال کے دوران صدر نے ایک بار بھی اس کا نام نہیں لیا تھا نہ پہلا نام اور نہ آخری نام۔ اور اس نے جملے ایسے بولے تھے کہ وہ زبردستی جوڑے ہوئے ٹکڑے معلوم ہو رہے تھے اور آخر میں جو وہ ہنسا تھا تو وہ ہنسی کچھ ضرورت سے زیادہ بلند آوازیں تھی...... اور مصنوعی بھی لگ رہی تھی۔

لیکن اب بھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ہیلن ڈیکسٹر خود کو بچانے کے لیے اس حد تک بھی جا سکتی ہے۔ وہ چھت کو گھورنے لگا۔ اگر صدر امریکا کی وہ فون کال اصلی نہیں تھی تو پھر اسے اس جیل سے رہائی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ ہیلن ڈیکسٹر نے نہایت کامیابی سے اس واحد شخص کو راستے سے ہٹانے کا سامان کر دیا تھا، جو اسے بے نقاب کر سکتا تھا۔ اور صدر تام لارنس اسے بچانے کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

کوز فٹز جیرالڈ سی آئی اے کے اصولوں کی پوری طرح پاس داری کا قائل تھا۔ اس کی اس خوبی نے ہیلن ڈیکسٹر کے پتی جان بچانے کے منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کیا تھا۔ کوز اسی کے نتیجے میں بے یار و مددگار ہو گیا تھا۔ کوئی سفارت کار اس کی گرفتاری پر احتجاج نہیں کرے گا۔ اس کے لیے غذائی پارسل نہیں آئیں گے۔ اسے خود اپنی فکر کرنی ہوگی ویت نام کی طرح۔ اور ایک اہم مسئلے سے اسے اس افسر نے خبردار کیا تھا، جس نے اسے گرفتار کیا تھا۔ اس نے کہا تھا پچھلے 84 برسوں میں کروس فکس جیل سے کوئی قیدی فرار نہیں ہو سکا ہے۔

کوٹھری کا دروازہ اچانک کھلا۔ ہلکے نیلے رنگ کی وردی پہنے ایک افسر اندر آیا۔ وردی پر لگے اپنے تمغوں اور اپنے پُراعتماد انداز سے وہ کوئی بڑا افسر لگتا تھا۔

افسر نے اندر آتے ہی سگریٹ سلگائی اپنی اس روز کی 22ویں سگریٹ!

☆ ☆ ☆

کرس جیکسن پولیس کار کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھتا رہا۔ وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ اس کو خود پر بہت شدت سے غصہ آ رہا تھا۔ آخر وہ مڑا اور باہر کی طرف چل دیا۔ وہ اتنا تیز چل رہا تھا کہ سرگئی کو اس کا ساتھ دینے کے لیے دوڑنا پڑ رہا تھا۔ سرگئی نے بھی سمجھ لیا تھا کہ اس وقت، مریکن سے کچھ پوچھنا نامناسب ہے۔

وہ باہر سڑک پر آ گئے۔ وہاں موجود ہر شخص کی زبان پر ایک ہی لفظ تھا۔ روسی مافیا!
جیکسن نے ٹیکسی روکی تو سرگئی نے سکون کی سانس لی۔
اب جیکسن مجل کو سراہنے پر مجبور تھا۔ ہیلن ڈیکسٹر اور نک گونن برگ کے منصوبے کو مجل نے بے حد خوبصورتی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا تھا۔ منصوبہ سی آئی اے کے مخصوص اسٹائل کا تھا۔ مگر ایک فرق کے ساتھ۔ اس بار انھوں نے اپنے ہی ایک آدمی کو نشانہ بنایا تھا۔ اس آدمی کو جوان کی خاطر سر ہتھیلی پر رکھ کر برسوں ان کے کام کرتا رہا تھا۔ اور اب انھوں نے نہایت بے رحمی سے اسے ایک غیر ملکی جیل میں سڑنے کے لیے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔
جیکسن کوشش کر رہا تھا کہ کونر پر جو گزر رہی ہوگی، اس کے بارے میں نہ سوچے۔ وہ اس رپورٹ پر توجہ مرکوز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا، جو اسے اینڈی ریڈ کو دینی تھی۔ کاش پچھلی رات اینڈی لائیڈ سے رابطہ ہو گیا ہوتا۔ تو اس وقت وہ اپنے طور پر کونر کو بچانے کی کوشش کر سکتا تھا۔ اس کا سیل فون اس وقت بھی کام نہیں کر رہا تھا۔ اور اب اسے ہوٹل سے فون کرنے کا خطرہ مول لینا تھا۔ 29 سال بعد اسے زندگی کا سب سے بڑا احسان چکانے کا موقع مل رہا تھا۔ اور وہ ہچکچا رہا تھا!
ٹیکسی جیکسن کے ہوٹل کے سامنے رکی۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور لپک کر ہوٹل میں داخل ہوا۔ اس نے لفٹ کے لیے وقت ضائع نہیں کیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ پہلی منزل پر پہنچا۔ اس کا ری ڈور میں اس کی منزل کمرا نمبر 132 تھا۔
وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ سرگئی اس کے پیچھے تھا۔ سرگئی فرش پر بیٹھ گیا۔ جیکسن نے نمبر ملایا۔ سرگئی جیکسن کی یک طرفہ گفتگو توجہ سے سننے لگا، جو وہ اینڈی لائیڈ نام کے کسی آدمی سے کر رہا تھا۔
جیکسن نے فون رکھا۔ اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا اور وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔
سرگئی نے اسکوائر سے نکلنے کے بعد پہلی بار زبان کھولی۔ ''میرا خیال ہے، مجھے اپنی ماں کے عارضی شوہروں میں سے ایک سے بات کرنی ہوگی۔''

☆ ☆ ☆

''مبارک ہو۔'' ہیلن ڈیکسٹر نے کہا۔
نک گونن برگ ابھی اس کے آفس میں داخل ہوا تھا۔ وہ مسکرایا۔ اس نے اپنا فولڈر میز پر رکھا اور ہیلن کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔
''میں نے ابھی ٹی وی پر نیوز دیکھی ہیں۔'' ہیلن نے کہا۔ ''اے بی سی اور سی بی ایس، دونوں چینلز نے سائنسدانوں کے بیان کو نمایاں کیا ہے۔ یہ بتاؤ کل اخبارات میں اس اسٹوری کے کیا امکانات ہیں۔''
''اخباروں کی دلچسپی تو ابھی سے دم توڑ رہی ہے۔ ان کے نزدیک خبر پس پھسی ہے۔ نہ کوئی فائر ہوا نہ گھونسے بازی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ گرفتار شدہ شخص کو کسی نے امریکی قرار نہیں دیا۔ کل تک یہ خبر صرف روس میں اہم رہ جائے گی۔''
''پریس والوں کے پوچھنے پر ہمارا کیا ردعمل ہے؟''
''ہمارا کہنا ہے کہ یہ روس کا اندرونی معاملہ ہے۔ سینٹ پیٹرز برگ میں کرائے کا قاتل گھڑی سے بھی سستا مل جاتا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر روس کا مسئلہ سمجھنا ہے تو گزشتہ ماہ ٹائم میگزین میں روسی گاڈ فادر پر چھپنے والا مضمون پڑھ لیں۔ زیادہ پیچھے پڑیں تو میں انھیں کولمبیا کا حوالہ دیتا ہوں۔ پھر بھی پیچھے پڑے رہیں تو میں انھیں جنوبی افریقہ کا راستہ دکھاتا ہوں۔ یوں انھیں ایک طویل کام بھرے کا سامان مل جاتا ہے۔''
''کسی چینل پر گرفتاری کے بعد کونر فٹنر جیرالڈ کو اسکرین پر بھی دکھایا گیا؟''
''صرف پیچھے سے اور وہ بھی پولیس والوں میں گھرا ہوا۔ اگر سامنے سے ویڈیو بنی ہوتی تو اب تک وہ درجنوں بار دکھ چکے ہوتے۔''

''اس بات کا کوئی امکان ہے کہ اسے پبلک میں آنے اور بیان دینے کا موقع ملے۔ جس میں وہ ہمیں ملوث کر دے۔''

''نہیں۔ ایسا موہوم سا امکان بھی نہیں ہے۔ اگر اس پر مقدمہ چلایا گیا تو وہاں بین الاقوامی پریس موجود نہیں ہوگا ورا گر زیرسکی صدر منتخب ہو گیا تو میرے خیال میں کوزنفٹر خیر اللہ کروی فکس جیل کے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکے گا۔''

''تم نے ٹام لارنس کے لیے رپورٹ تیار کر لی ہے؟'' ہیلن نے پوچھا۔ ''کیونکہ وہ بے چارہ دوا دود جمع کر کے چھ بنانے کی کوشش کرے گا۔''

گوٹن برگ نے آگے جھکتے ہوئے اس فائل کو تھپ تھپایا، جو اس نے آنے کے بعد میز پر رکھی تھی۔

ہیلن نے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ وہ ورق الٹتی رہی۔ لیکن اس کے چہرے سے اس کے تاثرات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔

آخری صفحہ پڑھ کر اس نے فائل بند کر دی۔ فائل دوبارہ میز پر رکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر موہوم سی مسکراہٹ تھرکنے لگی۔ ''اس پر دشن کرو اور فوراً وائٹ ہاؤس بھجوا دو۔'' وہ بولی۔ ''کیونکہ اس وقت صدر کے ذہن میں چاہے کیسے ہی شکوک وشبہات ہوں، زیرسکی کے صدر بن جانے کے بعد وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہے گا۔''

تک گوٹن برگ نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

ہیلن ڈیکسٹر نے گوٹن برگ کو بہت غور سے دیکھا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ ہمیں کوزنفٹر خیر اللہ کو قربان کرنا پڑے۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن اگر اس کے نتیجے میں زیرسکی روس کا صدر منتخب ہو گیا تو یہ ہمارے لیے دوہری کامیابی ہوگی۔ کانگریس ٹام لارلس کے تخفیف اسلحہ بل کو مسترد کر دے گی۔ اور دوسری طرف وائٹ ہاؤس کی سی آئی اے کے معاملات میں مداخلت بہت کم ہو جائے گی۔''

☆ ☆ ☆

کوزنے پاؤں پلنگ سے لٹکا کر فرش پر لٹکائے اور آنے والے کو دیکھا۔

چیف آف پولیس نے ایک گہرا کش لے کر دھواں اگلا۔ ''بہت گندی عادت ہے یہ تمباکو نوشی کی۔'' اس نے بے حد شستہ انگریزی میں کہا۔

''میری بیوی ہر وقت پیچھے پڑی رہتی ہے کہ میں یہ عادت چھوڑ دوں۔''

کوز کا چہرہ بے تاثر رہا۔

''میرا نام ولاڈی میر بولشنکوف ہے۔ میں اس شہر کا پولیس چیف ہوں۔ میرا خیال ہے، سب کچھ ریکارڈ پر لانے سے پہلے بہتر ہوگا کہ تم اور میں کچھ گفتگو کر لیں۔''

''میرا نام پیٹ ڈی ویلیئرز ہے۔ میں جنوبی افریقہ کا شہری ہوں اور جوہانس برگ جرنل نامی اخبار کا نمائندہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میری ملاقات میرے ایمبیسیڈر سے کرائی جائے۔''

''اور یہی میرا پہلا مسئلہ ہے۔'' بولشنکوف نے کہا۔ ''میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ تمہارا نام پیٹ ڈی ویلیئرز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم جنوبی افریقہ کے نہیں ہو۔ اور میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہارا جوہانس برگ جرنل سے بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ اس نام کے کسی اخبار کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے، ہمیں ایک دوسرے کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ مجھے چوٹی کے لوگوں نے بتایا ہے کہ ہماری مافیا نے تمہاری خدمات حاصل نہیں کیں۔ اب میں یہ اعتراف ضرور کروں گا کہ میں تمہاری حقیقت نہیں جانتا۔ لیکن جس نے بھی تمہیں یہاں بھیجا ہے، یہ طے ہے کہ اس نے تمہیں گندگی کے گہرے گڑھے میں گرایا ہے۔ اور وہ بھی بہت بڑی بلندی سے۔''

کوز پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھ رہا تھا۔

''لیکن میں تمہیں یقین دلا دوں کہ وہ تمہاری طرح مجھے استعمال نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ اگر تم میری تفتیش میں میرے ساتھ تعاون نہیں کرو گے تو میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکوں گا کہ تمہیں یہاں اس کوٹھری میں سڑنے کے لیے چھوڑ دوں۔ اور خود اس کامیابی سے لطف اندوز ہوتا رہوں، جو میں نے کمائی ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ مجھ پر تھوپ دی گئی ہے۔ میرا تو اس میں فائدہ ہی ہے۔''

کوزر کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم قائل نہیں ہوئے ہو۔'' چیف نے کہا۔ ''بہر حال تمھیں یہ یاد دلانا میرا فرض ہے کہ یہ کولمبیا نہیں ہے۔ نوٹوں کی موٹی سے موٹی گڈی مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔'' وہ کہتے کہتے رکا اور سگریٹ کا ایک اور گہرا کش لیا۔ ''میرے اور تمھارے درمیاں بہت سی قدریں مشترک ہیں۔ میرا خیال ہے، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ہم دونوں بکنے والے نہیں ہیں۔''

کوزر نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

بولشکوف پلٹا اور کوٹھری کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے پر پہنچ کر وہ رکا اور اس نے پلٹ کر دیکھا۔ ''میں تمھیں سوچنے کے لیے وقت دے رہا ہوں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تمہاری جگہ میں ہوتا تو وقت ہرگز ضائع نہ کرتا۔''

اس نے دروازہ زور سے بند کیا۔ ''تم جو کوئی بھی ہو، میں تمھیں ایک بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔ یہاں تمھیں نہ تشدد کے قدیم طریقوں کا سامنا کرنا ہوگا، نہ جدید طریقوں کا۔ جب تک میں سینٹ پیٹرز برگ کا چیف آف پولیس ہوں، یہاں یہ سب نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں تشدد پر یقین نہیں رکھتا۔ ذہنی یہ میرا اسٹائل ہے۔ لیکن اگر زیرمسکی الیکشن جیت کر صدر بن گیا تو پھر یہاں میرا اسٹائل نہیں چلے گا۔ اس صورت میں میں تم سے نرمی کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ سوچ لو۔ تمھارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔''

اگلے ہی لمحے کوزر نے تالے میں چابی گھومنے کی آواز سنی

☆ ☆ ☆

ہوٹل کے باہر سفید رنگ کی تین بی ایم ڈبلیو گاڑیاں آ کر رکیں۔ اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تین آدمی دروازے کھول کر اترے۔ فٹ پاتھ پر رک کر انھوں نے سڑک کے اطراف کا جائزہ لیا۔ ہر طرف سے مطمئن ہونے کے بعد انھوں نے درمیان والی کار کا عقبی دروازہ کھولا۔ تب الیکسی رومانوف کار سے اترا۔ وہ دراز قامت اور جوان آدمی تھا، جو سیاہ کشمیرے کا لمبا کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ وہ تیز قدموں سے ہوٹل میں داخل ہوا۔ سڑک پر اس نے دائیں بائیں دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ دوسرے تین آدمی اس کے پیچھے تھے۔ وہ نیم دائرے کی شکل میں حرکت کر رہے تھے، جس سے پتا چلتا تھا کہ وہ روماںوف کے محافظ ہیں۔

فون پر انھیں جو حلیہ بتایا گیا تھا، اس کی روشنی میں اس دراز قد امریکی کو پہچاننا دشوار نہیں تھا۔ وہ ہال کے وسط میں کھڑا تھا اور اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ کسی کا منتظر ہے۔

''مسٹر جیکسن؟'' روماںوف نے بھاری آواز میں دریافت کیا۔

''ہاں۔'' جیکسن نے جواب دیا۔ وہ ہاتھ ملانے کے لیے ہاتھ بڑھانے والا تھا۔ لیکن روماںوف تیزی سے پلٹا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

جیکسن اس کے پیچھے باہر نکلا۔ باہر تینوں گاڑیوں کے دروازے کھلے تھے اور انجن اسٹارٹ تھے۔ اسے درمیان میں کھڑی گاڑی کے عقبی دروازے سے اندر دھکیل گیا۔ سیٹ پر ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ شخص بیٹھا، جس نے اس سے ہاتھ نہیں ملایا تھا۔

تینوں گاڑیاں روانہ ہوئیں اور چند ہی لمحوں میں درمیانی لین میں پہنچ گئیں۔ دوسری تمام گاڑیوں نے انھیں یوں راستہ دیا تھا، جیسے ان پر کسی نے جادو کر دیا ہو۔ بس ٹریفک کی لائٹ ان کا احترام نہیں کر رہی تھی۔ اسے اس سے غرض نہیں تھی کہ وہ کون ہیں۔

وہ قافلہ شہر کی سڑکوں پر رواں دواں تھا۔ اور کرس جیکسن درمیان والی کار میں بیٹھا دل ہی دل میں خود کو کوس رہا تھا۔ اگر چوبیس گھنٹے پہلے وہ اینڈی لائیڈ سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو اس وقت اسے یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن کچھ ہونے کے بعد کیا کرنا ہے، اس کے بارے میں قوت فیصلہ تو صرف سیاست دانوں کے پاس ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

''ضرورت اس بات کی ہے کہ تم نکولائی روماںوف سے ملو۔'' سرگئی نے کہا تھا۔ اس نے اپنی ماں کا فون نمبر ملایا تھا۔ دوسری طرف سے فون ریسیو

کیا گیا تو جیکسن نے سرگئی کا وہ انداز دیکھا، جو اس کے لیے بالکل نیا تھا۔ وہ بہت مودب نظر آ رہا تھا۔ اس کے انداز میں احترام تھا۔ وہ دوسری طرف کی بات بے حد توجہ سے سن رہا تھا۔ اس نے ایک بار بھی قطع کلامی نہیں کی تھی۔

تین منٹ بعد اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے، مما فون کریں گی۔" اس نے کہا۔ "مسئلہ یہ ہے کہ رشتے داری کے باوجود چودہ سال کا ہونے سے پہلے آدمی مافیا کارکن نہیں بن سکتا۔ الیکسی زار کا اکلوتا بیٹا ہے۔ لیکن یہ قانون اس کے لیے بھی تھا۔"

"مسئلہ کیا ہے؟" جیکسن نے پوچھا۔

"میں نے بات کی ہے کہ تمہاری زار سے ایک ملاقات ہو جائے۔"

"یہ زار کون ہے؟"

"مافیا کا چیف۔" سرگئی نے کہا۔ "یہ تنظیم اس وقت قائم کی گئی تھی، جب روس پر ایک زار کی ہی حکومت تھی۔ تنظیم کو ابتدا ہی میں جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی گئی۔ مگر اس کے نتیجے میں وہ اور سخت جان ہو گئی۔ اس وقت یہ دنیا بھر میں محترم ہے اور لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں۔"

"تمھیں یہ سب کیسے ؟"

"میری مما ان چند عورتوں میں سے ہیں، جن سے زار ملاقات کرتا ہے۔ میری مما زار سے درخواست کریں گی کہ وہ آپ سے ملاقات کریں۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ سرگئی نے فوراً ہی ریسیور اٹھا لیا۔ وہ بڑی توجہ سے اپنی ماں کی بات سنتا رہا۔ پھر اس کا چہرہ سپید پڑ گیا اور جسم لرزنے لگا۔ چند لمحے وہ ہچکچایا۔ پھر بالآخر اس نے ماں کی بات مان لی۔ اس نے ریسیور رکھا تو اس کا ہاتھ لرز رہا تھا۔

"کیا زار مجھ سے ملنے کو تیار ہو گیا ہے؟" جیکسن نے پوچھا۔

"ہاں۔ کل صبح دو آدمی تمھیں لے جانے کے لیے آئیں گے۔" سرگئی نے جواب دیا۔ "ان میں ایک تو زار کا جانشین، اس کا بیٹا الیکسی رومانوف ہوگا اور دوسرا الیکسی کا کزن اسٹیفن ایوانسکی، جو پوزیشن کے اعتبار سے تنظیم میں تیسرے نمبر پر ہے۔"

"تو پھر مسئلہ کیا ہے؟ تم پریشان کیوں ہو؟"

"وہ لوگ تم سے واقف نہیں ہیں۔ اس لیے انھوں نے ایک شرط رکھی ہے۔"

"وہ شرط کیا ہے؟"

"اگر ملاقات کے بعد زار اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کا وقت ضائع کیا گیا ہے تو اس کے دو آدمی یہاں آئیں گے اور میری ایک ٹانگ توڑ دیں گے۔ یہ میرے لیے سبق ہوگا کہ میں آئندہ ایسی حماقت نہ کروں۔"

تب تو کوشش کرو کہ میرے واپس آنے سے پہلے یہاں سے نکل لو۔"

"اگر میں یہاں انھیں نہیں ملا تو وہ جا کر میری مما کی ٹانگ توڑ دیں گے۔ اور جب بھی میں ان کے ہتھے چڑھا، میری ٹانگ بھی ضرور توڑی جائے گی یعنی دہرا نقصان۔ یہ مافیا کا قانون ہے۔"

جیکسن سوچ میں پڑ گیا کہ ملاقات منسوخ کر دے۔ وہ سرگئی کی ٹانگ نہیں تڑوانا چاہتا تھا۔ اس نے سرگئی سے یہ بات کہہ بھی دی۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔" سرگئی نے کہا۔ "میں شرط قبول کر چکا ہوں۔ اب ملاقات منسوخ نہیں ہو سکتی۔"

☆ ☆ ☆

زار کا بھتیجا اسٹیفن ایوانسکی اس کے دائیں ہاتھ پر بیٹھا تھا۔ اسے ایک نظر دیکھ کر ہی جیکسن کو احساس ہو گیا کہ ٹانگ توڑنا اس کے لیے کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ اور ٹانگ توڑ کر بھول جانا اس کے لیے اور بھی آسان ہے۔

کاروں کا وہ قافلہ اب شہر کی حدود سے نکل گیا تھا۔ اب ان کی رفتار ساٹھ سے اوپر تھی۔ اب وہ بل کھاتی سڑک پر رواں تھے، جو پہاڑیوں کی سمت

جا رہی تھیں۔ وہ رفتار کی حدود کی خلاف ورزی کر رہے تھے اور بڑی بے پروائی سے کر رہے تھے۔ ان کے چہرے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انھیں نہ حال کی فکر ہے نہ مستقبل کی۔ حالانکہ زیرِ مسکی نے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا تھا۔

اچانک آگے والی کار بائیں جانب مڑی اور لوہے کے ایک بہت بڑے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ گیٹ کے اوپر ایک آہنی عقاب کا مجسمہ تھا، جو اپنے دونوں پر پوری طرح پھیلائے ہوئے تھا۔

کلاشنکوف تانے ہوئے دو جسیم آدمی آگے بڑھے۔ اگلے ڈرائیور نے گاڑی کا سیاہ شیشہ اتار کر انھیں اندر جھانکنے کا موقع دیا۔ یہ منظر دیکھ کر جیکسن کو سی آئی اے ہیڈکوارٹر کا خیال آگیا۔

پہرے داروں نے تینوں گاڑیوں کو چیک کیا۔ پھر ایک گارڈ نے گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ گیٹ کھول دیا گیا۔ تینوں گاڑیاں اس سے گزر کر اندر داخل ہو گئیں۔ وہاں بجری والا راستہ تھا، جو گھنے جنگل کے درمیان سے گزر رہا تھا۔

پانچ منٹ کی ڈرائیو کے بعد جیکسن کو اس عمارت کی پہلی جھلک دکھائی دی۔ عمارت کیا، وہ کسی شہنشاہ کا محل لگتا تھا۔ لیکن یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ وہ صدیوں سے اسی حال میں ہے۔۔۔ تبدیلیوں سے محفوظ!

''جب تک زار خود تم سے مخاطب نہ ہو، اس سے بات نہ کرنا۔'' سرگئی نے اسے سمجھایا تھا۔ ''اور اسے ایسے تعظیم دینا، جیسے وہ کوئی بادشاہ ہے۔''

جیکسن اسے بتانا چاہتا تھا کہ اسے نہیں معلوم کہ بادشاہوں کو کیسے تعظیم دی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کا پہلا تجربہ ہوگا۔ لیکن اس نے یہ بات کہی نہیں۔ وہ اپنی ٹانگ کی طرف سے دبلے ہوئے سرگئی کو اور دہلانا نہیں چاہتا تھا۔

کاریں داخلی دروازے کے سامنے رکیں۔ اوپر کی سیڑھی پر ایک دراز قد اور باوقار شخص سفید شرٹ، بو اور سیاہ ٹیل کوٹ پہنے خیر مقدم کے لیے کھڑا تھا۔ اس نے جیکسن کے سامنے احتراماً سر خم کیا۔ جیکسن یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اس طرح کے استقبال کا عادی ہے۔ ویسے وہ ایک بار صدر نکسن سے ملاقات کر چکا تھا۔

''میں آپ کو ونٹر پیلس میں خوش آمدید کہتا ہوں مسٹر جیکسن۔'' بٹلر نے کہا۔ ''مسٹر رومانوف بلیو گیلری میں آپ کے منتظر ہیں۔''

جیکسن اندر داخل ہوا۔ الیکسی رومانوف اور اسٹیفں اس کے ساتھ تھے۔ لیکن اسٹیفں دروازے کے اندر آ کر رک گیا۔ جبکہ جیکسن اور لیکسی سنگِ مرمر کے فرش والی راہ داری میں بٹلر کے پیچھے چلتے رہے۔ راہ داری میں جو رنگی تصویریں اور مجسمے آویزاں تھے، وہ ایسے تھے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا میوزیم بھی ان پر فخر کرتا۔ جیکسن رک کر انھیں سراہنا چاہتا تھا۔ لیکن بٹلر نے اسے ایسا کوئی موقع نہیں دیا۔

راہ داری کے اختتام پر دو متصل اونچے دروازے تھے سفید رنگ کے۔ بٹلر وہاں پہنچ کر رکا۔ اس نے ان میں سے ایک دروازے پر دستک دی، پھر اسے کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ وہ جیکسن کے لیے اندر داخل ہونے کا اشارہ تھا۔

''مسٹر جیکسن۔'' بٹلر نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔ پھر اس نے جیکسن کے اندر جانے کے بعد آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

جیکسن نے سرسری انداز میں کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ ایک بے حد وسیع و عریض اور آراستہ و پیراستہ ڈرائنگ روم تھا۔ وہاں ایک ایسا خوبصورت قالین بچھا تھا کہ جس پر بادشاہ بھی رشک کرتے۔ اونچی سرخ مخملی کرسی پر نیلا سوٹ پہنے ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا۔ جیکسن کو دیکھ کر وہ اٹھا۔ اس کے بال چاندی کے تاروں جیسے تھے اور اس کی جلد کی بے رنگی بتاتی تھی کہ وہ طویل عرصے سے بیمار ہے۔ اس کا جسم دبلا پتلا اور کمر خمیدہ تھی۔ جیکسن سے ہاتھ ملانے کے لیے وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ ''مسٹر جیکسن، میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ مجھ سے ملنے کے لیے تم اتنے دور آئے۔'' اس نے کہا۔ ''میں معذرت خواہ ہوں کہ اب میری انگریزی پہلے جیسی نہیں رہی۔ 39ء میں جنگ شروع ہوتے ہی مجھے آکسفورڈ میں اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر وطن واپس آنا پڑا تھا۔ اس وقت میں سیکنڈ ائیر کا طالب علم تھا۔ اب تم سمجھ لو کہ انگریز اس وقت بھی روسیوں پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ بعد میں دونوں کو اتحادی بننا پڑا۔'' وہ مسکرایا۔ ''میرا خیال ہے، ان کا امریکیوں کے ساتھ بھی یہی رویہ ہے۔''

جیکسن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہیے۔

''آپ تشریف رکھیں مسٹر جیکسن۔'' بوڑھے آدمی نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنی کرسی کے برابر رکھی ویسی ہی دوسری کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

''تھینک یو۔'' ہوٹل سے نکلنے کے بعد وہ جیکسن کے ہونٹوں سے ادا ہونے والے پہلے الفاظ تھے۔

''اب مسٹر جیکسن۔'' رومانوف نے دھیرے دھیرے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''میں آپ سے کچھ پوچھوں تو اس بات کا خاص خیال رکھیے گا کہ جواب سچا اور بالکل درست ہو۔ اگر جواب کے بارے میں کوئی شک وشبہ ہو تو خوب سوچ لیجیے گا۔ وقت کی پروا نہ کیجیے گا۔ کیونکہ اگر آپ نے مجھ سے جھوٹ بولنے کا فیصلہ کیا تو اب میں یہ بات کن الفاظ میں کہوں۔ نازک بات ہے۔ یہ سمجھ لیں کہ اگر آپ نے مجھ سے جھوٹ بولنے کا فیصلہ کیا تو خاتمہ صرف ہماری اس ملاقات کا نہیں ہوگا۔''

بات بہت سادگی سے کہی گئی تھی۔ لیکن اس میں اتنی خوف ناکی تھی کہ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جیکسن کا جی چاہا کہ اس وقت معذرت کر کے اٹھے اور رخصت ہو جائے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ بڈھا رومانوف روئے زمین پر شاید وہ واحد آدمی ہے جو کونر فنزجیرالڈ کو زندہ وسلامت کروی فنکس جیل سے باہر لا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''گڈ۔'' رومانوف نے کہا۔ ''اب مسٹر جیکسن، میں تمہارے متعلق کچھ جاننا چاہتا ہوں۔ یہ تو میں تمہیں ایک نظر دیکھ کر ہی سمجھ چکا ہوں کہ تمہارا تعلق قانون نافذ کرنے والے کسی ادارے سے ہے۔ اور تم میرے ملک میں ''اس نے میرے ملک پر خاص طور پر زور دیا تھا۔'' ایف بی آئی کی طرف سے نہیں، بلکہ سی آئی اے کی طرف سے آئے ہوئے ہو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟''

''میں نے سی آئی اے کے لیے 28 سال کام کیا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے تبدیل کر دیا گیا۔'' جیکسن بہت سوچ سمجھ کر لفظ استعمال کر رہا تھا۔

''اصل میں عورت کی سربراہی، عورت کا باس ہونا خلاف فطرت ہے۔'' رومانوف نے تبصرہ کرنے والے انداز میں کہا۔ ''میں جس تنظیم کی سربراہی کر رہا ہوں، وہ کبھی اس طرح کی حماقت میں مبتلا نہیں ہوگی۔''

بڈھا رومانوف بائیں جانب رکھی ہوئی میز کی طرف جھکا اور میز پر رکھا ہوا ایک بے رنگ مائع سے بھرا گلاس اٹھایا۔ اس میز پر اب تک جیکسن کی نظر نہیں پڑی تھی۔ اس نے ایک گھونٹ لیا اور گلاس دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

''اس وقت بھی تم کسی ایجنسی کے لیے کام کر رہے ہو؟'' رومانوف نے پوچھا۔

''جی نہیں۔'' جیکسن نے مستحکم لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم اب فری ماسٹر ہو؟''

جیکسن نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''میں سمجھ۔'' رومانوف نے کہا۔ ''تمہاری خاموشی کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ تمہارے علاوہ اور لوگ بھی ہیں جنھیں ہیلن ڈیکسٹر پر اعتبار نہیں۔ اور ان میں بہت اہم لوگ بھی ہیں۔''

جیکسن نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ ویسے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ رومانوف سے جھوٹ بولنا بے سود ہے۔ اس لیے کہ وہ بیک گراؤنڈ کے بارے میں پوری معلومات رکھتا ہے۔ جھوٹ تو فوراً ہی پکڑا جائے گا۔

''تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے مسٹر جیکسن؟''

جیکسن کو یقین تھا کہ بوڑھے آدمی کو وجہ معلوم ہے۔ لیکن وہ کھیل رہا تھا تو اسے بھی کھیل میں حصہ لینا تھا۔ ''میں اپنے ایک عزیز دوست کی خاطر آپ کے پاس آیا ہوں، جو میری حماقت کی وجہ سے گرفتار ہوا ہے اور اس وقت کروی فنکس جیل میں ہے۔''

''اور یہ وہ جیل ہے، جس کا ریکارڈ قیدیوں کے نکتۂ نگاہ سے کچھ اچھا نہیں ہے۔''

جیکسن نے اثبات میں سر ہلایا۔

''میں جانتا ہوں کہ تمھارے دوست نے پریس والوں کو نہیں بتایا کہ میری تنظیم نے زیر مسکی کو صدارتی ریس سے ہٹانے کے لیے دس لاکھ ڈالر کی پیشکش کی تھی۔ اگر یہ بات اس نے کہی ہوتی تو اب تک وہ اپنی کوٹھری میں ہی پھانسی پا چکا ہوتا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ افواہ ہیلن ڈیکسٹر کے کیمپ نے پھیلائی ہے۔ کاش مسٹر جیکسن، تم میرے پاس کچھ پہلے آ گئے ہوتے تو میں تمھیں مجل کے بارے میں خبردار کر دیتا۔'' روما نوف نے گلاس اٹھا کر ایک اور گھونٹ لیا۔ ''مجل تو تمھارے ملک کے ان گنے چنے لوگوں میں سے ہے، جنھیں میں اپنی تنظیم میں شامل کرنا چاہوں گا۔ ویسے میں دیکھ رہا ہوں کہ میری معلومات تمھارے لیے حیران کن ہیں۔''

جیکسن کو اس پر حیرت ہوئی۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس نے اپنا چہرہ بے تاثر رکھا ہے۔

''مسٹر جیکسن، میرا خیال ہے کہ یہ جان کر تمھیں زیادہ حیرت نہیں ہوگی کہ سی آئی اے اور ایف بی آئی کے بالائی طبقے میں اچھی خاصی تعداد میں میرے وفادار موجود ہیں۔'' روما نوف مسکرایا۔ ''بلکہ اگر میرے خیال میں اس کا کوئی فائدہ ہوتا تو میں وائٹ ہاؤس میں بھی اپنا کوئی نہ کوئی آدمی پہنچا دیتا۔ لیکن تمھارا صدر تو اپنی ہفتہ وار نیوز کانفرنس میں جو بھی پوچھا جائے، بتا دیتا ہے۔ اس لیے کسی آدمی کی ضرورت ہی نہیں۔ خیر، اب میرا اگلا سوال .... تمھارا دوست سی آئی اے میں ہے۔''

جیکسن نے جواب نہیں دیا۔

''اوہو .... تو میرا خیال ٹھیک ہے۔ تمھارے دوست کو یقین ہے کہ ہیلن ڈیکسٹر اسے بچانے کے لیے کچھ نہیں کرے گی۔''

جیکسن اب بھی خاموش تھا۔

''گڈ۔'' روما نوف نے کہا۔ ''میں سمجھ گیا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔'' وہ کہتے کہتے رکا اور چند لمحوں کے معنی خیز توقف کے بعد بولا۔ ''لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس کے بدلے میں تم مجھے کیا دے سکو گے۔''

''مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ آج کل کیا ریٹ چل رہا ہے۔'' جیکسن نے کہا۔

بڈھا روما نوف ہنسنے لگا۔ ''مسٹر جیکسن، مجھے یقین ہے کہ تم نے ایسا نہیں سمجھا ہوگا۔ میں نے تمھیں یہاں تک دور کسی رقم کے بارے میں بات کرنے کے لیے نہیں بلایا ہے۔ تم ذرا گرد و پیش کا جائزہ لے لو اچھی طرح۔ تمہاری سمجھ میں یہ بات آ جائے گی کہ تمہاری بڑی سے بڑی پیشکش بھی میرے شایان شان نہیں ہو سکتی۔ تمھارے ٹائم میگزین نے میری طاقت اور دولت کے بارے میں جو اندازہ شائع کیا ہے، وہ سچائی کے مقابلے میں بہت کم .... بہت حقیر ہے۔ میری تنظیم کی گزشتہ سال کی آمدنی 187 بلین ڈالر تھی .... ملین نہیں، بلین۔ بیلجیم اور سویڈن کی سال بھر کی قومی آمدنی سے بھی زیادہ۔ اس وقت تک 142 ممالک میں ہماری شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور کام کر رہی ہیں۔ نہیں مسٹر جیکسن، اس زمین پر میرے لیے جو وقت بچا ہے، وہ میں ایک قلاش آدمی سے دولت کے بارے میں بات چیت کر کے ضائع نہیں کرنا چاہتا۔''

''تو پھر آپ مجھ سے ملاقات پر رضامند کیوں ہوئے تھے؟'' جیکسن نے پوچھا۔

''تمھیں سوال کرنے کا حق نہیں ہے مسٹر جیکسن۔'' روما نوف نے تیز لہجے میں کہا۔ ''تمھیں صرف جواب دینے میں سوالوں کے۔ مجھے حیرت ہے کہ تمھیں ٹھیک طرح سے بریف نہیں کیا گیا۔''

بڈھے روما نوف نے بے رنگ مشروب کا ایک اور گھونٹ لیا۔ اس کے بعد وہ تفصیل سے بتانے لگا کہ کونر کو جیل سے نکلوانے کے بدلے میں اسے کیا چاہیے۔ جیکسن جانتا تھا کہ وہ کونر کی طرف سے روما نوف کی شرطیں ماننے کا اختیار نہیں رکھتا۔ لیکن وہ کچھ پوچھنے کا حق بھی نہیں رکھتا تھا۔ اسے تو صرف اس وقت بولنا تھا، جب اس سے کچھ پوچھا جائے۔ ایک بار غلطی وہ کر چکا تھا اور اسے معاف بھی کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اب خاموش رہنا ہی مناسب تھا۔

''آپ کو میری تجویز پر سوچنے کے لیے وقت کی ضرورت ہے۔ مسٹر جیکسن۔'' بڈھے روما نوف نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''لیکن ایک بار تمھارے دوست نے میری شرط قبول کر لی تو پھر پیچھے ہٹنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ اسے سمجھا دینا کہ وہ اپنی ذمے داری پوری نہ کر سکا تو اس کے کیا

نتائج ہوں گے۔" اس نے ایک گہری سانس لی۔ "میں امید کرتا ہوں مسٹر جیکسن کہ تمہارا دوست ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو پہلے تو اپنی غرض کی خاطر معاہدے پر دستخط کر دیتے ہیں اور پھر اس سے بچنے کے لیے کسی چالاک وکیل کو تلاش کرتے ہیں، جو معاہدے میں کوئی قانونی سقم تلاش کر کے اس کی جان چھڑا دیں۔ کیونکہ اس معاہدے کی حد تک میں ہی عدالت، میں ہی جج اور میں ہی جیوری ہوں۔ اور وکیل استغاثہ میرا بیٹا الیکسی ہوگا۔ یہ میری ذمے داری ہے کہ اس معاہدے کی ہر شق پر عمل درآمد ہو۔ میں ہدایت دے چکا ہوں کہ اس سلسلے میں الیکسی تم دونوں کے ساتھ امریکا جائے گا اور معاہدے کی تکمیل سے پہلے وہاں سے واپس نہیں آئے گا۔ میرا خیال ہے مسٹر جیکسن کہ میں نے کہیں کوئی ابہام نہیں چھوڑا ہے۔"

☆ ☆ ☆

زیرمسکی کا آفس زدر کے محل سے بالکل مختلف تھا۔ بلکہ ضد کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ وہ ماسکو کے شمالی حصے میں ایک عام سی عمارت کی تیسری منزل پر تھا۔ لیکن جو لوگ زیرمسکی کی میزبانی کا شرف حاصل کر چکے تھے، وہ جانتے تھے کہ زیرمسکی بھی عیش و عشرت کا عادی ہے۔

گزشتہ رات دس بجے تک آخری ووٹ بھی ڈال دیے گئے تھے۔ اب زیرمسکی کے پاس انتظار کے سوا کوئی کام نہیں تھا۔ بالٹک سے لے کر بحرالکاہل تک سرکاری عمال ووٹوں کی گنتی میں مصروف تھے۔ وہ جانتا تھا کہ الیکشن میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ کتنے ہی ڈسٹرکٹ ایسے تھے، جہاں لوگوں نے کئی کئی ووٹ ڈالے ہوں گے۔ اور کتنے ہی ڈسٹرکٹ ایسے ہوں گے، جہاں بیلٹ باکس ٹاؤن ہال پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔ لیکن ایک بات اسے اعتماد بخش رہی تھی۔ جنرل بورڈین کی شرائط ماننے کے بعد اور جنرل کے دست بردار ہونے کے بعد اس کے پاس صحیح معنوں میں جیتنے کا امکان تھا۔ لیکن وہ حقیقت پسند بھی تھا۔ جانتا تھا کہ مافیا شرنوپوف کے پیچھے ہے۔ شرنوپوف کو ہرانے کے لیے ضروری تھا کہ وہ ڈالے گئے ووٹوں کا کم از کم نصف حاصل کرے۔ اس کے لیے اس نے زدر کے کیمپ میں بھی اپنے لیے ایک حلیف ڈھونڈ نکالا تھا۔

الیکشن کا نتیجہ سامنے آنے میں کئی دن لگنے تھے۔ روس میں ابھی کمپیوٹر سے گنتی رائج نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ اسٹالن کے اس مقولے کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ اسٹالن نے کہا تھا اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ کتنے لوگوں نے ووٹ ڈالا ہے۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ ووٹ گننے والے کون ہیں۔

زیرمسکی کے ورکرز فون پر انتخاب کے غیر سرکاری نتائج اکٹھا کرنے میں لگے تھے۔ ہر طرف سے یک ہی آواز سنائی دے رہی تھی برابر کا مقابلہ ہے۔ کوئی بھی جیت سکتا ہے۔

زیرمسکی دن بھر اپنے کمرے میں بند رہتا تھا۔ اس کی ملاقاتیں چلتی رہتی تھیں۔ اور جب ملاقات نہیں ہوتی تھی تو وہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ذاتی نوعیت کی فون کالز کرتا تھا۔

"یہ تو اچھی خبر ہے اسٹیفن۔" ایسی ہی ایک کال کے دوران وہ کہہ رہا تھا۔ "اپنے کزن کا مسئلہ تم خود ہی نمٹا لو۔"

وہ اسٹیفن ایوانسکی کا جواب سن ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے ریسیور رکھا اور دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کا چیف آف اسٹاف کمرے میں داخل ہوا۔ زیرمسکی نہیں چاہتا تھا کہ ٹیٹوف کو اسٹیفن سے اس کے تعلق کا پتا چلے۔

"اخباری نمائندے آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" ٹیٹوف نے کہا۔ وہ چاہتا تھا کہ زیرمسکی کو کچھ دیر کی مصروفیت ہی میسر آ جائے۔ زیرمسکی اخباری نمائندوں کو گدھ کہتا تھا۔ ان سے اس کی آخری ملاقات گزشتہ صبح ہوئی تھی، جب وہ لوگ زیرمسکی کو کوسکی میں ووٹ ڈالتا دیکھنے آئے تھے۔ کوسکی وہ ڈسٹرکٹ تھا، جہاں زیرمسکی پیدا ہوا تھا۔

زیرمسکی نے کچھ ہچکچاتے ہوئے اقرار میں سر ہلایا۔ پھر وہ ٹیٹوف کے پیچھے سیڑھیاں اتر کر سڑک پر چلا آیا۔ اس نے اپنے اسٹاف کو سختی سے ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ کسی صحافی کو آفس میں، بلکہ بلڈنگ میں بھی داخل نہ ہونے دیں۔ صرف اس ڈر کی وجہ سے کہ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کی تنظیم افرادی قوت کے اعتبار سے کتنی کمزور اور غیر مستعد ہے۔ لیکن اس کی کامیابی کے ساتھ ہی اس کیفیت کو تبدیل ہو جانا تھا۔ قومی خزانہ اپنے اختیار میں ہو تو آدمی بہت کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن بہت سی باتیں آدمی کسی سے بھی نہیں کر سکتا۔ مثلاً اس نے اپنے چیف آف اسٹاف تک کو نہیں بتایا تھا کہ اگر وہ صدر منتخب ہو گیا تو اس کے جیتنے ہی یہ آخری الیکشن ہوگا۔ اس کے بعد اس کی زندگی میں تو روس کے عوام اپنے ووٹ کا حق استعمال نہیں کر سکیں گے۔ اس

پر غیر ملکی اخبارات اور رسائل میں جو احتجاجی آرٹیکل شائع ہوں گے، ان کی اسے کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ ان کی درآمد پر پابندی لگا دے گا۔

زیر سکی باہر آیا۔ وہاں اخباری نمائندوں کی اتنی بڑی تعداد موجود تھی جو اس نے اپنی انتخابی مہم کے آغاز کے بعد سے اب تک نہیں دیکھی تھی۔

''آپ کو اپنی فتح کی کتنی امید ہے مسٹر زیر سکی؟'' کسی نے بلند آواز میں پوچھا۔ انھوں نے اسے گڈ آفٹرنون کہنے کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔

''اگر فاتح اسے قرار دیا جائے گا، جس کے حق میں عوام کی اکثریت نے ووٹ ڈالے ہیں تو پھر میں روس کا آئندہ صدر ہوں گا۔''

''لیکن مبصرین کے بین الاقوامی پینل کا دعویٰ ہے کہ یہ روس کی تاریخ کے سب سے آزاد اور غیر جانب دارانہ انتخابات ہیں۔ کیا آپ کو اس دعوے سے اختلاف ہے؟''

''میں جیت گیا تو اس دعوے سے اتفاق کروں گا۔''

اس جواب پر صحافیوں نے قہقہے لگائے۔

''منتخب ہونے کے کتنے عرصے بعد آپ صدر لارنس سے ملاقات کے لیے امریکا جائیں گے؟''

''صدر لارنس کے ماسکو آ کر مجھ سے ملنے کے فوراً بعد۔''

''اگر آپ صدر بن گئے تو اس شخص کا کیا ہوگا، جسے سینٹ پیٹرز برگ کے فریڈم اسکوائر سے گرفتار کیا گیا تھا۔ جس پر آپ کے قتل کی سازش کا الزام ہے؟''

''اس کا فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی۔ ہاں، میں یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ اس کے ساتھ بے انصافی نہیں ہوگی۔''

زیر سکی کے انداز سے بوریت جھلکنے لگی۔ پھر بالکل ہی اچانک وہ مڑا اور بلڈنگ کی طرف پلٹ گیا۔ وہ خود پر ہونے والے سوالات کی بوچھاڑ سے بے نیاز ہو گیا تھا۔

''آپ نے بورڈین کو اپنی کابینہ میں وزارت پیش کی ہے؟''

''چیچنیا کے بارے میں آپ کی پالیسی کیا ہوگی؟''

''آپ مافیا کو اپنا ہدف بنائیں گے؟''

بوسیدہ زینے پر چڑھ کر تیسری منزل کی طرف جاتے ہوئے زیر سکی نے فیصلہ کیا کہ الیکشن میں فتح ہو یا شکست، اب وہ پریس والوں سے کبھی بات نہیں کرے گا۔ اسے امریکی صدر ٹام لارنس پر ترس آنے لگا، جس کے ملک میں صحافیوں کو اس کے برابر کا درجہ دیا جاتا تھا۔

اپنے آفس میں پہنچ کر وہ آرام کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ چند ہی لمحے بعد وہ سو رہا تھا۔ گزشتہ کئی دنوں میں وہ اس کی پہلی نیند تھی۔

☆ ☆ ☆

تالے میں چابی گھومنے کی آواز سنائی دی اور پھر کوٹھری کا دروازہ کھل گیا۔ بولشنکوف کوٹھری میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا بیگ اور ایک بوسیدہ بریف کیس تھا۔

وہ کونر کے سامنے بیٹھ گیا۔ ''میں پھر آ گیا ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں ایک بار پھر تم سے آف دی ریکارڈ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کاش اس بار یہ گفتگو ہمارے اور نتیجہ خیز ثابت ہو۔ میں بس یہ خواہش ہی کر سکتا ہوں۔''

کونر لوہے کے پلنگ پر بیٹھا تھا۔ گزشتہ پانچ دن میں اس کا وزن تیزی سے کم ہوا تھا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تم ہمارے کھانوں کے عادی نہیں ہوئے ہو۔'' بولشنکوف نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ ''لیکن مجھے اعتراف ہے کہ سینٹ پیٹرز برگ کے نچلے طبقے کے لوگوں کو بھی کروسی فکس جیل سے ہم آہنگ ہونے میں خاصا وقت لگتا ہے۔ خاص طور پر کروسی فکس کے کھانوں سے لیکن جب انھیں اندازہ ہوتا ہے کہ اب زندگی یہیں گزرنی ہے تو ہم آہنگی آسان ہو جاتی ہے۔'' اس نے سگریٹ کا ایک طویل کش لیا۔ ''بلکہ تم نے شاید حال ہی میں اخبارات میں پڑھا ہو کہ ہمارا ایک قیدی اپنے ایک ساتھی کو کھا گیا تھا۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات بھی نہیں۔ یہاں قیدی زیادہ ہیں

اور غذا کی قلت ہے۔"

کونر مسکرا دیا۔

"آہ! یعنی تم ابھی زندہ ہو۔" چیف بھی مسکرایا۔ "اب میں تمھیں بتا دوں کہ، ہماری پچھلی ملاقات کے بعد چند دلچسپ معلومات سامنے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے، تم ان کے بارے میں جاننا چاہو گے۔"

کونر نے کچھ نہیں کہا۔

بولشکوف نے بیگ اور بریف کیس فرش پر رکھ دیے۔ "نیشنل ہوٹل کے ہیڈ پورٹر کا کہنا ہے کہ اس سامان کا کوئی دعوے دار نہیں ہے۔" اس نے بیگ اور بریف کیس کی طرف اشارہ کیا۔

کونر نے سوالیہ انداز میں بھویں اُچکائیں۔

"میرا بھی خیال تھا۔ بہرحال ہم نے اسے تمہاری تصویر دکھائی تو اس نے کہا کہ بیگ تم نے ہی وہاں رکھوایا تھا۔ لیکن بریف کیس کے بارے میں اسے کچھ یاد نہیں۔ میرے خیال میں یہ تو تم جانتے ہی ہو گے کہ ان میں کیا ہے۔"

چیف نے کھٹکا دبا کر بریف کیس کھولا تو اس میں ریمنگٹن 700 نظر آئی۔

کونر بے پروائی ظاہر کرنے کے لیے سامنے دیکھتا رہا۔

"اگرچہ مجھے یقین ہے کہ تم اس طرح کی رائفل پہلے بھی استعمال کر چکے ہو۔ لیکن مجھے اس سے زیادہ یقین ہے کہ یہ مخصوص رائفل تم پہلی بار دیکھ رہے ہو۔ اس کے کیس پر پی ڈی وی کے حروف چھپے ہوئے ہیں یعنی پیٹ ڈی ویلیمرز۔ لیکن یہ سمجھنے میں کسی تازہ رنگروٹ کو بھی دشواری نہیں ہوگی کہ تمھیں پھنسایا جا رہا ہے۔"

کونر کا چہرہ بے تاثر تھا۔

بولشکوف نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لیا۔ "سی آئی اے والے ہمیں دنیا کی احمق ترین پولیس فورس سمجھتے ہیں؟ انھوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ہم مکمل حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ہم جانتے ہی نہیں کہ وہ محض کلچرل اتاشی نہیں ہے۔ وہ سی آئی اے کا تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔" اس کے لہجے میں حقارت در آئی۔ "بہرکیف میرے پاس تمہاری دلچسپی کی ایک اور خبر ہے۔" اس نے گہری سانس لی۔ "ذکرزریمسکی نے انتخاب جیت لیا ہے اور پیر کے دن وہ صدر کا عہدہ سنبھال لے گا۔"

کونر مسکرایا۔ لیکن وہ بے جان مسکراہٹ تھی۔

"تمھیں اس سے بھلائی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے۔" بولشکوف نے کہا۔ "میرے خیال میں اب تمھیں اپنی اصل کہانی مجھے سنا دینی چاہیے۔"

☆ ☆ ☆

صدر زریمسکی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں ایک لمبی میز تھی۔ اس کے داخل ہوتے ہی اس میز کے گرد بیٹھے ہوئے تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور تالیاں بجانے لگے۔ وہ اس وقت تک تالیاں بجاتے رہے، جب تک زریمسکی اسٹالن کے پورٹریٹ کے عین نیچے رکھی اپنی کرسی پر نہ بیٹھ گیا۔ اسٹالن کا وہ پورٹریٹ بطور خاص پشکن میوزیم سے منگوایا گیا تھا۔ وہاں 56ء سے یہ پورٹریٹ بدقسمتی سے دوچار تھا۔

لیکن اب اسے اس کی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ مل گئی تھی۔

زریمسکی گہرے نیلے رنگ کا سوٹ اور سفید قمیص پہنے تھا۔ ساتھ میں سلک کی سرخ رنگ کی ٹائی تھی۔ وہ میز کے گرد بیٹھے تمام لوگوں سے مختلف لگ رہا تھا۔ ان کے لباس ویسے ہی ڈھیلے ڈھالے اور بھدے تھے، جیسے کہ وہ انتخابی مہم کے دوران پہنتے رہے تھے۔

زریمسکی کا شاندار لباس ان سب کے لیے ایک پیغام تھا۔ یہ کہ ان سب کو جلد از جلد کسی اچھے درزی سے رابطہ کرنا چاہیے۔

تالیاں خاصی دیر بجتی رہیں۔ زیرسکی کو اچھا لگ رہا تھا۔ بہرحال کچھ دیر بعد اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارے سے روک دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا، جیسے اس کے روبرو عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہو۔

تالیاں رکیں تو زیرسکی نے بات شروع کی۔ ''اگرچہ سرکاری طور پر میں اگلے پیر کو صدر کی حیثیت سے چارج سنبھالوں گا۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن چند معاملات ایسے ہیں، جن میں میں فوری طور پر تبدیلی چاہتا ہوں۔'' اس نے اپنے رفقا کو دیکھا جو تنگی اور پریشانی کے عرصے میں اسکا ساتھ دیتے رہے تھے۔ اب انہیں انکی وفاداری کا صلہ ملنا چاہیے تھا۔ ان میں سے بہت سوں نے تو اس ایک لمحے کے انتظار میں پوری زندگی گزار دی تھی۔

زیرسکی کی توجہ ایک چھوٹے قد کے موٹے شخص پر مرکوز ہوگئی جو بیٹھا اپنے سامنے گھورے جا رہا تھا۔ بنیادی طور پر جوزف پلاسکوف زیرسکی کا باڈی گارڈ تھا۔ زیرسکی کے اوڈیسہ کے دورے کے دوران اس پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ اس ناکام حملے کے تین ذمے دار افراد کو جوزف پلاسکوف نے شوٹ کر دیا تھا۔ اس کے صلے میں اسے فوری طور پر ترقی دے کر پولٹ بیورو کا مستقل رکن بنا دیا گیا تھا۔ پلاسکوف میں ایک بہت بڑی خوبی تھی وہ خوبی جو زیرسکی اپنی کابینہ کے ہر رکن میں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ خوبی یہ تھی کہ وہ اس کے ہر حکم کو بجا لانا جانتا تھا۔ بس شرط یہ تھی کہ وہ اس حکم کو سمجھ جائے۔

''جوزف، تم میرے پرانے دوست ہو۔'' زیرسکی نے کہا۔ ''میں تمہیں اپنا وزیر داخلہ مقرر کر رہا ہوں۔''

میز کے گرد بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں نے بھرپور کوشش کی کہ ان کے چہرے پر نہ حیرت کا تاثر ابھرے، نہ مایوسی کا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یوکرین کے اس ٹھنڈے کے مقابلے میں وہ اس منصب کی کہیں زیادہ اہلیت رکھتے تھے۔ ان میں سے چند ایک کو تو یہ بھی شبہ تھا کہ جوزف پلاسکوف وزیر داخلہ کی ہجے بھی نہیں کر سکتا۔

پلاسکوف نے اپنے آقا کو دیکھ کر باچھیں پھیلا دیں۔ اس کا انداز اس بچے کا سا تھا، جسے اس کی توقع کے خلاف اس کا سب سے پسندیدہ کھلونا دے دیا گیا ہو۔

''جوزف، وزیر داخلہ کی حیثیت سے تمہاری پہلی ذمے داری مجرم تنظیموں سے نمٹنے کی ہوگی۔ تمہیں منظم جرائم کا خاتمہ کرنا ہوگا۔''

''مگر کیسے چیف؟''

''اس کا سب سے اچھا طریقہ نکولائی رومانوف کی گرفتاری ہے۔ نام نہاد زار، مافیا چیف نکولائی رومانوف۔ یاد رکھو، میرے عہد صدارت میں خاندانی ہو یا جرائم پیشہ، کسی زار کی گنجائش نہیں۔''

جو چہرے کچھ دیر پہلے سوگوار نظر آ رہے تھے، ان میں سے کچھ یہ سن کر روشن ہو گئے۔ ان میں شاید ہی ایسا کوئی ہو جو نکولائی رومانوف کا سامنا کرنے کی ہمت رکھتا ہو۔ اور وہ سب سمجھتے تھے کہ جوزف پلاسکوف میں بھی اتنا دم نہیں ہے۔

''میں اسے کسی الزام کے تحت گرفتار کروں؟'' جوزف نے معصومیت سے پوچھا۔

''فراڈ سے لے کر قتل عمد تک ایک طویل فہرست ہے الزامات کی۔ جو الزام چاہو لگا دو۔'' زیرسکی نے کہا۔ ''بس یہ خیال رکھنا کہ الزام سو فیصد ثابت ہونے والا ہو۔''

اب زیرسکی کی نگاہیں اپنے رفقا کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ''لیو'' اس کی نگاہیں اس شخص پر ٹھہریں، جو آنکھیں بند کر کے اس کی بات مانتا تھا، جو اس کے وفاداروں میں سب سے ممتاز تھا۔ ''میں اپنے لاء اینڈ آرڈر پروگرام کے دوسرے حصے کی ذمے داری تمہیں سونپ رہا ہوں۔''

لیو شولوف نروس نظر آ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ اسے دیا جا رہا ہے، وہ اس کے لیے انعام ہے یا سزا۔ ابھی کچھ واضح تھا بھی نہیں۔

''میں تمہیں وزیر انصاف بنا رہا ہوں۔''

سٹولوف مسکرا دیا۔

''میں یہ واضح کر دوں کہ اس وقت عدالتوں کا بہت برا حال ہے۔ جج کم ہیں اور مقدمات کا انبار ہے۔ اس کے نتیجے میں مقدمے برسوں چلتے

رہتے ہیں۔ تمہیں پہلے تو دس پندرہ ججوں کا تقرر کرنا ہوگا۔ خیال رہے کہ وہ سب پارٹی کے سینئر اور وفادار ممبر ہوں۔ اس کو ابتداء ہی میں سمجھا دینا کہ لا اینڈ آرڈر کے سلسلے میں میری دو ہی پالیسیاں ہیں۔ مقدمات مختصر ہوں اور سزائے قید طویل۔ اور میں اپنی صدارت کے ابتدائی چند روز میں ایک ایسی مثال قائم کرنا چاہتا ہوں، جس کو اخبار والے بھی اہمیت دیں۔ سب کو پتا چل جانا چاہیے کہ مجھ سے الجھنے کا کیا انجام ہوگا۔''

''اس سلسلے میں آپ کے ذہن میں کچھ ہو تو بتائیں جناب صدر۔''

''ہاں۔'' زیرمسکی نے کہا۔ ''تمہیں یاد ہوگا ''

دروازے پر دستک ہوئی۔ سب دروازے کو دیکھنے لگے۔ دیکھنا یہ تھا کہ نو منتخب صدر کی کابینہ کی پہلی میٹنگ میں مداخلت کی جرأت کس نے کی ہے۔

اگلے ہی لمحے ڈپٹی ٹیٹوف دبے قدموں کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ایک طرح سے جوا کھیلا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زیرمسکی اس میٹنگ کے دوران مداخلت پسند نہیں کرے گا۔ لیکن اسے یقین تھا کہ بات کی اہمیت کے پیش نظر زیرمسکی اس بات کو اور ناپسند کرے گا کہ مداخلت کے ڈر سے بات اسے بتائی کیوں نہیں گئی۔

ٹیٹوف نے جھک کر زیرمسکی کے کان میں کچھ کہا۔

زیرمسکی ہنسنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی ہنسنا چاہتے تھے۔ لیکن پہلے وہ وجہ سمجھنا چاہتے تھے کہ کہیں انجانے میں غلطی نہ ہو جائے۔

زیرمسکی نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا۔ ''امریکی صدر اس وقت فون پر موجود ہے۔ شاید مجھے کامیابی پر مبارک باد دینا چاہتا ہے۔''

اب وہ سب ہنسنے لگے۔

''اب تم لوگوں کے لیڈر کی حیثیت سے اگلا اہم فیصلہ جو مجھے کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ کیا میں صدر امریکا کو ہولڈ کرا دوں تین سال تک ''

وہ سب قہقہے لگانے لگے سوائے ٹیٹوف کے۔

''یا یہ کہ اس سے بات کروں۔'' زیرمسکی نے اپنی بات مکمل کی۔

اس پر رائے زنی کی کسی کو ہمت نہیں تھی۔

''ہمیں معلوم تو کرنا چاہیے کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے؟'' زیرمسکی کا لہجہ سوالیہ تھا۔

سب لوگ اثبات میں سر ہلانے لگے۔ ٹیٹوف نے ریسیور اٹھا کر زیرمسکی کی طرف بڑھا دیا۔

''مسٹر پریذیڈنٹ۔'' زیرمسکی نے مادری زبان میں کہا۔

''نہیں جناب۔'' دوسری طرف سے جواب ملا۔ ''میرا نام اینڈی لائیڈ ہے۔ میں وائٹ ہاؤس کا چیف آف اسٹاف ہوں۔ میں آپ کی صدر لارنس سے بات کراؤں؟''

''نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔'' زیرمسکی نے غصے سے کہا۔ ''اپنے صدر سے کہنا کہ اگلی بار وہ مجھے فون کرے تو لائن پر خود موجود رہے۔ کیونکہ مجھے قاصدوں اور بیچ کے لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ریسیور پٹخ دیا۔

سب لوگ پھر ہنسنے لگے۔

''ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا؟''

''آپ بھی یہ بتانے والے تھے جناب صدر کہ محکمۂ انصاف کے نئے ڈسپلن کا مظاہرہ کرنے کے لیے کس کو مثال بنایا جائے۔''

''ارے ہاں۔'' زیرمسکی نے کہا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی دوبارہ بجی۔

زیرمسکی نے اپنے چیف آف اسٹاف کو اشارہ کیا۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

''صدر زیرسکی سے بات ہو سکتی ہے؟'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''کون بات کر رہا ہے؟'' ٹیٹوف نے پوچھا۔

''ٹام لارنس۔ صدر امریکا۔''

ٹیٹوف نے ریسیور اپنے باس کی طرف بڑھا دیا۔ ''صدر امریکا کا فون ہے۔''

زیرسکی نے اثبات میں سر ہلایا اور ریسیور لے لیا۔

''یہ تمھیں ہو نا وکٹر؟''

''میں صدر زیرسکی بات کر رہا ہوں۔ آپ کون؟'' زیرسکی نے سرد لہجے میں کہا۔

''ٹام لارنس۔'' صدر امریکا نے وائٹ ہاؤس کے چیف آف اسٹاف کو دیکھا، جو ایکسٹینشن پر یہ گفتگو سن رہا تھا۔

''گڈ مارننگ۔ کہیے میں کیا کر سکتا ہوں آپ کے لیے؟''

''تمھیں تمہاری اس شاندار کامیابی پر مبارکباد دینی تھی۔'' ٹام لارنس غیر متوقع کامیابی کہنا چاہتا تھا۔ لیکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ والوں نے کہا تھا کہ اس پر زیرسکی برا مان سکتا ہے۔ ''یہ بڑا کانٹے کا مقابلہ تھا۔ لیکن سیاست میں آدمی کو اس طرح کے مسائل کا سامنا وقتاً فوقتاً کرنا ہی پڑتا ہے۔''

''مجھے آئندہ کبھی اس طرح کا مسئلہ درپیش نہیں ہوگا۔'' زیرسکی نے بے حد اعتماد سے کہا۔

لارنس کو وہ کوئی مزاحیہ بات لگی۔ مزاحیہ بات جو دانستہ مزاحیہ پیرائے میں کہی گئی ہو۔ وہ ہنس دیا۔

لیکن کریملن میں زیرسکی کے رفقا کے چہروں پر وہ ہنسی سن کر سناٹا چھا گیا تھا۔

''بولتے رہیں نا۔'' واشنگٹن میں اینڈی لائیڈ نے سرگوشی میں صدر ٹام لارنس کو بڑھاوا دیا۔

''سب سے پہلے تو میں تمھیں زیادہ بہتر طور پر سمجھنا چاہتا ہوں وکٹر۔'' ٹام لارنس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

''تو پھر سب سے پہلے تمھیں یہ سمجھنا ہوگا کہ دنیا بھر میں صرف میری ماں ہی ہے جو مجھے میرے پہلے نام سے پکارتی ہے۔''

ٹام لارنس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے نوٹس کا جائزہ لیا۔ وہ زیرسکی کا پورا نام تلاش کر رہا تھا۔ وکٹر یوینیڈووچ زیرسکی۔ ''آئی ایم سوری۔'' اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ''تم خود ہی بتا دو کہ میں تمھیں کس طرح پکاروں۔''

''کوئی اجنبی کسی شخص کو کیسے مخاطب کرتا ہے۔''

کریملن میں بیٹھے لوگ دونوں صدور کے اس پہلے مکالمے سے محظوظ ہو رہے تھے۔ جبکہ واشنگٹن میں وائٹ ہاؤس والے گفتگو کی اس نہج سے پریشان تھے۔

''کوئی مختلف لائن ٹرائی کریں جناب صدر۔'' سیکرٹری آف اسٹیٹ نے سرگوشی میں تجویز پیش کی۔

ٹام لارنس نے اینڈی لائیڈ کے تیار کردہ نوٹس کا پہلا ورق الٹا۔ ''میرا خیال ہے، ہماری پہلی ملاقات جلد ہی ہونی چاہیے۔ بلکہ میں تو اس پر حیران ہوں کہ ہمارا سامنا پہلے ہی کیوں نہیں ہو گیا۔''

''اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔'' زیرسکی نے جواب دیا۔ ''تم پچھلے جون میں ماسکو آئے تھے۔ وہاں تمہارے اعزاز میں دیے جانے والے عشائیے میں تمہارے سفارت خانے والوں نے مجھے اس اعزاز کا مستحق نہیں سمجھا۔ مجھے مدعو نہیں کیا گیا۔''

''تم تو جانتے ہی ہو کہ غیر ملکی دوروں میں آدمی کتنا بے بس ہوتا ہے۔ مقامی انتظامیہ ہی بااختیار ہوتی ہے۔'' ٹام لارنس کا لہجہ معذرت خواہانہ تھا۔

''میں دیکھنا چاہوں گا کہ اپنے سفارت خانے کے ان غیر ذمے دار افراد کے تبادلے کے بارے میں تم کیا قدم اٹھاتے ہو۔'' زیرسکی نے سرد لہجے میں کہا۔ ''خاص طور پر اپنے سفیر کے بارے میں، جو سیاسی بصیرت سے محروم ثابت ہو چکا ہے۔''

اوول آفس پر طویل خاموشی چھا گئی۔ وہاں موجود وہ تین افراد ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے، جنھوں نے اس گفتگو کے لیے متوقع جوابات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اسکرپٹ لکھ تھ۔ اب تک زیرسکی نے ایک بھی جواب ایسا نہیں دیا تھا، جو ان کی توقع پر پورا اترا ہو۔

''میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ مقامی ہو یا بیرون ملک، میں اپنے عمالوں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دوں گا کہ وہ میری خواہش کے برعکس عمل کریں۔ کسی کو یہ جرأت نہیں ہوگی۔''

''تم بہت خوش قسمت ہو۔'' ٹام لارنس نے سرد آہ بھر کے کہا۔

''میں خوش قسمتی پر انحصار کرنے کا قائل نہیں ہوں۔'' زیرسکی بولا۔ ''خاص طور پر مخالفین کے معاملے میں

لیری ہیرنگٹن بے حد پریشان اور مایوس نظر آرہا تھا۔ تاہم اینڈی لائیڈ کے اوسان سلامت تھے۔ اس نے پیڈ پر ایک سوال لکھا اور ٹام لارنس کی طرف سرکا دیا۔ ٹام لارنس نے اسے پڑھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

''میرا خیال ہے، ہمیں جلد از جلد ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے کسی ملاقات کا اہتمام کرنا چاہیے۔'' ٹام لارنس نے کہا۔

اب وائٹ ہاؤس کے عمائدین انتظار کر رہے تھے کہ ان کی پیشکش قبول کی جاتی ہے یا حقارت سے مسترد۔

''میں اس پر بہت سنجیدگی سے غور کروں گا۔'' زیرسکی نے کہا۔ اس کا جواب دونوں طرف کے عمائدین کے لیے یکساں طور پر حیران کن تھا۔ ''تم مسٹر لائیڈ سے کہو کہ وہ کامریڈ ٹیٹوف سے رابطہ کرے۔ میرے غیر ملکی دوروں کا انتظام اسی کی ذمے داری ہے۔

''میں لائیڈ سے ضرور کہوں گا۔'' صدر لارنس نے سکون کی سانس لی۔ ''دو تین دن کے اندر اینڈی لائیڈ کامریڈ ٹیٹوف سے رابطہ کرے گا۔'' وہ کہتے کہتے رکا اور لائیڈ کے بڑھائے ہوئے ایک اور نوٹ کا جائزہ لیا۔ ''اور ہاں مجھے ماسکو کا دورہ کر کے بے حد خوشی ہوگی۔''

''گڈ بائی مسٹر پریذیڈنٹ۔'' دوسری طرف سے زیرسکی نے کہا۔

''گڈ بائی مسٹر پریذیڈنٹ۔''

زیرسکی کے فون رکھتے ہی اس کے رفقا تالیاں بجانے لگے۔ زیرسکی ٹیٹوف کی طرف مڑا۔ ''اینڈی لائیڈ تمھیں فون کرے گا۔ وہ تجویز پیش کرے گا کہ میں امریکا کا دورہ کروں ''

''تو میں انکار کر دوں۔'' ٹیٹوف نے کہا۔

''نہیں۔ تم وہ تجویز قبول کر لینا۔''

ٹیٹوف اپنی حیرت چھپا نہیں سکا۔

''میں جانتا ہوں کہ ٹام لارنس کو جلد ہی اندازہ ہو جائے گا کہ اس کا واسطہ کس طرح کے آدمی سے پڑا ہے۔ مگر میں پوری امریکی قوم کو یہ دکھا دینا چاہتا ہوں کہ اب روسی قیادت کن لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ٹام لارنس کا تخفیف اسلحہ کا بل سینیٹ میں مسترد ہو جائے۔ یہ میری طرف سے ٹام لارنس کے لیے کرسمس کا تحفہ ہوگا۔''

اس کے رفقا پھر تالیاں بجانے لگے۔

چند منٹ بعد زیرسکی نے ہاتھ اٹھا کر انھیں روک دیا۔ ''خیر ہمیں پہلے اپنے اندرونی مسائل کی فکر کرنی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے عوام کو بھی یہ پتا چلنا چاہیے کہ ان کا لیڈر کتنا مضبوط آدمی ہے۔ میں ان کے لیے ایک مثال قائم کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس کے بعد کسی کو اس بارے میں کوئی شبہ نہ رہے کہ میں اپنے مخالفین سے کس طرح نمٹوں گا۔''

اس کے رفقا یہ جاننے کے لیے بے تاب تھے کہ اس مثال کے لیے اس نے کسے منتخب کیا ہے۔

زیرسکی اپنے وزیر انصاف کی طرف مڑا۔ ''مافیا کا وہ ہٹ مین کہاں ہے، جس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔''

''وہ کروسی فکس جیل میں ہے۔'' شولوف نے کہا۔ ''میرا خیال ہے، آپ بھی چاہیں گے کہ وہ ہمیشہ وہاں سڑتا رہے۔''

''نہیں بھئی۔ اتنے خوف ناک مجرم کے لیے عمر قید بہت ہلکی سزا ہے۔ وہ تو مقدمہ چلانے کے لیے آئیڈیل آدمی ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنے عوام کو بہت کچھ، بہت اچھی طرح سمجھا سکتے ہیں۔''

''لیکن پولیس کو ایسے واضح ثبوت نہیں مل سکے ہیں، جن سے پتا چلتا ہو کہ وہ ''

''ثبوت نہیں ہے تو کیا ہوا۔ ثبوت تخلیق کیا جا سکتا ہے۔'' زیرسکی نے کہا۔ ''اور اس مقدمے کو دیکھنے والوں میں صرف پارٹی کے وفادار اراکین ہوں گے۔ عام لوگ اس کی سماعت نہیں دیکھ سکیں گے۔''

''آپ کے ذہن میں جو ہے، وہ میں سمجھ گیا ہوں۔'' وزیر انصاف نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''مقدمے کی تیز ترین سماعت، ایک ایسا جج، جس کا نیا نیا تقرر ہوا ہو اور جیوری کے تمام اراکین پارٹی کے وفادار ''

''اور سزا کی نوعیت؟'' شوولف نے پوچھا۔

''سزائے موت، اور کیا۔ اور سراستائے جاتے ہی تم اخبار والوں کو کہہ دینا کہ سزائے موت پر عمل درآمد میرے سامنے ہوگا۔''

شوولف اب ہر بات لکھ رہا تھا۔ ''اور یہ کب ہونا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

زیرسکی نے اپنی ڈائری کھولی اور ورق گردانی کرنے لگا۔ وہ اپنی مصروفیات کے درمیان پندرہ منٹ کی مہلت تلاش کر رہا تھا۔ ''آئندہ جمعے کی صبح آٹھ بجے۔ اب ایک اور اہم بات۔ مسلح افواج کے مستقبل کے بارے میں میری منصوبہ بندی!'' وہ جنرل بورڈین کی طرف دیکھ کر مسکرایا، جو اس کے داہنے ہاتھ پر بیٹھا تھا۔ ابھی تک اس نے ایک بار بھی زبان نہیں کھولی تھی۔

''سب سے بڑا انعام آپ کے لیے جناب ڈپٹی صدر '' زیرسکی نے جنرل سے کہا۔

☆ ☆ ☆

نان ڈیتھ کیمپ میں قیدی کی حیثیت سے کونر نے دن گننے کے لیے ایک سسٹم وضع کیا تھا۔ وہاں ہر صبح پانچ بجے ایک وحشت ناک گارڈ ایک برتن لے کر آتا، جس میں چاول پانی میں تیر رہے ہوتے۔ وہ اس کا دن بھر کا کھانا ہوتا تھا۔ وہ ہر روز چاول کا ایک دانہ، اپنے گدے کے نیچے اور چٹائی کے اوپر ڈال دیتا۔ ساتویں دن وہ ان سات دانوں میں چھ کھا لیتا اور چاول کے ساتویں دانے کو اپنی شرٹ کی اوپر والی داہنی جیب میں رکھ لیتا۔ چار ہفتے بعد وہ اس میں سے تین دانے کھا لیتا اور چوتھے دانے کو قمیص کی بائیں جیب میں ڈال لیتا۔

وہ سسٹم کامیاب ثابت ہوا۔ جب وہ اور کرس جیکسن وہاں سے فرار ہوئے تو کونر کو معلوم تھا کہ وہ ایک سال پانچ ماہ اور دو دن کی قید کے بعد فرار ہو رہے ہیں۔

لیکن کروس فنکس جیل کی اس تنگ و تاریک کوٹھری میں جہاں اس تخت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا، جو بیڈ کے طور پر کام آتا تھا، وہ دنوں کا حساب رکھنے کا کوئی سسٹم نہیں سوچ پایا۔ چیف آف پولیس دوبارہ اس سے ملنے آچکا تھا۔ لیکن کونر نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ بلکہ اب تو وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اب کسی بھی وقت چیف کا صبر و تحمل جواب دے جائے گا۔

پھر ہوا بھی یہی۔ چیف کی دوسری آمد کے اگلے روز شام کے وقت وہی تینوں اس کی کوٹھری میں گھس آئے، جنھوں نے جیل آمد پر اس کا استقبال کیا تھا۔ ان میں سے دو نے اسے تخت سے کھینچ کر اٹھایا اور اس کرسی پر پٹخ دیا، جس پر پولیس چیف بیٹھتا تھا۔ انھوں نے اس کے دونوں ہاتھ موڑ کر اس کی پیٹھ سے لگائے اور ان میں ہتھکڑی ڈال دی۔

وہ پہلا موقع تھا کہ کونر نے ان کے ہاتھ میں وہ استرا دیکھا۔ استرے کا پھل زنگ آلود تھا۔ ان میں سے دو نے اس کا سر جھکائے رکھا۔ جبکہ تیسرے نے زنگ آلود استرے سے اس کا سر صاف کر دیا۔ اس عمل کے دوران اس کے سر پر کتنی خراشیں لگیں۔ یہ اسے پتا نہیں چلا۔ البتہ ان خراشوں میں جلن ہو رہی تھی۔ انھوں نے صابن لگانا تو دور کی بات، اس کے بال نرم کرنے کے لیے پانی لگانے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔ اس لیے خراشیں زیادہ ہی لگی تھیں۔ ان خراشوں سے خون بہہ کر اس کے چہرے پر آ رہا تھا۔ پھر وہ چہرے سے گر کر اس کی قمیص کو بھگونے لگا۔

وہ تینوں اسے کرسی پر بیٹھا چھوڑ کر چلے گئے۔

اس وقت اسے چیف کے وہ الفاظ یاد آئے، جو اس نے پہلی ملاقات میں کہے تھے "میں تشدد پر یقین نہیں رکھتا۔ یہ میرا اسٹائل نہیں ہے۔" لیکن یہ اس وقت کی بات ہے، جب زیر سکی صدر نہیں بنا تھا۔

وہ سو گیا۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کتنی دیر سویا۔ آنکھ کھلنے کا سبب یہ تھا کہ کسی نے اسے تخت سے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر پٹخ دیا تھا۔

تیسرا آدمی، جس نے اس کا سر مونڈا تھا، اس کے ہاتھ میں اب استرے کی جگہ ایک لمبی اور موٹی سوئی تھی۔ جس بے پروائی اور بے رحمی سے اس نے اس کا سر مونڈا تھا، اسی بے پروائی اور بے رحمی سے اس کی بائیں کلائی پر قیدی نمبر 12995 گود ڈالا۔

یہ احساس اور اذیت ناک تھا کہ اب وہ نام نہیں، محض ایک نمبر ہے۔

وہ تیسری بار آئے تو انھوں نے دھکیل کر اسے کوٹھری سے نکالا۔ لمبی تاریک راہ داری میں چلتے ہوئے وہ یہ سوچنے سے گریز کر رہا تھا کہ اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ کیونکہ اس جیل میں آنے کے بعد وہ اپنے زرخیز تخیل سے گھبرانے لگا تھا۔

اسے یاد آیا۔ اس کے میڈل آف آنر کے ساتھ سند پر کیا عبارت لکھی تھی   لیفٹیننٹ فنر جیرالڈ نے اپنے آدمیوں کی جس بے خوفی سے قیادت کی اور جس طرح اس نے شمالی ویت نام کی ایک جیل سے فرار ہوتے ہوئے اپنے ایک ساتھی کی مدد کی، وہ جنگی شجاعت کا ایک یادگار واقعہ ہے۔

لیکن کوزر جانتا تھا کہ بے خوف کوئی نہیں ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ اس نے تان ذنہ کیمپ جیل میں ایک سال پانچ ماہ اور دو دن کی قید جھیلی تھی۔ مگر اس وقت وہ صرف 22 سال کا تھا   اور 22 سال کی عمر میں آدمی خود کو غیر فانی سمجھتا ہے۔

وہ لوگ اسے راہ داری میں گھسیٹتے ہوئے باہر لائے۔ دھوپ میں آتے ہی اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ بینائی بحال ہوئی تو اس نے قیدیوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کو دیکھا، جو پھانسی گھاٹ تیار کر رہا تھا۔

کوزر کی عمر اب 51 سال تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ اب وہ فانی ہے!

☆ ☆ ☆

جوآن جینٹ لینگلے میں ایک ایک دن شمار کر رہی تھی۔ وہاں کی ڈیوٹی اس کے لیے سزائے قید سے کم نہیں تھی۔

اپنی کار پارکنگ لاٹ میں کھڑی کرکے وہ لائبریری کی طرف بڑھ گئی۔ رجسٹر پر دستخط کرنے کے بعد وہ آہنی سیڑھی چڑھ کر ریفرنس سیکشن میں گئی۔ وہاں اسے نو گھنٹے کی ڈیوٹی کرنی تھی۔ بس رات بارہ بجے کھانے کے لیے ایک بریک ملتا تھا۔

اس کا کام مشرق وسطیٰ سے ای میل کے ذریعے موصول ہونے والے اخباری تراشوں کا جائزہ لینا تھا۔ وہ یہ دیکھتی کہ ان میں کہیں امریکا کا تذکرہ ہے۔ اور اگر وہ تذکرہ اہم ہوتا تو وہ کمپیوٹر کے ذریعے اسے کاپی کر لیتی۔ پھر وہ کاپی تیسری منزل پر اپنے باس کو بھجوا دیتی۔ بس صبح کے وقت اپنی ڈیوٹی پر آتا تھا۔ وہ ان تراشوں کو دیکھتا اور ان کے بارے میں فیصلہ کرتا۔

وہ بہت بے زار کن اور دماغی طور پر تھکا دینے والا کام تھا۔ کئی بار اس نے سوچا کہ وہ استعفا دے دے۔ لیکن وہ نک گوٹن برگ کو یہ خوشی دینا نہیں چاہتی تھی۔

کھانے کے وقفے سے ذرا پہلے ہی جوآن کو استنبول نیوز کی وہ سرخی نظر آئی   مافیا کا قتل عدالت میں! جوآن کے ذہن میں مافیا کے ساتھ صرف اٹلی کا تصور ابھرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تفصیل پڑھ کر اسے حیرت ہوئی۔ خبر جنوبی افریقہ کے ایک دہشت گرد کے بارے میں تھی، جس پر روس کے صدر پر قاتلانہ حملے کی کوشش کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔

وہ اس خبر میں مزید دلچسپی ہرگز نہ لیتی۔ لیکن پھر اس کی نظر قاتل کے اسکیچ پر پڑ گئی۔ اس کی سانسیں رکنے لگیں۔

تب جوآن نے فاطمہ عثمان کی وہ خبر تفصیل سے پڑھی۔ فاطمہ عثمان استنبول نیوز کی نامہ نگار برائے مشرقی یورپ تھی۔ اس خبر میں فاطمہ نے دعویٰ

کیا تھا کہ ماسکو میں زیرِ سکی کے ایک بڑے جلسے سے خطاب کے دوران وہ اس پیشہ ور قاتل کے ساتھ بیٹھی تھی۔

کھانے کا وقفہ گزر گیا۔ مگر اس رات جوآن اپنی سیٹ سے نہیں اٹھی!

☆ ☆ ☆

جیل کے صحن میں کھڑے کوزنے ناممکل سپانس گھاٹ کا جائزہ لیا۔ اسی وقت وہاں ایک گاڑی آ کر رکی۔ اسے گھسیٹ کر باہر لانے والوں نے اسے اس گاڑی کی عقبی سیٹ پر دھکیل دیا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ پچھلی سیٹ پر چیف آف پولیس موجود ہے۔

لیکن اصل شاک تو بوشکوف کو لگا تھا۔ کیونکہ وہ کوزنشر جیراللہ کو پہچان ہی نہیں سکا تھا۔ گنجا ہو کر وہ بالکل ہی تبدیل ہو گیا تھا۔

کار گیٹ سے گزر کر جیل کی حدود سے نکل گئی۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ گاڑی دائیں جانب موڑی گئی اور اب دریا کے کنارے پچاس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی تھی۔

تین پل عبور کرنے کے بعد کار بائیں جانب موڑی گئی۔ پھر چوتھا پل آیا اور اس کے بعد گاڑی شہر میں داخل ہو گئی۔ کوزکھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔ گاڑی اب برمنگھم کے سامنے سے گزر رہی تھی۔ فٹ پاتھ پر لوگ آ جا رہے تھے۔ انھیں دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ اس کے نزدیک اس کی آزادی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ کچھ دیر کی مزید ڈرائیو کے بعد گاڑی پیلس آف جسٹس کے سامنے رکی۔ ایک پولیس مین نے دروازہ کھولا۔ اگر کوز کے ذہن میں فرار ہونے کا کوئی خیال تھا بھی تو وہاں پچاس پولیس والوں کو موجود دیکھ کر وہ اسے بھول گیا ہوگا۔

وہ عمارت میں داخل ہو گئے۔ فرنٹ ڈیسک پر ایک آفیسر نے اس کی کلائی پر گودا ہوا نمبر دیکھا۔ 12995۔ پھر اسے اپنے پاس نوٹ کیا۔ اس کے بعد اسے ماربل کی اس راہداری میں لے جایا گیا، جہاں دو اونچے بھاری دروازے تھے۔

وہ قریب پہنچے تو دروازے کھل گئے۔ تب اس نے دیکھا کہ وہ کورٹ روم ہے۔ اور کورٹ روم لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

اس نے ان چہروں کو دیکھا۔ اسے حیرت ہوئی۔ وہ سب اسی کے منتظر تھے۔

☆ ☆ ☆

پراسرار خزانہ

پُر اسرار خزانہ۔۔۔ کہانی ہے ایک حیرت و اسرار میں ڈوبی ہوئی رومانوی داستان کی، جسکا آغاز ہزاروں سال قبل ٹیکسلا (پاکستان) کے محلات (آج کے کھنڈرات) میں ہوا اور اختتام تبت کے پراسرار جنگلوں اور پہاڑوں میں۔ یہ کہانی گھومتی ہے نسائی محبت اخلاص اور ہمدردی کے جذبات کے گرد، اور اسے سنگین بناتی ہے انسان کی لالچ، طمع اور خود غرضی کے جذبے۔ ایک بے قرار، بھٹکتی روح کو سکون اور چین دینے کے لیے کیے گئے دشوار گزار سفر کی داستان، جس میں کچھ لوگوں کے پیشِ نظر ایک بیش بہا خزانہ بھی تھا۔ پراسرار خزانہ کو **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

جوآن کمپیوٹر میں سرچ کر رہی تھی موضوع تھا زیرمسکی پر قاتلانہ حملہ!

جتنی بھی پریس رپورٹس تھیں، سب ایک نکتے پر متفق تھیں۔ اور وہ یہ تھا کہ جس شخص کو گرفتار کیا گیا، اس کا نام پیٹ ڈی ویلیئرز تھا۔ اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے تھا۔ وہ پیشہ ور قاتل تھا اور روسی مافیا نے زیرمسکی کو ختم کرنے کے لیے خطیر معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔

پیٹ ڈی ویلیئرز کے سامان میں یک رائفل بھی برآمد ہوئی تھی۔ وہ ویسی ہی رائفل تھی، جس سے دو ماہ پہلے کومبیا کے صدارتی امیدوار ریکارڈو گزمین کو قتل کیا گیا تھا۔

ترکی کے اخبار نے پیٹ ڈی ویلیئرز کا جو پنسل اسکیچ شائع کیا تھا، جوآن نے اسے اپنے کمپیوٹر کے اسکرین پر بڑا کیا۔ پھر اس نے اس کی آنکھوں کو زوم ان کیا اور رائف سائز میں دیکھا۔ اس شخص کی شناخت کے بارے میں اس کے ذہن میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

جوآن نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ دو بج کر کچھ منٹ ہوئے تھے۔ اس نے ریسیور اٹھایا اور وہ نمبر ملایا، جو وہ کبھی بھول نہیں سکتی تھی۔

دوسری طرف سے کسی نے نیند بھری آواز میں پوچھا۔ ''کون؟''

جوآن نے کہا۔ ''بہت اہم بات ہے۔ مجھے تم سے ملنا ہے۔ ابھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے کے اندر میں تمہارے گھر آ رہی ہوں۔'' اور یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

چند منٹ بعد کہیں، کسی اور کی ٹیلی فون کی گھنٹی نے جگایا۔ جاگنے والا بڑی توجہ سے سنتا رہا۔ پھر بولا۔ ''ہمیں اپنے طے شدہ پروگرام پر شیڈول سے چند روز پہلے عمل کرنا ہوگا۔''

☆ ☆ ☆

کوزکٹہرے میں کھڑا کورٹ روم کا جائزہ لے رہا تھا۔ سب سے پہلے اس نے جیوری کے اراکین کو دیکھ بارہ اچھے اور سچے انسان؟ نہیں ایسا کوئی امکان نہیں۔ اس نے فیصلہ کیا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ بلکہ وہ نہ دیکھنے کی شعوری کوشش کر رہے تھے، کوزنے سمجھ لیا کہ ان کی جانچ پڑتال نہیں ہوئی۔ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ وہ سب منتخب لوگ تھے۔

لمبا سیاہ گاؤن پہنے، یک شخص بغلی دروازے سے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں موجود تمام لوگ احتراماً کھڑے ہو گئے۔ وہ ڈائس کے وسط میں رکھی اس اونچی چرمی کرسی پر بیٹھ گیا، جس کے عین اوپر صدر زیرمسکی کا بہت بڑا پورٹریٹ دیوار پر نصب تھا۔

کلرک اپنی جگہ سے تھا اور اس نے روسی زبان میں ملزم کے خلاف استغاثہ پیش کیا۔ کارروائی کوز کی سمجھ میں بالکل نہیں آئی۔ اس سے یہ پوچھا بھی نہیں گیا کہ وہ کس نداز میں اپنا دفاع چاہتا ہے۔

کلرک اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ تب ڈائس کے نیچے موجود بنچ پر سے ایک ادھیڑ عمر آدمی اٹھا اور جیوری سے خطاب کرنے لگا۔ وہ پراسیکیوٹر تھا۔

پراسیکیوٹر نے تفصیل سے بتایا کہ ملزم کو کس طرح اور کن حالات میں گرفتار کیا گیا۔ اس نے بتایا کہ ملزم پیٹ ڈی ویلیئرز کئی دن سے مسلسل وکٹر زیرمسکی کا تعاقب کر رہا تھا، جو اپنی انتخابی مہم کے سلسلے میں مصروف تھا۔ اس نے جیوری کو بتایا کہ کس طرح وہ رائفل ملی، جس کی مدد سے ملزم ان کے محبوب صدر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ وہ یک ہوٹل کی لابی میں اس کے سامان کے ساتھ موجود تھی۔

''ملزم کا پیشہ ورانہ غرور اور اس کی خودنمائی اسے لے ڈوبی۔'' پراسیکیوٹر کہہ رہا تھا۔ ''رائفل جس کیس میں تھی، اس پر اس کے نام کے حروف چھپے ہوئے تھے۔ میں چاہتا ہوں می لارڈ کہ رائفل اور وہ کیس اراکین جیوری خود دیکھ لیں۔''

''اجازت ہے۔'' جج نے کہا۔

جیوری کے اراکین کو رائفل اور اس کا کیس دکھایا گیا۔

''اس سے بڑا ثبوت کاغذ کا وہ ٹکڑا ہے جو ملزم کے پرس سے برآمد ہوا ہے۔ اس سے جنیوا کے ایک مخصوص بینک اکاؤنٹ میں دس لاکھ امریکی ڈالر کی رقم کا ٹرانسفر ہونا ثابت ہوتا ہے۔''

جیوری کے اراکین کے ملاحظے کے لیے یہ ثبوت بھی پیش کیا گیا۔

''میں سینٹ پیٹرز برگ کی پولیس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جس کی مستعدی اور چوکنے پن نے اس بہیمانہ اور سفاکانہ جرم کو ارتکاب سے پہلے ہی روک دیا۔ انھوں نے ایک خطرناک پیشہ ور قاتل کو ناکام بنا کر قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ اس کے لیے قوم سینٹ پیٹرز برگ کے چیف آف پولیس کی شکر گزار ہے۔''

جیوری کے اراکین اثبات میں سر ہلائے جا رہے تھے۔

''تفتیش کے دوران ملزم سے جب بھی یہ پوچھا گیا کہ کیا مافیا نے اس قتل کے لیے اس کی خدمات حاصل کی تھیں، تو اس نے ہر بار جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اب اس کی خاموشی کا مطلب کیا ہے، یہ آپ خود سمجھ لیں۔ میں تو بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ان شواہد کو دیکھنے اور سننے کے بعد اس کیس کا ایک ہی فیصلہ ہو سکتا ہے اور ایک ہی سزا سنائی جا سکتی ہے۔ یہ ملزم درحقیقت انسانیت کا مجرم ہے۔'' یہ کہہ کر پراسیکیوٹر مسکرایا، اس نے معنی خیز نظروں سے جج کو دیکھا اور اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔

کوزر نے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید اس کے لیے کسی وکیل صفائی کا بندوبست کیا گیا ہوگا۔ مگر وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اس کا وکیل اس کا دفاع کیسے کرے گا، جبکہ اس سے اس کی ملاقات تک نہیں ہوئی ہے۔

جج نے بنچ کی دوسری طرف دیکھتے ہوئے سر سے اشارہ کیا۔

اس اشارے پر ایک جوان آدمی جیوری سے خطاب کے لیے کھڑا ہوتا تھا۔ اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ ابھی وہ اپنی قانون کی تعلیم مکمل نہیں کر سکا ہے۔ شاید اسے قبل از وقت پریکٹس کرائی جا رہی تھی۔

اور اس کا خطاب بے حد مختصر تھا۔ ''میرا موکل اپنا دفاع نہیں کرنا چاہتا۔'' اس نے صرف اتنا کہا اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

جج نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور جیوری کے فورمین کی طرف متوجہ ہوا۔ فورمین ایک بے حد سنجیدہ طبع شخص تھا اور جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تم نے استغاثہ کا کیس سنا، ثبوت دیکھے۔ اب بتاؤ تمہاری ملزم کے بارے میں کیا رائے ہے؟'' جج نے فورمین سے کہا۔

فورمین کو اس اسکرپٹ میں صرف سہ لفظی مکالمہ دیا گیا تھا۔ ''یہ مجرم ہے۔'' اور اس نے اس سلسلے میں اراکین جیوری سے رائے لینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔

جج نے پہلی بار کوزر کو دیکھا۔ ''جیوری نے متفقہ فیصلہ سنا دیا ہے۔ لہٰذا مجھے اب صرف سزا سنانی ہے۔ اور یہ کچھ مشکل نہیں۔ تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کے بعد تمہیں صرف ایک سزا دی جا سکتی ہے۔'' اس نے کچھ توقف کیا اور چند لمحے کوزر کو گھورتا رہا۔ پھر وہ بولا۔ ''میں تمہیں سزائے موت سناتا ہوں۔ سزائے موت، پھانسی کے ذریعے۔''

کوزر سانس لینا بھی بھول گیا۔ یہ کس طرح کی عدالت ہے، یہ کیسی سماعت ہوئی ہے۔ اس نے سوچا۔

مگر ابھی ایک اور حیرت اس کی منتظر تھی۔

جج نے وکیل صفائی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''تم اس سزا کے خلاف اپیل کرنا چاہتے ہو؟''

''نہیں جناب۔'' وکیل صفائی نے بے جھجک کہا۔

''بس تو سزا پر عمل درآمد جمعے کی صبح آٹھ بجے ہوگا۔'' جج نے کہا۔

اب کوزر کو صرف اس بات پر حیرت تھی کہ سزائے موت پر عمل درآمد کے لیے جمعے تک کا انتظار کیوں کیا جا رہا ہے؟ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا ایک بے حد اہم سبب ہے!

☆ ☆ ☆

ریفرنس روم سے نکلنے سے پہلے جوآن نے کئی اور آرٹیکل چیک کیے۔ تاریخیں وہی تھیں، جن میں کوزملک سے باہر رہا تھا۔ کولمبیا کے ٹرپ کی بھی اور سینٹ پیٹرز برگ کے ٹرپ کی بھی۔ اسے کوزکا محاورہ یاد آگیا ...اتفاقات اتنے تواتر سے رونما نہیں ہوتے۔ اگر ہوتے نظر آئیں تو سمجھ لو کہ کوئی گڑبڑ ہے۔

تین بجے تک وہ تھک کر نڈھال ہو چکی تھی اور اپنی اس جاسوسی کے نتیجے میں جو معلومات اسے حاصل ہوئی تھیں، اب وہ سوچ رہی تھی کہ میگی کو ان کے بارے میں بتانا نہ تو آسان ہے، نہ ہی خوش گوار۔ اگر سینٹ پیٹرز برگ میں جس شخص پر مقدمہ چلنے والا تھا، وہ کوز ہی تھا تو اب اسے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ ترکی کے وہ اخبار چند روز پرانے تھے۔

جوآن نے کمپیوٹر کو شٹ ڈاؤن کیا اور اپنی میز کی دراز میں لاک کر دیں۔ کاش، باس اس بات پر دھیان نہ دے کہ اس کا ای میل کا ان باکس تقریباً خالی ہے۔

سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آئی۔ اس نے باہر نکلنے والے دروازے کے سیکورٹی کنٹرول میں اپنی برقی پاس کی لگا کر دروازہ کھولا۔ اس وقت تک علی الصبح کی شفٹ والے ملازمین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

جوآن نے اپنی براؤن نو کار پارکنگ لاٹ سے نکالی۔ ہیڈ لائٹس آن کر کے اس نے کار کو جارج واشنگٹن پارک وے پر موڑا۔ شام کو جو برفانی طوفان آیا تھا، اس کی نشانی برف کی چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں سڑک پر موجود تھیں۔ ہائی وے اسٹاف صبح کے ٹریفک کے لیے انہیں صاف کرنے میں مصروف تھا۔

عام حالات میں جوآن کو واشنگٹن کی سنسان سڑکوں پر اس وقت ڈرائیو کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔ اس شہر میں تاریخ امریکا کی اہم ترین یادگاریں موجود تھیں، جنہیں وہ سراہتی تھی۔ سکول میں تعلیم کے دوران اس کی ٹیچر اپنی کلاس کو واشنگٹن، جیفرسن لنکن اور روز ویلٹ کے یادگار واقعے سنایا کرتی تھی۔ امریکا کے ان ہیروز کو جوآن پرستش کی حد تک چاہتی تھی اور اس پرستش ہی کی وجہ سے کسی پبلک سروس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنا اس کا خواب بن گیا تھا۔

منی سوٹا یونیورسٹی میں گورنمنٹ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے ایف بی آئی اور سی آئی اے، دونوں محکموں میں تقرری کے لیے درخواست فارم بھرے تھے۔ اسے دونوں جگہ سے انٹرویو لیٹر موصول ہوئے تھے۔ لیکن کوزفشر جیرالڈ سے ملنے کے بعد اس نے ایف بی آئی میں انٹرویو دینے کی زحمت ہی نہیں کی۔ کوز نے اسے بہت زیادہ متاثر کیا تھا۔ وہ ایک ایسا شخص تھا جو ایک لا حاصل جنگ سے میڈل لے کر لوٹا تھا۔ لیکن اس کی طبیعت میں عاجزی اور انکسار ایسا تھا کہ وہ کبھی اس میڈل کا حوالہ نہیں دیتا تھا۔ اسے کسی ستائش کی ضرورت تھی نہ صلے کی پروا۔ اس نے عظمت کمائی تھی۔ لیکن وہ خود نمائی کا قائل نہیں تھا۔ کبھی جوآن یہ سب کہتی تو کوز بس ہنس دیتا۔ ”جوآن تم بے حد جذباتی ہو۔“ وہ بے پروائی سے کہتا۔

صدر ٹام لارنس نے کوز سے فون پر بات کرتے ہوئے ٹھیک ہی کہا تھا امریکا میں چھپے ہوئے ہیروز کو اس طرح نہیں سراہا جاتا۔ جیسا کہ ان کا حق ہے کھلے ہیروز کے تو گیت گائے جاتے ہیں۔ مگر خفیہ کام کرنے والوں کے کارنامے پس پردہ ہی رہ جاتے ہیں۔ اب جوآن سوچ رہی تھی کہ وہ میگی سے کہے گی کہ وہ فوری طور پر وائٹ ہاؤس سے رابطہ کرے۔ کیونکہ صدر ٹام لارنس نے بہ نفس نفیس کوز سے بات کر کے اسے وہ اسائنمنٹ قبول کرنے کو کہا تھا۔

اس وقت جوآن سینٹ کے دماغ میں سوچوں کا ہجوم تھا، جنہیں وہ ترتیب دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسی وقت ہرے رنگ کے ایک بڑے ٹرک نے اس کی کار کو اوور ٹیک کیا۔ مگر پوری طرح اوور ٹیک کرنے سے پہلے ہی وہ اس لین کی طرف جھکنے لگا جس میں وہ سفر کر رہی تھی۔

جوآن نے ہائی بیم لائٹ فلیش کر کے اشارہ دیا۔ لیکن اس کی توقع کے برعکس ٹرک ڈرائیور نے اسے نظر انداز کر دیا۔ وہ اسی لین کی طرف جھکتا رہا۔

جوآن نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ پھر وہ بڑی احتیاط سے اپنی کار کو درمیانی لین میں لے آئی۔ مگر ٹرک اسی طرف مزید جھکنے لگا۔ وہ اس کی گاڑی کو دباتے ہوئے گویا اسے تیزی سے بائیں جانب والی لین میں جانے پر مجبور کر رہا تھا۔

جوآن کو ایک لمحے میں فیصلہ کرنا تھا کہ وہ بریک لگائے یا ایکسیلیٹر پر پورا دباؤ ڈالتے ہوئے اس احمق ڈرائیور کے ٹرک سے آگے نکل جائے۔ فیصلہ کرنے سے پہلے اس نے ایک بار پھر عقب نما آئینے میں دیکھا۔ مگر اس بار وہ یہ دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی کہ اس کے عین پیچھے ایک سیاہ رنگ کی بڑی مرسڈیز موجود تھی، جو تیز رفتاری سے اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ وہ اس وقت اس مقام پر تھی جہاں ہائی وے بائیں جانب گھومتا تھا۔

اس نے تیزی سے ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ٹرک کی رفتار بھی بڑھ گئی۔ اس کی وجہ سے اس کے لیے ٹرک کو اوور ٹیک کرنا ممکن نہیں رہا۔

اب جوآن کے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ گاڑی کو بائیں جانب گھمائے۔ اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ سیاہ مرسڈیز تقریباً اس کے بمپر کو چھوتی ہوئی چل رہی تھی۔

جوآن کو اپنا دل حلق میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ ٹرک اور مرسڈیز والے مل کر ایک اسکیم کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اس نے رفتار کم کرنے کی کوشش کی تو یہ لگا کہ مرسڈیز اسے روندتی ہوئی نکل جائے گی۔ چنانچہ اس نے دوبارہ ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا۔ اس کی کار ایک دم اچھل کر آگے بڑھی۔ پسینہ اب اس کی پیشانی سے پانی کی طرح بہہ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں آ رہا تھا۔

اب وہ ٹرک کے متوازی چل رہی تھی۔ مگر ایکسیلیٹر کو آخری حد تک دبانے کے باوجود ٹرک سے آگے نکل جانا اس کے بس میں ممکن نہیں تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ٹرک کی رفتار بھی بڑھ گئی تھی۔ اس نے اچھلتے ہوئے ٹرک ڈرائیور کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ دانستہ اسے نظر انداز کر رہا تھا اور ٹرک کو مسلسل بائیں جانب دبا رہا تھا۔ اس کے نتیجے میں جوآن کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ رفتار کم کر کے اپنی کار کو ٹرک کے پیچھے رکھے۔ اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ وہاں مرسڈیز اس کی گاڑی سے بالکل چپک کر چل رہی تھی۔

وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اب کیا کرے۔ مگر اسی وقت ٹرک کا کیرئیر متحرک ہوا اور ٹرک پر لدی ہوئی ریت سڑک پر ڈھیر ہونے لگی۔ جوآن نے گھبرا کر تیزی سے بریک لگایا۔ لیکن اتنی تیز رفتاری میں بریک لگنے کی وجہ سے گاڑی اس کے قابو سے باہر ہو گئی۔ وہ برف کی ڈھیری سے پھسلتی ہوئی، گھاس کے قطعے سے گزرتی ہوئی اس جنگلے کی طرف لپکی، جس کے دوسری طرف کافی نیچے دریا تھا۔ ایک لمحے میں گاڑی جنگلے سے ٹکرائی اور اسے توڑتے ہوئے دریا میں گرنے لگی۔ پانی سے گاڑی یوں ٹکرائی، جیسے کوئی بڑا پتھر۔ پھر ایک لمحے تو وہ پانی پر تیرتی رہی۔ اس کے بعد ڈوبنے لگی۔ پانی پر چند لمحے بلبلے نظر آئے۔ پھر وہ بھی غائب ہو گئے۔ اوپر سڑک پر اور گھاس پر، جنگلے تک پہیوں کی رگڑ کے نشانات کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

ٹرک اب اپنی گرتی ہوئی ریت دوبارہ اٹھا رہا تھا۔ ایک منٹ بعد وہ اسٹارٹ ہوا، بیچ کی لین میں آیا اور مناسب رفتار سے چلنے لگا۔ ایک لمحے بعد مرسڈیز نے ہیڈ لائٹس فلیش کیں اور اوور ٹیک کر کے ٹرک سے آگے نکل گئی۔

عقب میں کافی دور دو کاروں کے ڈرائیوروں نے جوآن کی کار کو بے قابو ہو کر جنگلا توڑتے دیکھا تھا۔ انھوں نے جائے وقوعہ پر گاڑیاں روکیں۔ ایک ڈرائیور اترا اور اس نے ٹوٹے ہوئے جنگلے کے پاس جا کر نیچے دریا کی طرف دیکھا۔ لیکن وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ دوسرے ڈرائیور نے ٹرک کا نمبر نوٹ کیا اور پولیس مین کی طرف بڑھا دیا، جو ابھی ابھی جائے وقوعہ پر پہنچا تھا۔

پولیس مین چند لمحے نمبر کو دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر فکر مندی کا تاثر تھا۔ ”سر آپ کو یقین ہے کہ آپ سے نمبر نوٹ کرنے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی؟“ اس نے نمبر نوٹ کرنے والے سے پوچھا۔

”نہیں۔ نمبر پلیٹ پر یہی نمبر تھا۔ کیوں؟“

”واشنگٹن ہائی وے ڈیپارٹمنٹ اس طرح کا نمبر جاری نہیں کرتا۔“

کوئر کو پچھلی نشست پر دھکیل دیا گیا۔ وہاں اس بار بھی چیف آف پولیس اس کا منتظر تھا۔ کرومی فکس جیل واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔

اس بار کوئر بولشکوف سے ایک سوال پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔ ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ مجھے لٹکانے کے لیے جمعے تک انتظار کی زحمت کیوں گوارا کر رہے ہیں؟“

"تم خوش قسمت ہو۔" بوشنکوف نے جواب دیا۔ "ہمارے عزت مآب صدر صاحب تمہاری موت کا منظر دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور جمعے کی صبح سے پہلے انھیں اس نظارے کے لیے پندرہ منٹ کی فرصت میسر نہیں ہے۔"

کونر کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ کھلی۔

"مجھے خوشی ہے مسٹر فٹز جیرالڈ کہ بالآخر تمھیں اپنی کھوئی ہوئی گویائی مل گئی۔" بوشنکوف نے سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ تمہارے لیے یہ جاننے کا وقت آ گیا ہے کہ بچت کی ایک صورت موجود ہے۔"

☆ ☆ ☆

مارک ٹوئین نے ایک بار ایک دوست کے بارے میں کہا تھا۔ اگر وہ کبھی وعدے کے مطابق نہ پہنچ سکے تو سمجھ لینا کہ وہ مر چکا ہے۔'

چار بج چکے تھے۔ میگی ہر چند منٹ بعد گھڑی دیکھتی تھی۔ ساڑھے چار بجے تو اس نے سوچا کہ کہیں اس نے تو نہیں کہ فون ریسیو کرتے وقت نیند میں ہونے کی وجہ سے، جوآن نے کہا کچھ ہو اور اس نے سنا کچھ اور ہو۔

پانچ بجے اس نے فیصلہ کیا کہ جوآن کو اس کے گھر کے نمبر پر فون کیا جائے۔ اس نے فون کیا۔ دوسری طرف گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ لیکن فون ریسیو نہیں کیا گیا۔

اس ناکامی کے بعد اس نے جوآن کی کار کا نمبر ملا دیا۔ اس نمبر پر ریکارڈڈ پیغام ملا یہ نمبر عارضی طور پر بند ہے۔ کچھ دیر بعد ٹرائی کریں۔

میگی بے چین اور پریشان ہو کر ٹہلنے لگی۔ اسے یقین تھا کہ جوآن کونر کے بارے میں کوئی خبر سنانا چاہتی تھی۔ اور وہ کوئی بہت اہم بات ہوگی۔ ورنہ وہ اسے رات کو دو بجے سوتے میں نہ اٹھاتی۔ کیا بات ہو سکتی ہے؟ کیا کونر نے جوآن سے رابطہ کیا ہے؟ یا جوآن کو پتا چل گیا کہ کونر اس وقت کہاں ہے؟ یا وہ بتانا چاہتی ہوگی کہ کونر کب آ رہا ہے؟ وہ سوچتی رہی۔ حالانکہ سوچنا لاحاصل تھا۔ جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ جواب تو جوآن ہی دے سکتی تھی۔

چھ بج گئے۔ لیکن جوآن نہیں آئی۔ اب میگی نے سمجھ لیا کہ یہ ایمرجنسی کا معاملہ ہے۔ اس نے بالکل درست وقت جاننے کے لیے ٹی وی کا سوئچ آن کیا۔ اسکرین پر چارلی گبسن کا چہرہ نظر آیا۔ "اب ہم کرسمس کی آرائش کے چند ایسے طریقوں پر بات کریں گے، جو آپ بچوں کی مدد سے مکمل کر سکتی ہیں۔ لیکن اس سے پہلے صبح کی خبروں کے لیے کیون نیومین"

خبریں شروع ہو گئیں۔ لیکن میگی اضطراب کے عالم میں ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر ٹہلے جا رہی تھی۔ نیوز ریڈر کہہ رہا تھا کہ صدر ٹام لارنس کے تخفیف اسلحہ بل کو سینٹ میں یقینی شکست کا سامنا ہے۔ اور اس کی واحد وجہ روس میں صدارتی انتخاب میں وکٹر زریمسکی کی کامیابی ہے۔

میگی اس وقت اس اصول کو توڑنے کے امکانات پر غور کر رہی تھی، جو اس نے کبھی نہیں توڑا تھا یعنی جوآن کو لینگلے میں فون نہ کرنے کا اصول، مگر اسی لمحے اسے اسکرین پر ایک بڑا اثر نظر آیا اور ساتھ ہی کیون نیومین کی آواز جی ڈبلیو پارک وے کے حادثے میں ریت بردار ٹرک اور فاکس ویگن ملوث ہیں۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ فوکس ویگن کا ڈرائیور ڈوب کر ہلاک ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں عینی شاہد کی رپورٹ ساڑھے چھ بجے ملاحظہ کریں۔

خبریں جاری تھیں۔ میگی نے اپنے لیے کورن فلیک بنایا۔ لیکن اس سے کھایا نہیں جا رہا تھا۔

اسکرین پر اینڈی لائیڈ بتا رہا تھا کہ روس کے صدر زریمسکی نے اعلان کیا ہے کہ وہ کرسمس سے قبل واشنگٹن کا سرکاری دورہ کریں گے۔ صدر ٹام لارنس نے اس خبر کو خوش آئند قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ دورہ امریکی سینٹ کے اراکین کو یقین دلائے گا کہ زریمسکی امریکا کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے حامی ہیں۔ ایک رپورٹر کہہ رہا تھا۔ تاہم سینٹ کے اکثریتی لیڈر کا کہنا ہے کہ زریمسکی کے امریکی سینٹ کے خطاب کے بعد ہی صورت حال واضح ہوگی۔

میگی نے ایک آہٹ سنی اور باہر ہال میں گئی۔ وہاں فرش پر سات لفافے پڑے تھے جو دروازے کی نچلی درز سے اندر ڈالے گئے تھے۔ وہ انھیں

چیک کرتے ہوئے کچن میں چلی آئی۔ ان میں سے چار کورز کے لیے تھے۔ وہ باہر گیا ہوا ہوتا تھا تو وہ اس کے خط کبھی نہیں کھولتی تھی۔ پانچواں ایک بل تھا۔ چھٹے پر ٹیڑھا ٹیڑھا پتا دیکھ کر اس نے سمجھ لیا کہ وہ ڈیکلان اوکیسی کی طرف سے موصول ہونے والا کرسمس کارڈ ہے۔ آخری لفافے پر جو تحریر تھی، وہ اسے خوب پہچانتی تھی۔ وہ اس کی بیٹی تارہ کی ہینڈ رائٹنگ تھی۔

اس نے دوسرے خط میز پر رکھ دیے اور تارہ کا خط کھول لیا

ڈیر موم،

اسٹوارٹ جمعے کے دن لاس اینجلز پہنچ رہا ہے۔ ہمارا ارادہ چند روز سان فرانسسکو کی سیر کا ہے۔ پھر ہم 15 تاریخ کو واشنگٹن آئیں گے۔ ہم کرسمس آپ کے اور ڈیڈی کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں۔ ڈیڈی نے اب تک مجھے فون نہیں کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی واپس نہیں آئے ہیں۔

مجھے جوآن کا خط موصول ہوا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی نئی جاب سے خوش نہیں ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ ہماری طرح وہ بھی ڈیڈی کو مس کر رہی ہے۔ اسی نے لکھا ہے کہ وہ ایک نئی فاکس ویگن خرید رہی۔

میگی اس آخری جملے پر رک گئی اور اس نے اسے دوبارہ پڑھا۔ پھر اچانک اس کا جسم لرزنے لگا۔ "او مائی گاڈ نو" اس کے منہ سے بے ساختہ بلند آواز میں نکلا۔ اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔ چھ بج کر بیس منٹ۔ ٹی وی اسکرین پر کرسمس کی "رائٹس" سے متعلق نیوز دی جا رہی تھیں۔

میگی نے چینل نمبر پانچ لگایا۔ وہاں بھی نیوز کاسٹر زیر سکی کے دورۂ امریکا پر تبصرہ کر رہا تھا۔ "کم آن... او کم آن" میگی بڑبڑائی۔

بالآخر نیوز کاسٹر نے کہا۔ "اور اب جارج واشنگٹن پارک وے پر ہونے والے حادثے کی تفصیل۔ ہم آپ کو جائے وقوعہ پر لیے چلتے ہیں، جہاں ہماری نامہ نگار لنڈا فلرٹن موجود ہیں۔ ہاں لنڈا"

"شکریہ جوئی۔ میں اس وقت جارج واشنگٹن پارک وے پر موجود ہوں۔ یہاں تقریباً صبح کے ساڑھے سات بجے ایک بے حد المناک حادثہ رونما ہوا ہے۔ میں نے اس حادثے کے متعلق ایک عینی شاہد سے بات کی ہے"

کیمرے نے ایک مرد کو فوکس کیا۔ "میں واشنگٹن آ رہا تھا۔ میں نے ریت کے اس ٹرک کو اچانک سڑک پر ریت گرتے دیکھا۔ اس کے نتیجے میں اس کے پیچھے چلنے والی کار قابو سے باہر ہو گئی۔ کار پھسلتی ہوئی گھاس کے قطعے سے گزری اور جنگلے کو توڑتی ہوئی دریا میں جا گری"

"ٹرک ڈرائیور نے ٹرک نہیں روکا؟"

"اسے شاید احساس ہو گیا تھا کہ غلطی سے کوئی بٹن دب جانے کی وجہ سے وہ ریت گرا بیٹھا ہے۔ اس نے ریورس کر کے ریت سمیٹی اور پھر آگے چلا گیا۔"

"کیا اسے پتا نہیں چلا کہ اس کی وجہ سے ایک کار کو حادثہ پیش آیا ہے؟"

"یہ تو ممکن نہیں کہ وہ بے خبر رہا ہو۔ بہرحال وہ رکا نہیں۔"

کیمرا اب پھر نامہ نگار لنڈا فلرٹن کو دکھا رہا تھا۔ "آپ میرے عقب میں پولیس کے غوطہ خوروں کو دیکھ رہے ہیں۔ انھیں گاڑی مل گئی ہے۔ وہ فوکس ویگن پاسیٹ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک گھنٹے میں گاڑی نکال لی جائے گی۔ ڈرائیور کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی ہے۔"

"نہیں... خدایا... کاش یہ جوآن نہ ہو۔" میگی سسکنے لگی۔

"حادثے کے وقت بدقسمت فوکس ویگن کے پیچھے ایک سیاہ مرسڈیز بھی تھی۔ پولیس نے اس کے ڈرائیور سے اپیل کی ہے کہ وہ پولیس سے رابطہ کرے اور اس حادثے کے متعلق جو کچھ اس نے دیکھا ہو، بتائے۔ ہمیں امید ہے کہ ایک گھنٹے بعد ہم آپ کو مزید تفصیلات بتا سکیں گے۔ اس وقت تک کے لیے"

میگی پلٹ کر ہال میں گئی۔ اس نے اپنا کوٹ اٹھایا اور دروازے کی طرف جھپٹی۔ باہر نکل کر وہ کار میں بیٹھی۔ پرانی ٹویوٹا پہلی بار میں ہی اسٹارٹ

ہوئی تو اس نے سکون کی سانس لی۔ گاڑی کا رخ پارک وے کی طرف تھا۔

اگر اس وقت اس نے اپنی گاڑی کے عقب نما آئینے میں دیکھا ہوتا تو اسے پتا چل جاتا کہ نیلے رنگ کی ایک چھوٹی فورڈ اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ نیلی فورڈ میں اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص ایک ایسا فون نمبر ملا رہا تھا، جو ٹیلی فون ڈائریکٹری میں موجود نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

''مسٹر جیکسن'' میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ سے ملنے کے لیے آنے کی زحمت کی۔''

کرس جیکسن کو نکولائی رومانوف کے اس تکلف پر حیرت تھی۔ بڈھا رومانوف جانتا تھا کہ ملنے آنا اس کی ضرورت تھی، رومانوف کی نہیں۔ اس معاملے میں اس کے پاس کوئی چوائس ہی نہیں تھی۔

پہلی ملاقات جیکسن کی درخواست پر ہوئی تھی اور اسے تضیع اوقات نہیں سمجھا گیا تھا۔ کیونکہ ابھی تک سرگئی کی دونوں ٹانگیں سلامت تھیں۔ اس کے بعد ہر ملاقات رومانوف کی خواہش پر ہوئی تھی، جو جیکسن کو اپنے منصوبے کی تازہ ترین صورت حال سے باخبر رکھنا چاہتا تھا۔

بڈھے زار نے کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگائی۔ بے رنگ مشروب کا گلاس اس وقت بھی سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔ جیکسن کو اپنی وہ غلطی یاد تھی، جب اس نے خود رومانوف سے کچھ پوچھنے کی جرأت یا حماقت کی تھی۔ اس بار اسے معاف کر دیا گیا تھا۔ اور بعد میں بھی اس نے وہ غلطی دہرائی نہیں۔

''تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی مسٹر جیکسن کہ صرف ایک مسئلہ رہ گیا ہے، جسکا حل تلاش کرنا ہے۔ اسکے علاوہ تمہارے دوست کے فرار کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اب ضرورت صرف اس کی ہے کہ مسٹر فٹز جیرالڈ میری شرائط قبول کرلیں۔ اور اگر وہ نہیں مانتے تو پھر میں کل صبح آٹھ بجے انہیں پھانسی پر لٹکنے سے نہیں بچاسکوں گا۔'' رومانوف بے تاثر لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ''بہر حال اگر مسٹر فٹز جیرالڈ رضامند ہوگئے تو ہمیں کیا کرنا ہے، یہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ سی آئی اے کے سابق ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت سے تمہاری رائے اور مشورے ہمارے لیے کارآمد ثابت ہوں گے۔''

بڈھے رومانوف نے کرسی کے ہتھے کے نچلے حصے پر نصب ایک بٹن دبایا۔ ڈرائنگ کے اس طرف والے حصے میں فوری طور پر ایک دروازہ کھلا اور الیکسی رومانوف اس دروازے سے گزر کر اندر آیا۔

''میرا خیال ہے، تم میرے بیٹے کو جانتے ہو؟'' بڈھے رومانوف نے کہا۔

جیکسن نے الیکسی کو دیکھا۔ ہر بار ونز ہیلس وہ اسی کے ساتھ آتا تھا۔ لیکن اس نے ابھی تک اس کی آواز نہیں سنی تھی۔ جیکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

الیکسی رومانوف نے ایک منقش پردہ ہٹایا، جس پر ہمسن کی جنگ کا منظر پینٹ کیا گیا تھا۔ اس کے عقب میں ایک بڑا ٹیلی وژن سیٹ رکھا تھا۔

الیکسی نے ٹی وی آن کیا۔ اسکرین پر کروی فنکس جیل کا بیرونی منظر ابھرا۔

الیکسی رومانوف نے داخلی دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ''توقع ہے کہ زیر مسکی سات بج کر پچاس منٹ پر جیل پہنچے گا۔ سات کاروں کے قافلے کی تیسری کار میں وہ بیٹھا ہوگا۔ وہ اس سائیڈ گیٹ سے اندر جائے گا۔'' اس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔ ''یہاں دنا ڈی میر بولشکوف اس کا استقبال کرے گا اور اسے صحن میں لے جائے گا، جہاں پھانسی گھر بنایا گیا ہے۔ سات بج کر باون منٹ پر ''

الیکسی رومانوف جیکسن کو منصوبے کی جزئیات سے لمحہ بہ لمحہ آگاہ کر رہا تھا۔ بات جب وہاں پہنچی جہاں کونر کے فرار کا مرحلہ تھا تو وہ اور زیادہ تفصیل سے بتانے لگا۔ جیکسن نے دیکھا کہ الیکسی اس مسئلے پر بات نہیں کر رہا تھا، جو اس کے باپ کے نزدیک حل طلب تھا۔ مگر اس نے اس کی وضاحت نہیں کی تھی۔ شاید الیکسی کو یقین ہوگا کہ صبح تک اس کا باپ اس مسئلے کا حل تلاش کرلے گا۔

الیکسی نے ٹی وی کا سوئچ آف کیا اور تصویری پردے کو دوبارہ پھیلا دیا۔ پھر اس نے اپنے باپ کے سامنے سر خم کیا اور بغیر کچھ کہے کمرے سے چلا گیا۔

دروازہ بند ہونے کے بعد بڈھے رومانوف نے پوچھا۔ ''کیا کہتے ہو منصوبے کے بارے میں؟''

"پہلی بات تو یہ کہ مجھے منصوبے نے بہت متاثر کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کی کامیابی کے امکانات سو فیصد ہیں۔ آپ نے پیش آسکنے والی ہر دشواری کو ذہن میں رکھا ہے۔ بشرطیکہ کوزآپ کی شرائط قبول کر لے اور میں پھر دہرا دوں کہ مجھے اس کی طرف سے بولنے کا یا عہد کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

رومانوف نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

"لیکن آپ کا کہنا ہے کہ آپ کو ابھی ایک مسئلے کا سامنا ہے۔"

"ہاں۔" رومانوف نے کہا۔ "اس کا کوئی حل ہے تمہارے پاس؟"

"جی ہاں۔ میرے پاس اس کا حل ہے۔"

☆ ☆ ☆

بولشنکوف کو رومانوف کا منصوبہ جزئیات سمیت سنانے میں ایک گھنٹہ لگا۔ پھر اس نے تنہائی میں کوز کو اس پر غور کرنے کا موقع دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس وقت بہت کم ہے۔ زیرسکی اب سے 45 منٹ بعد کروی فکس پہنچنے والا تھا۔

کوز پلنگ پر بیٹھا سوچ رہا تھا۔ شرائط پوری صراحت کے ساتھ اسے بتا دی گئی تھیں۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ اگر وہ ان شرائط کو قبول بھی کر لیتا ہے اور یہ لوگ اسے فرار کرانے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں تو بھی وہ پورے یقین اور اعتماد سے یہ بات نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس احسان کے بدلے، اسے جو کچھ کرنا ہے، وہ کامیابی سے کر سکے گا۔ اور اگر وہ ناکام ہو گیا تو یہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ یہ سادہ سی حقیقت تھی۔ اور بولشنکوف نے واضح کر دیا تھا کہ اس موت کے مقابلے میں پھانسی کی سزا بہت ہلکی اور آسان موت ہوگی۔ بلکہ بولشنکوف نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اگر اس نے معاہدے پر عمل درآمد نہ کیا تو روسی دنیا کے نزدیک اس کے لواحقین بھی سزائے موت کے مستحق ہوں گے۔

کوز کو اب بھی چیف کے چہرے کا وہ تاثر یاد تھا، جو کوز کی طرف وہ تصویریں بڑھاتے وقت نظر آیا تھا۔ اور اس نے وہ تصویریں اسے دیتے ہوئے کہا تھا۔ "دو بے حد شاندار عورتیں اتمھیں بجا طور پر ان پر فخر ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک بہت بڑا المیہ ہوگا، گر ان کی زندگیاں اس بات کی وجہ سے مختصر ہو گئیں، جس کا انھیں علم تک نہیں۔"

پندرہ منٹ بعد کوٹھری کا دروازہ پھر کھلا۔ بولشنکوف واپس آیا تھا۔ ایک بے جلا سگریٹ اس کے ہونٹوں میں دبا ہوا تھا۔ اس بار وہ بیٹھا بھی نہیں۔

کوز پلنگ پر بیٹھا یوں چھت کو گھورتا رہا، جیسے اسے بولشنکوف کی موجودگی کا علم ہی نہیں ہو۔

"مجھے لگتا ہے کہ تم ابھی تک الجھن میں مبتلا ہو۔" بولشنکوف نے سگریٹ جلاتے ہوئے کہا۔ "میری تم سے شناسائی صرف چند روز کی ہے۔ اس کے باوجود مجھے اس پر حیرت نہیں ہے۔ بہرحال میری لائی ہوئی تازہ ترین خبر کے بعد شاید تم اپنا ارادہ بدل دو گے۔"

کوز بدستور چھت کو گھورتا رہا۔

"تمہاری سابق سیکرٹری جوآن بینٹ کار کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئی ہے۔ وہ لندن سے چھٹی کر کے تمہارے گھر تمہاری بیوی سے ملنے جا رہی تھی کہ راستے میں اسی حادثے نے اس کی زندگی اور تمہاری بیوی سے اس کی ملاقات دونوں کو منقطع کر دیا۔"

کوز اٹھ کر بیٹھ گیا اور بولشنکوف کو دیکھنے لگا۔

"تمھیں یہ کیسے پتا چلا کہ جوآن میری بیوی سے ملنے جا رہی تھی؟" چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے کہا۔

"تمہاری بیوی کے فون کو صرف سی آئی اے والے ہی ٹیپ نہیں کر رہے ہیں۔" چیف نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا۔ پھر اس نے سگریٹ کا آخری کش لیا اور سگریٹ کو نیچے گر جانے دیا۔ سگریٹ نیچے گرا تو اس نے اسے جوتے سے مسل دیا۔

کوز اب بھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"ہمیں شبہ ہے کہ جیسے بھی ہو، ہوا یہی ہے۔ تمہاری سیکرٹری کو کسی طرح معلوم ہو گیا کہ ہم نے فریڈم اسکوئرز سے جسے گرفتار کیا، وہ تم تھے اب

تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ تمہاری بیوی سے ملنے کیوں جا رہی تھی، اور اسے یہ حادثہ کیوں پیش آیا۔ اب یہ سوچو کہ تمہاری بیوی کو یہ بات سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ اور اگر ایسا ہوا تو تمہاری بیوی کا انجام بھی وہی ہوگا، جو تمہاری سیکرٹری کا ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں روماسوف کی شرائط مان رہا ہوں۔ لیکن اس معاہدے میں ایک شق میری بھی ہوگی۔ یہ میری شرط ہے۔"

"وہ شق بتاؤ مجھے۔" بوشنکوف کے انداز میں گہری دلچسپی تھی۔

☆ ☆ ☆

"مسٹر گوٹن برگ؟"

"بول رہا ہوں۔"

"میں میگی فشر جیرالڈ ہوں کونر فشر جیرالڈ کی بیوی۔ میرا خیال ہے، میرے شوہر ان دنوں آپ کے سونپے ہوئے ایک اسائن منٹ کے سلسلے میں ملک سے باہر ہیں۔"

"مجھے تو یہ نام یاد نہیں۔"

"ابھی چند ہفتے پہلے آپ جارج ٹاؤن میں ہمارے گھر آئے تھے کونر کی الوداعی پارٹی میں۔"

"میرا خیال ہے، آپ کو کسی اور پر میرا دھوکہ ہوا ہے۔" نک گوٹن برگ نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر گوٹن برگ۔ کیونکہ 2 نومبر کو 8 بج کر 27 منٹ پر آپ نے میرے گھر سے اپنے آفس ایک فون کال بھی کی تھی۔"

"میں نے ایسی کوئی کال نہیں کی مسز فشر جیرالڈ۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے شوہر نے کبھی میری، تحت میں کام نہیں کیا۔"

"اچھا یہ بتائیں مسٹر گوٹن برگ کہ جوآن جینٹ سی آئی اے کے لیے کام کرتی تھی یا نہیں۔ یا وہ بھی آپ کی یادداشت سے مٹ گئی ہے؟"

"آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں مسز فشر جیرالڈ؟"

"بہت خوب۔ تو میں نے آپ کی توجہ جیت ہی لی۔ آپ کی یادداشت میں جو عارضی نوعیت کا خلل واقع ہوا تھا، میں اس کا علاج کرنا چاہتی ہوں۔ مسٹر گوٹن برگ۔ جوآن جینٹ تقریباً بیس سال میرے شوہر کی سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہے۔ ور مجھے نجانے کیوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس حقیقت کو جھٹلانے میں دشواری محسوس کریں گے آپ جانتے ہیں کہ جوآن لینگلے سے میرے گھر مجھ سے ملنے آ رہی تھی، جب وہ حادثہ اس کی موت کا بہانہ بنا۔"

"مجھے مس جینٹ کی المناک موت کی خبر پڑھ کر بہت دکھ ہوا ہے۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔"

"پولیس والوں کو بھی وہ حادثہ پُراسرار لگا ہے۔ اگر میں انہیں یہ بتا دوں کہ جوآن جینٹ ایک ایسے شخص کے لیے کام کرتی تھی، جو آپ کے کسی خاص کام سے بیرونِ ملک گیا اور اب ایسا لگتا ہے، جیسے اس کا وجود ہی صفحۂ ہستی سے مٹ گیا ہے، تو وہ اس حادثے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے اور میں جانتی ہوں کہ اخبار نویسوں کے خیال میں میڈل آف آنر جیتنے والوں کی خبروں میں قارئین زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔"

"مسز فشر جیرالڈ سی آئی اے میں سترہ ہزار افراد کام کرتے ہیں۔ اب میں ان سب کو تو یاد نہیں رکھ سکتا۔ سچ یہ ہے کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں کبھی مس جینٹ سے ملا ہوں۔ اور آپ کے شوہر کا تو میں نے نام بھی نہیں سنا۔"

"مجھے لگتا ہے مسٹر گوٹن برگ کہ مجھے آپ کی یادداشت کو مزید جھنجوڑنا ہوگا۔ چنانچہ میں آپ کو ایک حقیقت بتا دوں۔ بقول اپنے آپ میرے گھر جس پارٹی میں شریک نہیں ہوئے اور جہاں سے آپ نے اپنے آفس فون نہیں کیا، میرے زاویہ نظر سے خوش قسمتی سے اور آپکے زاویہ نظر سے بدقسمتی سے میری بیٹی نے اس پارٹی کی ویڈیو فلم بنائی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ فلم اس کے باپ کے لیے سرپرائز ہوگی اور کرسمس کا تحفہ بھی۔ مسٹر گوٹن برگ، میں نے وہ ریکارڈنگ دیکھی ہے۔ اس میں آپ کا رول بہت چھوٹا سہی، بہرحال ہے۔ اور آپ اس میں جوآن جینٹ سے بہت گھل مل کر گفتگو کرتے نظر آ رہے ہیں وہی مس جینٹ جس سے اپنے دعوے کے مطابق آپ کبھی نہیں ملے۔ آپ کی گفتگو بھی ریکارڈ ہوئی ہے۔ میرا

خیال ہے؟ اگر میں وہ فلم کسی نیٹ ورک کو دے دوں تو وہ آپ کی شاندار پرفارمنس پہلی فرصت میں اپنے ناظرین کے ملاحظے کے لیے آن ایئر دے دیں گے۔"

اس بار نک گوٹن برگ خاصی دیر خاموش رہا۔ "مسز ٹمر جیرالڈ، میرے خیال میں مناسب یہی ہوگا کہ ہماری ملاقات ہو۔" بالآخر اس نے کہا۔

"مجھے اس میں فائدے کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا مسٹر گوٹن برگ۔ جبکہ مجھے معلوم ہے کہ میں آپ سے کیا چاہتی ہوں۔"

"تو مجھے بھی بتا دیں مسز ٹمر جیرالڈ۔"

"میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس وقت میرے شوہر کہاں ہیں۔ اور یہ کہ وہ مجھ سے کب ملیں گے یعنی ان کی واپسی کب ہوگی۔ ان دو جوابوں کے بدلے میں وہ ٹیپ آپ کو دے سکتی ہوں۔"

"مجھے وقت درکار ہوگا مسز ...."

"میں جانتی ہوں۔" میگی نے اس کی بات کاٹ دی۔ "میرا خیال ہے، اڑتالیس گھنٹے کافی ہیں۔ اور مسٹر گوٹن برگ، ٹیپ کی تلاش میں میرے گھر کو کھلکوڑ کر اپنا وقت برباد نہ کرنا۔ کیونکہ وہ ٹیپ تمہیں نہیں ملے گا۔ وہ جہاں رکھا ہے، وہاں تم جیسے شیطان کا دماغ بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

"لیکن "

"اور میں یہ بھی بتا دوں کہ جوآن جینیٹ کی طرح مجھے بھی ٹھکانے لگانے کا نہ سوچنا۔ میں نے اپنے وکیل کو ہدایت کر دی ہے کہ اگر مشتبہ حالات میں میری موت ہو تو اس ٹیپ کی نقول ہر بڑے نیٹ ورک کو فراہم کر دی جائے۔ اور اگر میں غائب ہو جاؤں تو سات دن کے بعد اس ٹیپ کی کاپیاں تمام نیٹ ورکس کو دے دی جائیں۔ گڈ بائی مسٹر گوٹن برگ۔"

میگی نے ریسیور رکھا اور بستر پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔

نک گوٹن برگ فون رکھتے ہی اپنے اور ہیلن ڈیکسٹر کے دفتروں کے درمیانی دروازے کی طرف لپکا۔

ہیلن نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ پہلا موقع تھا کہ اس کا ڈپٹی دروازے پر دستک دیے بغیر اس کے دفتر میں گھس آیا تھا۔

"ہم ایک سنگین مسئلے سے دوچار ہیں " نک نے کہا۔

☆ ☆ ☆

سزائے موت پانے والے نے ناشتہ بالکل نہیں کیا۔ اس نے پلیٹ کو ایک نظر دیکھا اور جھک کر اسے پلنگ کے نیچے رکھ دیا۔

چند منٹ بعد ایک روسی پادری کوٹھری میں داخل ہوا۔ اس نے کہا کہ اگرچہ اس کے اور قیدی کے عقیدے میں اختلاف ہے۔ اس کے باوجود اس کی آخری رسومات ادا کر کے اسے روحانی خوشی ہوگی۔ اور وہ اس کے لیے دعائیں بھی دہرائے گا۔

پادری دعائیں پڑھتا رہا۔ وہ دونوں گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھ گئے تھے۔ دعا ختم کر کے پادری نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، اسے دعا دی اور

تیاگی

تیاگی امنگوں، آرزوؤں اور جذبوں سے بھرے ایک نوجوان کی داستان، دُنیا نے اسکے ساتھ بہت سی زیادتیاں کیں، ان رویوں سے تنگ آ کر، اس نے اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن قدرت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں۔ ایک پراسرار اور ان دیکھی قوت سکے ساتھ شامل ہو گئی۔ اس انوکھی اور پراسرار قوت نے اسکی زندگی کا رُخ یکسر تبدیل کر دیا۔ اسکی زندگی حیرت انگیز و دہشت سے پُر ہو گئی۔

یہ ناول کتاب گھر پر دستیاب ہے۔ جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کوٹھری سے نکل گیا۔

اب وہ اکیلا تھا۔ پلنگ پر لیٹا وہ چھت کو گھورتا رہا۔ اس کی سوچوں میں اپنے فیصلے پر پچھتاوے کا ایک لمحہ بھی نہیں تھا... شاید بھی نہیں تھا۔ اس نے بوشنکوف کے سامنے وضاحت کے ساتھ وجوہات بیان کی تھیں، جن کے تحت اس نے وہ فیصلہ کیا تھا۔ بوشنکوف نے بغیر کسی رد وقدح کے اس کا فیصلہ قبول کر لیا تھا۔ اس نے سر کی جنبش سے اس قبولیت کا اظہار کیا تھا اور کوٹھری سے رخصت ہو گیا تھا۔

لیکن دل ہی دل میں بوشنکوف اس شخص کی اخلاقی جرأت کو سلام کر رہا تھا۔

قیدی اس سے پہلے بھی یک بار موت کا سامنا کر چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس بار اس پر پہلے جیسی دہشت طاری نہیں ہوئی تھی۔ اس موقعے پر اس نے اپنی بیوی اور بچی کے بارے میں سوچا تھا کہ اب وہ انھیں کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ لیکن اب وہ صرف اپنے والدین کے بارے میں سوچ سکتا تھا، جو یکے بعد دیگرے صرف چند روز کے فرق سے مر گئے تھے۔ اسے خوشی تھی کہ وہ اس سے پہلے مر گئے۔ ورنہ انھیں بہت دکھ اور صدمہ ہوتا۔

اس کے والدین کے لیے اس کی ویت نام سے واپسی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اور جب اس نے انھیں بتایا کہ وہ وطن کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھے گا تو وہ بہت خوش ہوئے تھے۔

اور وہ اپنی فیلڈ میں کامیاب رہا تھا۔ اگر اس وقت کے صدر نے ایک دشواری اور دباؤ کے نتیجے میں ایک عورت کی تقرری نہ کی ہوتی تو وہ یقیناً ڈائریکٹر کے عہدے پر پہنچتا۔ حالانکہ وہ صدر دوسری میعاد کا الیکشن اس تقرری کے باوجود ہار گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والے ہاتھ تک گوئن برگ کے تھے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ گوئن برگ کو وہ چھرا کس نے تھمایا تھا۔ ہیلن ہیڈی میکبتھ کا کردار ادا کر رہی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ صرف چند افراد ہی جانتے ہیں کہ اس نے کتنی بڑی قربانی دی ہے۔ اس بات نے اس قربانی کی وقعت اور بڑھا دی تھی۔

اور اب وہ مرنے والا تھا... ایک گمنام موت۔ نہ یہاں الوداعی رسومات ہوں گی، نہ تابوت امریکی پرچم میں لپیٹا جائے گا۔ نہ اس کے رشتے دار اور احباب اسے قبر میں اتاریں گے۔ نہ کوئی پادری اس کی قومی خدمات کو سراہے گا۔ نہ اسے اکیس رائفلوں کی سلامی دی جائے گی۔ وہ ہیرو ہے۔ لیکن ایک ویلن کی طرح دفنایا جائے گا... کسی اعزاز کے بغیر!

وہ صدر نام لرنس کا ایک اور گمنام ہیرو تھا۔

موت اس کے لیے کیا تھی! پھانسی کی موت، ایک ایسی سرزمین پر، جہاں محبت نام کی کوئی چیز نہیں تھی... ایک ایسی سرزمین پر جس سے اسے محبت نہیں تھی۔ گنجے سر اور کلائی پر گدے ہوئے ایک نمبر کے ساتھ اسے پھانسی دے کر ناپسندیدہ وزمین میں ایک بے نشان قبر میں اتار دیا جائے گا۔

کیا وہ اس موت کا مستحق تھا؟ اس نے وہ فیصلہ کیوں کیا، جس نے چیف آف پولیس جیسے سخت دل اور حقیقت پسند آدمی کو جذبات سے بوجھل کر دیا تھا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ چیف کو بتایا تا کہ ویت نام میں کیا ہوا تھا۔ جو کچھ اب ہونے والا تھا، وہ در حقیقت اس روز ویت نام میں طے پا چکا تھا... مقدر کی طرح اس واقعے کا سانچہ اس واقعے کی بھٹی میں تیار ہوا تھا۔

اسے تو برسوں پہلے ایک دور دراز ملک میں فائرنگ اسکواڈ کا سامنا کرنا تھا۔ لیکن وہ وہاں سے بچ آیا تھا۔ کسی نے سے بچایا تھا۔ لیکن یہاں آخری لمحے میں اسے بچانے والا کوئی نہیں تھا۔ ویت نام اور روس کے درمیان میں جتنے برس تھے، وہ تو اسے بونس میں ملے تھے۔ وہ کسی کا احسان تھا اس پر... اور احسان بھی بڑا احسان!

اور اب... اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اب تو وہ چاہتا بھی تو اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتا تھا!

☆ ☆ ☆

اس روز روسی صدر سو کر اٹھا، تبھی سے اس کا موڈ خراب تھا۔ جو پہلا شخص اس کے موڈ کی لپیٹ میں آیا، وہ اس کا باورچی تھا۔ اس نے ناشتہ اٹھا کر فرش پر پھینک دیا تھا اور دہاڑتے ہوئے کہا تھا۔ ''تو لیفٹننٹ گراؤنڈ میں مجھے اس طرح کی مہمان نوازی ملے گی؟''

وہ آندھی طوفان کی طرح اپنے کمرے سے نکلا۔
اسٹڈی میں ایک نروس افسر نے اس کی میز پر دستخط کے لیے کچھ کاغذات رکھے تھے۔ ان پر دستخط کے نتیجے میں پولیس کو لامحدود اختیارات حاصل ہو جاتے۔ وہ کسی بھی شہری کو بغیر کوئی الزام لگائے بھی گرفتار کر سکتے تھے۔
اس حکم نامے کو دیکھ کر بھی زیرسکی کا موڈ ٹھیک نہیں ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ معمولی چور اچکے، جیب کترے اور گھٹیا مجرم ہی اس کی پلیٹ میں آئیں گے۔ جبکہ وہ چاہتا تھا کہ اس کو رار کا مرپلیٹ میں رکھ کر پیش کیا جائے۔ اس کا وزیر داخلہ اب تک اسے مایوس کر رہا تھا۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اسے اس کی چھٹی کرنی پڑے گی۔
اپنے چیف آف اسٹاف کی آمد تک زیرسکی سو افراد کی موت کے پروانے پر دستخط کر چکا تھا، جن کا قصور صرف یہ تھا کہ پچھلے الیکشن میں انھوں نے شرنوپوف کی حمایت کی تھی۔ ماسکو میں یہ افواہ پہلے ہی سے گردش کر رہی تھی کہ سابق وزیراعظم روس سے نکل بھاگنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ زیرسکی بھی اسی کا منتظر تھا۔ اس کے ہجرت کرتے ہی وہ ایسے ہزاروں حکم ناموں پر دستخط کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ ہر اس شخص کو بدترین سزا دی جائے گی، جس نے شرنوپوف کا کسی بھی طرح ساتھ دیا ہو۔
اس نے قلم میز پر رکھ دیا۔ صرف ایک ہفتے میں وہ اتنا کچھ کر چکا تھا۔ اس رفتار سے ایک وہ ایک سال میں وہ کیا کر سکتا ہے، یہ سوچ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔
''آپ کی لیموزین تیار ہے جناب صدر۔'' ایک گھبرائے ہوئے افسر نے اسے اطلاع دی۔
زیرسکی مسکرا دیا۔ کروی فکس جیل میں پھانسی کا منظر دیکھنے کا خیال اس کے لیے بے حد خوش آئند تھا۔
وہ اپنی سٹڈی سے نکلا اور سنگ مرمر کی راہ داری میں کھلے دروازے کی طرف بڑھنے لگا، جہاں اس کے تمام مصاحب اس کے منتظر تھے۔ اوپری سیڑھی پر ایک لمحے کے لیے رک کر اس نے موٹروں کے اس جلوس کا جائزہ لیا۔ اس نے اپنی پارٹی کے لیڈروں کو بتا دیا تھا کہ اس کے قافلے میں پچھلے صدور کے مقابلے میں کم از کم ایک لیموزین زیادہ ہونی چاہیے۔
وہ تیسری کار کی عقبی نشست پر بیٹھا اور اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔ سات بج کر 43 منٹ۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس نے اب سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اسکے قافلے کیلیے سڑکوں کو ٹریفک سے پاک کر دیا ہوگا۔ وہ روانہ ہوگا تو سڑک پر کوئی گاڑی نہیں ہوگی ...... نہ آنے والی، نہ جانے والی۔
''ٹریفک روک دینے کا ایک فائدہ ہے۔'' اس نے اپنے چیف آف اسٹاف سے کہا۔
چیف آف اسٹاف نے اندازہ لگایا کہ زیرسکی چاہتا ہے کہ وہ اس سے سوال کرے۔ چنانچہ اس نے پوچھا۔ ''وہ کیا ہے جناب صدر؟''
''لوگوں کو پتا چل جاتا ہے کہ اس وقت ان کا محبوب صدر ان کے شہر میں موجود ہے۔''
ٹریفک پولیس نے اندازہ لگایا تھا کہ عام صورت حال میں وہ بیس منٹ کی ڈرائیو تھی۔ لیکن سنسان سڑک پر یہ فاصلہ سات منٹ میں طے کیا جا سکے گا۔ زیرسکی کی کاروں کا جلوس ٹریفک کی روشنیوں سے بے نیاز، تیز رفتاری سے رواں دواں تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دریا پار کر لیا۔ تب گاڑی کی رفتار اور بڑھ گئی۔ اب وہ ایک سو بیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہے تھے۔ ڈرائیور نہیں چاہتا تھا کہ صدر کی دن کی پہلی مصروفیت ہی تاخیر کا شکار ہو جائے۔

☆ ☆ ☆

قیدی پلنگ پر لیٹا تھا۔ باہر تنگ راہ داری کے فرش پر اسے گارڈز کے مارچ کرتے قدموں کی چاپیں سنائی دے رہی تھیں۔ ہر بڑھتے قدم کے ساتھ چاپ کی آواز زیادہ واضح اور بلند لگ رہی تھی۔ اس نے ان کی تعداد کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ مگر یہ ممکن نہیں تھا۔
وہ کوٹھری کے دروازے پر رک گئے تھے۔ دروازے کے تالے میں چابی گھومنے کی آواز سنائی دی۔ پھر دروازہ کھلا۔ زندگی کے آخری چند لمحے رہ گئے ہوں اور آدمی کو یہ بات معلوم بھی ہو تو آدمی کی فہم کتنی بڑھ جاتی ہے۔

بولشنکوف سب سے آگے تھا۔ وہ جس تیزی سے واپس آیا تھا، وہ قیدی کے لیے بے حد متاثر کن تھی۔ بولشنکوف نے سگریٹ سلگائی اور ایک کش پینے کے بعد اسے قیدی کی طرف بڑھا دیا۔ قیدی نے نفی میں سر ہلایا تو اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے سگریٹ کو فرش پر پھینکا اور جوتے سے رگڑ ڈالا۔ پھر وہ صدر کے استقبال کے لیے نکل کھڑا ہوا۔

کوٹھری میں داخل ہونے والا دوسرا شخص پادری تھا۔ اس کے ہاتھوں میں کھلی ہوئی بائبل تھی اور وہ گنگنانے کے انداز میں کچھ پڑھ رہا تھا۔ لیکن قیدی کے لیے وہ بے معنی الفاظ تھے۔

اس کے بعد جو تین افراد کوٹھری میں آئے، انھیں وہ پہچانتا تھا۔ مگر اس بار ان کے ہاتھوں میں نہ استرے تھے اور نہ ہی گودنے والی سوئیاں۔ ان کے پاس ہتھکڑیوں کی جوڑی تھی۔ وہ اسے گھور رہے تھے، جیسے ڑنے مزاحمت کرنے پر اکسا رہے ہوں۔ قیدی خاموشی سے اپنے ہاتھ خود ہی اپنی پشت کی طرف لے گیا تو انھیں مایوسی ہوئی۔ انھوں نے ہتھکڑیاں لگا دیں اور اسے دھکیلتے ہوئے کوٹھری سے باہر لے آئے۔

ادھر صدر زیرسکی اپنی لیموزین سے اترا تو چیف آف پولیس اس کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ زیرسکی کے لیے یہ بڑے لطف کی بات تھی کہ جس روز اس نے بولشنکوف کو آرڈر آف لینن سے نوازا تھا، اسی روز اس کے بھائی کی گرفتاری کے حکم نامے پر دستخط کیے تھے۔

بولشنکوف زیرسکی کو احاطے میں لے گیا، جہاں قیدی کو پھانسی دینے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس صبح سردی تنی زیادہ تھی کہ کسی نے صدر کا کوٹ اتارنے یا اس سے ہیٹ لینے کا بھی تکلف نہیں کیا۔

وہ احاطے میں پہنچے تو ایک دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑے لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ بولشنکوف نے زیرسکی کے چہرے پر ناگواری کا سایہ سا ابھرتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا۔ زیرسکی بہت بڑی تعداد میں تماشائیوں کی موجودگی کی امید لے کر آیا تھا۔ آخر یہ اس شخص کو پھانسی دی جا رہی تھی، جس نے سے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔

بولشنکوف کو اندازہ تھا کہ یہ مسئلہ سامنے آئے گا۔ چنانچہ وہ جھکا اور اس نے سرگوشی میں صدر سے کہا۔ ''مجھے ہدایت دی گئی تھی جناب صدر کہ صرف پارٹی کے ارکین کو یہ تقریب دیکھنے کی اجازت دی جائے۔''

زیرسکی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

اب یہ تو بولشنکوف ہی جانتا تھا کہ ان تھوڑے سے لوگوں کو بھی یہاں گھسیٹ کر لانا کتنا دشوار تھا۔ کروسی فکس کے بارے میں عجیب عجیب کہانیاں مشہور تھیں۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ جو یک بار اس جیل میں داخل ہوئے، کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔

چیف اٹھارویں صدی کی ایک یادگار کرسی کے پاس پہنچ کر رکا۔ یہ کرسی ملکہ کیتھرین نے 1779 میں برطانوی وزیراعظم رابرٹ والپول کی جاگیر سے خریدی تھی۔ اس موقعے کے لیے بولشنکوف نے گزشتہ روز ہی یہ کرسی ہرمیٹیج سے خاص طور پر منگوائی تھی۔ اسے پھانسی گھاٹ کے عین سامنے بچھایا گیا تھا۔

زیرسکی اس آرام دہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں کے بعد ہی زیرسکی بے چین نظر آنے لگا۔ وہ بار بار پہلو بدل رہا تھا۔ اسے قیدی کی آمد کا انتظار تھا۔ وہ تماشائیوں کا جائزہ لینے لگا۔ اس کی نظریں ایک ٹرکے پر ٹھہر گئیں، جو رو رہا تھا۔ زیرسکی کو اس کا رونا اچھا نہیں لگا۔

اسی لمحے قیدی تاریک راہداری سے نکل کر دھوپ میں آیا۔ اس کے بالوں سے محروم سر پر جا بجا خون کی پپڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ گرے کلر کے قیدیوں والے لباس میں وہ بہت غیر اہم اور عام سا لگ رہا تھا۔ لیکن اس کے انداز میں حیرت انگیز سکون تھا۔ جس شخص کو معلوم ہو کہ چند ہی لمحوں میں وہ ایک اذیت ناک موت مرنے والا ہے، وہ اتنا پرسکون کیسے رہ سکتا ہے!

قیدی نے دھوپ میں سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر سردی کی وجہ سے اس کے جسم میں تھرتھری سی نظر آئی۔ گارڈ نپے تلے قدم بڑھاتا آگے بڑھا اور اس نے اس کا بایاں ہاتھ اٹھا کر اس کی کلائی پر گدا ہوا نمبر چیک کیا 12995۔ پھر افسر نے صدر کی طرف رخ کیا اور کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا۔

اسی رسمی کارروائی کے دوران قیدی گردوپیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے تماشائیوں کو دیکھا۔ ان کے جسموں میں لرزش تھی، جیسے انھیں ڈر ہو کہ انھیں بھی پھانسی کے تختے پر پہنچایا جا سکتا ہے۔

قیدی کی نظریں اس لڑکے پر ٹھہر گئیں، جواب بھی رو رہا تھا۔ اگر انھوں نے اسے وصیت کرنے کی اجازت دی ہوتی تو وہ اپنا سب کچھ اس لڑکے کے نام کر دیتا۔ لڑکے سے نظریں ہٹا کر اس نے پھانسی کے جھولتے ہوئے پھندے کو دیکھا اور اس کے بعد صدر زیرسکی کو دیکھنے لگا۔

صدر اور قیدی کی نگاہیں ملیں۔ قیدی اگرچہ دہشت زدہ تھا۔ لیکن وہ زیرسکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا۔ وہ اس ظالم شخص کو یہ خوشی نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ اسے خوف زدہ دیکھے۔

افسر نے رسمی کارروائی مکمل کی، عدالت کا حکم نامہ لپیٹا اور پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جلادوں کے لیے آگے آنے کا اشارہ تھا۔ وہ آگے آئے۔ نھوں نے دونوں طرف سے قیدی کے ہاتھ پکڑے، اور اسے پھانسی گھاٹ کی طرف لے گئے۔

قیدی پھانسی گھاٹ کی طرف جاتے ہوئے صدر کے سامنے سے گزرا تو اس کے پیروں میں ذرا بھی لرزش نہیں تھی۔ پھانسی گھر کی چوبی سیڑھیوں پر وہ رکا اور اس نے کلاک ٹاور کی طرف دیکھا۔ آٹھ بجنے میں تین منٹ باقی تھے۔ دنیا میں کم ہی لوگ ایسے ہوں گے، جنھیں یقینی طور پر معلوم ہوتا ہو گا کہ ان کی زندگی صرف تین منٹ کی رہ گئی ہے۔ وہ کلاک کو یوں گھورتا رہا، جیسے اسے جلدی سے آٹھ بجانے کا حکم دے رہا ہو۔ اس نے زندگی جیسے بڑے احسان کا بدلہ چکانے کے لیے 28 برس انتظار کیا تھا۔ اب ان آخری لمحوں میں اسے سب کچھ یاد آ رہا تھا۔

وہ نان ڈنبہ میں مئی کی ایک گرم صبح تھی۔ کسی کو مثال قائم کرنی تھی اور سینئر افسر ہونے کے ناتے یہ اس کی ذمے داری تھی۔ ایسے میں اس کے نائب نے آگے بڑھ کر خود کو اس خدمت کے لیے پیش کیا۔ اور اس نے بزدلی کی وجہ سے اس پر احتجاج بھی نہیں کیا۔ ویت کانگ افسر اس پر ہنسا اور وہ پیشکش قبول کر لی۔ مگر ساتھ ہی فیصلہ سنا دیا کہ اگلی صبح ان دونوں کو فائرنگ اسکواڈ کا سامنا کرنا ہو گا۔

آدھی رات کو اس کا وہ بہادر لیفٹیننٹ اس کے پاس آیا اور کہا کہ انھیں فرار ہونا ہو گا۔ کیونکہ اس کے بعد موقع نہیں ملے گا۔

کیمپ کی لوکیشن محفوظ ہونے کی وجہ سے وہاں سیکورٹی بہت نرم تھی۔ کیمپ کے شمال میں سو میل تک جنگل تھا۔ اور جنوب میں پچیس میل تک دلدلی علاقہ تھا۔ بہت سے لوگوں نے دلدلی راستے سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔ لیکن قسمت نے ان کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

''میں فائرنگ اسکواڈ کے ہاتھوں مرنے پر دلدل میں مرجانا بہتر سمجھتا ہوں۔'' لیفٹیننٹ نے کہا۔

کیپٹن ہچکچا رہا تھا۔ تاہم اس نے لیفٹیننٹ کی تجویز قبول کر لی۔

چند گھنٹے بعد سورج مشرقی افق پر نمودار ہوا تو بھی کیمپ ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو سکا تھا۔ بدبودار دلدلی علاقے میں مچھروں کی بہتات تھی۔ عقب سے قہقہے لگاتے ہوئے پہرے دار ان پر فائر کر رہے تھے۔ دلدلی علاقے میں قدم بڑھانا دوبھر ہو رہا تھا۔ وہاں تیز رفتاری سے سفر کرنا ممکن نہیں تھا۔ وہ ان کی زندگی کا طویل ترین دن تھا۔ بالآخر خدا خدا کر کے سورج غروب ہوا۔

اندھیرا ہوا تو اس نے خوشامدانہ لہجے میں لیفٹیننٹ سے کہا۔ ''پلیز مجھے یہیں چھوڑ دو۔ تم نکل جاؤ۔''

''یہ ناممکن ہے۔ ہم ساتھ ہی رہیں گے۔'' لیفٹیننٹ نے انکار کر دیا۔

دوسرے دن کیپٹن سوچ رہا تھا کہ کاش اس لعنتی ملک میں، اس منحوس دلدلی علاقے میں مرنے کے بجائے اس نے فائرنگ اسکواڈ کے ہاتھوں ملنے والی موت قبول کر لی ہوتی۔ لیکن اس کا جواں سال ماتحت رکنے کا قائل نہیں تھا۔ گیارہ دن اور بارہ راتیں گزر گئیں۔ اس دوران انھیں کھانے کو ایک نوالہ بھی میسر نہیں آیا تھا۔ اور پینے کے لیے انھیں صرف اذیت ناک بارش کا پانی ملا تھا۔

بارھویں صبح انھیں دلدلی علاقے سے نجات ملی۔ وہ خشک علاقے میں پہنچ گئے۔ اس وقت تک وہ تھکن اور بیماری سے نڈھال ہو چکا تھا۔ وہ ہوش وحواس سے بے گانہ ہو گیا۔ یہ تو اسے بعد میں پتا چلا کہ لیفٹیننٹ نے چار دن اس کے بوجھ کے ساتھ جنگل میں سفر کیا۔ اسے کندھے پر لاد کر وہ خطرے سے دور نکال لایا۔

اسے تو بے ہوش ہونے کے بعد کچھ پتا ہی نہیں چلا۔ اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک فوجی اسپتال میں تھا۔ "میں یہاں کب سے ہوں؟" اس نے ہوش میں آتے ہی نرس سے پوچھا۔

"چھ دن ہو گئے۔" نرس نے جواب دیا۔ "آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ زندہ بچ گئے۔"

"اور میرا دوست؟"

"وہ دو دن پہلے ٹھیک ہو گیا تھا۔ آج صبح ہی وہ آپ سے ملنے آیا تھا۔"

وہ دوبارہ سو گیا۔ اس بار نیند سے اٹھتے ہی اس نے نرس سے کاغذ اور قلم طلب کیا۔ دن بھر وہ اپنے بیڈ پر بیٹھ لکھتا رہا، پھاڑتا رہا اور پھر لکھتا رہا۔ اپنی رپورٹ سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے وہ رپورٹ نرس کو دی کہ اسے کمانڈنگ آفیسر کو بھیج دیا جائے۔

چھ ماہ بعد وہ وائٹ ہاؤس کے لان میں میگی اور اس کے باپ کے درمیان کھڑا تھا۔ لیفٹیننٹ کونر فشر جیرالڈ کے کارنامے کی تفصیل بیان کی جا رہی تھی۔ پھر لیفٹیننٹ کونر فشر جیرالڈ آگے بڑھا اور صدر امریکا نے اپنے ہاتھ سے اسے میڈل آف آنر عطا کیا۔

اب پھانسی گھاٹ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اس واحد شخص کے بارے میں سوچ رہا تھا، جو حقیقت کا علم ہونے پر اس کا سوگ منائے گا، اس نے انہیں متنبہ کر دیا تھا کہ کونر کو قتل از وقت کچھ پتا نہ چلنے دیں۔ اس لیے کہ اسے پتا چل گیا تو وہ معاہدے کو مسترد کر دے گا اور سیدھا کروکی فلکس جیل کا رخ کرے گا۔ "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو،" اس نے ان لوگوں کو سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔ "تمہارا واسطہ ایک بے حد خوددار اور باعزت شخص سے پڑا ہے۔ آٹھ بجے سے پہلے اسے کچھ پتا نہ چلے ورنہ وہ ..."

گھنٹے کی پہلی آواز سن کر اس کے جسم میں تھرتھری دوڑ گئی۔ وہ ماضی سے لمحۂ موجود میں چلا آیا۔

ٹن کی دوسری آواز پر رونے والا لڑکا لپک کر آگے آیا اور پھانسی گھاٹ کے عین سامنے گھٹنوں کے بل گر گیا۔

تیسری آواز پر چیف آف پولیس نے کارپورل کو روکنے کے لیے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، جو لڑکے کو گھسیٹ کر وہاں سے ہٹانے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔

چوتھی آواز پر سزائے موت پانے والا سرگئی کو دیکھ کر بے حد شفقت اور محبت بھرے انداز میں مسکرایا، جیسے سرگئی درحقیقت اس کا بیٹا ہو۔

پانچویں آواز پر دونوں جلادوں نے قیدی کو دھکیل کر آگے بڑھایا۔ اب وہ پھندے کے عین نیچے کھڑا تھا۔

چھٹی آواز پر پھانسی کا پھندہ قیدی کی گردن میں ڈال دیا گیا۔

گھنٹے کی ساتویں آواز پر قیدی نے آنکھیں جھکائیں۔ اب وہ براہ راست صدر کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

آٹھویں آواز پر جلاد نے لیور کھینچا اور ٹریپ ڈور کھل گیا۔

پھندے سے لٹکے کرس جیکسن کا بے جان جسم جھول رہا تھا۔ زیرمسکی تالیاں بجانے لگا۔ تماشائیوں میں سے بھی کچھ لوگ نیم دلی سے تالیاں بجانے لگے۔

ایک منٹ بعد جلادوں نے کرس جیکسن کی لاش کو اتارا۔ سرگئی نے لپک کر اپنے دوست کو تابوت میں لٹانے میں ان کا ہاتھ بٹایا، جو پھانسی گھاٹ کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا تھا۔

چیف آف پولیس صدر زیرمسکی کے ساتھ اس کی لیموزین کی طرف چل دیا۔ تابوت میں آخری کیل ٹھونکی جانے سے پہلے صدر کی کاروں کا قافلہ جیل کے گیٹ سے نکل چکا تھا۔

چار قیدیوں نے بھاری تابوت کو کندھوں پر اٹھایا اور اسے لے کر قبرستان کی طرف چل دیے۔ سرگئی ان کے ساتھ تھا۔

قبرستان جیل کے عقبی حصے میں تھا۔ یعنی قیدیوں کو مرنے کے باوجود بھی کروکی فلکس جیل سے فرار کا موقع نہیں دیا جاتا تھا۔

سرگئی نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ تماشا دیکھنے کے لیے آنے والے جیل کا گیٹ بند ہونے سے پہلے جیل سے نکل جانے کی کوشش میں دوڑ لگا رہے

تھے۔ ان کے نکلنے کے بعد گیٹ بند کر کے بولٹ چڑھا دیے گئے۔

تابوت اٹھانے والے اس قبر کے پاس رک گئے جو ابھی چند منٹ پہلے ہی دوسرے قیدیوں نے کھودی تھی۔ انھوں نے بڑی بے پروائی سے تابوت کو جان چھڑانے والے انداز میں قبر میں اتار دیا۔ دعا تو در کنار، انھوں نے ایک لمحے کے توقف کی زحمت بھی نہیں کی، اور پھاوڑوں کی مدد سے جلدی جلدی قبر پر مٹی ڈالنے لگے۔ یہ اس گمنام ہیرو کی موت تھی، جس کے لیے نہ کوئی آنکھ نم ہوئی، نہ کوئی ہاتھ دعا کے لیے اٹھا۔

سرگئی ساکت وصامت کھڑا دیکھتا رہا تھا۔ چند منٹ بعد گارڈ قیدیوں کو گھیر کر جیل واپس لے گئے۔ تب سرگئی گھٹنوں کے بل قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اسے یہاں بیٹھنے کی کتنی مہلت دیں گے۔

ایک لمحے بعد کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ چیف آف پولیس تھا۔ اسے یاد تھا۔ ایک بار اسی نے کرس جیکسن کو بتایا تھا کہ چیف آف پولیس معقول آدمی ہے۔

''تم اسے بہت قریب سے جانتے تھے؟'' چیف نے پوچھا۔

''جی ہاں جناب۔ وہ میرا پارٹنر تھا۔''

چیف نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ ''میں اس شخص کو جانتا ہوں، جس کے لیے اس نے اپنی جان دی۔'' وہ بولا۔ ''میں سوچتا ہوں، کاش مجھے بھی کوئی ایسا دوست نصیب ہو۔''

☆ ☆ ☆

''مسٹر ظفر جیر مذاتی چالاک نہیں ہے، جتنا خود کو سمجھتی ہے۔'' نک گوٹن برگ نے کہا۔

''امیچورز ایسے ہی ہوتے ہیں۔'' ہیلن ڈیکسٹر بولی۔ ''اس کا کیا یہ مطلب ہے کہ وہ ویڈیو تمھیں مل گئی ہے؟''

''نہیں۔ لیکن مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ کہاں رکھی ہوگی۔''

''رکھی ہوگی؟ یعنی تمھیں یقینی طور پر علم نہیں ہے۔''

''نہیں۔ یقینی طور پر تو مجھے نہیں معلوم۔''

''مجھے یہ جتانے کی ضرورت نہیں کہ تم کتنے چالاک ہو۔ مجھ سے سیدھی بات کرو۔ ہیلن کا لہجہ خشک تھا۔

گوٹن برگ جانتا تھا کہ ہیلن سے اس سے بڑھ کر تعریف کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ ''مسز ظفر جیر اللہ کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ ہم پچھلے ایک ہفتے سے اس کے گھر اور آفس کے ٹیلی فون ٹیپ کر رہے ہیں۔ اسے نہیں معلوم کہ اس کی نگرانی بھی کی جا رہی تھی۔''

''کام کی بات کرو۔ معلوم کیا ہوا تمھیں؟''

''چھوٹی چھوٹی معلومات الگ الگ تو کچھ نہیں بتا رہی تھیں۔ لیکن جب انھیں یک جا کر کے دیکھا گیا تو تصویر واضح ہونے لگی۔'' گوٹن برگ نے یک فائل اور ایک ٹیپ ریکارڈ میز پر رکھ کر ہیلن کی طرف کھسکا دیا۔

ہیلن نے ان کو توجہ ہی نہیں دی۔ ''اپنی بات پوری کرو۔'' وہ چڑچڑے پن سے بولی۔

''کیفے میلانو میں جوآن بینیٹ کے ساتھ لنچ کے دوران جو ہم نے مسز ظفر جیر اللہ کی گفتگو ریکارڈ کی تھی، اس میں ابتداء میں تو کوئی خاص بات نہیں تھی۔ لیکن بالکل آخر میں اس نے جوآن سے ایک سوال کیا تھا۔''

''اور اب مجھے تم سے پوچھنا پڑے گا کہ وہ سوال کیا تھا؟'' ہیلن نے آنکھیں نکالیں۔

''آپ خود ہی سن لینا۔ یہ آپ کو زیادہ اچھا لگے گا۔'' نک گوٹن برگ نے کہا۔ پھر ٹیپ ریکارڈر کا پلے کا بٹن دبایا اور اپنی کرسی کی پشت گاہ پر ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گیا۔

کمرے میں ایک نسوانی آواز ابھری۔ ''میرے لیے بھی ... بلیک کافی، شکر کے بغیر'' ... پھر دور جاتے قدموں کی چاپ اور اس کے بعد نسوانی

آواز ''جوآن، میں نے پہلے کبھی کمپنی کا رازداری کا اصول توڑنے کے لیے تم پر دباؤ نہیں ڈالا۔ لیکن اب میں کچھ جاننا چاہتی ہوں۔''

''کاش میں تمہاری مدد کر پاؤں۔'' وہ جوآن بینٹ کی آواز تھی۔ ''لیکن میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ کونر کے معاملے میں میں بھی اتنی ہی اندھیرے میں ہوں، جتنی تم ہو۔''

''تو مجھے کسی ایسے شخص کا نام بتادو، جو اندھیرے میں نہ ہو۔''

چند لمحے خاموش رہی۔ پھر جوآن نے کہا۔ ''تم ایسا کرو کہ کونر کی الوداعی پارٹی کے شرکا کی فہرست غور سے دیکھو۔''

''کرس جیکسن؟''

''نہیں۔ بدقسمتی سے وہ اب کمپنی میں نہیں ہے۔''

ایک بار پھر طویل خاموشی

''چھوٹے قد کا وہ شخص جو گڈبائی کہے بغیر رخصت ہو گیا تھا۔ جس نے کہا تھا کہ وہ ڈاڑا لے کے سیکشن میں کام کرتا ہے۔''

نک گوٹن برگ نے ہاتھ بڑھایا اور اسٹاپ کا بٹن دبا دیا۔

''تم اس پارٹی میں گئے ہی کیوں تھے؟'' ہیلن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''آپ کے کہنے پر۔ مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ اسے کہاں جاب ملی ہے۔ کیونکہ آپ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ واشنگٹن میں رہے۔ اور یہ بھی نہ بھولیں کہ یہ بات ہمیں اس کی بیٹی کے ذریعے ہی معلوم ہوئی۔ اس کے بعد ہی یہ ممکن ہو سکا کہ ہم نے اس کی ملازمت تقرری سے پہلے ہی ختم کر دی۔ کیا آپ کو یہ سب کچھ یاد نہیں ہے؟ میں اس پارٹی میں نہ جاتا تو آج وہ واشنگٹن میں بہت اچھی ملازمت کر کے ہمارے سینے پر مونگ دل رہا ہوتا۔''

ہیلن کا منہ بن گیا۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتی۔ نک ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اور ویسے بھی سانپ نکل جانے کے بعد لکیر پیٹنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ''خیر آگے کی کہو۔''

''اس رات مسز فنٹر جیر اللہ نے اپنے گھر سے کئی فون کالز کیں۔ یاد رہے کہ وہ اپنے آفس سے کبھی کوئی ذاتی نوعیت کا فون نہیں کرتی۔ بہر حال اس نے کرس جیکسن کا سیل فون نمبر بھی ملایا تھا۔''

''کیوں؟ جبکہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اب کرس سی آئی اے میں نہیں ہے۔''

''ان کے تعلقات بہت پرانے ہیں۔'' نک نے وضاحت کی۔ ''جیکسن اور فنٹر جیر اللہ ویت نام میں ساتھ تھے۔ بلکہ فنٹر جیر اللہ کے لیے میڈل آف آنر کی سفارش کرس جیکسن نے ہی کی تھی۔ اور این او سی میں بھی کونر کو جیکسن ہی لایا تھا۔''

''تو جیکسن نے اسے تمہارے بارے میں بتایا؟'' ہیلن کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''نہیں۔ اسے موقع نہیں مل سکا۔'' نک گوٹن برگ نے جواب دیا۔ ''جیسے ہی مجھے پتا چلا کہ نک روس میں ہے تو میں نے اس کا سیل فون ہلاک کروا دیا تھا۔'' وہ مسکرایا۔ ''اب وہ نہ اپنے سیل فون پر کال ریسیو کر سکتا ہے، نہ خود کسی کو کال کر سکتا ہے۔ اور ہمیں بہر حال معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کسے فون کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور کون اسے فون کرنا چاہتا ہے۔''

''تب تو تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ کس کے لیے کام کر رہا ہے۔''

''جیکسن نے روس پہنچنے کے بعد صرف ایک ہی نمبر ملانے کی کوشش کی تھی۔ اور میرے خیال میں وہ بھی ایجنسی میں۔''

''وہ نمبر کس کا تھا؟'' ہیلن کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

''وہ وائٹ ہاؤس کا ایک ایسا نمبر تھا، جو ڈائریکٹری میں موجود نہیں ہے۔''

ہیلن نک کو گھور رہی تھی۔ ''تب تو وہ نمبر ہمارے کرم فرما اینڈی لائیڈ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا۔''

''آپ کا اندازہ درست ہے۔''

''مسز فنٹر جیرالڈ کو یہ بات معلوم ہے کہ جیکسن وائٹ ہاؤس کے لیے کام کر رہا ہے؟''

''میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ ورنہ وہ پہلے ہی اس سے رابطہ کر لیتی۔''

ہیلن نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ ''یہ اسے کبھی معلوم نہیں ہونا چاہیے۔''

''ٹھیک ہے۔ لیکن میرا پہلا مسئلہ وہ ویڈیو حاصل کرنا ہے۔''

''اس ویڈیو کے سلسلے میں کیا خبر ہے؟''

''ایک ٹیپ شدہ فون کال میں ایک کلیو نہ ملا ہوتا تو ہم وہیں کے وہیں رہ جاتے۔ اس رات دو بجے جوآن ہنٹ نے لینگلے سے مسز فنٹر جیرالڈ کو فون کر کے کہا کہ وہ ایک گھنٹے میں اس کے گھر پہنچ رہی ہے۔ تب میرے لوگوں نے سب سے پہلے اس کمپیوٹر کو چیک کیا، جس پر اس وقت جوآن کام کر رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں پتا چل گیا کہ اسے اتفاق سے پتا چل گیا ہے کہ اس کا سابقہ باس جینٹ پیٹرز برگ میں جیل میں ہے۔ اور وہ یہ خبر مسز فنٹر جیرالڈ کو سنانا چاہتی تھی مگر فون پر نہیں۔ یوں ہمیں موقع مل گیا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں کہ جوآن بے چاری مسز فنٹر جیرالڈ تک پہنچ ہی نہیں پائی۔

''ہاں معلوم ہے۔ یوں کہو کہ ہم بال بال بچے۔''

''بے شک۔ پھر مسز فنٹر جیرالڈ نے صبح کی خبریں دیکھیں تو وہ جائے وقوعہ پر پہنچی، جہاں پولیس دریا سے کار نکال رہی تھی۔ جب مسز فنٹر جیرالڈ کو یقین ہو گیا کہ حادثے کا شکار ہونے والی جوآن ہی ہے تو اس نے فوری طور پر اسٹان فورڈ میں اپنی بیٹی کو فون کیا۔ بیٹی کی آواز آپ کو نیند سے بوجھل لگے گی۔ کیونکہ کیلی فورنیا میں اس وقت صبح کے پانچ بجے تھے۔'' ننگ آگے کی طرف جھکا اور اس نے ایک بار پھر ٹیپ ریکارڈر کا پلے کا بٹن دبا دیا۔

''ہائی تارہ..... میں موم۔''

''ہائی موم۔ کیا بات ہے؟''

''آئی ایم سوری۔ اتنا سویرے کال کر رہی ہوں ڈارلنگ۔ لیکن ایک بری خبر ہے۔''

''ڈیڈ کے بارے میں تو نہیں؟'' لہجے میں گھبراہٹ۔

''نہیں۔ البتہ جوآن ہنٹ کار کے ایک حادثے میں ختم ہو گئی ہے۔''

''جوآن اوہ نو۔ میں یقین نہیں کر سکتی مما۔ کہہ دیں کہ یہ غلط ہے؟''

''یہ سچ ہے تارہ۔ اور مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس کی موت کا کسی نہ کسی طور کونر سے تعلق ہے۔''

''او کم آن موم۔ آپ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں۔ دیکھیں نا، ڈیڈی کو گئے ہوئے صرف تین ہفتے ہی تو ہوئے ہیں۔''

''ہو سکتا ہے، تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن میں نے الوداعی پارٹی والی ویڈیو کو زیادہ محفوظ جگہ پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔''

''کیوں مما؟''

''کیونکہ وہ واحد ثبوت ہے میرے پاس کہ تمہارے ڈیڈی ننگ گونن برگ نام کے ایک شخص کو نہ صرف جانتے تھے۔ بلکہ اس کے لیے کام بھی کرتے تھے۔''

ننگ گونن برگ نے اسٹاپ کا بٹن دبایا اور خاموشی چھا گئی۔ ''گفتگو تو اس کے بعد بھی ہوئی۔ لیکن اس سے ہماری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔'' اس نے کہا۔ ''اس کال کے چند منٹ بعد مسز فنٹر جیرالڈ گھر سے نکلیں تو ان کے پاس ایک ویڈیو ٹیپ تھا۔ کال ریکارڈ کرنے والے آفیسر کو احساس ہو گیا تھا کہ ابھی اس نے بہت اہم گفتگو سنی ہے۔ اس نے مسز فنٹر جیرالڈ کا تعاقب کیا اور یونیورسٹی تک پہنچا۔ مسز فنٹر جیرالڈ اپنے معمول کے مطابق ایڈمنسٹریشن آفس میں نہیں گئی۔ بلکہ اس نے لائبریری کا رخ کیا۔ وہاں وہ پہلی منزل پر کمپیوٹر سیکشن میں گئی، جہاں وہ بیس منٹ تک ایک کمپیوٹر پر کچھ سرچ کرتی رہی۔ وہ وہاں سے نکلی تو اس کے پاس دس بارہ صفحات کے پرنٹ آؤٹ تھے۔ پھر وہ لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر آڈیو ویژول ریسرچ سینٹر گئی۔ اس دوران ہمارے آدمی نے اس کمپیوٹر کو چیک کیا، جس پر وہ مصروف رہی تھی۔ اس نے وہ آخری فائل چیک کی جو مسز فنٹر جیرالڈ

نے کھولی تھی۔''

''اس نے سب کچھ مٹا دیا ہوگا۔'' ہیلن نے تبصرہ کیا۔

''جی ہاں۔ چالاک تو وہ ہے۔''

''اور وہ پرنٹ آؤٹ؟''

''یہ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کیا تھے۔''

''وہ اٹھائیس سال سے کوزر کے ساتھ ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ ہمارے انداز کار سے بے خبر ہو۔'' ہیلن نے کہا۔

''ہمارا آدمی لائبریری سے نکلا اور اپنی کار میں انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ بعد مسز فشر جیر اللہ باہر آئی تو ویڈیو ٹیپ اس کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اور وہ''

''اس نے ٹیپ کو ڈیووڈسن ریسرچ سینٹر میں چھپایا ہوگا۔'' ہیلن نے رائے زنی کی۔

''میرا بھی یہی خیال ہے۔''

''یونیورسٹی کی لائبریری میں کتنے ٹیپ موجود ہوں گے؟''

''25 ہزار سے زیادہ۔'' نک گولن برگ نے جواب دیا۔

''ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ان سب کو چیک کر سکیں۔'' ہیلن نے کہا۔

''خوش قسمتی سے مسز فشر جیر اللہ سے پہلی غلطی سرزد ہو چکی ہے۔''

اس بار ہیلن کے انداز میں حیرت بھی تھی اور ستائش بھی۔ اس نے مداخلت بھی نہیں کی۔

''وہ لائبریری سے نکلی تو ویڈیو ٹیپ اس کے پاس نہیں تھا۔ لیکن پرنٹ آؤٹ تھا۔ ہمارا ایجنٹ اس کے پیچھے ایڈمیشن آفس میں گیا۔ وہاں مجھے خوشی ہے کہ اس کی اصول پرستی ہمارے لیے خوش قسمتی بن گئی۔''

ہیلن سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''پرنٹ آؤٹ اس نے ڈسٹ بن میں ڈال دیا۔''

''گڈ۔ یہ بھی بتا دو کہ اس پرنٹ آؤٹ میں کیا تھا۔''

''ان ویڈیوز کی مکمل فہرست جو ایشو ہوئے ہیں اور جن کی واپسی اگلی ٹرم میں ہی ہوگی۔''

''یعنی اس نے اپنی ویڈیو ایک ایسے باکس میں ڈال دی ہوگی، جسے کئی ہفتے خالی رہنا ہے۔ اس نے سوچا، وہ وہاں محفوظ رہے گی۔ کسی کو اس کا خیال بھی نہیں آسکتا۔''

''جی بالکل۔ اور اس نے ٹھیک سوچا تھا۔''

''اس فہرست میں کتنے ویڈیو ٹیپ ہیں؟''

''472۔'' نک برگ نے جواب دیا۔

''تمہیں ایجنٹ استعمال کرنے ہوں گے؟''

''مسئلہ یہ ہے کہ یونیورسٹی میں کسی کو شبہ بھی ہو گیا کہ سی آئی اے وہاں سرگرم عمل ہے تو بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔''

''گڈ تھنکنگ۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ وہ ویڈیو تم کیسے حاصل کرو گے؟''

''میں نے دس منتخب ایجنٹوں کو وہ فہرست دے دی ہے۔ وہ سب ایسے لوگ ہیں، جنھوں نے حال ہی میں گریجویشن کیا ہے۔ وہ ان عنوانات کے کیسٹ کیس چیک کریں گے۔ یہاں تک ان میں سے کسی کو وہ گھر میں بنائی گئی ویڈیو فلم کسی خالی کیس میں رکھی مل جائے گی۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ

میرے ایجنٹ طلبا کے بھیس میں ہوں گے۔اس کے باوجود میں ان میں سے کسی کو بیس منٹ سے زیادہ رائبریری میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔اور ان کا لائبریری میں دن میں زیادہ سے زیادہ دو بار جانا ممکن نہیں ہے۔اس لحاظ سے وقت تو لگے گا۔"

"تمھارے خیال میں کتنا وقت لگے گا؟"

"قسمت ساتھ دے تو کام فوراً بھی ہو سکتا ہے۔دو دن اور زیادہ سے زیادہ تین دن لگ سکتے ہیں۔"

"لیکن تمھارے پاس مہلت صرف 48 گھنٹے کی ہے۔" ہیلن نے کہا۔ "پھر تمھیں مسز قمر جیر اللہ سے رابطہ کرنا ہے۔"

"مجھے یاد ہے۔لیکن اس سے پہلے ہی ٹیپ مل بھی سکتا ہے۔اس صورت میں میں رابطہ کروں گا ہی نہیں۔"

"اور اگر مسز قمر جیر اللہ نے تمہاری فون پر گفتگو ریکارڈ کر لی ہو تب؟"

نک گوٹن برگ مسکرایا۔"ریکارڈ تو اس نے کی تھی۔لیکن رابطہ منقطع ہونے کے چند سیکنڈ بعد اسے مٹا دیا گیا۔اپنے اس کارنامے پر پروفیسر زیلگر کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔"

"بہت خوب۔جیسے ہی ویڈیو تمھیں مل جائے، مجھے فون کر کے بتانا۔ویڈیو مل گئی تو پھر ہمیں اس واحد ہستی کو ٹھکانے لگانے سے کوئی نہیں روک سکے گا جو " اسی لمحے ہیلن ڈیکسٹر کی میز پر رکھے سرخ فون کی گھنٹی بجی۔اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر ریسیور اٹھا لیا۔"ڈی ڈائریکٹر۔" اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی اسٹاپ واچ کا بٹن دبا دیا۔"یہ کب ہوا؟ تمھیں یقین ہے؟ اور جیکسن، وہ کہاں ہے؟" دوسری طرف سے جواب سنتے ہی اس نے ریسیور کو ہنڈل پر رکھ دیا۔

نک گوٹن برگ نے دیکھا۔ سٹاپ واچ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ گفتگو 43 سیکنڈ ہوئی ہے۔

"تمھیں 48 گھنٹے کے اندر وہ ویڈیو ٹیپ حاصل کرنی ہوگی۔" ہیلن نے کہا۔

"کیوں؟ کوئی خاص بات؟" نک کے لہجے میں تشویش تھی۔ "مجھ نے مجھے بتایا ہے کہ سینٹ پیٹرز برگ کے وقت کے مطابق صبح آٹھ بجے کوزر کو پھانسی دے دی گئی۔اور جیکسن یونائیٹڈ ایئرویز کی فرینکفرٹ سے واشنگٹن آنے والی فلائٹ میں سوار ہو چکا ہے۔"

☆ ☆ ☆

سات بجے وہ تینوں مسلح اس کی کوٹھری میں داخل ہوئے اور اسے مارچ کراتے ہوئے چیف کے آفس میں لے آئے۔ان کے کمرے سے رخصت ہوتے ہی بولشکوف نے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور کارنر میں وارڈروب کی طرف بڑھا۔اب تک اس نے ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔

وارڈروب میں ایک پولیس مین کی یونیفارم تھی۔اس نے کوزر کو وہ یونیفارم پہننے کا اشارہ کیا۔گزشتہ چند روز میں کوزر کا وزن بہت تیزی سے کم ہوا تھا۔اس کے نتیجے میں یونیفارم اس کے جسم پر ڈھیلی محسوس ہو رہی تھی۔بہر حال بڑے چھجے والا ہیٹ لگا کر، لمبا نیلا کوٹ پہن کر وہ ایک عام پولیس مین لگنے لگا۔ سپنے قیدیوں والے کپڑے اس نے وارڈروب کے نچلے خانے میں رکھ دیے۔

بغیر کچھ کہے بولشکوف نے اسے ایک چھوٹی سی کوٹھری میں لے جا کر دروازہ بند کر دیا۔

خاصی طویل خاموشی کے بعد کوزر کو ایک دروازہ کھلنے کی آواز اور پھر قدموں کی چاپ سنائی دی۔پھر ایک اور دروازہ کھلا۔کوزر کے خیال میں وہ چیف کے آفس میں موجود وارڈروب کا تھا۔کوزر اپنی جگہ سانس روکے کھڑا رہا۔وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ چیف کے آفس میں کیا ہو رہا ہے۔پہلا دروازہ دوبارہ کھلا اور دو یا تین افراد پر شور انداز میں اندر داخل ہوئے۔چند سیکنڈ بعد وہ باہر گئے۔وہ کمرے میں سے کچھ گھسیٹ کر باہر لے گئے تھے کوئی بھاری چیز اور وہ کوئی انسان بھی ہو سکتا تھا۔

چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور بولشکوف نے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا۔آفس کا دروازہ کھول کر وہ باہر کاریڈور میں نکلے۔چیف بائیں جانب مڑتا تو کوزر سمجھ لیتا کہ وہ اسے اس کی کوٹھری میں واپس لے جا رہا ہے۔لیکن وہ دائیں جانب مڑا تھا۔کوزر کو نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔تاہم وہ تیز قدموں سے بولشکوف کے پیچھے چلنے کی کوشش کرتا رہا۔

وہ جیل کے احاطے میں آئے تو کوزر کو وہ پھانسی گھاٹ نظر آیا۔ پھانسی گھاٹ کے عین سامنے ایک پولیس والا وہ مرصع کرسی رکھ رہا تھا۔ کرسی، وہ ایک طرح کا شاہی تخت لگتا تھا۔ کوزر سمجھ گیا کہ وہ کرسی کس کے لیے رکھی جا رہی ہے۔

وہ بولشنکوف کے پیچھے چلتا رہا۔ وہاں اسے اپنے جیسا نیلا لمبا کوٹ پہنے ہوئے پولیس والے لوگوں کو گھیر گھار کر احاطے کی طرف لاتے دکھائی دیے۔ وہ سمجھ گیا کہ تماشائیوں کو اکٹھا کیا جا رہا ہے۔

بولشنکوف تیز قدموں سے صحن میں پارک ایک کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ کار کے قریب پہنچے۔ کوزر نے پسنجر سیٹ کی طرف کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ لیکن بولشنکوف نے ڈرائیور سیٹ والے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ کوزر نے دروازہ کھولا اور ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''گیٹ کی طرف چلو۔ اور گیٹ پر رک جانا۔'' بولشنکوف نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کوزر نے گاڑی کو پہلے گیئر میں ڈالا اور کم رفتار سے آگے بڑھایا۔ دروازے پر کھڑے پہرے داروں کے سامنے اس نے گاڑی روک دی۔

ایک گارڈ نے چیف کو سلیوٹ کیا اور گاڑی کے نیچے جھانک کر دیکھا۔ دوسرے نے عقبی سیٹ پر نظر ڈالی اور ڈگی کو چیک کیا۔

چیف نے پہلو کی طرف جھکتے ہوئے کوزر کی بائیں آستین کو جھٹک کر نیچے کیا، جو اس کی کلائی سے اوپر اٹھ گئی تھی۔

گارڈ تلاشی سے فارغ ہو کر اپنی جگہ واپس آئے اور انھوں نے چیف کو سلیوٹ کیا۔ انھوں نے ڈرائیور میں ذرا بھی دلچسپی نہیں لی تھی۔ بولٹ ہٹائے گئے اور جیل کا پھاٹک کھول دیا گیا۔

''گاڑی چلاؤ۔'' بولشنکوف نے سرگوشی میں کہا۔

اسی وقت ایک چھوٹا ٹرک کمپاؤنڈ میں داخل ہوا۔ اس کے قدم پُر اعتماد انداز میں اٹھ رہے تھے، جیسے وہ جانتا ہو کہ اسے کہاں جانا ہے۔

''اب کس طرف؟'' کوزر نے پوچھا۔

''دائیں جانب موڑو۔''

کوزر نے تعمیل کی۔ گاڑی اب دریائے نیوا کے ساتھ شہر کے مرکز کی طرف رواں تھی۔

''یہ پل پار کرنے کے بعد بائیں جانب موڑو۔'' بولشنکوف نے ہدایت دی۔

کوزر نے جیل کی دیواروں کا جائزہ لیا۔ دوسرے گیٹ پر بھی پولیس والے لوگوں کو گھیر رہے تھے۔ تاکہ تماشائیوں کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکے۔ یہ سب اہتمام اسے پھانسی پاتے دیکھنے کے لیے ہو رہا تھا۔ کوزر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بولشنکوف خود کو کیسے بچائے گا۔

کوزر گاڑی چلاتا رہا۔ کوئی دو سو میٹر آگے جا کر بولشنکوف نے کہا۔ ''یہاں گاڑی روک دو۔''

وہاں سفید رنگ کی ایک بی ایم ڈبلیو کھڑی تھی۔ کوزر نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کی اور اسے بی ایم ڈبلیو کے پیچھے روک دیا۔

''یہاں ہمارا ساتھ ختم ہوتا ہے مسٹر فخر جبیر اللہ۔'' بولشنکوف نے کہا۔ ''ہمیں یہی امید کرنی چاہیے کہ اب ہماری ملاقات کبھی نہ ہو۔''

کوزر نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ کار سے اتر رہا تھا کہ بولشنکوف نے کہا۔ ''تم بہت خوش نصیب ہو کہ تمہیں ایسا عظیم اور جاں نثار دوست ملا۔''

اس وقت کوزر اس کے لفظوں کی معنویت اور اہمیت نہیں سمجھ سکتا تھا۔ وہ تو بعد میں معلوم ہونا تھا!

☆ ☆ ☆

''مسٹر جیکسن، گیٹ نمبر گیارہ! آپ کی فلائٹ بیس منٹ بعد مسافروں کو سوار کرے گی۔''

''تھینک یو۔'' کوزر نے بورڈنگ پاس لیتے ہوئے کہا۔ وہ سست رفتاری سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے امید تھی کہ اس کا پاسپورٹ بہت باریک بینی سے چیک نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ انھوں نے جیکسن کی تصویر ہٹا کر اس کی تصویر لگا دی تھی۔ مگر بہرحال کرس جیکسن اس سے قد میں دو انچ چھوٹا، عمر میں تین سال بڑا اور گنجا تھا۔ ہیٹ اتارنے کی صورت میں اس کے لیے وضاحت بہت دشوار ہوتی۔

اس نے پاسپورٹ سیدھے ہاتھ میں لے کر بڑھایا۔ اگر وہ الٹا ہاتھ استعمال کرتا تو آستین اوپر اٹھتی اور اس کی کلائی پر گودا گیا وہ نمبر نظر آ جاتا۔ اس نے سوچا، امریکا پہنچتے ہی وہ اسے چھپانے کے لیے کلائی پر چوڑے پٹے والی گھڑی باندھے گا۔

چیک کرنے والے افسر نے پاسپورٹ پر بس سرسری نظر ڈالی اور اسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے نئے سوٹ کیس میں چند جوڑے کپڑوں اور ایک اسفنج بیگ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ چنانچہ چیکنگ میں ٹائم نہیں لگا۔

وہ لاؤنج میں سب سے دور والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کروسی فکس جیل سے نکلنے کے بعد کے چوبیس گھنٹوں میں کوزنے ایک بار بھی سکون کی سانس نہیں لی تھی۔

''فرینکفرٹ جانے والی فن ایئر کی فلائٹ 821 کے مسافروں کی یہ پہلی کال ہے۔'' انٹرکوم پر ایک آواز نے کہا۔

کوزاپنی جگہ بیٹھا رہا۔ اگر انھوں نے سچائی اسے بتادی ہوتی تو وہ کبھی کرسی کو اپنی جگہ نہ لینے دیتا۔ اب ان لمحوں میں وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ بولشکوف سے رخصت ہونے کے بعد کیا کچھ ہوا تھا۔

وہ پولیس کار سے اتر کر بی ایم ڈبلیو کی طرف بڑھا۔ بی ایم ڈبلیو کا پچھلا دروازہ پہلے ہی سے کھلا ہوا تھا۔ چیف نے اس دوران اپنی گاڑی واپس موڑلی تھی اور کروسی فکس جیل واپس جارہا تھا۔ کوزبی ایم ڈبلیو کی عقبی نشست پر بیٹھ گیا، جہاں ایک دبلا پتلا، زرد رو جوان ''دی کشمیر'' کا لمبا کوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ دو آدمی اسی طرح کا لباس پہنے اگلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ انھوں نے نہ اس سے کوئی بات کی۔ نہ ہی یہ ظاہر ہونے دیا کہ اس کی وہاں موجودگی کوئی اہمیت رکھتی ہے۔

بی ایم ڈبلیو سنسان سڑک پر رواں ہوگئی۔ وہ شہر کی مخالف سمت جارہی تھی۔ ہائی وے پر پہنچ کر ڈرائیور نے رفتار کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا۔ ڈیش بورڈ پر موجود کلاک نے آٹھ بجائے تو سنگ میل کے مطابق فن لینڈ کی سرحد صرف ڈیڑھ سو کلومیٹر دور رہ گئی تھی۔

پھر وہ فاصلہ تیزی سے کم ہونے لگا۔ سو پچاس تیس اور پھر دس کلومیٹر ! تیزی سے گزرتے ہوئے سنگ میل دیکھتے ہوئے کوز سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ سرحدی پہرے داروں کو کیسے سمجھائیں گے کہ ایک روسی پولیس مین کو سرحد کیوں پار کرائی جارہی ہے۔

لیکن کسی وضاحت کی ضرورت نہیں پڑی۔ جی ایم ڈبلیو دونوں ملکوں کے درمیان ''نومینز لینڈ'' سے تیس سو میٹر دور تھی کہ ڈرائیور نے اپنی گاڑی کو ہیڈ لائٹس کو چار بار فلیش کیا۔ سرحد پر موجود رکاوٹ ہٹائی گئی اور بی ایم ڈبلیو رفتار کم کیے بغیر فن لینڈ کی سرحد میں داخل ہوگئی۔ کوز روسی مافیا کے اثر ونفوذ کو دل ہی دل میں سراہ رہا تھا۔

اس پورے سفر کے دوران کسی نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ کوزکو نہیں معلوم تھا کہ اس کی منزل کہاں ہے۔ فن لینڈ میں بھی اس کے لیے سنگ میل دیکھنے کے سوا کوئی شغل نہیں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ہیلسنکی جارہے ہیں۔ لیکن بارہ چودہ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک شہر کے مضافاتی علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں سے انھوں نے گاڑی ایک چھوٹی سڑک پر موڑلی۔ اس سڑک پر موڑ ہی موڑ تھے۔ وہ جنگلی علاقہ تھا۔ پھر لینڈ اسکیپ نظر آنے لگا۔ وہاں برف جمی ہوئی تھی۔

''یہ فرینکفرٹ جانے والی فلائٹ 821 کی دوسری کال ہے۔'' اعلان نے اسے چونکا دیا۔ ''تمام مسافروں سے التماس ہے کہ وہ جہاز پر سوار ہو جائیں۔''

کوزاب بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔

ہائی وے چھوڑنے کے چالیس منٹ بعد گاڑی ایک فارم ہاؤس کے احاطے میں داخل ہوئی۔ فارم ہاؤس سنسان بلکہ متروک لگ رہا تھا۔ ان کی گاڑی رکی بھی نہیں تھی کہ فارم ہاؤس کا دروازہ کھلا۔

عقبی نشست پر بیٹھے زرد رو جوان نے دروازہ کھولا اور کوز کو لے کر فارم ہاؤس کی طرف چلا۔ وہ مکان میں داخل ہوئے۔ دروازہ کھولنے والی عورت ایک طرف مؤدب کھڑی تھی۔ انھوں نے اسے نظرانداز کردیا۔

وہ لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ کر پہلی منزل پر پہنچے۔ جوان آدمی نے دروازہ کھولا اور کوزر کمرے میں داخل ہوا۔ عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔ پھر چابی گھومنے کی اور کلک کی آواز سنائی دی۔

کوزر نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں ایک ہی کھڑکی تھی۔ کوزر نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ ایک باڈی گارڈ احاطے میں کھڑا اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ کوزر کھڑکی سے ہٹ آیا۔ ایک طرف اسے کپڑے رکھے نظر آئے۔ کپڑوں پر خرگوش کے فر کا ایک ہیٹ بھی تھا۔ وہ تمام چیزیں ایک چھوٹے سے بیڈ پر رکھی تھیں، جو کسی زاویے سے بھی آرام دہ نہیں لگ رہا تھا۔

کوزر نے اپنے پہنے ہوئے کپڑے اتارے اور انہیں بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر رکھ دیا۔ کمرے کے ایک کونے میں پلاسٹک کا ایک پردہ تھا۔ پردے کے پیچھے ایک زنگ آلود شاور تھا۔ وہاں صابن بھی موجود تھا۔

اس نے شاور کھولا۔ نیم گرم پانی کی ہلکی سی بوچھار اسے بے حد خوش گوار لگی۔ کروسی فکس جیل کی کوٹھری کی بدبو سے جان چھڑانے میں اسے کافی وقت لگا۔ وہ شاور اس وقت اس کے لیے بہت بڑی نعمت تھا۔ اس نے اپنا جسم خشک کیا اور آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ اس کی پیشانی سے ذرا اوپر خراشوں کے دو بڑے نشان تھے، جن پر کھرنڈ جمے تھے۔ اس نے سوچا، جب بال بڑھ جائیں گے تبھی یہ نشان چھپ سکیں گے۔ اور کچھ عرصہ گزرنے پر یہ مٹ بھی جائیں گے۔ لیکن کلائی پر گودا ہوا یہ نمبر تو عمر بھر اس کے وجود کا حصہ بنا رہے گا۔

اس نے بیڈ پر رکھے ہوئے کپڑے پہن لیے۔ پینٹ کچھ چھوٹی تھی۔ لیکن شرٹ اور جیکٹ اس کے بالکل فٹ تھیں۔ لیکن کروسی فکس جیل میں اس کا وزن کم از کم دس پونڈ کم ہوا ہوگا۔ ورنہ وہ پہلے جیسا ہوتا تو وہ بھی اس کے تنگ ہوتیں۔

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ پھر چابی گھومی۔ دروازہ کھلا اور وہ عورت اندر آئی، جس نے فارم ہاؤس کا دروازہ کھولا تھا۔ اس کے ہاتھوں پر ایک ٹرے تھی۔ اس نے ٹرے کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اسے شکریے کا موقع دیے بغیر تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

ٹرے کو ایک نظر دیکھ کر کوزر کو پاگل کر دینے والی بھوک کا احساس ہوا اور وہ کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ کھانے کے فوراً بعد اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ وہ بستر پر لیٹا ....اور لیٹتے ہی سو گیا۔

''یہ فرینکفرٹ جانے والی فلائٹ 821 کی تیسری کال ہے۔ جو مسافر ابھی تک سوار نہیں ہوئے ہیں، ان سے التماس ہے کہ ''

کوزر اب بھی اپنی جگہ بیٹھا تھا۔

وہ شاید گہری نیند سو گیا تھا۔ اس کی آنکھ کھلی تو زرد رو جوان بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

''ہمیں بیس منٹ میں ایئرپورٹ پہنچنا ہے۔'' زرد رو جوان نے کہا۔ پھر اس نے ایک پھولا ہوا براؤن لفافہ بیڈ پر اچھال دیا۔

کوزر اٹھ بیٹھا۔ اس نے لفافہ چاک کیا۔ اس میں ایک امریکی پاسپورٹ، ایک ہزار ڈالر اور ڈلس انٹرنیشنل تک کا ایک ایئر ٹکٹ تھا۔ اس نے پاسپورٹ کو کھول کر دیکھا۔ اس پر کرس جیکسن کا نام تھا اور تصویر اس کی اپنی تھی۔

اس نے سر اٹھا کر جوان آدمی کو دیکھا۔ ''اس کا مطلب؟''

''اس کا مطلب ہے کہ تم ابھی زندہ ہو۔''

چوتھی بار اناؤنس منٹ ہوا۔ ''فلائٹ 821 کے مسافروں کو آخری بار پکارا جا رہا ہے۔ وہ فوراً جہاز پر سوار ہو جائیں۔''

اس بار کوزر اٹھا۔ اس نے گیٹ پر کھڑے شخص کو اپنا بورڈنگ کارڈ دیا اور جہاز کی طرف بڑھ گیا۔ اسٹیوارڈ نے اس کا سیٹ نمبر دیکھا اور جہاز کے اگلے حصے میں ایک نشست کی طرف اشارہ کیا۔

کوزر کو سیٹ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ وہ پانچویں قطار میں کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ تھی۔ برابر والی سیٹ پر دراز قد، زرد رو سا جوان بیٹھا تھا۔ اس نے سیٹ بیلٹ باندھ رکھی تھی۔ اس کی ذمے داری اس انسانی پیکٹ کو نہ صرف وصول کرنا اور اسے پہنچانا تھا۔ بلکہ اسے معاہدے پر عمل درآمد کو یقینی بھی بنانا تھا۔ اس کے لیے اب اسے کوزر سے چپکے رہنا تھا۔

کوزر اپنی سیٹ پر جا بیٹھا۔ ائیر ہوسٹس نے اس سے کہا۔ ”اپنا جیکٹ مجھے دے دیجیے مسٹر جیکسن۔“

”شکریہ۔ اس کی ضرورت نہیں۔“ کوزر نے جواب دیا۔

اس نے پشت گاہ سے ٹیک لگائی۔ لیکن سکون کی سانس اس نے اس وقت لی، جب جہاز نے ٹیک آف کیا۔ تب پہلی بار اسے یقین آیا کہ وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ لیکن کہاں ؟ یہ کیسی آزادی ہے! اس نے اپنے بائیں جانب دیکھتے ہوئے سوچا۔ اب ایک شخص دن اور رات کے ہر لمحے مجھ پر مسلط رہے گا۔ اس وقت تک، جب تک میں معاہدے کے مطابق ان کا کام نہیں کر دیتا۔

جرمنی کی فلائٹ کے دوران بھی الیکسی رومانوف نے ایک بار بھی زبان نہیں کھولی۔ اس نے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا۔ جبکہ کوزر نے کھانے سے پوری طرح انصاف کیا تھا۔ کھانے کے بعد وہ ایک میگزین کی ورق گردانی کرتا رہا۔

وہ فرینکفرٹ پہنچ گئے۔ وہاں ٹرانزٹ لاؤنج میں کوزر کوسی آئی اے کا وہ ایجنٹ فوراً ہی نظر آ گیا۔ وہ رومانوف کو چھوڑ کر بیس منٹ کے لیے غائب ہو گیا۔ وہ واپس آیا تو رومانوف نے سکون کی سانس لی۔

کوزر جانتا تھا کہ اپنے ملک پہنچنے کے بعد اپنے روسی دُم چھلے سے پیچھا چھڑانا اس کے لیے کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہوگا۔ لیکن وہ اس کا نتیجہ بھی جانتا تھا۔ چیف آف پولیس نے بے حد وضاحت اور تفصیل کے ساتھ اسے بتا دیا تھا کہ اس صورت میں میگی اور تارہ کا کیا حشر ہوگا اور یہ بھی کہ دنیا کی کوئی طاقت انھیں نہیں بچا سکے گی۔ کوزر کے لیے یہ خیال بھی روح فرسا تھا کہ ان تخموں میں سے کوئی میگی یا تارہ کو چھوئے بھی۔

یونائیٹڈ ایئرویز فلائٹ 777 ڈلس ایئرپورٹ کے لیے ٹھیک وقت پر روانہ ہوئی۔ یہاں بھی کوزر نے ڈٹ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد اس نے اپنی سیٹ کو پیچھے کی طرف پھیلایا۔ سیٹ پر دراز ہو کر اس نے میگی کے بارے میں سوچا۔ اسے میگی پر رشک آتا تھا، جو ہر پرواز کے پورے دوران میں سوتی اس سے زیادہ وہ نہ سوچ سکا۔ زندگی میں پہلی بار اسے پرواز کے دوران نیند آئی تھی۔

اس کی آنکھ اس وقت کھلی، جب اسنیکس سرو کیے جا رہے تھے۔ وہ اس فلائٹ کا واحد مسافر تھا، جس کے سامنے کھانے کے لیے جو کچھ بھی رکھا گیا تھا اس نے اس سے انکار نہیں کیا تھا۔ مارملیڈ کے تو اس نے پورے دو جار ٹھکانے لگا دیے تھے۔

واشنگٹن پہنچنے میں ایک گھنٹہ تھا۔ کوزر اب پھر کرس جیکسن کے بارے میں اور جو قربانی اس نے دی تھی، اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کوزر جانتا تھا کہ کرس کے اس احسان کا بدلہ وہ کبھی نہیں چکا سکے گا۔ لیکن اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اس قربانی کو رائیگاں ہرگز نہیں ہونے دے گا۔

اس کی ذہنی رو بین ڈیکسٹر اور گوئن برگ کی طرف مڑ گئی۔ وہ دونوں سمجھ رہے ہوں گے کہ وہ مر چکا ہے۔ مگر وہ کیسے سازشی کیسے گھٹیا لوگ تھے۔ پہلے تو انھوں نے اپنی کھال بچانے کے لیے، اسے ختم کرنے کی منصوبہ بندی کر کے اسے روس بھیجا۔ چلو، یہ تو سازش تھی۔ مگر بعد میں ان بدبختوں نے خود ہی خود جوآن کو ختم کر دیا صرف اس لیے کہ وہ کہیں میگی کو حقیقت نہ بتا دے۔ یوں تو کسی بھی وقت وہ میگی کو بھی اپنے لیے سیکورٹی رسک قرار دے بیٹھیں گے اور وہ اسے بھی ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گے؟

”آپ کا کیپٹن آپ سے مخاطب ہے۔“ جہاز میں کیپٹن کی آواز ابھری۔ ”ہمیں ڈلس انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے کے لیے کلیئرنس مل گئی ہے۔ کیبن کریو لینڈنگ کی تیاری کرے۔ میں ڈیلٹا ایئرویز کی طرف سے آپ کو ریاست ہائے متحدہ امریکا میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“

کوزر نے اپنا پاسپورٹ کھولا۔ کرسٹوفر اینڈریو جیکسن اپنے وطن واپس آ گیا تھا

☆ ☆ ☆

میگی ڈلس ایئرپورٹ اپنی عادت کے مطابق فلائٹ کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچی تھی۔ کوزر کو اس کی اس عادت پر بہت غصہ آتا تھا۔ میگی نے آمد والی اسکرین کا جائزہ لیا۔ یہ دیکھ کر اسے خوشی ہوئی کہ سان فرانسسکو سے آنے والی فلائٹ لیٹ نہیں تھی۔

اس نے نیوز اسٹینڈ سے واشنگٹن پوسٹ کا ایک شمارہ خریدا اور قریب ترین کافی شاپ کی طرف بڑھ گئی۔ وہ کاؤنٹر کے گرد پڑے اسٹولوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی اور اپنے لیے بلیک کافی کا آرڈر دیا۔ اس کے عین سامنے والے کارنر پر ایک میز پر دو افراد بیٹھے تھے۔ اس نے ان کی طرف بالکل

دھیان نہیں دیا تھا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں واشنگٹن پوسٹ کا تازہ شمارہ تھا۔ بظاہر وہ رسالہ پڑھ رہا تھا۔
ان دونوں کو تو وہ دیکھ سکتی تھی۔ لیکن تیسرے کو وہ کسی بھی طرح نہیں دیکھ سکتی تھی۔ بظاہر وہ آنے والی فلائٹس کی اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن اصل میں اس کی توجہ میگی ہی کی طرف تھی۔ اور وہ میز پر بیٹھے دونوں افراد کو بھی تاڑ چکا تھا۔
میگی واشنگٹن پوسٹ کا تفصیلی مطالعہ کر رہی تھی۔ مگر ہر چند منٹ بعد وہ گھڑی بھی دیکھ لیتی تھی۔ کافی کی دوسری پیالی کا آرڈر دینے کے بعد وہ روسی صدر زیر مسکی کے دورۂ امریکا کے بارے میں آرٹیکل پڑھنے لگی۔ میگی کو روسی صدر کا لب و لہجہ اچھا نہیں لگا۔ وہ سو سال پہلے کے روسی لیڈروں کے لہجے میں گفتگو کرتا تھا۔
جہاز کی آمد میں بیس منٹ باقی تھے۔ میگی اس وقت تک کافی کی تیسری پیالی ختم کر چکی تھی۔ وہ اسٹول سے اتری اور فون بوتھس کی قطار کی طرف بڑھی۔ میز پر بیٹھے ہوئے دونوں آدمی اس کے پیچھے ریسٹورنٹ سے نکل آئے۔ تیسرا آدمی بھی پوزیشن بدل رہا تھا۔ اسے اب بھی نہ میگی دیکھ سکتی تھی اور نہ میگی پر نظر رکھنے والے دونوں افراد۔
میگی نے ایک سیل فون نمبر ملایا۔ ''گڈ مارننگ جیکی۔'' اس نے کہا۔ دوسری طرف سے اپنی ڈپٹی کی آواز سننے کے بعد اس نے کہا۔ ''میں نے یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے کہ سب خیریت ہے نا۔ تمھیں کوئی دشواری تو پیش نہیں آ رہی ہے؟''
''میگی خدا کے لیے۔ اس وقت صبح کے سات بجے ہیں اور میں ابھی تک بیڈ میں ہوں۔ تم پتا نہیں، کس دشواری کے خیال سے پریشان ہو رہی ہو۔ تم نے کل بھی فون کیا تھا۔ میں تین سال سے تمہاری نائب ہوں اور تمہاری غیر موجودگی میں سب کچھ سنبھالنے کی اہلیت رکھتی ہوں۔''
''سوری جیکی، میں نے تمہاری نیند خراب کی۔'' میگی نے معذرت کی۔ ''مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ کتنا سویرا ہے۔ وعدہ کہ اب تمھیں پریشان نہیں کروں گی۔''
''میں تو دعا کر رہی ہوں کہ کوز جلد از جلد واپس آ جائے۔ اور مجھے امید ہے کہ تارہ اور اسٹوارٹ چند ہفتے تک تمھیں اتنا مصروف رکھیں گے کہ تمھیں آفس یاد ہی نہیں آئے گا۔'' جیکی نے کہا۔ ''اور سنو، اب میں جنوری کے آخر تک تمہاری آواز نہیں سننا چاہتی۔''
میگی نے ریسیور رکھ دیا۔ اسے احساس ہو گیا کہ وہ محض وقت گزاری کر رہی تھی۔ اب اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ جیکی کو پریشان کیا۔ اب وہ جیکی کو ہرگز فون نہیں کرے گی۔
وہ آہستہ آہستہ آنے والے مسافروں کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ وہاں مسافروں کو ریسیو کرنے کے لیے آنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ میگی پر نظر رکھنے والے تینوں افراد اپنے کام میں مصروف تھے۔
میگی بورڈ کے سامنے رک گئی۔ بالآخر بورڈ پر اعلان نظر آیا کہ سان فرانسسکو سے آنے والی فلائٹ لینڈ کر چکی ہے۔ اعلان پڑھ کر میگی مسکرائی۔ اس کے تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے اپنے سیل فون پر گیارہ ہندسوں والا ایک نمبر ملایا اور لینگلے میں اپنے افسر کو یہ اطلاع دی۔
جہاز سے مسافر اترنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد میگی نے تارہ اور اسٹوارٹ کو دیکھا۔ وہ مسکرائی۔ اسٹوارٹ کی نظر اس پر پڑی تو وہ بھی مسکرا دیا۔
وہ آئے تو میگی نے باری باری ان دونوں کو لپٹا لیا۔ ''تم دونوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔'' پھر اس نے تارہ کے ہاتھ سے ایک بیگ لیا اور انھیں ساتھ لے کر مین ٹرمینل کی طرف چل دی۔
میگی کی نگرانی کرنے والا تیسرا شخص پہلے ہی پارکنگ لاٹ میں پہنچ چکا تھا۔ وہ ٹویوٹا کے ایک بڑے ٹرانسپورٹر کی پسنجر سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اس ٹرانسپورٹر پر گیارہ نئی چمچماتی کاریں لدی ہوئی تھیں۔ دوسرے دو نگرانی کرنے والے پارکنگ لاٹ کی طرف آ رہے تھے۔
میگی، تارہ اور اسٹوارٹ صبح کی خنکی میں باہر آئے اور میگی کی کار کی طرف بڑھے۔ ''موم، اب تو اس کھٹارے سے جان چھڑا لیجیے۔'' تارہ نے فریاد کرنے والے انداز میں کہا۔ ''آپ نے یہ سیکنڈ ہینڈ خریدی تھی۔ اور اس وقت خریدی تھی، جب میں اسکول میں پڑھتی تھی۔''
''ٹویوٹا کو سب سے اچھی اور محفوظ ترین گاڑی قرار دیا جاتا ہے۔'' میگی نے کہا۔

''13 سال پرانی کوئی بھی کار محفوظ قرار نہیں دی جا سکتی۔''

''تمھارے ڈیڈی کا کہنا ہے کہ نئی جاب ملنے تک اس کار سے کام چلایا جائے۔ پھر انھیں نئی کمپنی کار مل ہی جائے گی۔''

کونر کے تذکرے پر ان کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ اضطراب آمیز خاموشی!

''مسز فلنٹر جیرالڈ، میں آپ کے شوہر کو مس کر رہا ہوں۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔ وہ گاڑی کا عقبی دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

میگی کہنا چاہتی تھی۔ تم سے زیادہ میں مس کر رہی ہوں۔ لیکن اس نے یہ بات کہی نہیں۔ ''تو تم پہلی بار امریکا آئے ہو؟'' اس نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔''

میگی نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

''اور مجھے لگتا ہے کہ میں دوبارہ یہاں آنا چاہوں گا۔'' اسٹوارٹ نے مذاق میں کہا۔

''یہاں وکیلوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔'' تارہ بولی۔

اس وقت وہ پارکنگ فیس ادا کرنے والی گاڑیوں کی قطار میں لگے ہوئے تھے۔ میگی کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔ کئی ہفتوں کی تنہائی کے بعد اسے یہ خوشی ملی تھی۔ ''تم وطن واپس کب جاؤ گے اسٹوارٹ؟'' اس نے پوچھا۔

''واہ مما۔ خیر مقدم ٹھیک سے کیا بھی نہیں اور واپسی کے بارے میں پوچھنے لگیں۔'' تارہ نے چیخ کر کہا۔ ''کیوں نہ ریٹرن فلائٹ کا ٹکٹ دے دیں اسٹوارٹ کے لیے۔''

''ارے، یہ مطلب تو نہیں تھا میرا۔ میں تو بس''

''میں جانتی ہوں۔ آپ ہمیشہ آگے کی سوچتی ہیں۔'' تارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر وہ اسٹوارٹ کی طرف مڑی۔ ''مما کا بس چلتا تو وہ اب سے دس سال پہلے میرے بچوں کے اسکول میں داخلے کے لیے درخواست دے دیتیں۔''

''میں نے کوشش تو کی تھی۔'' میگی نے سنجیدگی سے کہا۔ ''لیکن اسکول والوں نے انکار کر دیا۔''

''مجھے پانچ جنوری کو نیا دفتر جوائن کرنا ہے۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔ ''مجھے امید ہے کہ اس وقت تک آپ مجھے برداشت کر لیں گی۔''

''کرنا ہی پڑے گا۔'' تارہ نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ ''مما کے پاس کوئی چوائس بھی تو نہیں ہے۔''

میگی نے کیشیر کو دائیگی کی اور گاڑی کو پارکنگ لاٹ سے نکال کر ہائی وے پر لے آئی۔ اس نے عقب نما آئینے پر نگاہ ڈالی۔ لیکن اس نے نیلے رنگ کی اس فورڈ کو کوئی اہمیت نہیں دی، جو اس کی گاڑی سے تقریباً سو میٹر پیچھے اسی کی رفتار سے چل رہی تھی۔

فورڈ کی پسنجر سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص اپنے سیل فون پر لیمگلے میں اپنے افسر کو رپورٹ دے رہا تھا۔ ''سبجیکٹ کی گاڑی 7 بج کر 43 منٹ پر سڑک پر آ چکی ہے۔ اس نے ایئرپورٹ سے دو پکٹ اٹھائے ہیں اور اب واشنگٹن کی طرف آ رہی ہے۔''

''تمھیں سان فرانسسکو کیسا لگا اسٹوارٹ؟'' میگی نے اسٹوارٹ سے پوچھا۔

''جی، بہت اچھا۔ ہمارا پروگرام ہے کہ واپسی سے پہلے چند دن اور وہاں گزاریں گے۔''

میگی کی نظر عقب نما کی طرف اٹھی۔ عقب میں ورجینیا اسٹیٹ پٹرول کی ایک کار چھت پر گھومتی ہوئی روشنیاں لیے آتی دکھائی دی۔ ''کیا خیال ہے، یہ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔'' میگی نے کہا۔ ''میری رفتار زیادہ تو نہیں تھی۔''

''رفتار! ارے یہ چل رہی ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہی ہے۔ آپ کی کار تو عجائبات میں سے ہے۔ وہ یقیناً مفت میں اس عجوبے کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گاڑی سائیڈ میں کھڑی کر لیں مما۔'' تارہ نے کہا۔

میگی نے کار کی رفتار کم کی اور اسے سائیڈ میں کرنے لگی۔

''اور جب وہ آئیں تو بس انہیں مسکرا کر دیکھ لیجیے گا۔''

اس دوران نیلی فورڈ کو آگے نکل جانا پڑا۔ وہ گاڑی روک بھی نہیں سکتے تھے۔ ''شٹ۔'' ڈرائیور غرایا۔

میگی نے کھڑکی کا شیشہ اتارا۔ پٹرول کار سے دو پولیس والے اترے اور ان کی طرف بڑھے۔ ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے، نرم لہجے میں کہا۔ ''مجھے اپنا لائسنس دکھا ئیں گی مادام؟''

''کیوں نہیں آفیسر۔'' جواباً میگی بھی مسکرائی۔ اس نے آگے کی طرف جھک کر اپنا بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر ٹٹولنے لگی۔

دوسرے پولیس مین نے اسٹوارٹ کو کھڑکی کا شیشہ اتارنے کا اشارہ کیا۔ اسٹوارٹ کو یہ مطالبہ عجیب لگا۔ کیونکہ پچھلی نشست پر بیٹھ کر وہ ٹریفک کے کسی ضابطے کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن کیونکہ وہ پردیس میں تھا۔ اس لیے اس نے مناسب یہی سمجھا کہ پولیس والے کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔

جتنی دیر میں میگی کو اپنا لائسنس ملا، اسٹوارٹ کھڑکی کا شیشہ اتار چکا تھا۔ وہ پولیس افسر کو لائسنس تھمانے کے لیے مڑی۔ اسی وقت دوسرے پولیس مین نے اپنی گن نکالی اور گاڑی میں تین فائر کر دیے۔

دونوں پولیس والے تیز قدموں سے پٹرول کار کی طرف بڑھے۔ ایک نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ جبکہ دوسرے نے ٹویوٹا ٹرانسپورٹر کی پسنجر سیٹ پر بیٹھے ہوئے اپنے ساتھی سے فون پر رابطہ کیا۔ ''سڑک پر ایک ٹویوٹا خراب ہو گئی ہے۔ اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

پٹرول کار کے جانے کے چند لمحے بعد ہی ٹرانسپورٹر وہاں پہنچ گیا۔ پسنجر سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص اب ٹویوٹا کے مونو گرام والا نیلا اوور آل اور ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ وہ اترا اور کنارے کھڑی میگی کی ٹویوٹا کی طرف لپکا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھولا اور بے دردی اور آہستگی سے میگی کو پسنجر سیٹ پر منتقل کر دیا۔ پھر اس نے لیور کھینچا، جس کے نتیجے میں بونٹ کھل گیا۔ اس کے بعد اس نے پچھلی سیٹ پر لڑھکے ہوئے اسٹوارٹ کی جیب سے اس کا پرس نکالا، اس میں سے پاسپورٹ نکالا اور پرس میں دوسرا پاسپورٹ اور ایک پتلی سی چھوٹی سی کتاب رکھ دی۔

ٹرانسپورٹر کا ڈرائیور اس دوران کار کے انجن کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے ٹریکنگ ڈیوائس کو ڈی ایکٹی ویٹ کیا اور بونٹ کو بند کر دیا۔ اس کے ساتھی نے ٹویوٹا اسٹارٹ کی اور ٹرانسپورٹر کے رمپ کے ذریعے اسے ٹرانسپورٹر میں پہنچا دیا۔ وہاں اس نے انجن بند کر کے ہینڈ بریک کھینچا اور گاڑی کو بارھویں گاڑی کی جگہ باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ ڈرائیور کے برابر آ بیٹھا۔

اس پوری کارروائی میں انہیں تین منٹ بھی نہیں لگے تھے۔

ٹرانسپورٹر واشنگٹن کی طرف چل دیا۔ لیکن اگلے موڑ سے اس نے ٹرن لیا۔ اب وہ دوبارہ ایئرپورٹ کی طرف جا رہا تھا۔

اُدھر نیلی فورڈ میں موجود سی آئی اے کے افسروں نے اپنی گاڑی ہائی وے سے ہٹا کر روکی۔ کچھ دیر وہ ٹویوٹا کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ ایک چالان میں کتنی دیر لگ سکتی ہے! لیکن جب ٹویوٹا نہیں آئی تو وہ واشنگٹن کی طرف چل دیے۔

''کار بہت پرانی ہے۔ کسی چھوٹی سی خرابی پر چالان ہوا ہوگا۔'' پسنجر سیٹ پر بیٹھے افسر نے لینگلے میں رپورٹ دی۔

لیکن چند لمحے بعد پسنجر سیٹ پر بیٹھے ہوئے افسر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ٹویوٹا اب متحرک الیکٹرونک نقطے کی صورت میں سکے اسکرین پر نظر نہیں آ رہی ہے۔ ''شاید وہ جارج ٹاؤن واپس جا رہے ہیں۔'' اس نے اپنے افسر سے کہا۔ ''جیسے ہی ان سے رابطہ بحال ہوگا، میں آپ کو کال کر دوں گا۔''

دونوں ایجنٹ واشنگٹن کی طرف سفر کرتے رہے۔ اُدھر اب ایک درجن ٹویوٹا کاروں کو لے کر جانے والا ٹرانسپورٹر ڈلس کی طرف جانے والے راستے سے اس سروس روڈ پر مڑ گیا، جہاں ''صرف کارگو کے لیے'' کی تختی نصب تھی۔ سروس روڈ پر چند سو میٹر آگے جانے کے بعد ٹرانسپورٹر دائیں جانب مڑا۔ اوور آل پہنے ہوئے دو آدمیوں نے ایک اونچا دروازہ کھولا۔ گیٹ کے عقب میں ایک سنسان ہینگر اور ایک پرانا رن وے تھا۔

ڈرائیور نے ٹرانسپورٹر کو ایک وین کے پاس روکا۔ سفید اوور آل پہنے سات افراد وین کے عقبی حصے سے باہر آئے۔ ان میں سے ایک نے ٹرانسپورٹر میں بندھی پرانی ٹویوٹا کار کو زنجیر کی قید سے آزاد کیا۔ دوسرے نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ہینڈ بریک کو ریلیز کیا۔ کار آہستگی سے ڈھلوان

رومپ پر پھسلتی ہوئی نیچے آ گئی۔ گاڑی نیچے آ کر رکی۔ دروازے کھول کر انھوں نے بڑی احتیاط سے ساکت جسموں کو اٹھا کر گاڑی سے نکال لیا۔

ٹویوٹا کی نیلی کیپ لگائے ہوئے وہ آدمی ٹرانسپورٹر کی پسنجر سیٹ سے چھلانگ لگا کر نیچے آیا۔ وہ پرانی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے پہلا گیئر لگایا اور گاڑی کو نیم دائرے میں گھماتے ہوئے واپس موڑا۔ اگلے ہی لمحے گاڑی ہینگر سے تیر کی طرح نکلی۔ اس آدمی کا انداز ایسا تھا، جیسے وہ زندگی بھر دہی ٹویوٹا چلاتا رہا ہو۔

وہ کھلے گیٹ سے گزر رہا تھا۔ اُدھر تینوں ساکت جسموں کو وین کے عقبی حصے میں موجود تابوتوں میں منتقل کیا جا رہا تھا۔ اوور آل پہنے ہوئے ایک شخص نے کہا۔ ”جہاز کے قریب پہنچنے تک تابوتوں کے ڈھکنے بند نہ کرنا۔“

”ٹھیک ہے ڈاکٹر۔“ ایک شخص نے کہا۔

”اور کارگو کمپارٹمنٹ بند ہوتے ہی جسموں کو نکال کر سٹیس پر بٹھانا اور بیلٹس کس دینا۔“

اس بار ایک اور شخص نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

ٹرانسپورٹر جس راستے سے آیا تھا، اب اسی طرف واپس جا رہا تھا۔ ہائی وے پر پہنچ کر اس کے ڈرائیور نے ٹرانسپورٹر کو بائیں جانب موڑا اور بھر برگ کی طرف چل دیا، جہاں اسے مقامی ڈیلر کو وہ گیارہ نئی ٹویوٹا کاریں ڈلیور کرنی تھیں۔ ابھی جو اس نے اضافی خدمت انجام دی تھی، اس کا معاوضہ اتنا تھا کہ وہ ان میں سے ایک گاڑی خرید سکتا تھا۔

وین ہینگر سے نکلی تو دونوں گیٹ کو مقفل کر دیا گیا۔ وین اب کارگو ڈوکنگ ایریے کی طرف جا رہی تھی۔ ڈرائیور نے گاڑی قطار میں کھڑے کارگو طیاروں کے سامنے سے گزاری اور بالآخر اسے ایک بوئنگ 747 کے عقب میں روک دیا۔ جہاز پر ایئر ٹرانسپورٹ انٹرنیشنل لکھا تھا۔ کارگو کمپارٹمنٹ کھول دیا گیا۔ رومپ کی آخری سیڑھی پر کسٹم کے دو عمال موجود تھے۔ وہ کاغذات چیک کرنے لگے۔

عین اس لمحے نیلی فورڈ میں بیٹھے سی آئی اے کے دونوں افسر 1648، ایون پلیس کے سامنے سے گزرے۔ انھوں نے بڑے محتاط انداز میں بلاک کا چکر لگایا۔ پسنجر سیٹ پر بیٹھے ایجنٹ نے لینگلے میں اپنے افسر کو اطلاع دی کہ ابھی تک نہ تو گاڑی یہاں دکھائی دی ہے اور نہ ہی تینوں گم شدہ پیکٹ نظر آئے ہیں۔

اُدھر پرانی ٹویوٹا روٹ نمبر 66 کے ذریعے ہائی وے تک آئی اور واشنگٹن کی حدود میں داخل ہو گئی۔ ڈرائیور نے ایکسلیٹر پر دباؤ اور بڑھا دیا۔ وہ ایئر فون کے ذریعے نیلی فورڈ میں بیٹھے ایجنٹ اور لینگلے میں بیٹھے افسر کی گفتگو سن رہا تھا۔ افسر ایجنٹ کو حکم دے رہا تھا کہ وہ یونیورسٹی جا کر دیکھیں، مسز فلٹر جیرالڈ کی گاڑی یونیورسٹی کے پارکنگ لاٹ میں تو نہیں کھڑی ہے۔

ایئر پورٹ پر کسٹم آفیسر نے کاغذات کی طرف سے مطمئن ہو کر سر ہلائے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ اب تابوت کھول کر دکھاؤ۔“

انھوں نے لاشوں کے کپڑوں کو چیک کیا، ان کے منہ کھول کر دیکھے۔ ہر طرف سے مطمئن ہو کر انھوں نے کاغذات پر دستخط کر دیے۔

تابوت بند کر کے اوپر کارگو کمپارٹمنٹ میں پہنچا دیے گئے۔ جہاز پرواز کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

اُدھر پرانی ٹویوٹا 1648، ایون پلیس پہنچ گئی۔ ڈرائیور گاڑی سے اترا اور عقبی دروازے کے ذریعے مکان میں داخل ہوا۔

جہاز میں ڈاکٹر اپنے مریضوں کی نبض دیکھ رہا تھا۔

پرانی ٹویوٹا کا ڈرائیور سیڑھیاں چڑھ کر ماسٹر بیڈ روم میں داخل ہوا۔ اس نے بیڈ کی سائیڈ میں رکھے دراز کو کھولا۔ اس میں جی اسپورٹس شرٹس ایک طرف ہٹا کر براؤن رنگ کا وہ لفافہ نکالا، جس پر لکھا تھا۔ 17 دسمبر سے پہلے اسے نہ کھولا جائے۔ اس نے لفافہ اٹھا کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے وارڈ روب کی چھت پر رکھے دو سوٹ کیس اتارے اور ان میں کپڑے رکھنے لگا۔ پھر اس نے اپنے اوور آل کی جیب سے سیلوفین کا ایک چھوٹا پیکٹ نکالا۔ پھر اسے ایک کاسمیٹک بیگ میں رکھ کر اسے بھی ایک سوٹ کیس میں ڈال دیا۔ بیڈ روم سے نکلنے سے پہلے اس

نے باتھ روم کی اور اسکے بعد زینوں کی لائٹ آن کر دی۔ پھر اس نے ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور کچن میں رکھے ٹی وی سیٹ کو پوری آواز سے چلا دیا۔

سوٹ کیس عقبی دروازے پر پہنچا کر وہ ٹویوٹا کی طرف گیا۔ اس تے بونٹ اٹھایا اور ٹریکنگ ڈیوائس کو ایکٹی ویٹ کر دیا۔

ٹیلی فورڈ میں سی آئی اے کے آفیسر زیونیورسٹی کے پارکنگ لاٹ کا دوسرا چکر لگا رہے تھے کہ اچانک اسکرین پر دوبارہ جب نمودار ہو گئے۔

ڈرائیور نے فوراً گاڑی موڑی اور فنٹر جیرالڈ کے گھر کی طرف چل دیا۔

پرانی ٹویوٹا کے ڈرائیور نے عقبی دروازے پر رکھے سوٹ کیس اٹھائے اور باہر نکل آیا۔ نیوز پلیس کے سامنے ایک ٹیکسی کھڑی تھی۔ اس نے پہلے سوٹ کیس عقبی سیٹ پر رکھے اور پھر خود بھی بیٹھ گیا۔

سی آئی اے والے گاڑی لے کر اپون پیس کے سامنے والے دروازے پر آئے۔ وہاں سے پسنجر سیٹ پر بیٹھے ایجنٹ نے اپنے سیل فون پر لینگلے میں اپنے باس کو اطلاع دی کہ ٹویوٹا اپنی مخصوص جگہ پر کھڑی ہے۔ کچن کی طرف سے ٹی وی کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ فنٹر جیرالڈ کے گھر میں سب کچھ معمول کے مطابق ہے۔

''یہ بتاؤ کہ ٹریکنگ ڈیوائس ایک گھنٹے تک آؤٹ آف ایکشن کیوں رہی؟'' ملینگلے میں بیٹھے افسر نے پوچھا۔

''سر.... یہ بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔'' ایجنٹ کے لہجے میں الجھن تھی۔

ٹیکسی ڈرائیور نے اپنی پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والے کو دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔ اس نے بس ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ وہ جانتا تھا کہ مسز فنٹر جیرالڈ کو کہاں جانا ہے!

☆ ☆ ☆

''کیا تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ وہ تینوں اچانک ہی روئے زمین سے غائب ہو گئے ہیں؟'' ڈائریکٹر نے کہا۔

''جی.... بظاہر ایسا ہی لگتا ہے۔'' گوٹن برگ نے کہا۔ ''اور یہ کام اتنے پروفیشنل انداز میں کیا گیا ہے کہ اگر مجھے اس کی موت کا حتمی یقین نہ ہوتا تو میں پورے وثوق سے کہتا کہ یہ اسٹائل صرف اور صرف کونر جیرالڈ کا ہے۔''

''ہم جانتے ہیں کہ وہ مر چکا ہے۔ ایسے میں تم کیا کہتے ہو۔ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے۔''

''میں تو جیکسن ہی کا نام لوں گا۔''

''اگر وہ واپس آ چکا ہے تو یہ بھی طے ہے کہ مسز فنٹر جیرالڈ کو اپنے شوہر کی موت کا علم ہو جائے گا۔'' ہیلن نے کہا۔ ''اور اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کسی بھی شام کو خبروں کے دوران اس کے گھر پر بنی ویڈیو دیکھ سکتے ہیں۔''

گوٹن برگ کے دانت نکل پڑے۔ ''جی نہیں۔ ایسا کوئی امکان نہیں۔'' اس نے کہا۔ پھر اس نے ایک سربمہر پیکٹ اپنی باس کی طرف بڑھایا۔

''میرے ایک ایجنٹ کو بالآخر یہ ٹیپ مل گیا.... گزشتہ رات یونیورسٹی بند ہونے سے چند منٹ پہلے۔''

''چلو.... یہ ایک مسئلہ تو حل ہوا۔'' ڈائریکٹر نے لفافے کی سیل توڑتے ہوئے کہا۔ ''لیکن جیکسن لائیڈ کو یہ تو بتا دے گا کہ کروس فکس میں دفن ہونے والا درحقیقت کون ہے اور کس کا آدمی ہے۔''

تک گوٹن برگ نے کندھے جھٹک دیے۔ ''ایسا ہو بھی گیا تو صدر لارنس اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ وہ زیرسکی کو فون کر کے بتائے کہ اس پر قاتلانہ حملہ کرنے والا جنوبی افریقہ کا دہشت گرد نہیں، بلکہ سی آئی اے کا ایجنٹ تھا، جو وائٹ ہاؤس کے احکامات پر عمل کر رہا تھا۔ آپ خود سوچیں، اس کی اپنی پوزیشن خراب ہو جائے گی۔ یہ بھی یاد رہے کہ زیرسکی چند روز بعد خیرسگالی دورے پر واشنگٹن آنے والا ہے۔''

''یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن جیکسن اور مسز جیرالڈ جب تک موجود ہیں، ہمارے لیے خطرہ بنے رہیں گے۔ اس بے میں کہتی ہوں کہ ایک درجن بہترین ایجنٹوں کو انھیں تلاش کرنے پر مامور کر دو۔ مجھے اس سے غرض نہیں کہ وہ کس سیکٹر سے تعلق رکھتے ہیں اور کس کی ماتحتی میں کام کر رہے ہیں۔ اگر لارنس کو پتا چل گیا کہ لینٹ پیٹرز برگ میں درحقیقت کیا ہوا ہے تو وہ ہم سے استعفا طلب کر سکتا ہے۔''

گوٹن برگ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر اس کے ہونٹ ہلے۔ لیکن اس نے فوراً ہی بولنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

''اور یہ دھیان رکھنا کہ ہر متعلقہ دستاویز پر دستخط تمھارے ہیں۔'' ہیلن ڈیکسٹر نے سرد لہجے میں کہا۔ ''لہٰذا اس طرح کی صورت حال درپیش ہوئی تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ مجھے تمہاری قربانی پیش کرنی پڑے گی۔''

گوٹن برگ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔

☆ ☆ ☆

اسٹوارٹ کو لگا کہ جیسے وہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھنے کے بعد بیدار ہو رہا ہے۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ ایئر پورٹ پر تارا کی ماں نے انھیں ریسیو کیا تھا۔ وہ ان کی کار میں واشنگٹن جا رہے تھے۔ راستے میں انھیں ٹریفک پولیس کے ایک افسر نے روکا۔ اس نے کھڑکی کا شیشہ اتارنے کو کہا گیا۔ اور اس کے بعد ؟

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ ایک اور جہاز میں تھا! تارا کا سر اس کے کندھے پر ٹکا ہوا تھا۔ دوسری جانب تارا کی ماں تھی، جو گہری نیند سو رہی تھی۔ اور جہاز کی باقی تمام نشستیں خالی تھیں۔

اس نے حقائق کو پھر اپنے ذہن میں تازہ کیا۔ کسی کیس کی تیاری کرتے وقت وہ ہمیشہ یہی کرتا تھا۔ وہ اور تارا ایئرپورٹ پر اترے۔ وہاں سگی ان کی منتظر تھی۔

ایک خوش لباس ادھیڑ عمر آدمی اس کی طرف آیا۔ اس کی سوچیں منتشر ہو گئیں۔ ادھیڑ عمر آدمی نے اس کا ہاتھ تھاما اور نبض دیکھنے لگا۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' اسٹوارٹ نے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

ڈاکٹر نے جواب نہیں دیا۔ اس نے تارا اور سگی کا معائنہ کیا اور پھر جہاز کے سامنے والے حصے میں غائب ہو گیا۔

اسٹوارٹ نے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی۔ لیکن اس میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تھی۔ ادھر تارا اب کسمسا رہی تھی۔ جبکہ سگی ابھی تک گہری نیند میں تھی۔ اسٹوارٹ نے اپنی جیبیں ٹٹولیں۔ اس کا پرس اور پاسپورٹ موجود نہیں تھا۔ اس نے اس کی وجہ سمجھنے کے لیے ذہن پر زور دیا۔ اس کے پرس میں محض چند سو ڈالرز ہی تو تھے۔ اتنی حقیر رقم کے لیے کوئی اتنی زحمت کر سکتا ہے؟ اتنی منصوبہ بندی کے ساتھ؟ اور اس کی جیب سے پرس اور پاسپورٹ نکالنے والوں نے اس کی جیب میں ایٹس کی نظموں کی کتاب رکھ دی تھی۔ یہ اور زیادہ عجیب بات تھی۔ تارا سے ملنے سے پہلے تو اسے معلوم بھی نہیں تھا کہ دنیا میں، ایٹس نام کا کوئی شاعر بھی گزرا ہے۔ لیکن تارا کے اسٹان فورڈ واپس جانے کے بعد اس نے ایٹس کو پڑھا تھا اور بہت متاثر بھی ہوا تھا۔

اس نے کتاب کھولی اور پہلی نظم دیکھنے لگا۔ ایک مکالمہ میرے اور میری روح کے درمیان یہ اس نظم کا عنوان تھا۔ وہ پڑھنے لگا۔ میں یہ زندگی دوبارہ جینے پر قانع ہوں دوبارہ بھی اور سہ بارہ بھی۔ کسی نے اس لائن کے نیچے قلم سے لکیر کھینچ دی تھی۔

اس نے ورق الٹا۔ دوسری نظم میں بھی ایک لائن خط کشیدہ تھی۔ ذرا دیر میں اس نے جان لیا کہ ہر نظم کی ایک ایک لائن خط کشیدہ ہے۔

اب وہ اس بات کی اہمیت پر غور کر رہا تھا۔ اسی وقت ایک دراز قد اور بھاری جسامت کا شخص اس کے پاس چلا آیا۔ وہ اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ اس کا انداز جارحانہ تھا۔ اس نے کتاب اسٹوارٹ کے ہاتھ سے چھینی اور جہاز کے سامنے والے حصے میں چلا گیا۔

تارا نے اس کا ہاتھ چھوا۔ وہ جلدی سے اس کی طرف پلٹا۔ ''خاموش رہنا۔ بولنا مت۔'' اس نے سرگوشی میں تارا سے کہا۔

تارا نے اپنی ماں کو دیکھا، جو گہری نیند سو رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

کوزنر نے دونوں سوٹ کیس کارگو کمپارٹمنٹ میں رکھے اور تینوں مسافروں کو چیک کیا۔ وہ نہ صرف زندہ، بلکہ صحیح سلامت تھے۔ ان کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ جہاز سے اترا اور پاس کھڑی بی ایم ڈبلیو کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار کا انجن اسٹارٹ تھا۔

''ہم اپنا وعدہ پوری طرح نبھا رہے ہیں۔'' برابر میں بیٹھے ہوئے الیکسی روماتوف نے اس سے کہا۔

کوزنے سر کو تفہیمی جنبش دی اور کار آگے بڑھ گئی۔ اس کا رخ رونالڈ ریگن نیشنل ایئر پورٹ کی طرف تھا۔

فرینکفرٹ میں اسے خوش گوار تجربہ نہیں ہوا تھا۔ وہاں روما نوف اور اس کے گرگوں نے خود کو اتنا نمایاں کیا تھا کہ بس انھیں وہاں اپنی آمد کا اعلان کرنے کی کسر رہ گئی تھی۔ اور ان کی حماقتوں کی وجہ سے کوز سی آئی اے کے مقامی ایجنٹ کی نظروں میں آنے سے بال بال بچا تھا۔ اس خطرناک تجربے نے اسے احساس دلا دیا تھا کہ اگر اسے میگی اور تارہ کو بچانے کے لیے اپنے منصوبے پر کامیابی سے عمل کرنا ہے تو تمام معاملات خود ہی سنبھالنے پڑیں گے۔ روما نوف نے ابتدا میں بحث کی تھی۔ مگر بعد میں جب اسے معاہدے میں اس کے باپ کی تسلیم کردہ شق کے بارے میں یاد دلایا گیا تو وہ رضامند ہو گیا۔ اب کوز دعا ہی کر سکتا تھا کہ اسٹوارٹ کے بارے میں اس کا اندازہ درست ثابت ہو اور وہ اس کی توقعات پر پورا اترے۔ اور وہ خط کشیدہ لائنوں کی مدد سے اس کا پیغام سمجھ لے۔

بی ایم ڈبلیو واشنگٹن نیشنل ایئر پورٹ کے بالائی لیول پر روانگی کے گیٹ کے سامنے رکی۔ کوز گاڑی سے اترا۔ روما نوف اس کے ایک قدم پیچھے تھا۔ پھر دو اور افراد اس سے آملے اور کوز کے پیچھے چلنے لگے۔

کوز اندر داخل ہوا اور ٹکٹ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اگلا قدم اٹھانے سے پہلے وہ اپنے ساتھیوں کو پرسکون رکھنا چاہتا تھا۔

کوز نے اپنا ٹکٹ دیا تو امریکن ایئر لائنز کی ڈیسک پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے مسٹر ریڈفورڈ۔ ڈلاس جانے والی فلائٹ 383 چند منٹ لیٹ ہے۔ آپ گیٹ نمبر 32 پر چلے جائیں۔''

کوز بے پروائی سے لاؤنج کی طرف چل دیا۔ لیکن ایک جگہ فون بوتھس کی قطار نظر آئی تو وہ رک گیا۔ اس نے ایک ایسا بوتھ منتخب کیا، جس کے برابر والے دونوں بوتھ بھرے ہوئے تھے۔ روما نوف اور دونوں باڈی گارڈ چند قدم پیچھے چل رہے تھے۔ وہ اس صورت حال پر غصے سے جز بز ہوئے۔ لیکن کوز معصومیت سے مسکرا دیا۔ پھر اس نے اسٹوارٹ کی جیب سے نکالا ہوا انٹرنیشنل فون کارڈ نکالا اور اسے سلاٹ میں ڈال کر کیپ ٹاؤن کا ایک نمبر ڈائل کیا۔

دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ بالآخر ریسیور اٹھا لیا گیا۔ ''یس؟''

''میں کوز بات کر رہا ہوں۔''

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی۔ ''میرا خیال ہے، مرنے کے بعد دوبارہ صرف مسیح ہی آ سکتے ہیں۔'' کارل نے بالآخر زبان کھولی۔

''میں خاصا عرصہ برزخ میں گزارنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہوں۔'' کوز نے کہا۔

''بہرحال، یہ بڑی بات ہے میرے دوست کہ تم زندہ ہو۔ کہو، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں۔''

''پہلی بات یہ کہ جہاں تک سی آئی اے کا تعلق ہے، میں مر چکا ہوں۔''

''میں سمجھ گیا۔''

دونوں کے درمیان بات ہوتی رہی۔ کوز کارل کے آخری سوال کا جواب دے رہا تھا کہ فلائٹ 383 کی فائنل کال اناؤنس ہوئی۔ کوز نے فون رکھا اور روما نوف کو مسکرا کر دیکھا۔ پھر وہ ایک ساتھ گیٹ نمبر 32 کی طرف بڑھ گئے۔

☆ ☆ ☆

میگی نے آنکھیں کھولیں تو سٹوارٹ نے اس کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی میں اسے سمجھایا کہ وہ کوئی بات نہ کرے۔ کیونکہ ابھی اس کا ذہن صاف نہیں ہوگا۔

چند منٹ بعد ایک ایئر ہوسٹس ان کے لیے کھانا لے کر آئی۔ انداز ایسا تھا، جیسے وہ کسی عام فلائٹ کے فرسٹ کلاس کے مسافر ہوں۔

کھانے کے دوران اسٹوارٹ نے تارہ اور میگی سے سرگوشی میں کہا۔ ''مجھے بالکل اندازہ نہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ بلکہ سلے جائے جا رہے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح مسٹر فٹز جیرالڈ سے ہے۔''

میگی نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور پھر انھیں جوآن کی موت کے بارے میں بتانے لگی۔ "لیکن میں نہیں سمجھتی کہ اس وقت ہم سی آئی اے کی تحویل میں ہیں۔" اس نے تفصیل بتانے کے بعد کہا۔ "کیونکہ میں نے گونٹن برگ کو خبردار کر دیا تھا کہ اگر میں کبھی ایک ہفتے سے زیادہ عرصے کے لیے غائب ہوئی تو میں نے ایسا بندوبست کر رکھا ہے کہ وہ ویڈیو میڈیا کے لیے جاری کر دیا جائے گا۔"

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ سے تلاش کر چکے ہوں اور اب ان کے قبضے میں ہو۔" اسٹوارٹ نے خیال آرائی کی۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔" میگی نے بے حد جوش سے کہا۔

"تو پھر یہ لوگ ہیں کون؟" تارا بڑبڑائی۔

اس پر کسی نے کوئی رے زنی نہیں کی۔ ایئر ہوسٹس آئی اور خاموشی سے برتن سمیٹ کر لے گئی۔

"یہ بتاؤ، ہم شروع کہاں سے کریں؟ کیا ہے ہمارے پاس؟" میگی نے کہا۔

"جی ہاں۔ میری جیب خالی کرنے کے بعد کسی نے وہاں ایٹس کی نظموں کی پتلی سی کتاب رکھ دی تھی۔" اسٹوارٹ نے کہا۔

تارا نے میگی کو بری طرح چونکتے دیکھا۔ "کیا بات ہے؟" اس نے پر تشویش لہجے میں ماں سے پوچھا۔ کیونکہ میگی کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

"تم اس کا مطلب نہیں سمجھیں؟"

"نہیں۔" تارا کے چہرے پر الجھن تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ڈیڈی زندہ ہیں۔ ذرا وہ کتاب دکھاؤ مجھے۔" میگی نے کہا۔ "اس میں یقیناً ہمارے لیے پیغام ہوگا۔"

"وہ تو اب میرے پاس نہیں ہے۔" اسٹوارٹ نے کہا۔ "میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک دیو جیسا آدمی مجھ سے کتاب چھین کر لے گیا۔ لیکن میں نے اتنا بہرحال دیکھ لیا تھا کہ اس میں ہر نظم کی تقریباً ایک لائن خط کشیدہ تھی۔"

"مجھے ان کے بارے میں بتاؤ۔" میگی کے لہجے میں دبا دبا ہیجان تھا۔

"مجھے تو وہ بے معنی لگ رہے تھے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ بتاؤ، وہ تمھیں یاد ہیں؟"

اسٹوارٹ نے آنکھیں موند لیں اور یاد کرنے کی کوشش کی۔ "..... ایک لفظ تھا..... قانع.. !"

"میں یہ زندگی دوبارہ جینے پر قانع ہوں دوبارہ بھی اور سہ بارہ بھی۔ میگی نے کہا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

"جی جی ہاں۔ لفظ بہ لفظ یہی لائن تھی وہ۔" اسٹوارٹ کے لہجے میں حیرت تھی۔

☆ ☆ ☆

فلائٹ 383 گرچہ تاخیر سے روانہ ہوئی تھی۔ لیکن ڈلاس ایئرپورٹ پر صحیح وقت پر اتری۔ کوزار اور رونوف باہر نکلے تو وہاں بھی ایک سفید بی ایم ڈبلیو ان کی منتظر تھی۔ کیا روسی مافیا نے یہ گاڑیاں تھوک کے حساب سے خریدی تھیں۔ کوزر نے جھنجلا کر سوچا۔ اسے تو انھوں نے اپنا ٹریڈ مارک بنا رکھا ہے۔ اور جو دو غنڈے انھیں ریسیو کرنے آئے تھے، انھیں دیکھ کر لگتا تھا کہ انھیں کسی فلم کے سیٹ سے پکڑ کر لایا گیا ہے۔ جیکٹوں کے نیچے ان کے ہولسٹرز کے ابھار صاف نظر آ رہے تھے، جن میں یقیناً بھرے ہوئے ریوالور موجود تھے۔

کوزر دل میں دعا کر رہا تھا کہ روسی مافیا کی کیپ ٹاؤن برانچ میں بھی اسی طرح کے کارندے ہوں۔ ویسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ کار آزمودہ تھا کہ روسی مافیا والے اس کے لیے ناڑی بچوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ ان سے بہ آسانی نمٹ سکتا تھا۔

ڈلاس کے قلب میں پہنچنے میں انھیں صرف بیس منٹ لگے۔ کوزر خاموشی سے عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اسے احساس تھا کہ ابھی اسے ایک ایسے شخص کا سامنا کرنا ہے، جو پچھلے تیس سال سے سی آئی اے کے لیے کام کرتا رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ ان دونوں کی براہِ راست کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

اس کے باوجود وہ جانتا تھا کہ امریکا واپس آنے کے بعد یہ سب سے بڑا خطرہ ہے، جو وہ مول لے رہا ہے۔ لیکن اگر اسے روسی مافیا سے معاہدے کی دشوار ترین شق کو نبھانا ہے تو اسے ہر حال میں وہ رائفل حاصل کرنی تھی، جو اس اسائن منٹ کے لیے آئیڈیل تھی۔

سفر خاموشی سے کٹ گیا۔ آخر گاڑی ہارڈنگز بگ گیم ایمپوریم کے سامنے رکی۔ کوزنا ترا اور دکان میں گھس گیا۔ ردوتوف اور اس کے دونوں بٹے گرگے اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ کوزن کاؤنٹر پر گیا اور وہ تینوں شوکیس میں رکھے پستولوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھنے لگے۔

کوزن نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اسے جلد سے جلد مطلوبہ شے تلاش کرنی تھی۔ اور احتیاط کے ساتھ۔ سب سے پہلے اس نے تفصیلی جائزہ لیا اور مطمئن ہو گیا۔ وہاں کوئی پوشیدہ کیمرہ موجود نہیں تھا۔

لمبا کوٹ پہنے ہوئے ایک جوان اسسٹنٹ کوزن کی طرف بڑھا۔ ”شام بخیر جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

”میں شکار کے ٹرپ پر جا رہا ہوں۔“ کوزن نے کہا۔ ”اور مجھے ایک رائفل خریدنی ہے۔“

”کوئی خاص ماڈل ہے آپ کے ذہن میں؟“

”جی ہاں۔ ریمنگٹن 700۔“

”یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔“

”چند تبدیلیوں کے ساتھ۔“

اسسٹنٹ ہچکچایا۔ ”ایک منٹ سر۔“ وہ پردہ ہٹا کر عقبی کمرے میں چلا گیا۔

چند لمحے بعد اس دروازے سے لمبا براؤن کوٹ پہنے ایک بوڑھا آدمی اندر آیا۔ کوزن کو جھنجلاہٹ ہونے لگی۔ وہ یہ امید لے کر آیا تھا کہ مشہور زمانہ جم ہارڈنگ سے ملے بغیر وہ اپنی مطلوبہ رائفل خرید سکے گا۔ اس ملاقات سے وہ بچنا چاہتا تھا۔

”شام بخیر۔“ جم ہارڈنگ نے کوزن کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ایک ریمنگٹن 700 خریدنا چاہتے ہیں۔“ اتنا کہہ کر اس نے توقف کیا اور پھر اضافہ کیا۔ ”کچھ تبدیلیوں کے ساتھ؟“

”جی ہاں۔ اور ایک دوست نے مجھے یہاں آنے کا مشورہ دیا تھا۔“

”آپ کا دوست یقیناً کوئی پروفیشنل آدمی ہوگا۔“

لفظ پروفیشنل سنتے ہی کوزن کو احساس ہو گیا کہ اسے جانچا جا رہا ہے۔ اگر ہارڈنگ اپنی نوعیت کا یکتا بندوق بنانے والا نہ ہوتا تو کوزن خاموشی سے اس دکان سے کھسک لیتا۔

”آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے ذہن میں کون کون سی تبدیلیاں ہیں۔“ ہارڈنگ نے پوچھا۔ اس کی نگاہیں مسلسل کوزن کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

کوزن نے تفصیل سے اس رائفل کا نقشہ کھینچا جو وہ بوگوٹا میں چھوڑ آیا تھا۔ اور وہ ہارڈنگ کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ ردعمل سے بے خبر نہیں رہنا چاہتا تھا۔

لیکن ہارڈنگ کا چہرہ بے تاثر رہا۔ ”میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جناب، جو آپ کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی۔“ اس نے کہا اور پردہ ہٹا کر اندرونی کمرے میں چلا گیا۔

کوزن کا دل چاہا کہ وہ وہاں سے کھسک لے۔ لیکن اسی وقت ہارڈنگ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک جانا پہچانا کیس تھا۔ اس نے اس کیس کو کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ ”یہ ماڈل حال ہی میں اپنے مالک کی موت کے بعد ہمارے پاس پہنچا ہے۔“ اس نے وضاحت کی۔ اس نے کھٹکے ہٹا کر کیس کو کھولا۔ پھر اس نے اس کی طرف بڑھایا۔ ”آپ دیکھیں، اس کا ہر پرزہ ہاتھ سے بنایا گیا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اتنی شاندار گن آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔ یہ تو فن پارہ ہے جناب، فن پارہ۔ اسٹاک فائبر گلاس کا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا توازن بھی بہترین ہے اور یہ ہلکی بھی ہے۔ اس کی بیرل جرمنی سے درآمد کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب کہ کراس کا آج بھی کوئی ثانی نہیں۔ اسکوپ یو بونڈ 10 پاور کا ہے اور اتنا موثر

ہے کہ آپ کو تیز ہوا میں ایڈجسٹ کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس رائفل سے آپ چار سو گز دور ایک چوہے کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں '' وہ بے حد ٹیکنیکل گفتگو کر رہا تھا اور اپنے کسٹمر کو بھی دیکھتا جا رہا تھا کہ وہ سمجھ بھی رہا ہے یا نہیں۔ لیکن کوزر کے بے تاثر چہرے سے کچھ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔

''بہت خاص ...... خاص الخاص کسٹمر ہی ان تبدیلیوں کے ساتھ ریمنگٹن 700 طلب کرتے ہیں۔'' اس نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

کوزر نے رائفل کے کسی پیس کو نکال کر نہیں دیکھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے انداز سے ہارڈنگ سمجھ لے کہ وہ آتشی اسلحے کے استعمال کا ماہر ہے۔ ''اس کی قیمت کیا ہے؟'' اس نے پوچھا۔ اور اچانک اسے احساس ہوا کہ اس رائفل کی قیمت کے بارے میں اسے بالکل بھی اندازہ نہیں ہے۔

''اکیس ہزار ڈالر۔ اگر آپ چاہیں تو اس کا اسٹینڈرڈ ماڈل میں موجود ہے۔ وہ آپ کو ......''

''نہیں۔'' کوزر نے کہا۔ ''میں یہی رائفل خریدوں گا۔''

''اور آپ ادائیگی کیسے کریں گے جناب؟''

''کیش۔''

''تو پھر مجھے ایک شناختی فارم بھرنا پڑے گا۔'' ہارڈنگ نے کہا۔ ''ابھی حال ہی میں جو قانون سازی ہوئی ہے، اس میں اسلحہ فروخت کرنے والوں پر بڑی ذمے داریاں عائد کی گئی ہیں۔''

کوزر نے جیب سے ورجینیا کا ڈرائیونگ لائسنس نکالا جو اس نے ایک جیب کترے سے سو ڈالر میں خریدا تھا۔

ہارڈنگ نے لائسنس کا جائزہ لیا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ ''اب مسٹر ریڈفورڈ، بس آپ کو یہ تین فارم بھرنے ہوں گے۔''

کوزر نے لائسنس والا نام، پتا اور سوشل سیکورٹی نمبر لکھا، جس کی وجہ سے وہ جوتوں کی ایک دکان میں اسسٹنٹ منیجر تھا۔

ہارڈنگ نے اس کا سوشل سیکورٹی نمبر کمپیوٹر میں فیڈ کیا۔ کوزر بظاہر بور نظر آ رہا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ دعا کر رہا تھا کہ اصلی مسٹر ہارڈنگ نے اپنے لائسنس کے کھو جانے کی رپورٹ درج نہ کرائی ہو۔ کیونکہ یہ لائسنس جیب کترے نے گزشتہ روز اس کی جیب سے نکالا تھا۔

لیکن چند منٹ بعد ہارڈنگ نے کمپیوٹر سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''تمام معلومات درست ہیں مسٹر ریڈفورڈ۔''

کوزر نے روماتوف کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ روماتوف نے اپنی اندرونی جیب سے نوٹوں کی گڈیاں برآمد کیں۔ سو ڈالر کے 210 نوٹ گننے میں خاصا وقت لگا۔ اس دوران کوزر کھڑا رہا۔ ایک سیدھی سادی خریداری کو روماتوف نے پیچیدہ بنا دیا تھا۔ پانچ منٹ کے کام میں ایک گھنٹہ لگا تھا، جو کہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

ہارڈنگ نے رسید لکھی اور کوزر کی طرف بڑھا دی۔ کوزر ایک لفظ کہے بغیر دکان سے نکل آیا۔ ایک بدمعاش نے رائفل اٹھا لی تھی اور دکان سے یوں لپکتا ہوا نکل رہا تھا، جیسے کسی بینک کو لوٹ کر نکل رہا ہو۔ کوزر نے بی ایم ڈبلیو کی عقبی نشست پر نیم دراز ہوتے ہوئے سوچا کہ اتنی توجہ تو کوئی بلا ارادہ بھی اپنی طرف مبذول نہیں کرا سکتا، جتنی وہ توجہ سے بچنے کی کوشش کے باوجود کرا رہے ہیں۔

کار اسٹارٹ ہوئی اور فوراً ہی تیز رفتار ٹریفک کے دھارے میں شامل ہو گئی۔ ایئرپورٹ واپس جاتے ہوئے ڈرائیور نے رفتار کی حد توڑ ڈالی۔ اس پر تو روماتوف بھی پریشان نظر آنے لگا۔ کوزر کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ امریکا میں تو وار روسی مافیا اپنے اطالوی کنزنز کے مقابلے میں طفل مکتب ہے۔ لیکن جلد ہی وہ ان تک پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے بعد ایف بی آئی پر کیا گزرے گی، اس کا اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

پندرہ منٹ بعد بی ایم ڈبلیو ایئرپورٹ کے دروازے پر رکی۔ کوزر اترا اور اندر داخل ہوا۔ جبکہ روماتوف کار میں موجود دونوں افراد کو ہدایت دینے لگا۔ اس کے علاوہ اس نے سو ڈالر کے اچھے خاصے نوٹ انہیں دیے۔ پھر وہ کوزر کے پاس آیا، جو چیک ان کاؤنٹر پر کھڑا تھا۔ ''رائفل 48 گھنٹے کے اندر واشنگٹن پہنچ جائے گی۔'' اس نے بے حد پُر اعتماد لہجے میں سرگوشی کی۔

''میں اس پر شرط لگانے کی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔'' کوزر نے سرد لہجے میں کہا۔

وہ دونوں ڈیپارچر لاؤنج کی طرف بڑھ گئے!

☆ ☆ ☆

''آپ کو ایٹس کی تمام نظمیں زبانی یاد ہیں؟'' اسٹوارٹ نے بے یقینی سے کہا۔

''سب تو نہیں۔ لیکن بیشتر یاد ہیں۔'' میگی نے جواب دیا۔ ''لیکن اس کی وجہ ہے۔ میں روز سونے سے پہلے اس کی چند نظمیں ضرور پڑھتی ہوں۔''

''ابھی تمھیں آئرش لوگوں کے بارے میں بہت کچھ سمجھنا ہے ڈارلنگ۔'' تارا نے اسٹوارٹ سے کہا۔ ''اب تم اور الفاظ یاد کرنے کی کوشش کرو۔''

اسٹوارٹ سوچتا رہا ذہن پر زور دیتا رہا۔ بالآخر اس نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔'' ہالر ''

''جس زمین کے گرد چاند سا ہالہ ہو، جہاں پہاڑ ہوں میگی نے کہا۔

''جی یہی لائن تھی۔''

''شاید اشارہ ہالینڈ کی طرف ہے۔'' تارا نے کہا۔

''یہ کوئی معمہ ہے کیا؟''

''تم اور لفظ یاد کرو۔''

اسٹوارٹ پھر ذہن پر زور دینے لگا۔'' دوست ''

''ہم ہمیشہ نئے دوستوں کو پرانے دوستوں سے ملواتے ہیں ''

''یعنی ہم ایک نئے ملک میں نئے دوست سے ملنے والے ہیں۔''

''لیکن کس سے؟ اور کہاں؟'' میگی بڑبڑائی۔

رات کی تاریکی میں جہاز کی پرواز جاری تھی

☆ ☆ ☆

ارجنٹ پیغام پڑھنے کے فوراً بعد گوٹن برگ نے ڈلاس کا نمبر ملایا۔ ہارڈنگ کی آواز سنتے ہی اس نے بلا تمہید کہا۔ ''اس کا حلیہ تفصیل سے بیان کرو۔''

''قد چھ فٹ ممکنہ طور پر ایک انچ زیادہ۔ وہ ہیٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس لیے میں اس کے بالوں کا رنگ نہیں دیکھ سکا۔''

''عمر؟''

''پچاس کے لگ بھگ دو سال اِدھر یا دو سال اُدھر ہو سکتے ہیں۔''

''آنکھیں؟''

''نیلی۔''

''لباس؟''

''اسپورٹس جیکٹ، خاکی پینٹ، بلیو شرٹ، پیروں میں سینڈل، ٹائی نہیں تھی۔ اس کا انداز سرسری سا تھا۔ وہ اسمارٹ تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے۔ لیکن پھر میں نے اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو رائے بدلنی پڑی۔ وہ مقامی غنڈے تھے۔ اور وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ اس کا ایک ساتھی اور تھا دراز قد جوان آدمی، جس نے ایک بار بھی زبان نہیں کھولی۔ لیکن رائفل کی ادائیگی اس نے ہی کی تھی۔''

''کیسے؟''

''نقد۔ سو ڈالر کے نوٹوں کی شکل میں۔''

''اور یہ وضاحت پہلے آدمی نے کی تھی کہ وہ تبدیلیوں والی رائفل چاہتا ہے۔''

''ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر بات کر رہا تھا۔ سنی سنائی نہیں ہانک رہا تھا۔''

''ٹھیک ہے۔ کیش سنبھال کر رکھنا۔ ممکن ہے، کسی نوٹ پر فنگر پرنٹ مل جائیں۔''

''تمھیں اس کی انگلیوں کے نشان ایک نوٹ پر بھی نہیں ملیں گے۔'' ہارڈنگ نے کہا۔ ''میں نے کہا نا کہ اس کے ساتھی جوان نے ادائیگی کی تھی۔ اور دونوں مقامی غنڈوں میں سے ایک رائفل اٹھا کر لے گیا تھا۔''

''وہ جو کوئی بھی تھا، اس نے ائیرپورٹ کی سیکورٹی سے اسے گزارنے کا خطرہ مول نہیں لیا ہوگا۔'' گولن برگ نے کہا۔ ''عین ممکن ہے کہ وہ دونوں غنڈے کوریئر ہوں۔ اچھا، اس نے دستخط کس نام سے کیے تھے؟''

''گریگری ریڈفورڈ۔''

''شناخت کے لیے ؟''

''ورجینیا کا ڈرائیونگ لائسنس، اور تمام کوائف درست تھے۔''

''ایک گھنٹے کے اندر میں اپنے کسی آدمی کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں۔ ان غنڈوں کے بارے میں اسے سب کچھ بتا دینا۔ وہ مجھے وہ معلومات ای میل کر دے گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا کمپیوٹرائزڈ اسکیچ بنوا دو میرے لیے۔''

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

''کیوں؟''

''اس لیے کہ وہ پوری ڈیل ویڈیو پر ریکارڈ ہو چکی ہے۔'' ہارڈنگ کے ہونٹوں پر جو فخریہ مسکراہٹ تھی، وہ گولن برگ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ''اور جس سیکورٹی کیمرے نے ریکارڈنگ کی، اس کی موجودگی کا تمھیں بھی پتا نہیں چلتا۔''

☆ ☆ ☆

اسٹوارٹ اب بھی ذہن پر زور دینے میں مصروف تھا۔ ''پتہ چل جائے گا'' اس نے اچانک کہا۔

''مجھے پتا چل جائے گا کہ وہ کہاں گئی ہے۔'' مسکی نے مصرعہ دہرایا۔

''ہم ایک نئی جگہ، نئے دوست سے ملیں گے۔ اور وہ خود ہمارے پاس آئے گا۔'' تارا نے تشریح کی۔ پھر اسٹوارٹ سے پوچھا۔ ''اور کچھ یاد آ رہا ہے؟''

''سب چیزیں ختم''

''ہو جاتی ہیں اور پھر دوبارہ تعمیر کی جاتی ہیں۔'' مسکی نے سرگوشی میں مصرعہ مکمل کیا۔ جو شخص اسٹوارٹ سے نظموں کی کتاب چھین کر لے گیا تھا، وہ ان کی طرف چلا آ رہا تھا۔

''میری بات سنو اور غور سے سنو۔'' اس شخص نے ان سے کہا۔ ''اگر تم لوگ جینا چاہتے ہو تو تمھیں پوری طرح میری ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔ ویسے میں یہ واضح کر دوں کہ مجھے تمھارے جینے مرنے کی ایسی کوئی پروا نہیں ہے۔''

اسٹوارٹ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور ایک لمحے میں سمجھ لیا کہ وہ غلط نہیں کہہ رہا ہے۔ اس نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''تو سنو۔ جہاز سے اتر کر تم بیگیج ایریا میں جانا۔ اپنا سامان لے کر تمھیں کسٹم کے مرحلے سے گزرنا ہے۔ اب میں دہرا دوں کہ تم میں سے کوئی ریسٹ روم تک بھی نہیں جائے گا۔ کسٹم سے نمٹ کر تم باہر نکلو گے تو تمھیں میرے دو آدمی ملیں گے۔ وہ تمھیں ایک مکان میں لے جائیں گے، جہاں تمھیں نامعلوم مدت تک قیام کرنا ہے۔ آج شام میں وہاں تم سے ملنے آؤں گا۔ بولو، سمجھ گئے؟''

''ہاں۔'' اسٹوارٹ اس وقت تارا اور میگی کی بھی نمائندگی کر رہا تھا۔
''اگر تم میں سے کسی نے بھاگنے کی حماقت کی یا کسی سے مدد طلب کرنے کی کوشش کی تو مسٹر فشر جیرالڈ کو فوری طور پر ختم کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی بھی وجہ سے وہ میسر نہیں ہو ئیں تو مجھے تم دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔'' اس نے اسٹوارٹ اور تارا کی طرف اشارہ کیا۔ ''یہ وہ شرائط ہیں، جو مسٹر فشر جیرالڈ نے منظور کی تھی۔''
''یہ ممکن نہیں ہے۔'' میگی نے کہا۔ ''کوزر بھی ویسا نہیں ''
''میرا خیال ہے مسٹر فشر جیرالڈ کہ مستقبل میں مسٹر فرنہام ہی آپ سب کے ترجمان کی حیثیت سے بات کریں۔'' اس نے میگی کی بات کاٹ دی۔
میگی اسٹوارٹ کے نام کی تصحیح کرنے والی تھی کہ تارا نے اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر گویا اسے منع کر دیا۔
''آپ لوگوں کو اب ان کی ضرورت ہوگی۔'' اس شخص نے تین پاسپورٹ اسٹوارٹ کی طرف بڑھائے۔ اسٹوارٹ نے انھیں چیک کیا۔ پھر ایک میگی کی طرف اور دوسرا تارا کی طرف بڑھا دیا۔ وہ شخص پلٹا اور کاک پٹ کی طرف چلا گیا۔
اسٹوارٹ نے تیسرے پاسپورٹ کو دیکھا۔ دیگر دونوں کی طرح اس پر بھی عقاب کا نشان بنا تھا۔ یعنی وہ امریکی پاسپورٹ تھا۔ اس نے اسے کھولا تو اسے سب سے پہلے اس پر اپنی تصویر نظر آئی۔ تصویر کے نیچے اس کا نام ڈینیل فرنہام لکھا تھا۔ پاسپورٹ کے مطابق وہ یونیورسٹی میں قانون پڑھاتا تھا۔ پتا 75 مرینا بلے وارڈ، سان فرانسسکو، کیلی فورنیا تھا۔
اس نے اپنا پاسپورٹ تارا کو دکھایا۔ تارا کی آنکھوں سے الجھن جھانکنے لگی۔
''مجھے پروفیشنل لوگ بہت اچھے لگتے ہیں۔ اور اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تمھارے والد اپنے میدان میں یقیناً بہترین ہوں گے۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔
''تمھیں نظموں کی کوئی درمائن یاد نہیں آئی؟'' میگی نے اسٹوارٹ سے پوچھا۔
''نہیں، میرا خیال ہے اب ''اسٹوارٹ کہتے کہتے رکا۔'' ایک منٹ مجھے یاد آ رہا ہے ہاں ایک لفظ تھا، انارکی''
میگی مسکرائی۔ ''اب میں سمجھ گئی کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔''

☆ ☆ ☆

ڈلاس سے واشنگٹن کی ڈرائیو بہت طویل ہے۔ دونوں غنڈوں نے رومانوف اور کوزر کو ائیرپورٹ پر ڈراپ کیا۔ اس کے بعد اپنا سفر شروع کیا۔ یہ طے تھا کہ وہ مسلسل سفر نہیں کریں گے۔ بلکہ اس سفر میں ایک وقفہ ہوگا۔ رات نو بجے تک وہ چار سو میل کا فاصلہ طے کر چکے تھے۔ اس وقت انھوں نے گاڑی کو میمفس کے نواحی علاقے کے ایک موٹل کے پارکنگ لاٹ میں موڑ لیا۔
سی آئی اے کے دو سینئر افسروں نے انھیں گاڑی پارک کرتے دیکھا تو گوٹن برگ کو فون پر مطلع کیا۔ ''وہ میمفس میریٹ کے کمرہ نمبر 107 اور 108 میں ٹھہرے ہیں۔ انھوں نے کھانا کمرے میں ہی منگوایا ہے۔ اس وقت دونوں کمرہ نمبر 107 میں ہیں۔''
''رائفل کہاں ہے؟'' گوٹن برگ نے پوچھا۔
''وہ بریف کیس میں اس شخص کی کلائی سے باندھ کر مقفل کر دی گئی ہے۔ جس نے کمرا نمبر 108 لیا ہے۔''
''تو تمھیں ایک ویٹر اور ڈپلی کیٹ چابی کی ضرورت ہے۔'' گوٹن برگ نے کہا۔
دس بج کر چند منٹ پر ایک ویٹر کمرہ نمبر 107 میں کھانا لے کر گیا۔ اس نے میز پر کھانا رکھا اور سرخ شراب کی بوتل کھول کر دو گلاس بھرے اور وہ بھی میز پر رکھ دیے۔ اس نے مہمانوں کو بتایا کہ چالیس منٹ بعد وہ برتن واپس لینے کے لیے آئے گا۔ جس کے ہاتھ سے بندھی ہوئی تھی، اس نے ویٹر سے فرمائش کی کہ وہ اس کے لیے اسٹیک سے چھوٹے ٹکڑے کر دے۔ کیونکہ وہ خود نہیں کر سکے گا۔ ویٹر نے تعمیل کی اور پھر چلا گیا۔

وہاں سے نکل کر ویٹر سیدھا کار پارکنگ میں گیا اور اپنے کلائنٹ کو رپورٹ دی۔ کلائنٹ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس سے مزید ایک فرمائش کی۔ ویٹر نے حامی بھرلی۔ افسر نے اسے پچاس ڈالر کا ایک نوٹ دیا۔

"رائفل کی اتنی اہمیت ہے کہ وہ کھانے کے دوران بھی اسے خود سے جدا نہیں کر رہا ہے۔" ویٹر کے جانے کے بعد ایجنٹ نے اپنے ساتھی سے کہا۔

رات بارہ بجے کے کچھ بعد ویٹر پارکنگ لاٹ میں آیا اور ایجنٹ کو بتایا کہ دونوں آدمی سونے کے لیے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے ہیں۔ اس نے ایجنٹ کو ڈپلی کیٹ چابی دی۔ جواب میں ایجنٹ نے اسے پچاس ڈالر کا ایک اور نوٹ دیا۔ ویٹر اس کمائی پر خوش تھا۔ لیکن اسے پتا نہیں تھا کہ بریف کیس کو ہاتھ سے منسلک کرنے والی ہتھکڑی کی چابی کمرہ نمبر 107 والے نے اپنے پاس رکھ لی ہے۔ تاکہ کوئی سوتے میں اس کے پارٹنر کا بریف کیس نہ چرالے۔

اگلی صبح کمرہ نمبر 107 والے کی آنکھ کھلی تو اسے احساس ہوا کہ اس کا سر اب بھی چکرا رہا ہے۔ اس نے گھڑی دیکھی اور حیران رہ گیا کہ وہ کتنی دیر سے اٹھا ہے۔ وہ جلدی سے درمیانی دروازہ کھول کر اپنے پارٹنر کے کمرے میں گیا۔ تاکہ اسے بھی جگا دے۔ مگر وہاں جو کچھ اس نے دیکھا، اس کے بعد وہ پیٹ پکڑ کر الٹیاں کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکا۔ قالین پر خون کے ایک چھوٹے سے تالاب میں اس کے پارٹنر کا ہاتھ پڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ کیپ ٹاؤن میں جہاز سے اترے۔ اسٹوارٹ نے دیکھ لیا کہ وہاں دو آدمی ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ایک امیگریشن آفیسر نے اس کے پاسپورٹ پر مہر لگائی۔ اس کے بعد وہ لوگ بیگیج ایریا کی طرف بڑھے، جہاں سے انہیں اپنا سامان لینا تھا۔

چند ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ ان کا سامان کنویئر بیلٹ پر آنے لگا۔ میگی کو اپنے دو پرانے سوٹ کیس بیلٹ پر آتے دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔ اسٹوارٹ کو البتہ تعجب نہیں ہوا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ کوز فشر حیراللہ کا کام کرنے کا اسٹائل ایسا ہے کہ ہر پل حیرت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اس کے باوجود بھی آدمی حیرانی سے نہیں بچ سکتا۔

جیسے ہی انہیں اپنے بیگ ملے، اسٹوارٹ نے انہیں ٹرالی پر رکھا اور چلا۔ مگر اسی وقت ایک افسر اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے سرخ سوٹ کیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوٹ کیس کے مالک کو کاؤنٹر پر آنے کو کہا۔

اسٹوارٹ نے سرخ سوٹ کیس اٹھایا اور میگی کو سہارا دے کر کاؤنٹر کی طرف لے گیا۔ ان پر نظر رکھنے والے دونوں افراد صرف ایک لمحے کو ہچکچائے۔ مگر فوراً ہی آگے بڑھ گئے۔ باہر نکل کر وہ دونوں دروازے کے پاس ہی کھڑے ہو گئے۔ پھر ان کے پاس دو اور افراد بھی آ کر کھڑے ہو گئے۔

"پلیز مادام، آپ اس سوٹ کیس کو کھول کر دکھائیں۔" کسٹم آفیسر نے کہا۔

میگی نے کندھا اچکایا۔ سوٹ کیس لاک نہیں تھا۔ اس نے ڈھکنا ہٹایا۔ اندر جو افراتفری تھی، اسے دیکھ کر وہ مسکرا دی۔ اس انداز میں سوٹ کیس پیک کرنا کوز ہی کا خاصہ تھا۔ کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

کسٹم آفیسر اوپر رکھے کپڑے نکالنے لگا۔ پھر اس نے کاسمیٹکس کا بیگ نکالا، اس کی زپ کھولی اور اس میں سے سیلوفین کا ایک چھوٹا سا پیکٹ نکالا، جس میں کوئی سفید پاؤڈر سا بھرا ہوا تھا۔

"لیکن یہ تو" میگی نے احتجاج کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس بار اسٹوارٹ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"مجھے افسوس ہے مادام، لیکن ہمیں آپ کی جامہ تلاشی لینی ہوگی۔" افسر نے کہا۔ "میرا خیال ہے، اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لے لیجیے۔"

اسٹوارٹ اس پر غور کر رہا تھا کہ افسر کو کیسے پتا چلا کہ تارا میگی کی بیٹی ہے۔ اور اس نے اسے میگی کا بیٹا نہیں سمجھا۔ کیوں؟ کیسے؟

"آپ تینوں میرے ساتھ آئیں۔" افسر نے کہا۔ "اور مہربانی کر کے یہ سوٹ کیس اور اپنا باقی سامان لے لیجیے۔" اس نے کاؤنٹر کا ایک تختہ اٹھایا اور انہیں ایک دروازے سے گزار کر ایک کمرے میں لے گیا۔ وہ چھوٹا سا کمرہ تھا، جہاں ایک میز اور دو کرسیاں پڑی تھیں۔ "ابھی میرا ایک

ساتھی افسر آکر آپ سے بات کرے گا۔'' اس نے کہا اور دروازہ بند کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ تالے میں چابی کے گھومنے کی آواز بے حد واضح تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔'' میگی بڑبڑائی۔'' اس بیگ میں۔ ''

''پریشان نہ ہوں۔ ابھی ہمیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔'' اسٹوارٹ نے اسے دلاسہ دیا۔

اسی لمحے کمرہ کا دوسری جانب والا دروازہ کھلا اور ایک کسرتی جسم کا مالک، دراز قد اور گنجا شخص کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ ہوگی۔ وہ سرخ سویٹر اور نیلی جینز پہنے ہوئے تھا اور کہیں سے بھی کسٹم افسر نہیں لگ رہا تھا۔ وہ سیدھا میگی کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ تھام کر اٹھایا اور ہونٹوں سے لگالیا۔ ''میرا نام کارل کوئیٹر ہے۔'' اس کا لہجہ خالص جنوبی افریقہ والا تھا۔ ''یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے مسز فشر جیراللہ۔ میں گزشتہ کئی برس سے اس عورت سے ملنا چاہتا تھا، جس نے کونر فشر جیراللہ سے شادی کی ہمت کی۔ کونر نے کل شام مجھے فون کر کے کہا کہ میں آپ کو یقین دلادوں کہ وہ زندہ ہے۔''

میگی کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن وہ گفتگو تو بہتے ہوئے دریا کی مانند تھی۔

''آپ میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتیں۔ لیکن میں آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ اب یہ ایسا موقع نہیں کہ میں اپنے بارے میں کچھ بتاؤں۔'' وہ تارا اور اسٹوارٹ کو دیکھ کر مسکرایا۔ ''آپ تینوں میرے ساتھ آئیے۔'' اس نے سرخم کرتے ہوئے کہا۔

وہ پلٹا اور ٹرالی کو دھکیلتے ہوئے اسی دروازے کی طرف بڑھا، جس سے آیا تھا۔

''اب سمجھ میں آیا ان نقشوں کے اشاروں کا مطلب۔'' میگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسٹوارٹ بھی مسکرا دیا۔ ''جی ہاں۔ پرانے دوستوں کو نئے دوست سے ملوادیا گیا ہے۔''

اب وہ ایک سنسان اور تاریک راہداری سے گزر رہے تھے۔ میگی قدم اٹھا کر کارل کے پاس جا پہنچی اور اس سے کونر سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں دریافت کرنے لگی۔ اب وہ پھسلواں راستے پر تھے، جو ایک سرنگ میں اترا۔ سرنگ ختم ہوئی تو ایک چڑھائی والا راستہ نظر آیا۔ اس راستے پر چڑھ کر وہ ایئر پورٹ کے دوسری طرف نکلے۔ وہاں چند لمحوں میں وہ سیکورٹی کے مرحلے سے گزر گئے۔ کوئیٹر کی مہربانی سے ان کی بے حد سرسری چیکنگ ہوئی۔

ایک اور راستے سے گزر کر وہ ایک بالکل خالی ڈیپارچر لاؤنج میں پہنچے۔ وہاں کارل کوئیٹر نے تین ٹکٹ گیٹ پر کھڑے ایجنٹ کو دیے۔ جواب میں اس نے تین بورڈنگ کارڈ دیے۔ وہ قنطاس کی سڈنی جانے والی فلائٹ کے تھے، جو پُراسرار انداز میں پندرہ منٹ لیٹ ہو چکی تھی۔

''ہم آپ کا شکریہ کیسے ادا کریں؟'' میگی نے کہا۔

کارل کوئیٹر نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھام کر اس پر بوسہ دیا۔ ''مادام۔'' اس کے لہجے میں محبت اور احترام کا عجیب امتزاج تھا۔ ''آپ کو دنیا کے ہر کونے میں ایسے لوگ ملیں گے، جو کبھی کونر فشر جیراللہ کے احسانات کا پوری طرح صلہ ادا نہیں کر سکتے ہیں۔''

☆ ☆ ☆

وہ دونوں خاموش بیٹھے ٹی وی اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔ بالآخر بارہ منٹ کی وہ فلم اختتام کو پہنچی۔

''کیا یہ ممکن ہے؟'' ڈائریکٹر نے پوچھا۔

''ممکن ہے۔ بہ شرطیکہ اس نے کسی طرح کروس فنکس جیل میں باہمی طور پر جگہ تبدیل کر لی ہو۔'' گوٹن برگ نے جواب دیا۔

ہیلن ڈیکسٹر چند لمحے خاموش رہی۔ پھر بولی۔ ''اور جیکسن صرف اسی صورت میں ایسا کر سکتا تھا، جب وہ اس کی جگہ موت قبول کرنے کے لیے تیار ہو؟''

''جی ہاں۔'' گوٹن برگ نے ثبات میں سر ہلایا۔

''یہ بتاؤ، دراتفل کی ادائیگی کس نے کی تھی؟''

''الیکسی روماتوف نے۔ وہ زار کا بیٹا اور مافیا میں نمبر دو ہے۔ ہمارے ایک ایجنٹ نے اسے فرینکفرٹ ایئر پورٹ پر دیکھا تھا۔ ہمارا اندازہ ہے کہ اب فنٹر جیرالڈ اس کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ روس مافیا نے اسے کروسی فکس سے نکلوایا ہے۔'' ہیلن نے پُر خیال لہجے میں کہا۔ ''لیکن اگر اسے رینگٹن 700 کی ضرورت پڑ گئی ہے تو اہم ترین سوال یہ ہے کہ اس کا ہدف کون ہے؟''

''صدر۔'' گونن برگ نے کہا۔

''تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔'' ہیلن نے تائید کی۔ ''لیکن کہاں کا صدر؟''

☆ ☆ ☆

روسی ایئر فورس کا ایوشین 62 واشنگٹن ڈی سی کے باہر اینڈریوز ایئر بیس پر اترا تو صدر امریکا اور سیکرٹری آف اسٹیٹ کے علاوہ امریکا کے 70 اہم ترین افراد ایک قطار کی شکل میں کھڑے تھے۔ سرخ قالین پہلے ہی بچھایا جا چکا تھا۔ پوڈیم سیٹ کر دیا گیا تھا، جہاں ایک درجن مائیکروفون موجود تھے۔ اور جہاز سے لگانے کے لیے ایک سیڑھی لائی جا رہی تھی۔

جہاز کا دروازہ کھلا۔ صبح کی دھوپ سے بچنے کے لیے صدر ٹام لارنس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا سا بنا لیا تھا۔ دروازے میں سب سے پہلے ایک دبلی پتلی، دراز قد اور خوبصورت ایئر ہوسٹس نظر آئی۔ ایک لمحے بعد اس کے برابر ایک چھوٹے قد کا موٹا سا شخص نظر آیا۔ صدر لارنس جانتا تھا کہ زیرسکی کا قد صرف پانچ فٹ چار انچ ہے۔ لیکن اس ایئر ہوسٹس کی وجہ سے وہ بالکل ہی بونا اور مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔ ٹام لارنس سوچ رہا تھا کہ اس قد و قامت اور جثے کا کوئی شخص کبھی امریکا کا صدر نہیں بن سکتا۔

پھر زیرسکی آہستہ آہستہ سیڑھی سے اترنے لگا۔ اسی وقت فوٹو گرافر حرکت میں آ گئے۔ فلیش بلب چمکنے لگے۔ ٹیلی وژن کیمرے الگ مصروف ہو گئے تھے۔ ہر نیٹ ورک کی توجہ کا مرکز اس وقت وہ شخص تھا، جسے چار دن تک یہ توجہ حاصل رہنی تھی۔

امریکی چیف آف پروٹوکول آگے بڑھا اور اس نے دونوں صدور کا تعارف کرایا۔ صدر لارنس نے بے حد گرم جوشی سے مہمان صدر سے ہاتھ ملایا۔ ''امریکا میں میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں جناب صدر۔'' اس نے کہا۔

''شکریہ ٹام۔'' زیرسکی نے امریکی صدر کو پہلا ہی قدم غلط اٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔

لارنس سیکرٹری آف اسٹیٹ کی طرف مڑا۔ وہ تعارف کرانے ہی والا تھا کہ زیرسکی نے جلدی سے کہا۔ ''تم سے مل کر خوشی ہوئی ہیری۔''

وہاں موجود تمام افراد سے روسی صدر کا تعارف کرایا جا رہا تھا۔ زیرسکی کا انداز بے حد دوستانہ تھا۔ ڈیفنس سیکرٹری، کامرس سیکرٹری، نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر، وغیرہ وغیرہ۔ تعارف ختم ہوئی تو صدر لارنس زیرسکی کو لے کر پوڈیم کی طرف بڑھا۔ ''میں مختصر سے خیر مقدمی الفاظ ادا کروں گا جناب صدر۔'' لارنس نے اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ ''اس کے بعد آپ جواب میں جو چاہیں، کہیں۔''

''پلیز.... تم مجھے وکٹر کہو نا۔'' زیرسکی نے کہا۔

ٹام لارنس نے پوڈیم پر پہنچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ نکال کر اسے لیکٹرن پر رکھ لیا۔ ''جناب صدر۔'' اس نے کہا اور سر گھما کر زیرسکی کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ ''وکٹر، میں آپ کو امریکا میں خوش آمدید کہنے سے بات کا آغاز کرتا ہوں۔ آج اس لمحے سے ہمارے دو عظیم ملکوں کے درمیان خصوصی تعلقات کے ایک نئے عہد کا آغاز ہو رہا ہے۔ تمہارا امریکا کا دورہ''

کونر کے سامنے اس وقت تین ٹی وی تھے، اور وہ تین مختلف نیٹ ورکس پر اس تقریب کی کوریج دیکھ رہا تھا۔ بعد میں اس نے ویڈیو پر ریکارڈ کی ہوئی اس تقریب کو بار بار دیکھا۔ اسے روسی صدر کیلئے زبردست حفاظتی انتظامات کی توقع تھی۔ لیکن جو کچھ اسے نظر آیا، وہ اس کی توقع سے بہت بڑھ کر تھا۔ سیکرٹ سروس نے دونوں صدور کی حفاظت کے لیے اپنی پوری نفری استعمال کر ڈالی تھی۔ لیکن غیر معمولی بات یہ تھی کہ وہاں نہ گونن برگ نظر آیا تھا اور نہ ہی سی آئی اے کا کوئی کارندہ۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ سب اس بات سے بے خبر ہیں کہ ایک صدر کی زندگی کو سنگین خطرہ لاحق ہے۔

کوزکو اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی کہ جو رائفل ڈلاس میں خریدی گئی تھی، وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ مافیا کے ان دونوں لفنگوں نے جس چھچھورے پن سے خودنمائی کا مظاہرہ کیا تھا، اس سے بہتر تھا کہ وہ سی آئی اے والوں کو خود فون کر کے اپنے عزائم کے بارے میں بتا دیتے۔ ویسے اگر کوز گوٹن برگ کی جگہ ہوتا تو رائفل کی ڈلیوری میں دخل اندازی کرنے کے بجائے دونوں لفنگوں پر نظر رکھتا اس امید پر کہ وہ اسے اس شخص تک پہنچا دیں گے، جسے وہ رائفل دستیاب کرنی ہے۔ لیکن گوٹن برگ نے رائفل کو زیادہ اہمیت دی تھی۔ ممکن ہے، وہ درست ہو۔ کیونکہ اب وہ رائفل نہ ملنے کی صورت میں کوز کو کسی اور ہتھیار کا بندوبست کرنا تھا۔

ہیمنس میریٹ والے واقعے کے بعد ایک بات واضح ہو گئی کہ الیکسی روماتوف کوئی گڑبڑ ہونے کی صورت میں اپنے سر کوئی الزام نہیں لینا چاہتا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ سب منصوبہ بنانے اور اس پر عمل درآمد کی مکمل ذمے داری کوز کی تھی۔ اس پر نظر رکھنے والے اب اس پر دور سے نظر رکھتے تھے۔ وہ اسے کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔ ان دم چھلوں ہی کی وجہ سے کوز نے وہ تقریب ٹی وی پر دیکھی۔ ورنہ وہ خود اینڈریوز بیس گیا ہوتا۔ لیکن اسے ڈر تھا کہ اپنے چھچھورے تعاقب کرنے والوں کی وجہ سے کہیں وہ بھی سیکورٹی سروس والوں کی نظر میں نہ آ جائے۔ ویسے تو وہ جب چاہتا، اپنے متعاقبین کو جھٹک سکتا تھا۔ لیکن یہ ان کے ساتھ زیادتی ہوتی۔ اس کا احساس اسے رائفل کی ڈلیوری میں ناکامی کے بعد ہوا تھا۔ اسے پتا چلا تھا کہ الیکسی روماتوف نے ناکامی کے صلے میں اس لفنگے کا دوسرا ہاتھ بھی کٹوا دیا تھا۔ جس نے رائفل کے ساتھ اپنا ایک ہاتھ پہلے ہی گنوا دیا تھا۔ منطق یہ تھی کہ اس سزا کے بعد وہ ایسی غلطی دوبارہ کرنے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا ہے۔

صدر کی خیر مقدمی تقریر ختم ہوئی تو دیر تک تالیاں بجتی رہیں۔ صدر ایک طرف ہٹا اور اس نے زیریسکی کے لیے جگہ بنائی۔ زیریسکی آیا۔ لیکن اتنے سارے مائیکروفونز کی موجودگی میں وہ بے چارہ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ کوز جانتا تھا کہ اب پریس چار دن تک یہی راگ الاپتا رہے گا کہ امریکی صدر، پبلک ریلیشنز سٹاف سے یہ بھیانک غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اور روسی صدر ہمیشہ یہی سمجھتا رہے گا کہ یہ سب کچھ اسے نیچا دکھانے کی غرض سے دانستہ کیا گیا ہے۔

کوز اپنے کام کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا۔ چھ فٹ قد کے آدمی کو شوٹ کرنے کے مقابلے میں پانچ فٹ چار انچ قد کے آدمی کو شوٹ کرنا کہیں زیادہ مشکل تھا۔ وہ سیکورٹی سروس کے اس دستے کے افراد کو غور سے دیکھ رہا تھا، جنہیں زیریسکی کے تحفظ کی ذمے داری سونپی گئی تھی۔ وہ ان میں سے چار کو پہچانتا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک اپنے کام کا ماہر تھا۔ وہ سب تین سو گز کے فاصلے سے کسی بھی شخص کو گولی ضائع کیے بغیر نشانہ بنا سکتے تھے۔ اور وہ کسی بھی حملہ آور کو صرف ایک وار میں ناکارہ بنانے کی اہلیت رکھتے تھے۔ وہ سب تاریک شیشوں کے چشمے لگائے ہوئے تھے۔ لیکن کوز جانتا تھا کہ چشموں کے پیچھے ان کی عقابی نگاہیں ہر سمت کو مسلسل کھنگال رہی ہیں۔ وہ بے حد چوکنے لوگ تھے۔

اگرچہ زیریسکی رن وے پر کھڑے لوگوں کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن اس کے الفاظ صاف سنائی دے رہے تھے۔ کوز کو حیرت ہوئی۔ ماسکو اور سینٹ پیٹرز برگ میں اپنی انتخابی مہم کے دوران زیریسکی نے جو اینٹی امریکا رویہ اپنایا تھا، یہاں اس کے برعکس اس کا انداز بے حد مصالحانہ تھا۔ اس نے گرم جوشی سے خیر مقدم کرنے پر "تمام" کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے کہا کہ اسے یقین ہے کہ اس کا یہ دورہ دونوں ملکوں کے لیے سودمند ثابت ہوگا۔

کوز کو یقین تھا کہ زیریسکی کا یہ ظاہری رویہ صدر رالنس کو بے وقوف نہیں بنا سکے گا۔ زیریسکی کے لیے یہاں اپنے حقیقی عزائم کے اظہار کا نہ تو موقع تھا اور نہ ہی یہ جگہ اس کے لیے مناسب تھی۔

زیریسکی لکھی ہوئی تقریر پڑھتا رہا۔ کوز وہ شیڈول پڑھنے لگا، جو وائٹ ہاؤس نے جاری کیا تھا۔ چار دن کے ایک ایک لمحے پر مشتمل زیریسکی کی مصروفیات کا وہ شیڈول واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہوا تھا۔ لیکن کوز جانتا تھا کہ کیسی ہی منصوبہ بندی کر لی جائے، ٹائم ٹیبل پر پوری طرح عمل درآمد ممکن ہی نہیں ہوتا۔ یہ بات اس کے برسوں کے تجربے نے اسے سکھائی تھی۔ کسی نہ کسی مرحلے پر کوئی غیر متوقع تبدیلی شیڈول میں گڑبڑ کر دیتی ہے۔ وہ دعا ہی کر سکتا تھا کہ اس دوران ایسا نہ ہو، جب وہ اپنے منصوبے پر عمل کر رہا ہو۔

اب اس ایربیس سے دونوں صدور کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے وائٹ ہاؤس پہنچنا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی ان کا ذاتی ملاقات کا سیشن ہوگا۔ یہ سلسلہ لنچ کے

دوران بھی جاری رہے گا۔ لنچ کے بعد زیر مسکی آرام کرنے کے لیے روسی سفارت خانے جائے گا۔ شام کو وہ وائٹ ہاؤس واپس آئے گا، جہاں اس کے اعزاز میں بلیک ٹائی ڈنر دیا جائے گا۔

اگلی صبح اسے نیویارک جانا تھا، جہاں اسے اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کرنے کے علاوہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ساتھ لنچ کرنا تھا۔ سہ پہر کو اسے میٹروپولیٹن میوزیم کا دورہ کرنا تھا۔ صبح جب اس نے پوسٹ میں امریکی صدر کا بیان پڑھا تھا کہ وہ روسی صدر کی فنون لطیفہ سے بے پناہ دلچسپی اور عشق سے باخبر ہے تو وہ اپنی ہنسی نہیں روک سکا تھا۔

جمعرات کی رات زیر مسکی کو واشنگٹن واپس آنا تھا۔ وہاں آتے آتے اس کے پاس بہ مشکل اتنا وقت بچتا کہ وہ سفارت خانے جا کر ڈنر جیکٹ پہنتا اور پھر کینیڈی سینٹر جا کر بیلے رقص کا شو دیکھتا۔

جمعے کی صبح وائٹ ہاؤس میں مزید مذاکرات ہوئے تھے۔ لنچ انہیں اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں کرنا تھا۔ شام کو زیر مسکی کو کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرنا تھا۔ یہ اس کے چار روزہ دورے کا ہائی پوائنٹ تھا۔ ٹام لارنس اس پر تکیہ کیے بیٹھا تھا کہ زیر مسکی اپنے رویے سے مقننہ کے اراکین کو باور کرا دے گا کہ وہ ایک امن پسند اور انسان دوست آدمی ہے۔ اس کے نتیجے میں اس کے تخفیف اسلحہ کے بل کی حمایت کے بے راہ ہموار ہوگی۔ نیویارک ٹائمز نے اپنے اداریے میں دعویٰ کیا تھا کہ اس خطاب میں زیر مسکی اگلے دس سالوں کے دوران روس کی دفاعی حکمت عملی واضح کرے گا۔ اخبار کے سیاسی نامہ نگار نے اس سلسلے میں روسی سفارت خانے سے رابطہ کیا تو اسے درشت لہجے میں بتایا گیا کہ اس تقریر کی ایڈوانس کاپی کسی کو نہیں دی جائے گی۔

اس شام کو زیر مسکی کو امریکا روس بزنس کونسل کے ڈنر میں گیسٹ آف آنر کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا۔ وہاں سے جو تقریر کرنی تھی، اس کی کاپیاں پریس کو پہلے ہی جاری کر دی گئی تھیں۔ کونر نے اس تقریر سے ایک ایک لفظ پر غور کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کوئی صحافی جو عزت نفس سے یکسر محروم نہ ہو، اس تقریر کا ایک لفظ بھی شائع نہیں کر سکتا۔

ہفتے کے روز ٹام لارنس اور وکٹر زیر مسکی کو میری لینڈ میں کوک اسٹیڈیم جانا تھا، جہاں واشنگٹن ریڈ اسکنز اور گرین بے پیکرز کی فٹ بال ٹیموں کے درمیان میچ ہونا تھا۔ گرین بے پیکرز وہ ٹیم تھی، جس کی ٹام لارنس ہمیشہ سے حمایت کرتا آیا تھا۔

پھر اس رات زیر مسکی کی طرف سے روسی سفارت خانے میں صدر ٹام لارنس کے اعزاز میں ڈنر ہونا تھا۔ اور اس کی اگلی صبح زیر مسکی کو ماسکو کے لیے فلائی کر جانا تھا۔ لیکن ایسا اسی وقت ہوتا، جب کونر اپنے مشن میں ناکام ہو جاتا۔

کونر 9 مقامات کے بارے میں غور کرتا اور کوئی فیصلہ کرتا تھا۔ لیکن ان میں سے سات مقامات کو وہ زیر مسکی کی امریکا آمد سے پہلے ہی مسترد کر چکا تھا۔ ہاقی دو میں ہفتے کی رات کو روسی سفارت خانے میں ہونے والی دعوت پر اس کا دل زیادہ ٹھٹک رہا تھا۔ خاص طور پر اس لیے بھی کہ اسے رومانوف نے بتایا تھا کہ سفارت خانے کی تمام دعوتوں میں کھانے کے انتظامات روسی مافیا کرتی ہے۔

تالیوں کی گونج نے کونر کو چونکایا اور وہ تقریب استقبال کی کوریج کی طرف متوجہ ہو گیا۔ رن وے پر کھڑے ہوئے کچھ لوگوں کو تو زیر مسکی کی تقریر ختم ہونے کا اس وقت پتا چلا، جب وہ پوڈیم سے نیچے اتر آیا۔ اس اعتبار سے اس کی تقریر کے جواب میں اتنی تالیاں نہیں بجیں، جتنی بجنی چاہیے تھیں۔

دونوں لیڈر کچھ فاصلے پر کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے۔ عام طور پر کوئی روسی صدر امریکی ایئر فورس کے کسی جہاز میں سفر نہیں کرتا۔ لیکن زیر مسکی نے اپنے مشیروں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ہر کام ٹام لارنس کی توقع کے برعکس کر کے اسے نیچا دکھانا چاہتا ہے۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے اور استقبال کیلئے آنے والوں کو دیکھ کر ہاتھ ہلانے لگے۔ چند لمحے بعد میرین ون کا انجن بیدار ہوا، پنکھا گھوما اور وہ دھیرے دھیرے اوپر اٹھنے لگا۔

سات منٹ بعد اس ہیلی کاپٹر کو وائٹ ہاؤس میں اترنا تھا، جہاں اینڈی لائیڈ اور وائٹ ہاؤس کا سینئر اسٹاف ان کے استقبال کے لیے تیار تھا۔

کونر نے ٹیلی وژن آف کیے اور گیسٹ رجسٹر واشنگٹن کرنے لگا۔ وہ اپنے منصوبے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ یہ فیصلہ تو وہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ وہ نیویارک نہیں جائے گا۔ اقوام متحدہ کی عمارت اور میٹروپولیٹن میوزیم، دونوں جگہیں ایسی تھیں کہ وہاں کارروائی کرنے کے بعد بچ کر نکل بھاگنے کے

امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ اور وہ سیکرٹ سروس کی تربیت سے بھی پوری طرح آگاہ تھا۔ کوئی شخص خواہ وہ کوئی صحافی ہو یا ٹی وی کا کیمرہ مین، وہ مقامات پر دیکھا جاتا تو وہ اس پر خاص طور پر نظر رکھتے تھے۔ اور وہ مقامات پر نظر آنے والا کوئی شخص ان کی نظروں سے نہیں بچ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ نیویارک میں زیر مسکی کی حفاظت کرنے والے گارڈز کی تعداد تین ہزار ہوگی۔

اس نے فیصلہ کیا کہ جس دوران زیر مسکی شہر سے باہر ہوگا، وہ ان دو مقامات کا تفصیلی جائزہ لے گا، جن کا اس نے انتخاب کیا ہے۔ مافیا نے پہلے ہی اسے اس کیٹرنگ ٹیم میں شامل کرا دیا تھا، جسے ہفتے کی رات ڈنر کے انتظامات کرنے تھے۔ اس کیٹرنگ ٹیم کو شام کو سفارت خانے جا کر جائزہ لینا تھا۔ سفیر نے واضح کر دیا تھا کہ وہ مثالی انتظامات چاہتا ہے۔ تقریب ایسی ہو کہ دونوں صدور کے لیے ناقابل فراموش ہو جائے۔

کونر نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا اور کوٹ پہن کر نیچے چلا گیا۔ بی ایم ڈبلیو اس کی منتظر تھی۔ وہ اس کا عقبی دروازہ کھول کر بیٹھا اور ڈرائیور سے کہا۔ ''گو کے اسٹیڈیم چلو۔''

ڈرائیور نے خاموشی سے کار اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔ کار میں بیٹھے لوگوں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

سڑک کے اس طرف نئی کاروں سے لدا ایک ٹرالر گزر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر کونر کو سیگی یاد آ گئی۔ وہ مسکرا دیا۔ صبح سویرے اس کی کارل کو بیٹر سے بات ہوئی تھی۔ کارل نے اسے بتایا تھا کہ تینوں کینگرو اپنی تحصیل میں پہنچ گئے ہیں۔ ''اور مافیا والے یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کو امریکا واپس بھیج دیا گیا ہے۔'' کارل نے کہا۔

''تم نے کیا ترکیب استعمال کی تھی؟''

''ان کے ایک گارڈ نے کسٹم آفیسر کو رشوت دینے کی کوشش کی تھی۔ اس نے رشوت قبول کر لی اور انھیں بتایا کہ ان کے پاس سے منشیات برآمد ہوئی ہے اور انھیں وہیں واپس بھیج دیا گیا ہے، جہاں سے وہ آئے تھے۔''

''تمہارا کیا خیال ہے، انھیں یقین آ گیا ہوگا؟''

''ہاں، بالکل آ گیا۔ ارے بھئی، اس اطلاع کے لیے انھیں بڑی خطیر رقم ادا کرنی پڑی تھی۔ ایسی اطلاع کو کون غلط سمجھ سکتا ہے۔''

کونر ہنس دیا۔ ''میں زندگی بھر تمہارا یہ قرض نہیں چکا سکوں گا۔ کارل، بتاؤ نا، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟''

''اس کی ضرورت نہیں دوست۔ بس میں چاہتا ہوں کہ اچھے حالات میں ایک بار تمہاری بیوی سے ملاقات ہو جائے۔ بہت پیاری عورت ہے وہ۔ میں تو ٹھیک سے اس سے بات بھی نہیں کر سکا۔ حالانکہ کتنا اشتیاق تھا اس سے ملنے کا۔''

کونر کی نگرانی کرنے والوں نے اسے میگی، تارا اور اسٹوارٹ کی گمشدگی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس میں انھیں اپنی بے عزتی محسوس ہوتی، اس لیے یا اس لیے کہ انھیں خیال ہو کہ وہ انھیں دوبارہ پکڑ لیں گے۔ اس بارے میں کونر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ لیکن قوی تر امکان یہ تھا کہ وہ ڈر رہے ہوں گے کہ اسے اس بات کا علم ہو گیا تو وہ معاہدے سے پھر جائے گا۔

لیکن کونر کو در حقیقت یقین تھا کہ اگر اس نے اپنا وعدہ نہیں نبھایا تو الیکسی روماتوف اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر میگی کو تلاش کرے گا اور اسے ختم کر دے گا۔ اور اگر میگی اسے نہ ملی تو وہ تارا کو قتل کر دے گا۔ بولشکوف نے اسے خبردار کر دیا تھا کہ معاہدے کی تکمیل سے پہلے خواہ وہ ایک شکل میں ہو یا دوسری شکل میں روماتوف کو وطن واپسی کی اجازت نہیں ملے گی۔

کونر کو اچانک جوآن کا خیال آ گیا۔ اس بے چاری کا بس اتنا ہی قصور تھا کہ وہ اس کی سیکرٹری تھی۔ اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ کاش روسی مافیا سے اس کا معاہدہ جیکسن ڈیکسٹر اور ٹنگ گوٹن برگ کو قتل کرنے کا ہوتا تو اس صورت میں وہ بہت خوش ہو کر یہ کام کرتا اور اس سے لطف اندوز بھی ہوتا۔

گاڑی واشنگٹن کی حدود میں ہی تھی۔ کونر کی ذہنی رو بدلی۔ اب وہ یہ غور کر رہا تھا کہ اس کام کے سلسلے میں اسے کتنی تیاری کرنی ہوگی۔ اسے اسٹیڈیم کے گرد کئی چکر لگانے ہوں گے۔ اسے باہر نکلنے کا ہر راستہ چیک کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر تو وہ اسٹیڈیم میں داخل ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

☆ ☆ ☆

میرین ون وائٹ ہاؤس کے جنوبی لان میں اترا۔ دونوں صدر اس سے اترے۔ وائٹ ہاؤس کے اسٹاف نے، جن کی تعداد چھ سو تھی، تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔

تام لارنس نے زیرمسکی کا تعارف اپنے چیف آف اسٹاف سے کرایا۔ مگر اسے اندازہ ہو گیا کہ اینڈی لائیڈ کچھ گم صم ہے۔ دونوں لیڈروں نے فوٹوگرافرز کو تصویریں کھینچنے کا کچھ زیادہ ہی موقع دیا۔ پھر وہ اپنے مشیروں کے ساتھ اوول آفس میں چلے گئے۔ وہاں مشیروں کے درمیان یہ طے پانا تھا کہ آئندہ ہونے والے مذاکرات میں کن امور پر بات ہوگی۔ اینڈی لائیڈ نے جو ٹائم ٹیبل تیار کیا تھا، زیرمسکی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ وہ بے حد پرسکون تھا۔

لنچ کے وقفے تک لارنس مطمئن تھا کہ ابتدائی بات چیت بہت اچھی طرح ہوئی ہے۔ لنچ کے بعد لارنس زیرمسکی کو باہر اس کی لیموزین تک چھوڑنے گیا۔ یہاں بھی زیرمسکی نے وہی مطالبہ کیا تھا اس کے کاروں کے جلوس میں پچھلے روسی صدور کے مقابلے میں کم از کم ایک کار زیادہ ہونی چاہیے۔ کاروں کا وہ طویل جلوس رخصت ہوا تو صدر لارنس اوول آفس میں واپس گیا۔ وہاں اینڈی لائیڈ اس کی میز کے پاس کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر گمبھیرتا تھی۔

"میرا خیال ہے، معاملات ہماری توقع سے زیادہ بہتر چل رہے ہیں۔" صدر نے کہا۔

"ممکن ہے۔ لیکن میرے نزدیک زیرمسکی ایک ایسا شخص ہے، جو خود سے بھی سچ نہیں بولتا ہوگا۔ ایسے لوگ ناقابل اعتبار ہوتے ہیں۔ آج اس نے کچھ زیادہ ہی تعاون کا مظاہرہ کیا ہے۔ میرے نکتۂ نظر سے یہ تشویش ناک بات ہے۔ مجھے لگتا ہے، وہ ہمیں پھنسا رہا ہے۔"

"تو اس لیے تم لنچ کے دوران چپ چپ بیٹھے تھے؟"

"جی نہیں، ہم اس سے کہیں بڑے مسئلے سے دوچار ہیں۔" اینڈی لائیڈ نے کہا۔ "آپ نے ہیلن ڈیکسٹر کی تازہ ترین رپورٹ نہیں دیکھی۔ کل شام کو میں وہ رپورٹ آپ کی میز پر چھوڑ گیا تھا۔"

"نہیں، میں نے نہیں دیکھی۔" صدر نے جواب دیا۔ "کل کا پورا دن میں نے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں بیری ہیرنگٹن کے ساتھ گزارا تھا۔" اس نے میز پر رکھی ہوئی سی آئی اے کی فائل کھولی اور اسے پڑھنے لگا۔

دوسرے صفحے تک پہنچتے پہنچتے وہ تین بار کراہا تھا۔ اور آخری پیراگراف پڑھنے کے بعد تو اس کا چہرہ جیسے خون کی ہر بوند سے محروم ہو گیا۔ اس نے سر گھما کر اپنے سب سے پرانے دوست کو دیکھا۔ "میرا خیال تھا کہ جیکسن ہمارا آدمی ہے۔"

"اور یہ حقیقت ہے جناب۔"

"تو پھر ہیلن ڈیکسٹر یہ دعویٰ کیسے کر رہی ہے کہ کولمبیا میں صدارتی امیدوار کے قتل کا ذمے دار جیکسن ہے؟ اور بعد میں وہی زیرمسکی کے قتل کے ارادے سے سینٹ پیٹرزبرگ گیا تھا۔"

"کیونکہ اس طرح وہ اپنی پوزیشن صاف کر سکتی ہے۔ اور ہمیں وضاحت کرنی ہوگی کہ ہم نے جیکسن کی خدمات کیوں حاصل کیں۔ بے شک تو وہ کئی فائلیں مرتب کر چکی ہوگی، جن سے ثابت ہوگا کہ ریکارڈو گزمین کا قتل جیکسن نے کیا تھا۔ یقین کریں، وہ جو چاہے گی، ساری دنیا کو باور کرا دے گی۔ آپ نے یہ تصویریں دیکھیں۔ جیکسن بوگوٹا کے ایک بار میں وہاں کے چیف آف پولیس کو رقم دے رہا ہے۔ اب یہ کون ثابت کرے گا کہ درحقیقت یہ تصویر ریکارڈو گزمین کے قتل کے دو ہفتے بعد کی ہے۔ یہ نہ بھولیں جناب کہ سی آئی اے اپنے قدموں کے نشانات مٹاتے ہوئے آگے بڑھنے کے معاملے میں بے مثال ادارہ ہے۔"

"مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ یہ جو وہ اس رپورٹ میں دعویٰ کرتی ہے کہ جیکسن امریکا واپس آ گیا ہے۔ اور اب روسی مافیا کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔"

”یہ تو اس کی چالاکی کی حد ہے۔“ اینڈی لائیڈ نے کہا۔ ”اگر اس دورے کے دوران زیر مسکی کو کچھ ہو جاتا ہے تو ہیلن کہے گی کہ اس نے ہمیں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔“

”مگر اس رپورٹ کے مطابق ڈلاس کی ایک دکان میں ایک پوشیدہ کیمرے نے جیکسن کو ایک بے حد طاقت ور رائفل خریدتے عکس بند کیا تھا وہی رائفل، جو گزمین کے قتل میں استعمال ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں تم کیا کہو گے؟“

”سیدھی سی بات ہے۔ آپ صرف اتنا سمجھ لیں کہ وہ جیکسن نہیں تھا۔ پھر آپ کی سمجھ میں سب کچھ آ جائے گا۔“

”اگر وہ جیکسن نہیں تھا تو پھر تھا کون؟“

”وہ کونر فٹنر جیرلڈ تھا۔“ اینڈی لائیڈ نے پرسکون لہجے میں کہا۔

”لیکن تم نے مجھے بتایا تھا کہ کونر فٹنر جیرالڈ کو سینٹ پیٹرزبرگ میں گرفتار کر لیا گیا تھا اور بعد میں اسے پھانسی دے دی گئی۔ بلکہ اس سے پہلے ہمارے درمیان اس پر بھی بات ہوتی رہی کہ اسے کیسے بچایا جائے۔“

”جی ہاں جناب۔ یہ درست ہے۔ لیکن زیر مسکی کے صدر منتخب ہونے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں رہا کسی بھی طرح“

”لیکن تم تو کہہ رہے ہو کہ وہ بچ گیا زندہ ہے اور اس نے ڈلاس میں اسلحے کی ایک دکان سے ایک طاقت ور رائفل خریدی ہے یہ کیسے ممکن ہے؟“

”میں کہہ رہا تھا کہ زیر مسکی کے صدر منتخب ہونے کے بعد وہ سزائے موت نہیں ٹل سکتی تھی اور نہیں ٹلی۔ ب کونر فٹنر جیرلڈ زندہ ہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔“

”تم معموں میں باتیں کر رہے ہو؟“

”بات ہی ایسی ہے۔ ایک ہی صورت ہے۔ کونر کے بچ نکلنے کی۔ وہ یہ کہ جیکسن نے کونر کی جگہ لے لی ہو اور خود پھانسی چڑھ گیا ہو۔“

”وہ ایسا کیوں کرنے لگا؟“

”یاد کریں۔ ویت نام میں فٹنر جیرالڈ نے جیکسن کی جان بچائی تھی۔ اس کے صلے میں اسے میڈل آف ” ملا تھا۔ جب کونر فٹنر جیرلڈ جنگ سے واپس آیا تو اسے این ادی کی حیثیت سے سی آئی اے میں جیکسن نے بھرتی کرایا تھا۔ اس کے بعد 28 سال اس نے سی آئی اے میں کام کیا۔ وہ ادارے کا سب سے محترم افسر تھا۔ ور یہ ساکھ اس نے اپنے کام اور کردار سے بنائی تھی۔ پھر راتوں رات وہ غائب ہو گیا۔ اور اب سی آئی اے کے ریکارڈ میں اس کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس کی سیکرٹری جوآن بینٹ، جس نے 19 برس اس کے ساتھ کام کیا، اچانک ایک پُراسرار اور مشتبہ قسم کے حادثے میں اس وقت ختم ہو گئی، جب وہ کونر کی بیوی میگی سے ملنے کے لیے جارہی تھی۔ پھر کونر کی بیوی اور بیٹی اچانک صفحۂ ہستی سے غائب ہو گئیں۔ اور ادھر اس آدمی پر، جس کی خدمات ہم نے حقائق جاننے کے لیے حاصل کی تھیں، ایک پیشہ ور قاتل ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ مگر آپ ہیلن ڈیکسٹر کی رپورٹ کو چھان ماریں، اس میں آپ کو کہیں کونر فٹنر جیرالڈ کا نام بھی نہیں ملے گا نام نہ کوئی حوالہ۔“

”تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا اینڈی؟“

”کیونکہ جیکسن نے کونر فٹنر جیرالڈ کی گرفتاری کے فوراً بعد مجھے سینٹ پیٹرزبرگ سے فون کیا تھا۔“

”تمہارے پاس اس گفتگو کی ریکارڈنگ ہے؟“

”جی ہاں جناب۔“

”خدا کی پناہ۔ اس ہیلن ڈیکسٹر کے سامنے تو سی آئی اے کا بدنام زمانہ سابق ڈائریکٹر جے ایڈگر ہوور بھی طفل مکتب معلوم ہو رہا ہے۔“

”اگر ہم یہ مان لیں کہ روس میں جسے پھانسی دی گئی، وہ جیکسن تھا تو ہمیں یہ بھی فرض کرنا پڑے گا کہ ڈ ماس جانے والا کونر فٹنر جیرلڈ اور جس نے اپنے موجودہ اسائنمنٹ کے لیے رائفل خریدی، وہ بھی کونر فٹنر جیرالڈ ہی تھا۔“

"تو کیا اس بار اس کا ہدف میں ہوں؟" صدر نے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے، ایسا نہیں ہے۔ یہ ایک بات ہیلن ڈیکسٹر کی درست ہے۔ اس کا ہدف زیرسکی ہی ہے۔"

"او مائی گاڈ۔" ٹام لارنس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ "لیکن اتنی زبردست ساکھ کا مالک، اتنا عزت دار آدمی ایسے کسی مشن میں کیسے ملوث ہو سکتا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔"

"بات سمجھ میں آتی ہے۔ وہ عزت دار اور بہادر شخص یہ سمجھتا ہے کہ زیرسکی کو قتل کرنے کے احکامات آپ نے جاری کیے ہیں۔" اینڈی لائیڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

☆ ☆ ☆

زیرسکی کے طیارے نے نیویارک سے واشنگٹن کے لیے پرواز شروع کی تو زیرسکی لیٹ ہو چکا تھا۔ لیکن وہ بہت اچھے موڈ میں تھا۔ اقوام متحدہ میں اس کی تقریر کو بہت سراہا گیا تھا۔ سیکرٹری جنرل کے ساتھ اس کا لنچ بھی بے حد کامیاب ثابت ہوا تھا۔

اس کا میٹروپولیٹن میوزیم کا دورہ بھی اچھا رہا تھا۔ بالائی گیلریوں میں جس روسی فن کار کے فن پاروں کی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا، اس نے اس کو پہچان لیا تھا۔ یوں لوگوں پر اس کی فن شناسی کی دھاک بیٹھ گئی تھی۔ اور میوزیم سے نکلنے کے بعد اس نے شیڈول کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ففتھ ایونیو پر پیدل چلتے ہوئے کرسمس کی شاپنگ کرنے والے عام امریکیوں سے ہاتھ ملائے تھے۔ اس کے اس اقدام نے امریکی سیکرٹ سروس والوں کو سراسیمہ کر دیا تھا۔

وہ ایک گھنٹے کی تاخیر سے واشنگٹن پہنچا۔ اس نے لیموزین میں ہی ڈنر جیکٹ پہن لی۔ کیونکہ کینیڈی سینٹر میں ہونے والا شو پہلے ہی اس کی وجہ سے پندرہ منٹ لیٹ ہو چکا تھا۔

شو سے فارغ ہو کر وہ روسی سفارت خانے پہنچا۔ وہ دوسری رات تھی جو اس نے وہاں گزاری۔

☆ ☆ ☆

جس دوران زیرسکی سو رہا تھا، کونر بیدار تھا۔ آپریشن کی تیاری کے دوران اسے بہت کم سونے کا موقع ملتا تھا۔ اخبارات میں اس نے زیرسکی کی ففتھ ایونیو کی عوامی حرکت کے بارے میں پڑھا تو اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ اس سے اسے احساس ہوا تھا کہ اسے ہر لمحہ کسی بھی ان ہونی کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ وہ پچھتا رہا تھا کہ ایک بہترین موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ ففتھ ایونیو پر اتنی بھیڑ تھی کہ وہ اپنا کام کر کے بہ آسانی نکل جاتا اور سیکرٹ سروس والے دیکھتے رہ جاتے۔

بہرحال اب لکیر پیٹنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس نے نیویارک کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ اس کے سامنے دو مقامات تھے، جہاں وہ کارروائی کر سکتا تھا۔ اسے ان کے بارے میں سوچنا تھا۔

سب سے پہلا مسئلہ تو یہ تھا کہ اپنی پسندیدہ ترین رائفل اسے میسر نہیں تھی۔ بہرحال پہلے مقام میں خوبی یہ تھی کہ اتنے ہجوم میں نکل بھاگنا آسان ہوتا ہے۔

لیکن اگر رومانوف اسے تبدیلیوں سے مرصع ریمنگٹن 700 فراہم کر دے اور اسے نکل بھاگنے کی ضمانت بھی دے تو دوسرے مقام سے اچھا کچھ بھی نہیں۔ اور یہ بات اتنی واضح اور یقینی تھی کہ وہ اس پر شک کیے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

اس نے دونوں مقامات کی خوبیاں اور خامیاں، سہولتیں اور دشواریاں لکھنی شروع کر دیں۔ دو بجے رات تک وہ تھک کر چور ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے اسے دونوں مقامات کا ایک بار پھر جائزہ لینا ہوگا۔

لیکن ایک فیصلہ وہ کر چکا تھا۔ وہ جس مقام کے حق میں بھی فیصلہ کرے، رومانوف کو اس کی ہوا بھی نہیں لگنے دے گا۔ اس کا بے خبر رہنا ہی بہتر ہے۔

☆ ☆ ☆

پگ واشر ایک اصطلاح ہے ایسے آدمی کے لیے استعمال کی جاتی ہے، جو کسی خاص موضوع پر اتھارٹی ہو۔ اس پگ واشر کا نام کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن وہ واشنگٹن ریڈ اسکن کی ٹیم پر اتھارٹی تھا۔

پگ پچاس سال سے اس ٹیم سے وابستہ تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں وہ گراؤنڈ اسٹاف میں شامل ہوا تھا۔ اس وقت ٹیم گرفتھ اسٹیڈیم میں کھیلا کرتی تھی۔ اس نے واٹر بوائے کی حیثیت سے کام شروع کیا تھا۔ پھر اس نے فرنیچر کی ذمے داری سنبھالی اور آنے والی دو دہائیوں میں ٹیم کا سب سے لائق اعتبار اور راز دار دوست رہا۔ کھلاڑیوں کی کئی نسلیں اس کی دوستی سے فیض یاب ہوئیں۔

پگ 1997ء میں ریٹائر ہوا۔ اس سے ایک سال پہلے سے وہ اس ٹھیکے دار کے ساتھ کام کر رہا تھا، جسے کوکے اسٹیڈیم کی تعمیر کا کام ملا تھا۔ بس کے ذہن میں اسے صرف ایک بات کا خیال رکھنا تھا ریڈ اسکن کے کھلاڑیوں اور تماشائیوں کو ہر ممکنہ سہولت کی فراہمی۔

افتتاحی تقریب کے دوران سینئر آرکیٹیکٹ نے پگ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پگ کے تعاون کے بغیر یہ کام اتنی خوش اسلوبی سے ہو ہی نہیں سکتا تھا اور آخری تقریر میں ٹیم کے صدر جان کینٹ کوکے نے اعلان کیا کہ پگ کو ٹیم کے ہال آف فیم کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔ اس سے پہلے یہ اعزاز صرف ٹیم کے عظیم کھلاڑیوں ہی کو نصیب ہوا تھا۔ پگ پہلا اور آخری شخص تھا، جو کھلاڑی نہیں تھا۔ مگر ہال آف فیم کے لیے منتخب ہوا تھا۔

اور اب ریٹائرمنٹ کے بعد بھی پگ نے کبھی ریڈ اسکن کا کوئی گیم مس نہیں کیا تھا وہ ہوم گراؤنڈ پر ہو، یا کہیں باہر!

دو فون کالز کے نتیجے میں کوز نے آرلنگٹن میں پگ کا اپارٹمنٹ ڈھونڈ نکالا۔ اس نے بوڑھے پگ کو بتایا کہ وہ ایک اسپورٹس میگزین کے لیے ریڈ اسکن کے نئے اسٹیڈیم اور اس کی اہمیت کے بارے میں ایک مضمون لکھ رہا ہے۔

بس اتنا کہنا تھا کہ معلومات کا ایک نل کھل گیا!

''ایسے نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے عملی طور پر اسٹیڈیم کے بارے میں بتائیں یعنی دکھاتے جائیں اور بتاتے جائیں۔'' کوز نے نل بند کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

پگ خاموش ہو گیا۔

''میں آپ کو اس کے عوض دو سو ڈالر دوں گا۔'' کوز معلوم کر چکا تھا کہ اسٹیڈیم دکھانے کا پگ کا معاوضہ پچاس ڈالر ہے۔

ان کے درمیان صبح گیارہ بجے کی ملاقات طے پائی۔

کوز ٹھیک وقت پر پہنچا۔ پگ اسے اس انداز میں اسٹیڈیم میں لے کر داخل ہوا، جیسے وہ اس کی ملکیت ہو۔ اگلے تین گھنٹوں میں اس نے کوز کو ریڈ اسکن کی پوری تاریخ سنا ڈالی۔ اس کے علاوہ اس نے کوز کے ہر سوال کا جواب دیا۔

کوز خود تیس سال سے ریڈ اسکن کا پرستار تھا۔ وہ جانتا تھا کہ 66ء سے اب تک کے تمام سیزن ٹکٹ فروخت ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت بھی پچاس ہزار افراد ویٹنگ لسٹ پر ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ وہ خود بھی ان پچاس ہزار میں سے ایک تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب بھی ریڈ اسکن کوئی گیم جیتتے تھے تو واشنگٹن پوسٹ کی پچیس ہزار کاپیاں زیادہ فروخت ہوتی تھیں۔ لیکن اسٹیڈیم کے متعلق وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ کھیل کے میدان کے نیچے 35 میل لمبے بھاپ سے گرم ہونے والے پائپ بچھے ہیں۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ لاٹ میں 23 ہزار گاڑیوں کے پارک کیے جانے کی گنجائش ہے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اگلے روز ہونے والے میچ کے آغاز سے پہلے ایک مقامی بینڈ روس اور امریکا کے قومی ترانوں کی دھن سنائے گا۔ ایسی بے حساب معلومات پگ اگلے جا رہا تھا۔ ان میں سے بیشتر تو کوز کے کسی کام کی نہیں تھیں۔ لیکن ہر چند منٹ بعد کوئی بہت کام کی بات اسے معلوم ہو جاتی تھی۔

وہ دونوں اسٹیڈیم کا جائزہ لے رہے تھے۔ کوز کو وائٹ ہاؤس کا ایڈوانس اسٹاف نظر آ رہا تھا، جو اگلے روز کے میچ سے پہلے سیکورٹی چیکنگ میں مصروف تھا۔ وہاں میگنو میٹر نصب کر دیے گئے تھے۔ اگر کوئی وہاں ایسی کوئی چیز لے کر داخل ہوتا، جسے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو تو وہ میگنو میٹر اس کی نشان دہی کر دیتے۔ جیسے جیسے وہ دونوں اس باکس سے قریب ہو رہے تھے، جہاں بیٹھ کر صدر کو میچ دیکھنا تھا تو سیکورٹی کی چیکنگ بہ

تدریج سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔

ایگزیکٹو باکسز کے دروازے پر کھڑے سیکرٹ سروس کے ایجنٹ نے انھیں روکا تو پگ کو بڑی شدت سے غصہ آیا۔ وہ بڑی شدومد سے اسے سمجھانے لگا کہ وہ ریڈ اسکن ہاس آف نیم کا ممبر ہے۔ اور وہ ان مہمانوں میں شامل ہوگا جو اگلے روز دونوں صدور سے ملاقات کریں گے۔ لیکن ایجنٹ نے ان سے صاف کہہ دیا کہ بغیر سیکورٹی پاس کے وہ انھیں اندر نہیں جانے دے گا۔

کونر پگ کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ "یہ اتنا ضروری تو نہیں۔ چھوڑیں، جانے دیں۔" اس نے کہا۔

وہ دونوں وہاں سے ہٹ گئے۔ پگ بڑبڑا رہا تھا۔ "کیا میں صورت سے کوئی پیشہ ور قاتل لگتا ہوں کہ اس نے مجھے روکا۔"

دو بجے کونر رخصت ہونے لگا تو اس نے پگ کو 250 ڈالر دیے۔ پگ نے ان تین گھنٹوں میں اسے وہ معلومات فراہم کی تھیں، جو سیکرٹ سروس کا پورا محکمہ اسے تین دن میں بھی فراہم نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تو اسے اور زیادہ دیتا۔ لیکن اسے ڈر تھا کہ پگ اس کی طرف سے مشتبہ نہ ہو جائے۔

کونر نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس نے الیکسی رومانوف کو جو وقت دیا تھا، اس کے لحاظ سے وہ کچھ لیٹ ہو گیا تھا۔ اسٹیڈیم سے روسی سفارت خانے جاتے ہوئے اس نے ایک ایف ریڈیو اسٹیشن لگایا، جو وہ کبھی کبھار ہی دیکھتا تھا سی اسپین!

ہاؤس میں روسی صدر کی آمد کا انتظار ہو رہا تھا۔ ریڈیو پر ایک مبصر ہاؤس کے ماحول کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔ کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ روسی صدر کیا کہے گا۔ کیونکہ اس تقریر کی ایڈوانس کاپیاں نہیں دی گئی تھیں۔

تقریر شروع ہونے کے وقت سے پانچ منٹ پہلے زیرسکی استقبالیہ کمیٹی کے ہمراہ ایوان میں داخل ہوا۔

"یہاں موجود تمام اراکین احتراماً کھڑے ہو کر روسی صدر کے لیے تالیاں بجا رہے ہیں۔" ریڈیو پر مبصر آنکھوں دیکھا حال سنا رہا تھا۔ "صدر زیرسکی کے مسکراتے ہوئے درمیانی راستے سے گزر کر ڈائس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ راستے کے دونوں طرف قریب بیٹھے ہوئے جو لوگ ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں، وہ ان سے ہاتھ ملا رہے ہیں"

زیرسکی پوڈیم پر پہنچا۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں اپنے کاغذات لیکٹرن پر رکھے اور اپنا قریب کا چشمہ لگایا۔ کریمسن میں ٹی وی پر براہ راست یہ تقریر دیکھنے والے سمجھ گئے کہ زیرسکی لفظ بہ لفظ لکھی ہوئی تقریر کرے گا۔

کانگریس کے ممبرز، سپریم کورٹ کے اراکین اور سفارتی نمائندے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ ان میں سے کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ ان کی سماعت پر کیسا بم گرنے والا ہے۔

"مسٹر اسپیکر، مسٹر وائس پریذیڈنٹ اور مسٹر چیف جسٹس۔" زیرسکی نے تقریر کا آغاز کیا۔ "پہلے تو میں آپ کا اور آپ کے ہم وطنوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے جس محبت اور گرم جوشی سے میرا خیر مقدم کیا، وہ مثالی تھا۔ یہ میرا امریکا کا پہلا دورہ ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ میرا آخری دورہ ہرگز نہیں۔ میں بار بار آؤں گا ..... آتا رہوں گا۔" یہ کہہ کر اس نے توقف کیا۔ کیونکہ ٹیٹوف نے اس جگہ Pausg لکھ ہوا تھا۔

اس خالی جگہ کو تالیوں نے پُر کر دیا۔

اس کے بعد زیرسکی نے امریکا کی مثالی ترقی کے بارے میں تعریفی الفاظ کہے۔ اس نے اپنے سامعین کو یاد دلایا کہ گزشتہ ایک صدی میں دونوں قوموں نے تین بار مشترکہ دشمنوں کے خلاف مل کر جنگ کی ہے۔ اس نے دونوں ملکوں کے درمیان موجودہ مثالی تعلقات کا بھی حوالہ دیا۔

ٹام لارنس اینڈی لائیڈ کے ساتھ تقریباً چپ اوول آفس میں ٹی وی پر دیکھ رہا تھا۔ اس نے اطمینان کی سانس لی اور پہلی بار مسکرایا۔

لیکن اس کے بعد جو زیرسکی نے اپنی تقریر کے 71 الفاظ ادا کیے، انھیں سن کر اس کی مسکراہٹ ہوا ہو گئی۔

"میں روئے زمین پر آخری آدمی ہوں گا، جو ان دونوں عظیم قوموں کو جنگ کرتے دیکھنا چاہے اور وہ بھی بے معنی اور لاحاصل جنگ۔" یہ کہہ کر زیرسکی نے پھر ایک لمحہ توقف کیا۔ "خاص طور پر اس صورت میں کہ دونوں حلیف نہ ہوں۔" اس نے سننے والوں کو ایک مسکراہٹ سے نوازا۔

لیکن سننے والوں کے چہروں پر کشیدگی تھی۔ انھیں اس کی اس بات میں کوئی مزاحیہ پہلو نظر نہیں آیا تھا۔

''اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ ہم ایسی بدقسمتی سے محفوظ رہیں، یہ ضروری ہے کہ روس میدانِ جنگ میں امریکا سے کم طاقت ور نہ رہے۔ صرف سفارتی سطح پر برابری ناکافی ہے۔ میں فوجی طاقت کی بات کر رہا ہوں۔''

اوول آفس میں صدر نام لارنس سکتے کی سی کیفیت میں ٹی وی اسکرین پر دونوں ایوانوں کے اراکین کے ستے ہوئے چہروں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے جان لیا خوب اچھی طرح سمجھ لیا کہ تخفیفِ اسلحہ کے بل پر اس نے جو محنت کی تھی، اسے زیرسکی نے صرف چالیس سیکنڈ میں اکارت کر کے رکھ دیا تھا۔

زیرسکی کی بقیہ تقریر خاموشی سے سنی گئی۔ اور جب وہ پوڈیم سے اترا تو کوئی ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھا۔ تالیوں کی آواز بھی سرد مہری کی غمازی کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

سفید بی ایم ڈبلیو وسکونسن ایونیو پہنچی تو کونر نے ریڈیو آف کر دیا۔ روسی سفارت خانے کے دروازے پر روما نوف کے ایک معتمد پہرے دار نے معمولی سی چیکنگ کے بعد انھیں چھوڑ دیا۔

وہ گزشتہ تین روز میں دوسرا موقع تھا کہ کونر وہاں آیا تھا۔ روما نوف نے کہا تھا کہ سفارت خانے کے حفاظتی انتظامات ناقص اور ڈھیلے ڈھالے ہیں۔ اب وہ بات کونر کی سمجھ میں آ رہی تھی۔ ''وہ سوچتے ہیں کہ آخر ان کے محبوب صدر کو ان کے اپنے سفارت خانے میں کون شوٹ کر سکتا ہے۔'' روما نوف نے تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

اب وہ دونوں طویل راہ داری میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سفارت خانے میں کہیں بھی چلے جاتے ہو۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔'' کونر نے کہا۔

''میری طرح تم نے بھی سفیر کے سوئس اکاؤنٹ میں بھاری رقم جمع کرائی ہوتی تو یہ چھوٹ تمھیں بھی مل جاتی۔'' روما نوف نے بے پروائی سے کہا۔

''کتنی بھاری رقم؟''

''اتنی کہ اسے کبھی وطن واپس جانے کی ضرورت نہ پڑے۔''

روما نوف کا انداز ایسا تھا، جیسے سفارت خانہ اس کا گھر ہو۔ یہاں تک کہ اس نے سفیر کی اسٹڈی کا دروازہ غیر مقفل کیا اور اندر چلا گیا۔ کونر کو حیرت ہوئی۔ سفیری میز پر ایک روایتی ریمنگٹن 700 رکھی تھی۔ اس نے رائفل کو اٹھا کر اس کا بغور معائنہ کیا۔ وہ روما نوف سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ اسے کہاں سے اور کیسے ملی۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اسے صحیح جواب نہیں ملے گا۔

کونر نے چیمبر کھول کر دیکھا۔ اس میں صرف ایک کشتی نما کارتوس موجود تھا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے روما نوف کو دیکھا۔

''میرا خیال ہے، اتنے کم فاصلے سے تمھیں دوسری گولی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔'' روما نوف نے کہا۔ پھر وہ کونر کو کمرے کے دور افتادہ گوشے میں لے گیا اور ایک پردہ ہٹا کر سفیر کے استعمال میں آنے والی اس کی ذاتی لفٹ دکھائی۔ وہ دونوں لفٹ میں بیٹھے۔ لفٹ نے انھیں ہال روم کے اوپر دوسری منزل کی گیلری میں پہنچا دیا۔

کونر نے گیلری کے چپے چپے کا کئی بار جائزہ لیا۔ پھر اس نے لینن کے بہت بڑے مجسمے کے پیچھے جا کر، مجسمے کی کمر پر رکھے ہوئے ہاتھ کے خلا سے باہر دیکھا۔ اس کے بعد اس نے رائفل کو سیدھا کر کے ٹیلی اسکوپ سائٹ کی مدد سے اس جگہ کو دیکھا، جہاں کھڑے ہو کر زیرسکی کو الوداعی تقریر کرنی تھی۔ وہ اس طرف سے مطمئن تھا کہ وہاں سے وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر دوسروں کو دیکھ سکے گا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ معاملہ غیر معمولی طور پر آسان لگ رہا ہے۔

روما نوف نے اس کے کندھے کو چھو کر اسے چونکا دیا۔ روما نوف اسے لے کر واپس لفٹ کی طرف چل دیا۔

''تمھیں یہاں وقت سے کئی گھنٹے پہلے پہنچنا ہوگا۔'' رومانوف نے کہا۔ ''تمھیں دعوت شروع ہونے تک کیٹرنگ سٹاف کے ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔''

''کیوں؟''

''ہم نہیں چاہتے کہ تمھارے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوں۔'' رومانوف نے کہا۔ پھر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ''اچھا، اب ہمیں یہاں سے نکل لینا چاہیے۔ زیرمسکی اب یہاں آنے ہی والا ہوگا۔''

کونر نے سر ہلایا۔ وہ دونوں عقبی دروازے کی طرف چل دیے۔ کونر نے بی ایم ڈبلیو کی عقبی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''میں تمھیں بتادوں گا کہ میں نے دونوں میں سے کس مقام کا انتخاب کیا ہے۔ مگر ابھی میں فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں۔''

رومانوف کچھ حیران نظر آنے لگا۔ تاہم اس نے کچھ کہا نہیں۔

کونر نے باہر نکلتے ہی ریڈیو لگایا۔ شام کی خبریں نشر ہورہی تھیں۔ ''تمام سینٹرز اور کانگریس مین اپنے اپنے حلقوں میں عوام کو یقین دلا رہے ہیں کہ زیرمسکی کی تقریر سننے کے بعد وہ صدر ٹام لارنس سے تخفیف اسلحہ کے بل کی حمایت کرنے کی غلطی کبھی نہیں کریں گے۔

اوول آفس میں صدر ٹام لارنس سی این این کے رپورٹر کو سینیٹ کی پریس گیلری سے بولتے دیکھ رہا تھا۔ ''ابھی تک وائٹ ہاؤس نے اس سلسلے میں کوئی بیان جاری نہیں کیا ہے۔'' وہ کہہ رہا تھا۔ ''صدر لارنس ''

''اور کسی بیان کی توقع بھی نہ رکھنا۔'' صدر نے جھنجلا کر زیر لب کہا اور ٹی وی آف کردیا۔ پھر وہ اپنے چیف آف سٹاف کی طرف مڑا۔ ''اینڈی، میں تو اب یہ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں کل شام اس شخص کے ساتھ چار گھنٹے گزار سکوں گا۔ کجا یہ کہ اس کی الوداعی تقریر کا جواب بھی دینا ہے۔''

اینڈی لائیڈ نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

☆ ☆ ☆

''میں اس وقت کا منتظر ہوں، جب میرا پیارا دوست ٹام لارنس لاکھوں ناظرین کے سامنے میرے ساتھ بیٹھا اندر ہی اندر کڑھ رہا ہوگا اور اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے کی کوشش کر رہا ہوگا۔'' زیرمسکی نے کہا۔

اس کی لیموزین روسی سفارت خانے میں داخل ہورہی تھی۔ ڈیمتری ٹیٹوف نے اس پر کچھ تبصرہ نہیں کیا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ میں ریڈاسکن کو سپورٹ کروں گا۔ اگر لارنس کی پسندیدہ ٹیم ہار جائے تو یہ میرے لیے بونس ہی ہوگا۔'' زیرمسکی نے منہ بنا کر کہا۔ ''وہ اس توہین کا آغاز ہوگا، جو میں نے رات کے لیے اس کی تواضع کے لیے سوچ رکھی ہے۔ تم اسی تقریر لکھنا ممکن ملائی والی کہ پچھلے ایلیے اور اجاگر ہو جائیں۔'' وہ آپ ہی آپ مسکرایا۔ ''تمھیں پتا ہے، میں نے کھانے میں ٹھنڈا بیف سرو کرنے کو کہا ہے۔ اور میٹھے میں جو سرپرائز رکھی ہے، اس کے بارے میں تو تم سوچ بھی نہیں سکتے۔''

☆ ☆ ☆

کونر اس رات کئی گھنٹے سوچتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ساری زندگی کے اصول کو توڑنے کا خطرہ مول لیا جائے یا نہیں۔ رات بارہ بجے کے بعد اس نے رومانوف کو فون کیا۔

رومانوف بہت خوش ہوا کہ وہ اور کونر ایک ہی نتیجے پر پہنچے ہیں۔

''میں ڈرائیور سے کہہ دوں گا کہ وہ ساڑھے تین بجے تمھیں پک کرلے۔ تم چار بجے تک سفارت خانے پہنچ جاؤ گے۔''

کونر نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر سب کچھ اس کے منصوبے کے مطابق ہوگیا تو چار بجے تو روسی صدر ختم ہو چکا ہوگا۔

☆ ☆ ☆

''اسے جگا دو۔''

''لیکن جناب، اس وقت صبح کے چار بجے ہیں'' فرسٹ سیکرٹری نے احتجاج کیا۔

''اگر تمھیں اپنی زندگی عزیز ہے تو اسے جگا دو۔''

فرسٹ سیکرٹری نے جلدی سے ڈریسنگ گاؤن پہنا اور تیز قدموں سے باہر نکلا۔ راہداری میں آگے جا کر اس نے دروازے پر دستک دی۔ کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے دوبارہ دستک دی۔ چند لمحوں کے بعد دروازے کی نچلی درز سے روشنی جھانکنے لگی۔

''اندر آ جاؤ۔'' کسی نے نیند بھری آواز میں کہا۔

فرسٹ سیکرٹری نے گھما کر دروازہ کھولا اور سفیر کی خواب گاہ میں داخل ہوا۔ ''مجھے افسوس ہے جناب کہ میں آپ کو ڈسٹرب کر رہا ہوں۔ لیکن کوئی مسٹر اسٹیفن ایوانسکی سینٹ پیٹرز برگ سے فون کر رہے ہیں۔ ان کا اصرار ہے کہ جناب صدر کو اٹھا دیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ صدر کے لیے ایک بہت اہم پیغام ہے۔''

''میں اپنی اسٹڈی میں کال ریسیو کروں گا۔'' پیٹروسکی نے کہا۔ اس نے کمبل الٹا اور اپنی بیوی کی بڑبڑاہٹ نظر انداز کر کے دروازے کی طرف لپکا۔ جاتے ہوئے اس نے نائٹ پورٹر کو ہدایت کی کہ کال اس کی اسٹڈی میں منتقل کر دی جائے۔

اسٹڈی میں فون کی چند گھنٹیاں بجیں اور بالآخر سفیر نے ریسیور اٹھا لیا۔ وہ ہانپ رہا تھا۔ ''پیٹروسکی اسپیکنگ۔''

''گڈ مورننگ یور ایکسیلنسی۔'' دوسری طرف سے ایوانسکی نے کہا۔ ''مگر میں نے کہا تھا کہ مجھے آپ سے نہیں، صدر صاحب سے بات کرنی ہے۔''

''اس وقت یہاں صبح کے چار بجے ہیں۔ آپ ان کے جاگنے کا انتظار نہیں کر سکتے۔''

''سنو سفیر، میں تمھیں وقت بتانے کی تنخواہ نہیں دیتا۔'' دوسری طرف سے نہایت سخت لہجے میں کہا گیا۔ ''اب اس کے بعد جو آواز میں سنوں، وہ صدر صاحب کی ہونی چاہیے۔ میری اس بات میں کوئی ابہام تو نہیں ہے؟''

سفیر نے ریسیور نیچے رکھا اور نچلی منزل کی طرف جانے والے زینے پر چل دیا۔ وہ دبے قدموں آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ تاکہ اسے سوچنے کی زیادہ سے زیادہ مہلت مل سکے۔ در مسئلہ آگے کنواں پیچھے کھائی والا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان دونوں افراد میں سے کس سے زیادہ خوف زدہ ہونا چاہیے فون کرنے والے سے یا اس سے، جسے فون پر بلایا جا رہا ہے۔ اچھی خاصی دیر وہ صدر کے سوئٹ کے دروازے پر کھڑا رہا۔ لیکن سیڑھیوں پر کھڑے فرسٹ سیکرٹری کو دیکھ کر اس کو حوصلہ کرنا ہی پڑا۔

اس نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ کوئی جواب نہیں ملا۔ دوسری بار اس نے زور کی دستک دی اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔

سفیر اور سیکرٹری دونوں دیکھ رہے تھے۔ زیرمسکی اپنے بستر میں کسمسایا۔ لیکن وہ نہیں دیکھ سکے کہ زیرمسکی کا ہاتھ تکیے کے نیچے گیا ہے۔ انھیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ تکیے کے نیچے ایک پستول رکھا ہے۔

زیرمسکی نے ہاتھ کے قریب موجود سوئچ دبا کر لائٹ آن کر دی۔

''جناب صدر۔'' پیٹروسکی نے سرگوشی میں پکارا۔

''یہ معاملہ تنا ہی اہم ہونا چاہیے۔'' زیرمسکی غرایا۔ ''ورنہ تمھیں باقی زندگی کے لیے سائبیریا میں ریفریجریٹر انسپکٹر بنا دوں گا۔''

''آپ کے لیے سینٹ پیٹرز برگ سے مسٹر اسٹیفن ایوانسکی کی کال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بہت اہم معاملہ ہے۔''

''اب میرے کمرے سے نکل جاؤ۔'' زیرمسکی نے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

سفیر نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

''اسٹیفن اتنے بے وقت کال کرنے کا مطلب؟'' زیرمسکی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ''کیا میری غیر موجودگی میں بورودین نے میرا تختہ الٹ دیا ہے؟''

''نہیں جناب۔ خبر یہ ہے کہ زدار مر چکا ہے۔'' ایوانسکی نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا۔

''کب؟ کہاں؟ کیسے؟''

''ابھی ایک گھنٹہ پہلے ونٹر جیس میں۔ بے رنگ مشروب نے بالآخر اس کی جان لے لی۔'' ایوانسکی نے کہا۔ پھر چند لمحے کے توقف کے بعد بولا۔ ''اس کے بٹلر کو میں گزشتہ ایک سال سے پال رہا تھا۔''

صدر چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔ ''گڈ اس سے اچھی خبر ہو ہی نہیں سکتی اور وہ بھی اس موقعے پہ۔''

''میں آپ سے متفق ہوں جناب صدر۔ اگر اس کا بیٹا واشنگٹن میں نہ ہوتا تو میں یہاں بہت کچھ کر سکتا تھا۔ اس کی واپسی تک تو میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔''

''یہ مسئلہ بھی آج رات تک حل ہو جائے گا۔''

''کیا مطلب؟ کیا وہ ہمارے جال میں پھنس گئے ہیں۔''

''ہاں۔ اور آج رات تک وہ دونوں ٹھکانے لگ چکے ہوں گے۔''

''دونوں؟''

''ہاں، دونوں۔'' زرمسکی نے کہا۔ ''یہاں قیام کے دوران میں نے ایک محاورہ سیکھا ہے ایک تیر سے دو شکار۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ معاملہ دو تیر سے ایک شکار کا ہے۔ یہ بتاؤ، ایک آدمی کو دو بار مرتے دیکھنے کا موقع کب کسی کو ملتا ہے۔ میں خوش نصیب ہوں ''

''کاش ... میں بھی وہاں ہوتا۔''

''مجھے اس کی موت میں اس سے زیادہ لطف آئے گا، جو اس کے دوست کوری سے جھوتا دیکھنے میں آیا تھا۔ اور اسٹیفن، میں سوچتا ہوں کہ یہ دورہ کامیاب ترین ثابت ہو رہا ہے۔ بشرطیکہ ''

''آپ فکر نہ کریں جناب۔ ہم نے ہر چیز کا خیال رکھا ہے۔ کل جلسن اور شرنوپوف کے تیل اور یورینیم کے معاہدوں کے نتیجے میں حاصل ہونے والی آمدنی میں نے آپ کے زیورخ والے اکاؤنٹ میں جمع کرا دی ہے۔ اب الیکسی ہی واپس آ کر اسے روک سکتا ہے ''

''لیکن ہمارے کزن کو واپس نہیں آنا، اوپر جانا ہے۔'' زرمسکی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے لائٹ آف کی اور چند لمحے بعد وہ بے خبر سو رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس صبح پانچ بجے کونر پورے ہاس میں اپنے بستر میں لیٹا تھا۔ صبح چھ بجے اسے جگانے والا فون آیا تو وہ اپنے فرار کے روٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ اٹھا اور کھڑکی کے پاس گیا۔ اس نے پردہ ہٹا کر باہر دیکھا۔ دونوں سفید گاڑیاں سڑک کے پار کھڑی تھیں۔ رات کو اسے واپس لانے کے بعد سے وہ وہیں تھیں۔ اس وقت ان دونوں گاڑیوں کے مسافر نیند سے چکرا رہے ہوں گے۔ وہ جانتا تھا کہ ان کی شفٹ 8 بجے تبدیل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آٹھ بجنے میں دس منٹ پر نکلے گا۔

اگلے آدھے گھنٹے کے دوران وہ ورزش کرتا رہا۔ پھر اس نے ٹھنڈے پانی سے تفصیلی غسل کیا۔ پھر اس نے نیلی قمیص اور جینز پہنی۔ اوپر موٹا سوئٹر پہنا۔ سیاہ موزے اور سیاہ نائیک جوتے پہنے اور کچن میں جا کر ناشتہ کیا۔ ناشتے میں دودھ میں بھیگے ہوئے کورن فلیک کا ایک باؤل تھا اور گریپ فروٹ کا جوس۔ کسی مشن پر جانے سے پہلے وہ یہی مخصوص ناشتہ کرتا تھا۔ وہ معمولات میں فرق نہیں آنے دیتا تھا۔ معمولات اسے یقین دلاتے تھے کہ سب کچھ توقع کے مطابق ہو رہا ہے اور توقع کے مطابق ہوگا۔ کھانے کے دوران وہ ان نوٹس کا جائزہ لیتا رہا، جو اس نے جیک سے ملاقات کے بعد تیار کیے تھے۔ اس نے اسٹیڈیم کے نقشے کو بھی بہت غور سے دیکھا۔ اس نے آہنی ڈھانچے سے ٹریپ ڈور تک کے فاصلے کو اسکیل سے ناپا اور حساب لگایا کہ یہ فاصلہ کم از کم 42 فٹ ہوگا۔ اور اسے نیچے بیٹھنے سے بچنا ہوگا۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور بیڈ روم میں واپس آیا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس وقت اگلی شفٹ کے بے آنے والے لوگ کہاں پر ہوں گے۔ وہ جانتا تھا کہ اب ٹریفک کا حجم بڑھ رہا ہوگا۔ اس نے چند منٹ اور انتظار کیا۔ پھر سو ڈالر کے تین نوٹ ایک کو رڑ اور تیس منٹ کا ایک آڈیو کیسٹ جینز کی پیچھے والی جیب میں ڈال کر آخری بار اس اپارٹمنٹ سے نکل آیا۔ اس کے واجبات پہلے ہی ادا کیے جا چکے تھے۔

☆ ☆ ☆

زیر مسکی سفارت خانے کے ڈائننگ روم میں بیٹھا واشنگٹن پوسٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ بٹلر اس کے سامنے ناشتہ لگا رہا تھا۔ اخبار میں شہ سرخی پڑھتے ہوئے وہ مسکرایا

کیا سرد جنگ کا دور لوٹ آیا ہے؟

کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے اس نے پوسٹ کی اگلی صبح کی شہ سرخی کا تصور کیا۔ وہ اس کے لیے اور زیادہ خوش کن ہوگی

روسی صدر پر قاتلانہ حملہ ناکام

سی آئی اے کے سابق ایجنٹ کو روسی سفارت خانے میں اس وقت شوٹ کر دیا گیا، جب وہ روسی صدر کا نشانہ لے رہا تھا۔

وہ پھر مسکرایا اور اداریے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق تمام سیاسی پنڈت اس پر متفق تھے کہ صدر ہام لرنس کا تخفیف اسلحہ کا بل اپنی موت آپ مر گیا ہے۔ یہ اپنی موت آپ مرنا ایک اور محاورہ تھا، جو اس نے امریکا میں سیکھا تھا۔

سات بج کر کچھ منٹ پر اس نے گھنٹی بجا کر بٹلر کو طلب کیا اور اس سے سفیر اور فرسٹ سیکرٹری کو بلا کر لانے کو کہا۔ بٹلر تیز قدموں سے نکلا۔ زیر مسکی جانتا تھا کہ وہ دونوں پریشان اور وحشت زدہ سے دروازے کے پاس ہی کھڑے ہیں۔

سفیر اور فرسٹ سیکرٹری نے یہ تاثر دینے کے لیے کہ وہ دور سے آئے ہیں، ایک دو منٹ توقف کیا۔ پھر وہ صدر کے پاس پہنچے۔ وہ دونوں ابھی تک بے یقینی میں مبتلا تھے کہ انھوں نے چار بجے صدر کو جگا کر اچھا کیا تھا یا غلطی کی تھی۔ بہر حال کیونکہ ابھی تک وہ اپنے عہدے پر موجود تھے اور معزول نہیں کیے گئے تھے، اس لیے ان کے نزدیک قوی امکان یہی تھا کہ ان کا صدر کو جگانے کا فیصلہ درست تھا۔

''صبح بخیر جناب صدر'' پیٹرو سکی نے ڈائننگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

زیر مسکی نے سر کو جنبش دی، اخبار تہ کیا اور اسے میز پر اپنے سامنے رکھ دیا۔ ''رومانوف آ گیا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''جی ہاں جناب صدر۔ وہ صبح چھ بجے سے کچن میں موجود ہے۔ رات کی دعوت کے کھانے کی تیاری کی نگرانی کر رہا ہے''

''گڈ۔ تو تم سے اپنی اسٹڈی میں بلا لو۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔''

''بہت بہتر جناب۔'' سفیر اس کی طرف پیٹھ کیے بغیر الٹے قدموں واپس جانے لگا۔

زیر مسکی نے نیپکن سے منہ صاف کیا۔ چند منٹ وہ محض ان تینوں کو انتظار کرانے کی غرض سے وہیں بیٹھا رہا۔ وہ انھیں نروس کرنا چاہتا تھا۔

وہ واشنگٹن پوسٹ کا اداریہ دوسری بار پڑھنے لگا۔ اداریے کا یہ حصہ پڑھتے ہوئے وہ مسکرایا۔ زیر مسکی گورباچوف اور یلسن کا نہیں، اسٹالن اور برزنف کا جانشیں ہے۔ ، سے اس سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اسے امید تھی کہ اس دن کے اختتام تک وہ اس تاثر کو درپختہ کر چکا ہوگا۔

وہ باہر نکل کر سفیر کی اسٹڈی کی طرف جا رہا تھا۔ مخالف سمت میں جانے والے ایک جوان آدمی نے اسے دیکھا تو پلٹ کر واپس آیا اور اس کے لیے اسٹڈی کا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو ٹھیک پونے آٹھ بجے تھے۔

☆ ☆ ☆

آٹھ بجنے میں دس منٹ پر کونر اپارٹمنٹ بلڈنگ کے دروازے پر نمودار ہوا۔ سڑک کے اس طرف دو سفید بی ایم ڈبلیو کاریں تھیں۔ وہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے اگلا دروازہ کھولا اور ڈرائیور کے برابر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور اسے اتنے سویرے دیکھ کر حیران ہوا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ کونر کو چار بجے روسی سفارت خانے پہنچنا ہے۔

"مجھے کچھ چیزیں خریدنی ہیں۔" کوزر نے وضاحت کی۔

عقبی نشست پر بیٹھے ہوئے شخص نے اثبات میں سر ہلایا۔ ڈرائیور نے گاڑی پہلے گیئر میں ڈالی اور اسے وسکونسن ایونیو کے ٹریفک میں شامل کر دیا۔ دوسری کار اس کار کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ وہ اب پی اسٹریٹ میں تھے، جہاں ایک تعمیراتی کام کی وجہ سے ٹریفک میں بے حد الجھاؤ تھا۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ کوزر مشاہدہ کرتا رہا تھا کہ اس کے نگراں اس کی طرف سے مطمئن ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں ان کی بے پروائی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ اس کے معمولات کے بھی عادی ہو گئے تھے۔ ہر روز کم و بیش اسی وقت وہ 21 ویں اسٹریٹ اور ڈوپونٹ سرکل کے موڑ پر گاڑی سے اترتا تھا اور اخبار والے سے پوسٹ کی ایک کاپی خریدتا تھا۔ پھر واپس آ کر گاڑی میں بیٹھتا تھا۔ پہلے ہر بار محافظوں میں سے ایک اس کے ساتھ اترتا تھا۔ لیکن گزشتہ روز کسی نے بھی اتر کر اس کے پیچھے آنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

انھوں نے 23 ویں اسٹریٹ کراس کی۔ دور کوزر کو ڈوپونٹ سرکل نظر آ رہا تھا۔ ٹریفک کی یہ صورت حال تھی کہ گاڑیوں کا بمپر سے بمپر جڑا ہوا تھا۔ اور رفتار نہ چلنے کے برابر تھی۔ دوسری طرف مغرب کی سمت جانے والا ٹریفک نسبتاً بہت بہتر رفتار سے اور ہموار انداز میں رواں تھا۔ کوزر چوکنا ہو گیا۔ اسے خوب دیکھ بھال کر مناسب ترین وقت پر قدم اٹھانا تھا۔

کوزر جانتا تھا کہ P اسٹریٹ پر ڈوپونٹ سرکل کی کراسنگ پر نصب سگنل کی روشنی ہر تیس سیکنڈ کے بعد تبدیل ہوتی ہے... اور اس وقفے میں اوسطاً بارہ گاڑیاں نکل پاتی ہیں۔ اس ہفتے میں جو اس نے زیادہ سے زیادہ تعداد کو سگنل کراس کرتے دیکھا تھا، وہ سولہ تھی۔

سگنل کی روشنی سرخ ہوئی تو کوزر نے گنتی کی۔ ان کی کار کے آگے سترہ کاریں موجود تھیں۔ وہ ساکت بیٹھا رہا۔ روشنی سبز ہوئی۔ ڈرائیور نے گاڑی فرسٹ گیئر میں ڈالی۔ لیکن ٹریفک اتنا تھا کہ آگے کی صرف آٹھ کاریں سڑک کراس کر سکیں۔

کوزر کے پاس تیس سیکنڈ کی مہلت تھی!

اس نے پلٹ کر اپنے نگراں کی طرف دیکھا، اور مسکراتے ہوئے اخبار والے کی طرف اشارہ کیا۔ نگراں نے اثبات میں سر ہلا کر گویا اسے اخبار خریدنے کی اجازت دی۔

کوزر گاڑی سے اترا اور بوڑھے اخبار والے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے اسے معلوم نہیں تھا کہ گاڑیوں میں سے کوئی اس کے پیچھے آ رہا ہے یا نہیں۔ اور اس کی پوری توجہ دوسری سڑک کے ٹریفک پر تھی۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اب کے سگنل کی روشنی سرخ ہو گی تو رکی ہوئی گاڑیوں کی قطار کتنی طویل ہو گی۔

وہ اخبار والے کے پاس پہنچا تو کوزر کا سکہ پہلے ہی اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے سکہ اخبار والے کو دیا۔ اخبار والے نے پوسٹ کی کاپی اس کی طرف بڑھا دی۔ اخبار لے کر وہ پہلی بی ایم ڈبلیو کی طرف بڑھنے کے لیے پلٹا۔ اسی وقت دوسری طرف کی سڑک پر سگنل کی روشنی سرخ ہو گئی۔ ٹریفک رک گیا۔

کوزر کو اپنے مطلب کی گاڑی نظر آ گئی تھی۔ وہ پلٹا اور مخالف سمت میں دوڑنے لگا۔ ٹھہرے ہوئے ٹریفک کے درمیان سے نکلتے ہوئے اس نے سڑک پار کی اور ایک ٹیکسی کی طرف بڑھا، جو سگنل سے چھٹے نمبر پر تھی۔

دوسری بی ایم ڈبلیو سے دو آدمی اتر کر اس کے پیچھے بھاگے تھے۔ مگر ذہن میں الجھن ہونے کی وجہ سے ان کے انداز میں ہچکچاہٹ نمایاں تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔ اور اسی وقت سگنل کی روشنی سبز ہو گئی۔

کوزر نے جلدی سے دروازہ کھولا اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ "جلدی سے دوڑا دو۔" اس نے ڈرائیور سے کہا۔ "سگنل کو شکست دو تو سو ڈالر تمھارے۔"

ڈرائیور نے ہارن پر ہاتھ رکھا اور گاڑی کو سرخ بتی سے گزار لے گیا۔ دونوں بی ایم ڈبلیوز نے دائیں جانب مڑنے کی کوشش کی۔ مگر اس وقت تک سگنل کی روشنی سبز ہو چکی تھی۔

اب تک سب کچھ اس کے منصوبے کے مطابق ہوا تھا۔

ڈرائیور نے ٹیکسی کو بائیں جانب 23 ویں اسٹریٹ پر موڑا۔ کوزنے گاڑی رکوائی اور ڈرائیور کو سو ڈالر کا نوٹ دیتے ہوئے کہا۔ ''تم سیدھے ایئرپورٹ جاؤ۔ اور اگر کوئی سفید بی ایم ڈبلیو پیچھے آئے تو اسے ہرگز آگے نہ نکلنے دینا۔ اور ایئرپورٹ پہنچ کر گاڑی تیس سیکنڈ ڈیپارچر کے سامنے کھڑی کرنا اور پھر آہستہ آہستہ واپس آنا شروع کر دینا۔''

''او کے سر، جو آپ کا حکم۔'' ڈرائیور نے سو کا نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ کوز ٹیکسی سے اترا۔ سڑک پار کر کے اس نے مخالف سمت میں جانے والی ایک ٹیکسی کو روکا اور اس میں بیٹھ گیا۔

اسی لمحے اس نے دونوں سفید بی ایم ڈبلیوز کو پہلی ٹیکسی کے پیچھے دوسری طرف جاتے دیکھا اور طمانیت سے سر ہلانے لگا۔

''اس خوبصورت صبح آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟'' ٹیکسی ڈرائیور نے اسے چونکا دیا۔

''کوکے اسٹیڈیم۔''

''ٹکٹ ہے آپ کے پاس؟'' ڈرائیور نے پوچھا۔ پھر خود ہی بولا۔ ''نہیں ہے تو مجھے ہی آپ کو واپس بھی لانا پڑے گا۔''

☆ ☆ ☆

زیرسکی کمرے میں داخل ہوا تو وہ تینوں کھڑے ہو گئے۔ اس نے اشارے سے انہیں بیٹھ جانے کو کہا۔ انداز ایسا تھا، جیسے اس کے سامنے کوئی بڑا مجمع ہو۔ وہ سفیر کی میز کے پیچھے جا کر اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلاٹنگ پیپر کی جگہ میز پر رائفل رکھی دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔ لیکن اس نے سے نظر انداز کر دیا اور الیکسی روماناف کی طرف متوجہ ہوا۔ الیکسی بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

''میرے پاس تمہارے لیے ایک بری خبر ہے الیکسی۔'' زیرسکی نے کہا۔

روماناف کے چہرے پر تشویش کا سایہ سا لہرایا اور اگلے ہی لمحے وہ بے حد پریشان نظر آنے لگا۔ وہ سوالیہ نظروں سے زیرسکی کو دیکھ رہا تھا۔

زیرسکی نے وہ توقف دانستہ ہی لیے کیا تھا۔ مزید چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ ''آج صبح سویرے تمہارے کزن اسٹیفن نے مجھے فون کیا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ رات تمہارے والد کو ہارٹ اٹیک ہوا اور اسپتال پہنچنے سے پہلے ختم ہو گئے۔''

روماناف نے سر جھکا لیا۔ سفیر اور فرسٹ سیکرٹری نے غور سے زیرسکی کو دیکھا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق ردعمل ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

زیرسکی اٹھا اور روماناف کی طرف بڑھا۔ اس نے تسلی دینے والے انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ سفیر اور فرسٹ سیکرٹری اچانک ہی غم سے نڈھال نظر آنے لگے۔

''وہ ایک عظیم انسان تھے۔ میں ان کے لیے سوگوار ہوں۔'' زیرسکی نے کہا۔ ''ہم ایک منٹ کی خاموشی کے ذریعے ان کا سوگ منائیں گے۔''

ان سب کے سر جھک گئے۔

ایک منٹ کے بعد زیرسکی ہی نے خاموشی توڑی۔ ''اب ان کی ذمے داریاں تمہارے کندھوں پر ہیں الیکسی۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم بے حد اہل جانشین ہو۔''

سفیر اور فرسٹ سیکرٹری بڑی شدت سے اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔

''عنقریب تمہیں اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملے گا۔ اور پورا روس جان لے گا کہ نیا زار کون ہے۔'' زیرسکی نے مزید کہا۔

الیکسی روماناف نے اپنا سر اٹھایا اور مسکرا دیا۔ سوگ ختم ہو چکا تھا۔

''مگر یہ اس صورت میں ممکن ہے، جب آج کا کام پروگرام کے عین مطابق مکمل ہو جائے بغیر کسی گڑبڑ کے۔'' زیرسکی بولا۔

''کوئی گڑبڑ نہیں ہو سکتی۔'' الیکسی روماناف نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ ''رات بارہ بجے کے بعد میری منسٹر جیراللہ سے گفتگو ہوئی تھی۔ وہ میرے منصوبے سے متفق ہو گیا ہے۔ آج شام چار بجے وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ آپ اس وقت لارنس کے ساتھ فٹ بال میچ دیکھ رہے ہوں گے۔''

''اتنی جلدی کیوں؟''

''ہم سب لوگوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ کیٹرنگ والوں میں شامل تھا۔ چنانچہ چھ گھنٹے بعد جب وہ اپنا کام کرنے کے لیے غائب ہوگا تو کسی کو اس کی غیر موجودگی کا احساس نہیں ہوگا۔ وہ میری نگرانی میں کچن میں موجود رہے گا۔ یہاں تک کہ آپ کی الوداعی تقریر کا وقت آئے گا۔ تب''

''بہت شاندار۔'' زیرسکی نے داد دی۔ ''اور یہ سب ہوگا کہاں۔''

''میں اسے یہاں ...اس کمرے میں لاؤں گی۔ یہاں سے وہ رائفل لے گا اور پرائیویٹ لفٹ کے ذریعے گیلری میں جائے گا۔ بال روم کے سامنے والی گیلری میں''

زیرسکی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''وہاں پہنچنے کے بعد وہ لینن کے مجسمے کے پیچھے چھپے گا۔ آپ الوداعی تقریر کر رہے ہوں گے۔ تقریر میں ایک موقعے پر میں نے تالیوں کے ایک طویل دورانیے کا اہتمام کیا ہے۔ اس دورانیے میں آپ کو بالکل ساکت رہنا ہوگا۔''

''کیوں؟'' زیرسکی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''کیونکہ لفٹنٹ جیرالڈ کو اگر آپ کے انداز میں ذرا سا بھی تحرک محسوس ہوا تو وہ ٹریگر نہیں دبائے گا۔''

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔''

''فائر کرتے ہی وہ عقبی باغیچے کے بڑے درخت کے سہارے نیچے اترے گا۔ کل اس نے اس سب کی کئی بار ریہرسل کی ہے۔ لیکن آج اسے پتا چلے گا کہ اسکرپٹ میں معمولی سی تبدیلی کی گئی ہے۔''

''وہ کیا ہے؟''

''درخت کے نیچے میرے چھ باڈی گارڈز موجود ہوں گے۔ اس سے پہلے کہ اس کے قدم زمین کو چھوئیں، وہ اس کے جسم کو چھلنی کر دیں گے۔''

زیرسکی یک پل خاموش رہا۔ پھر بولا۔ ''لیکن تمہارے منصوبے میں یقینی طور پر ایک خامی ہے۔''

روماتوف کی آنکھوں سے الجھن جھلکنے لگی۔

''لفٹنٹ جیرالڈ جیسا ماہر نشانہ باز اتنے کم فاصلے سے مجھ پر گولی چلائے گا تو میں بچوں گا کیسے؟''

روماتوف کرسی سے اٹھی۔ اس نے میز پر رکھی رائفل اٹھائی اور چھوٹا سا دھاتی ٹکڑا اس سے علیحدہ کر کے اسے زیرسکی کی طرف بڑھایا۔

''یہ کیا ہے؟'' زیرسکی نے پوچھا۔

''فائرنگ پن۔'' روماتوف نے جواب دیا۔

☆ ☆ ☆

دونوں سفید بی ایم ڈبلیوز مغرب کی سمت روٹ نمبر 66 پر ایک خالی ٹیکسی کے پیچھے دوڑتی رہیں، جو ایئرپورٹ جا رہی تھی۔ ایک دوسری ٹیکسی مناسب رفتار سے مشرق کی طرف جا رہی تھی۔ اس کی منزل میری لینڈ میں کوکے اسٹیڈیم تھا۔

کونر یک بار پھر اپنے سٹیڈیم کو منتخب کرنے کے فیصلے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ یہ تو کھلی ہوئی بات تھی کہ سفارت خانے کے مقابلے میں یہاں خطرات بہت زیادہ تھے۔ سفارت خانے میں وہ اب تک بڑی آسانی سے جاتا اور آتا رہا تھا۔ وہاں کسی کو سیکورٹی کی تک پروا نہیں تھی۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ زیرسکی کہیں باہر گیا ہوا ہو۔

ٹیکسی نے کونر کو اتارا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے کہاں جانا ہے۔ وہ شمالی دروازے کی طرف جانے والے بجری لے راستے پر چلنے لگا۔ وہاں دو طویل قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں کی جو ہر میچ میں یہاں کام کی امید میں آتے تھے۔ جیک نے بتایا تھا، ان میں کچھ کمائی کے لیے آتے تھے۔ مگر زیادہ تر ریڈ اسکن ٹیم کے وہ پرستار تھے، جو میچ والے دن اسٹیڈیم میں داخل ہونے کے لیے رشوت دینے سمیت کچھ بھی کر سکتے تھے۔ کیونکہ ٹکٹ تو

پہلے ہی بک چکے ہوتے تھے۔

''رشوت؟'' کوزر نے بڑی معصومیت سے پوچھا تھا۔

''ہاں... اب دیکھو نا، ایگزیکٹو سوئٹس کے لیے خدمت گار بھی تو درکار ہوتے ہیں۔'' بگ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔ ''اب جسے کوئی خدمت سونپ دی گئی، اس کے تو مزے ہو گئے نا۔ وہ تو وی آئی پی مقام سے میچ دیکھے گا۔''

''واہ... یہ تو میرے مضمون کا سب سے دل کش زاویہ ہوگا۔''

وہاں پہلی قطار ان لوگوں کی تھی، جو اسٹیڈیم کے باہر کام کرنا چاہتے تھے۔ ان میں پارکنگ لاٹ کا کام یا مختلف چیزیں فروخت کرنے کا کام تھا۔ 78 ہزار تماشائیوں کی موجودگی میں وہ کام بے حد منفعت بخش تھا۔ دوسری قطار ان لوگوں کی تھی، جو اسٹیڈیم کے اندر کوئی کام کرنا چاہتے تھے۔ کوزر اسی میں کھڑا ہو گیا۔ وہاں زیادہ تر جوان اور بے روزگار لوگ تھے۔ ان کے نزدیک وہ ایک ٹکٹ میں دو مزے والی بات تھی۔ کمائی کی کمائی اور تفریح کی تفریح۔ بگ نے بتایا تھا کہ اس گروپ کو یونیفارم دی جاتی تھی۔ تاکہ انھیں الگ سے پہچانا جا سکے۔

لیکن اس روز وہاں سیکرٹ سروس کے ایجنٹ بھی موجود تھے، جو قطار میں لگے ان امیدواروں کا جائزہ لے رہے تھے۔ قطار میں کھڑا کوزر فنفر جیر نڈو اشنگٹن پوسٹ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ قطار دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔ اخبار کے پہلے صفحے پر سب سے بڑی خبر زیرسکی کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس خطاب کی تھی۔ اس پر منتخب عوامی نمائندوں نے متفقہ طور پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ اداریہ پڑھتے ہوئے کوزر کو احساس ہوا کہ وہ زیرسکی کے لیے باعث مسرت ہوگا۔

''ہائی۔'' ایک آواز نے اسے چونکا دیا۔

کوزر نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ ایک اسمارٹ جوان آدمی تھا، جو قطار میں عین اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

''ہائی۔'' کوزر نے بھی مختصر کہا اور دوبارہ اخبار پڑھنے لگا۔ وہ کسی سے غیر ضروری گفتگو شروع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کون جانے، بات کرنے والا بعد میں کوئی اہم گواہ ثابت ہو۔

''میرا نام براڈ ہے۔'' جوان آدمی نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

کوزر نے ہاتھ تو ملا لیا۔ لیکن جواب میں کچھ نہیں کہا۔

''میں تو لانگنگ ٹاورز میں کام حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔'' جوان نے کہا۔ ''تمہارا کیا ارادہ ہے؟''

کوزر نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ لانگنگ ٹاورز ہی کیوں؟''

''کیونکہ وہاں سیکرٹ سروس کے اسپیشل ایجنٹ انچارج کی ڈیوٹی ہوگی۔ اور میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈیوٹی کس نوعیت کی ہوتی ہے۔''

''کیوں؟'' کوزر نے اپنا اخبار تہ کرتے ہوئے دریافت کیا۔ کیونکہ یہ وہ گفتگو تھی، جسے وہ منقطع نہیں کر سکتا تھا۔

''کالج سے نکلتے ہی میں انھیں جوائن کرنا چاہتا ہوں۔ گریجویٹ ٹریننگ کورس تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ لیکن میں انھیں عملی میدان میں قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایک ایجنٹ نے مجھے بتایا کہ کھانے کی چیزیں لانگنگ پلیٹ فارم تک لے جانے کا کام کوئی قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ عام طور پر انھیں وہاں ڈر لگتا ہے۔''

کوزر خود اس جاب کو مسترد کر چکا تھا۔ اس لیے نہیں کہ وہ سیڑھیاں اسے ڈراتی تھیں۔ بلکہ اس لیے کہ وہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اب براڈ اسے اپنی زندگی کی کہانی سنا رہا تھا۔ آگے پہنچتے پہنچتے کوزر کو اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو گیا۔ وہ جارج ٹاؤن میں کرمنالوجی پڑھ رہا تھا۔ اس حوالے پر کوزر کو میگی یاد آ گئی۔ براڈ کہہ رہا تھا کہ وہ ابھی تک فیصلہ نہیں کر پایا ہے کہ وکیل بنے یا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ۔

''نیکسٹ۔'' ایک میز کے عقب میں بیٹھے ہوئے شخص نے پکارا۔

کوزر آگے بڑھا۔ ''آپ کے پاس کچھ بچا بھی ہے؟''

"کچھ زیادہ نہیں۔" اس شخص نے اپنے سامنے رکھی فہرست کا جائزہ لیا۔ اس فہرست میں زیادہ تر مقامات پر ٹِک لگے ہوئے تھے۔

"کیٹرنگ کا کوئی کام؟" کونر نے پوچھا۔ براڈ کی طرح وہ بھی جانتا تھا کہ وہ کسی جاب کی تلاش میں ہے۔

"میرے پاس یا تو ڈش واشنگ کا کام رہ گیا ہے یا پھر اسٹیڈیم کے ملازمین کو کھانے پینے کی اشیاء پہنچانے کا کام۔"

"یہ دوسرا کام ٹھیک ہے میرے لیے۔"

"تمہارا نام۔"

"ڈیوکرکل۔"

"کوئی شناختی کاغذ؟"

کونر نے ڈرائیونگ لائسنس اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس آدمی نے ایک فارم بھرا اور قریب کھڑے فوٹو گرافر کو اشارہ کیا۔ اس نے پولورائڈ کیمرے سے کونر کی تصویر کھینچ لی۔ وہ تصویر چند ہی لمحوں میں کونر کے پاس پر چپکا دی گئی۔

"او کے ڈیو۔" اس شخص نے کونر کو پاس تھماتے ہوئے کہا۔ "اس پاس کی وجہ سے تم اسٹیڈیم کے اندر کہیں بھی آ جا سکتے ہو۔ بس ہائی سیکورٹی کے علاقوں سے دور رہنا۔ اس میں ایگزیکٹو سوئٹس ہیں، کلب باکس ہیں اور وی آئی پی سیکشن ہیں۔ تمھیں وہاں جانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔"

کونر نے اثبات میں سر ہلایا اور پاس اپنے سویٹر پر لگا لیا۔

"بلاک H کے عین نیچے روم نمبر 47 میں رپورٹ کرو۔"

کونر بائیں سمت چل دیا۔ وہ جانتا تھا کہ 47 نمبر کمرہ کہاں ہے۔

"نیکسٹ۔"

کونر کو اس کمرے تک پہنچنے کے لیے تین سیکورٹی چیکس سے گزرنا پڑا۔ ان میں میگنیٹو میٹر بھی تھا۔ اور ان تینوں چیکنگز سے گزرنے میں اسے کافی دیر لگی۔ کیونکہ اب عام اسٹاف کے بجائے سیکرٹ سروس والے چیک کر رہے تھے۔

47 نمبر کمرے کے باہر "پرائیویٹ کیٹرنگ" کی تختی نصب تھی۔ سیڑھیوں کے نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہاں دس بارہ آدمی ادھر ادھر پھر تیلے انداز میں یوں چل پھر رہے تھے، جیسے اس انداز میں نقل و حرکت کے عادی ہوں۔ ان میں دو تین وہ تھے، جو کچھ دیر پہلے قطار میں اس سے پیچھے آگے نظر آتے رہے تھے۔ مگر کمرے میں ایسا کوئی آدمی نہیں تھا، جو روپے پیسے کی ضرورت سے بے نیاز ہو۔

کونر ایک کونے میں بیٹھ کر پوسٹ میں، اس میچ کے بارے میں چھپنے والی تفصیل پڑھنے لگا۔ ٹونی کورن ہیسر کا کہنا تھا کہ اگر ریڈ اسکن نے پیکرز کو ہرا دیا تو یہ معجزہ ہی ہوگا۔ اس کا کہنا تھا کہ پیکرز ملک کی سب سے اچھی ٹیم ہے۔ لیکن کونر کو اس سے مکمل طور پر اختلاف تھا۔

"ہاں بھئی اب غور سے سنو۔" کسی نے پکارا۔

کونر نے سر اٹھا کر دیکھا۔ شیف کی وردی پہنے ایک بہت موٹا آدمی سامنے کھڑا تھا۔ اس کی عمر 50 کے قریب تھی اور وزن 250 پونڈ سے کم نہیں تھا۔ "میں کیٹرنگ مینیجر ہوں۔" موٹے آدمی نے کہا۔ "یہاں دو ہی کام ہیں۔ یا تو آپ کو برتن دھونے ہیں یا پھر سٹیڈیم کے ملازمین اور اسٹیڈیم میں متعین سیکورٹی والوں کو سرو کرنا ہے۔ تو برتن دھونے والے ہاتھ اٹھا دیں۔"

کمرے میں موجود بیشتر لوگوں نے ہاتھ اٹھا دیے۔ پگ کا کہنا تھا کہ برتن دھونا لوگوں کے لیے سب سے پسندیدہ کام ہے۔ کیونکہ ایک تو انھیں دس ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے معاوضہ ملتا ہے۔ پھر انھیں ایگزیکٹو باکسز سے بچ کر آنے والا کھانا بھی ملتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑی نعمت ہوتا ہے۔

"گڈ۔" شیف نے کہا اور ان پانچ آدمیوں کے نام لکھ لیے۔ "اب میں باقی لوگوں سے مخاطب ہوں۔ آپ لوگوں کو یا تو سینئر اسٹاف کو سرو کرنا ہے یا سیکورٹی اسٹاف کو۔" اس نے دوسرے پانچ آدمیوں کے نام لکھے اور اپنے کلپ بورڈ کو تھپتھپایا۔ "ٹھیک ہے بھئی۔ اب کام پر چل دو۔"

وہ سب کچن کی طرف چل دیے۔ اب کمرے میں صرف کونر اور براڈ رہ گئے تھے۔

''اب میرے پاس سیکورٹی میں دو کام ہیں۔'' موٹے شیف نے کہا۔ ''ایک عظیم الشان اور دوسرا بے حد پست۔ دیکھیں، خوش قسمتی تم دونوں میں سے کسے چنتی ہے۔'' اس نے متوقع نگاہوں سے کوزر کو دیکھا۔ کوزر نے سر کو تفہیمی جنبش دیتے ہوئے اپنی جینز کی بیک پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔

موٹا کوزر کی طرف بڑھا۔ اس نے براؤ کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔ ''میرا خیال ہے، وہ خوش نصیب تم ہو، جو جمبو ٹروں پر سرو کرو گے؟''

''آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں۔'' کوزر کا جیب سے نکلنے والا ہاتھ موٹے کی طرف بڑھا اور سو ڈالر کا نوٹ موٹے کے ہاتھ میں منتقل ہو گیا۔

''مجھے پہلے ہی یقین تھا۔'' موٹے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پگ کے بیان کیے ہوئے نقشے کے عین مطابق نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیا۔ کوزر نے سوچا کہ اس نے پگ کو جو کچھ بھی دیا، درحقیقت پگ نے اس سے زیادہ اسے لوٹا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

''مجھے اس کو یہاں مدعو نہیں کرنا چاہیے تھا۔'' ٹام لارنس کی آواز کراہ سے مشابہ تھی۔ وہ وائٹ ہاؤس سے سٹیڈیم جانے کے لیے اپنے جینن کا پٹر میرین ون میں سوار ہو رہا تھا۔

''اور مجھے یہ پریشانی ہے کہ ابھی تک ہمارے مسائل پوری طرح نہیں نمٹے ہیں۔'' اینڈی لائیڈ نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کیوں؟ اب اور کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔'' لارنس نے پوچھا۔ ہیلی کاپٹر کا پنکھا اب گھوم رہا تھا۔

''ذریسکی کے روس واپس جانے سے پہلے ابھی دو عوامی تقریبات ہونی ہیں۔ اور میں بڑی سے بڑی شرط لگانے کو تیار ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کے دوران کوزفشر جیرانڈ وار کرے گا۔''

''یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔'' صدر نے بے پروائی سے کہا۔ ''کامریڈ پیٹروسکی اب تک سینکڑوں بار ہمارے سیکرٹ سروس والوں کو بتا چکا ہے کہ اس کے اپنے لوگ اپنے صدر کی حفاظت کی پوری پوری اہلیت رکھتے ہیں۔ اور پھر اتنی زبردست سیکورٹی کے ہوتے کون یہ خطرہ مول لے سکتا ہے۔''

''کوزفشر جیرانڈ کوئی عام آدمی نہیں۔ اور اس پر عام اصولوں کا اطلاق بھی نہیں ہوتا۔'' اینڈی لائیڈ بولا۔ ''وہ بے حد غیر روایتی انداز میں کام کرتا ہے۔''

صدر نے نیچے روسی سفارت خانے کو دیکھا۔ ''اس عمارت میں تو گھسنا بھی آسان نہیں ہے۔ زندہ سلامت باہر نکلنا تو بعد کی بات ہے۔''

''لیکن اس اسٹیڈیم میں گھسنا تو مشکل نہیں، جہاں 80 ہزار تماشائی موجود ہوں گے۔'' اینڈی لائیڈ نے کہا۔ ''وہاں کوئی بھی گھس سکتا ہے اور زندہ سلامت نکل بھی سکتا ہے۔''

''اسٹیڈیم میں رائفل لے کر گھسنا تو دور کی بات ہے اینڈی، کوئی چاقو بھی نہیں لے جا سکتا۔ اور وہاں صرف تیرہ منٹ کا وقفہ ہی تو ہو گا، جو خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔''

''آپ کا کیا خیال ہے، کوزر کو یہ علم نہیں ہو گا۔ جہاں چاہ ہو، وہاں راہ بھی ہوتی ہے۔ اور اب تو پروگرام کینسل بھی نہیں کیا جا سکتا۔''

''ناممکن۔ اور اینڈی، ذریسکی کو جتنا خطرہ لاحق ہے، اتنا ہی مجھے بھی ہے۔''

''ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔ لیکن اگر ذریسکی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور قتل کر دیا گیا تو کوئی اس انداز میں نہیں سوچے گا۔ اور جینن ڈیکسٹر اس موقعے سے پورا فائدہ اٹھائے گی۔ وہ سب کو بتائے گی کہ اس نے ''

''یہ بتاؤ اینڈی، آج کا میچ کون جیتے گا۔'' صدر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

اینڈی لائیڈ مسکرا دیا۔ صدر ٹام لارنس موضوع تبدیل کرنے کا ہنر خوب جانتا تھا۔ ''مجھے نہیں معلوم جناب۔ لیکن وائٹ ہاؤس میں ریڈ اسکن کے پرستاروں کی تعداد حیرت انگیز ہے۔''

''ان میں بہت سے ویکر۔ کے پرستار ہوں گے۔'' صدر نے کہا اور فائل کھول کر نوٹس پڑھنے لگا۔

☆ ☆ ☆

''میری بات غور سے سنو۔'' کیٹرنگ مینیجر نے پکارا۔ کوزر یہ ظاہر کرنے لگا کہ وہ پوری توجہ سے سن رہا ہے۔ ''پہلا کام تو یہ کرو کہ سفید کوٹ اور ریڈ اسکن کی کیپ لے کر پہن لو۔ تا کہ پتا چلے کہ تم لوگ اسٹاف ہو۔ پھر تم لوگ لفٹ میں بیٹھ کر ساتویں لیول پر چلے جاؤ اور انتظار کرو۔ میں کھانے پینے کا سامان سروس لفٹ میں رکھ کر لفٹ اوپر بھیجوں گا۔ سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو اسنیک دس بجے سرو کیے جائیں گے۔ اور کھیل کے آغاز پر کھانا، کوک، سینڈوچ یا جو بھی وہ مانگیں۔ تم بائیں جانب والا بٹن دبانا، ایک منٹ کے اندر لفٹ تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔''

کوزر اسے بتا سکتا تھا کہ بیس منٹ سے ساتویں لیول تک پہنچنے میں سروس لفٹ کو 47 سیکنڈ لگتے ہیں۔ لیکن دو اور لیول ایسے تھے، جن کی سروس لفٹ تک رسائی تھی وہ دوسرا لیول تھا، جہاں کلب سیٹس تھیں اور پانچواں لیول تھا، جہاں ایگزیکٹو سوئٹس تھے۔ لفٹ ان دونوں کے آرڈر سرو کرنے کے بعد ہی اس تک پہنچے گی اور اس کام میں تین منٹ لگیں گے۔

''تمہارا آرڈر تمہیں مل جائے تو تمہیں وہ ٹرے اور گراؤنڈ کے مشرقی سرے پر جمبوٹرون کے اندر متعین آفیسر کو پہنچانی ہے۔ تمہیں بائیں جانب یک دروازے پر ''پرائیویٹ'' لکھا نظر آئے گا۔''

کوزر جانتا تھا کہ وہ 37 قدم کے فاصلے پر ہوگا۔

'' یہ اس دروازے کی چابی ہے۔ تم دروازہ کھول کر اندر جاؤ گے تو جمبوٹرون کے عقبی دروازے پر پہنچو گے ''

یہ فاصلہ 70 گز ہے۔ کوزر نے پگ کے حوالے سے یاد کیا۔ اپنے فٹ بال کھیلنے کے دنوں میں وہ اتنا فاصلہ سات سیکنڈ میں طے کر سکتا تھا۔

کیٹرنگ مینیجر کوزر کو وہ سب کچھ بتاتا رہا، جو اسے پہلے سے معلوم تھا۔ کوزر نے سروس لفٹ کا جائزہ لیا۔ وہ دو فٹ تین انچ چوڑی، اور دو فٹ سات انچ گہری تھی۔ اس کے اندر لکھا تھا 150 پونڈ سے زیادہ وزن رکھنے کی اجازت نہیں۔ کوزر کا اپنا وزن 210 پونڈ تھا۔ وہ بس امید ہی کر سکتا تھا کہ لفٹ ڈیزائن کرنے والے نے اضافی وزن کی اس حد تک گنجائش رکھی ہوگی۔

دو اور مسائل تھے، جن کا اس کے پاس کوئی حل نہیں تھا۔ لفٹ میں بیٹھ کر نیچے جاتے ہوئے وہ لفٹ کو پانچویں اور دوسرے لیول پر رکنے سے کسی طرح نہیں روک سکتا تھا۔

''جمبوٹرون کے عقبی دروازے پر پہنچ کر '' کیٹرنگ مینیجر کی ہدایات جاری تھیں۔ '' تم دستک دو گے۔ ڈیوٹی پر موجود ایجنٹ چٹخنی گرا کر دروازہ کھولے گا۔ ورتم اندر داخل ہو گے۔ اسے ٹرے دے کر تم واپس جا کر پہلے کوارٹر کا کھیل دیکھ سکتے ہو۔ وقفے میں تم جاؤ، ورٹرے واپس لا کر سروس لفٹ میں رکھ دو۔ تم گرین بٹن دباؤ تو لفٹ بیس منٹ کی طرف چلی جائے گی۔ اب تم مزے سے پورا میچ دیکھو۔ تم سمجھ گئے نا ڈیو؟''

کوزر کا جی چاہا کہ کہے نہیں جناب ایک بار اور بتائیں۔ مگر اس نے آہستہ سے کہا۔ ''جی ہاں جناب۔''

'' کچھ پوچھنا ہے؟''

''نہیں جناب۔''

''کھیل ختم ہونے کے بعد تم میرے پاس آنا اور اپنا معاوضہ لے لینا۔ 50 ڈالر۔''

کوزر نے جلدی سے موٹے کیٹرنگ مینیجر کو آنکھ ماردی۔ پگ نے اسے بتایا تھا کہ شوقین لوگ دوبارہ جاب حاصل کرنے کی خاطر معاوضہ وصول کرنے نہیں جاتے۔ جب مینیجران سے معاوضے کا تذکرہ کرتا ہے تو وہ آنکھ مار دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ معاوضہ تم رکھ لینا۔

کوزر کو نہ تو 50 ڈالر وصول کرنے تھے اور نہ ہی اسٹیڈیم میں دوبارہ یہ جاب کرنی تھی۔ پھر بھی اس نے موٹے کو آنکھ ماردی۔

☆ ☆ ☆

زیرمسکی کا نو لیموزین کاروں کا جلوس سفارت خانے سے نکلا تو اس نے کہا۔ ''یہ لارنس تو میچ دیکھنے کے لیے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر اسٹیڈیم جا رہا ہے۔ اور میں اس کار میں جھک مار رہا ہوں۔ ایسا کیوں؟''

''دراصل اسے آپ سے پہلے اسٹیڈیم میں پہنچنا ہے۔'' ٹیٹوف نے کہا۔ ''اسے تمام مہمانوں سے آپ کا تعارف کرانا ہے۔ وہ آپ سے پہلے وہاں پہنچ کر ان سے ملے گا۔ اور پھر آپ کو تاثر دے گا، جیسے وہ ان سب کو برسوں سے جانتا ہے۔''

''کیسے عجیب طریقے ہیں ملک چلانے کے۔'' زریسکی نے کہا۔ ''ایک بات بتاؤں، میں وہ رائفل بھی دیکھ چکا ہوں، جس سے فنٹر جیرالڈ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔''

ٹیٹوف کے چہرے پر حیرت کا تاثر ابھرا۔

''وہ وہی رائفل استعمال کر رہا ہے، جو سی آئی اے نے اسے پھنسانے کے لیے ہینٹ پیٹرزبرگ رکھوائی تھی۔ لیکن اصلاح شدہ '' زریسکی نے جیکٹ کی جیب سے ایک دھاتی چیز نکال کر ٹیٹوف کو دکھائی۔ وہ مڑی ہوئی کیل سی لگ رہی تھی۔ ''جانتے ہو، یہ کیا چیز ہے؟''

ٹیٹوف نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں۔ مجھے بالکل اندازہ نہیں ہے۔''

''یہ ریمنگٹن 700 رائفل کی فائرنگ پن ہے۔'' زریسکی نے اسے بتایا۔ ''اب وہ ٹریگر دبائے تو کچھ بھی نہیں ہوگا اور ہمارے پہرے دار اسے بھون کر رکھ دیں گے۔'' وہ فائرنگ پن کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ''میرا خیال ہے، میں اسے کریملن میں اپنی میز پر رکھوں گا۔'' اس نے اسے دوبارہ اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ''آج رات جو تقریر مجھے کرنی ہے، وہ پریس والوں کے لیے ریلیز کر دی گئی ہے؟''

''جی ہاں جناب صدر۔'' ٹیٹوف نے کہا۔ ''اس میں وہی گھسے پٹے اقوال ہیں۔ آپ یقین رکھیے کہ اس تقریر کا ایک لفظ بھی نہیں چھپے گا۔''

''اور فنٹر جیرالڈ کی ہلاکت کے بعد میرا اضطراری ردعمل؟''

''وہ یہ رہا میرے پاس جناب صدر۔''

''ذرا مجھے چکھاؤ تو۔'' زریسکی نے کہا اور نشست کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گیا۔

ٹیٹوف نے ایک فائل اٹھائی، اسے کھولا اور ہاتھ سے لکھا ہوا اسکرپٹ پڑھ کر سنانے لگا۔ ''جس دن میں صدر منتخب ہوا تھا تو صدر لارنس نے کریملن میں مجھے فون کر کے امریکا کے دورے کی دعوت دی تھی۔ میں نے بہت اچھے جذبے اور خلوص کے ساتھ وہ دعوت قبول کر لی تھی۔ مگر مجھے اس کا صلہ کیا ملا۔ میرے پھیلے ہوئے ہاتھ میں زیتون کی شاخ نہیں دی گئی۔ بلکہ میری طرف ایک رائفل تان دی گئی مجھے ختم کرنے کے ارادے سے اور وہ بھی کہاں؟ میرے اپنے سفارت خانے میں! اور ٹریگر دبانے والا کون تھا؟ سی آئی اے کا ایک افسر۔ وہ تو قسمت ہی اچھی تھی میری۔ ورنہ ''

''افسر نہیں، سابق افسر۔'' زریسکی نے تصحیح کی۔

''میں نے اس پر سوچا تھا۔'' ٹیٹوف نے کہا۔ ''اگر آپ سے یہ 'اتفاقیہ' غلطی سرزد ہو جائے..... بلکہ آپ اس بات کو دہرا بھی دیں تو کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکے گا کہ یہ سب اسکیم کے تحت ہوا ہے۔ اور پھر بین الاقوامی پریس تو اسے لے اڑے گا۔ منہ سے نکلی کوٹھوں چڑھی۔ یہ تردید کرتے رہیں۔ بعد میں کون سنتا ہے۔ ویسے بھی یہاں امریکا میں سازشوں پر بڑا یقین کیا جاتا ہے۔''

''بات تو ٹھیک ہے۔ میں تو یہ ایسی آگ لگاؤں گا کہ بس۔ لارنس کے وائٹ ہاؤس سے نکالے جانے کے بعد یہ امریکی لوگ بڑی بڑی کتابیں لکھیں گے لکھیں گے کہ میں صرف میں روس اور امریکا کے تعلقات کے مکمل انقطاع کا ذمے دار تھا۔ اس کے بعد روس کو وہ عروج حاصل ہوگا اور الیکشن کا کوئی نام بھی نہیں لے گا۔ میں روس کی عظمت بحال کرنے والا مرتے دم تک صدر رہوں گا۔'' زریسکی مسکرا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

کونر نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ 9 بج کر 56 منٹ ہوئے تھے۔ اس نے سروس لفٹ کا بٹن دبایا۔ فوراً ہی لفٹ کی گھر گھر سنائی دینے لگی۔

ابھی اسٹیڈیم کو پبلک کے لیے کھولے جانے میں 34 منٹ باقی تھے۔ کونر جانتا تھا کہ اتنے سارے لوگوں کو میگنیٹو میٹر کے سامنے سے گزارنے میں بھی کافی وقت لگے گا لیکن اسے ٹائم ٹیبل کی سختی سے پابندی کرنی تھی۔ باقی تمام لوگوں سے زیادہ۔

اس نے مفٹ سے ٹرے نکالی اور بٹن دبایا، جس سے بیس منٹ میں موجود اسٹاف کو پتا چل گیا ہوگا کہ ٹرے اسے مل گئی ہے۔

وہ ٹرے لے کر ساتویں لیول کے پلیٹ فارم پر بڑھنے لگا۔ ایک اسٹینڈ کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ اس دروازے پر پہنچا، جس پر پرائیویٹ لکھا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ پر ٹرے کو متوازن کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے چابی نکالی، اور کی ہول میں لگا کر اسے گھمایا۔

اندر داخل ہو کر اس نے سوئچ دبا کر روشنی کی۔ پھر وہ جمبوٹرون کے عقبی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ٹرے اٹھانے کے بعد اب تک 83 سیکنڈ ہو چکے تھے۔ یہ تو زیادہ وقت تھا۔ لیکن ٹرے ہاتھ میں نہ ہوتی تو یہ کام اس سے خاصے کم وقت میں ہو جاتا۔ بلکہ پورا کام کر کے چھت سے بیس منٹ تک دو فٹ سے کم وقت میں جایا جا سکتا تھا۔ اگر سب کچھ منصوبے کے مطابق ہو گیا تو وہ اسٹیڈیم سے نکل کر ایئر پورٹ جا رہا ہوگا۔ اور اس کے بعد ہی کہیں انھیں روڈ بلاک کرنے کا خیال آئے گا۔

کوئز نے اندر کے دروازے پر دستک دی۔ ٹرے کو وہ کرتب بازوں کے انداز میں ایک ہاتھ پر سنبھالے ہوئے تھا۔

دروازہ ایک دراز قد اور جسیم آدمی نے کھولا۔ "میں تمھارے لیے اسنیک لایا ہوں۔" کوئز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زبردست۔ تو اندر آؤ اور میرا ساتھ بھی دو۔" اس نے کہا اور ٹرے سے سینڈوچ اٹھا لیا۔ کوئز اس کے پیچھے اندر چلا گیا۔ وہاں بہت بڑے اسکرین کے عقب میں اسٹیل کا پلیٹ فارم تھا۔ سیکرٹ سروس والا وہیں بیٹھ کر سینڈوچ کھانے لگا۔ کوئز کن انکھیوں سے اس کی رائفل کا جائزہ لینے لگا۔

جمبوٹرون تین منزلوں پر محیط تھا۔ ایک پلیٹ فارم سے اوپر اور ایک منزل پلیٹ فارم کے نیچے۔ کوئز نے ٹرے افسر کے سامنے رکھ دی، جو نچلی منزل پر جانے والے زینے پر بیٹھا تھا۔ افسر کوئز کے جائزے سے بے پروا اپنی ڈائٹ کوک میں بھرپور دلچسپی لے رہا تھا۔

"ارے سنو میرا نام ارنی کوپر ہے۔" اس نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

"میں ڈیو کرکلی ہوں۔"

"یہ بتاؤ، تمھیں میرے ساتھ شام گزارنے کا اعزاز حاصل کرنے کے لیے کتنی رشوت دینی پڑی؟" ارنی نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

☆ ☆ ☆

میرین ون اسٹیڈیم کے شمال مشرق میں واقع ایئر پورٹ پر اترا۔ وہاں ایک لیموزین پہلے سے منتظر تھی، جس کا انجن اسٹارٹ تھا۔ لارنس اور لائیڈ ہیلی کاپٹر سے اترے۔ وہاں اچھا خاصا مجمع تھا۔ لارنس نے انھیں دیکھ کر ہاتھ ہلائے۔ پھر وہ دونوں کار کی عقبی نشست پر بیٹھ گئے۔ اسٹیڈیم تک چوتھائی میل کا فاصلہ طے کرنے میں انھیں ایک منٹ بھی نہیں لگا۔ سیکورٹی کا ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

اسٹیڈیم کے دروازے پر ریڈ اسکن کے مالک جان کینٹ کوکے نے ان کا خیر مقدم کیا۔ "یہ ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔"

"تم سے دوبارہ مل کر خوشی ہوئی جان۔" صدر نے بوڑھے جان سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

جان کوکے انھیں پرائیویٹ لفٹ کی طرف لے گیا۔ "تمہارا کیا خیال ہے جان، ریڈ اسکن جیت سکتے ہیں؟" صدر نے چھیڑنے والے انداز میں پوچھا۔

"اب میں کیا جواب دوں جناب صدر۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ پیکرز کے پرستار ہیں۔ پھر بھی میں آپ کے سوال کا جواب اثبات میں دوں گا۔ جی ہاں، ریڈ اسکن ہی جیتیں گے۔"

"واشنگٹن پوسٹ تم سے متفق نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے جناب صدر کہ واشنگٹن پوسٹ میں چھپنے والے لطیفوں پر صرف ایک ہی آدمی یقین کرتا ہے اور وہ آپ ہیں۔"

دونوں ہنسنے لگے۔

لفٹ سے اتر کر جان کوکے صدر کو لے کر ایک بڑے باکس کی طرف بڑھا۔ باکس کیا، وہ ایک بے حد کشادہ اور آرام دہ کمرہ تھا میدان میں 50 گز کی لائن کے عین اوپر۔ وہیں سے پورے میدان کا بے حد صاف اور واضح نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ "جناب صدر، میں آج آپ کو ان چند افراد

سے ملوانا چاہتا ہوں، جنھوں نے ریڈ اسکن کو ملک کی بہترین فٹ بال ٹیم بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے میری بیوی ریٹا سے ملیے "

صدر نے ریٹا سے ہاتھ ملایا۔ "تم سے مل کر خوشی ہوئی ریٹا۔ نیشنل سمفونی بال کی کامیابی مبارک ہو۔ تم نے ریکارڈ فنڈ اکٹھے کیے ہیں۔"

مسز کو کے کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ صدر لارنس جن سے بھی ملتا، ان کے متعلق کوئی ایک اہم بات پہلے سے معلوم کر لیتا تھا۔

"یہ پگ واشر ہے۔" جان کو کے نے بوڑھے پگ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تعارف کرایا۔ "اور یہ "

"یہ وہ واحد آدمی ہے، جو ایک میچ کھیلے بغیر ریڈ اسکن کے ہال آف فیم کا ممبر ہے۔" صدر نے جان کا جملہ پورا کر دیا۔

پگ کے چہرے پر بے حد کشادہ و فخریہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس وقت کوئی شخص ریڈ اسکن ٹیم کی تاریخ کے بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتا، جتنی پگ کو ہیں۔" صدر نے مزید کہا۔

پگ نے اسی لمحے خود سے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی کسی ری پبلکن امیدوار کو ووٹ نہیں دے گا۔

"جی ہاں جناب صدر۔" جان کو کے نے جلدی سے کہا۔ "آج تک میں کوشش کے باوجود پگ کو شکست نہیں دے سکا ہوں۔ میں اس سے ریڈ اسکن کے بارے میں جو بھی سوال پوچھتا ہوں، یہ اس کا جواب دیتا ہے۔"

"کبھی کسی نے تم سے ایسا کوئی سوال بھی پوچھا کہ تم کچھ دیر کے لیے ہی سہی، الجھ گئے ہو؟" صدر نے پگ کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے پوچھا۔

"لوگ کوشش کرتے رہے ہیں جناب صدر۔" پگ نے کہا۔ "ابھی کل ہی کی بات ہے۔ ایک شخص یہاں آیا "

مگر اسی وقت اینڈی لائیڈ نے نام لارنس کی کہنی چھوتے ہوئے کہا۔ "میں مداخلت پر معافی چاہتا ہوں جناب۔ مگر ابھی ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ صدر زرسکی اسٹیڈیم سے صرف پانچ منٹ کے فاصلے پر ہیں۔ آپ کو اور مسز کو کو ان کے استقبال کے لیے شمال مشرقی دروازے پر پہنچنا چاہیے۔"

"ہاں ہاں بالکل۔" صدر نے کہا۔ پھر وہ پگ کی طرف مڑے۔ "میں واپس آجاؤں۔ پھر اس گفتگو کو یہیں سے شروع کریں گے۔"

پگ نے سر ہلایا اور صدر اپنے رفقا کے ساتھ روسی صدر کے استقبال کے لیے چل دیا۔

☆ ☆ ☆

سی ٹاپ

سی ٹاپ، مظہر کلیم کی عمران سیریز کا ایک ناول ہے۔ جس میں پاکیشیا کا ایک انتہائی اہم سائنسی فارمولا یورپ کی مجرم تنظیم کے ہاتھ لگ گیا ہے جسے خریدنے کے لئے اکریمیا اور اسرائیل سمیت تقریباً تمام سپر پاورز نے اس مجرم تنظیم سے مذاکرات شروع کر دیئے۔ گو یہ مجرم تنظیم عام بدمعاشوں اور غنڈوں پر مشتمل تھی لیکن اس کے باوجود تمام سپر پاورز اس تنظیم سے فارمولا حاصل کرنے کے لئے اسے بھاری رقم دینے پر آمادہ تھیں حتیٰ کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس فارمولے کے حصول کے لئے اس تنظیم سے بار بار سودے بازی کرنا پڑی اور بھاری رقم دینے کے باوجود فارمولا حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ اس کے باوجود وہ اسے مزید رقومات دینے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ ایسا کیوں ہوا۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک عام سی مجرم تنظیم کے مقابل بے بس ہو گئے تھے؟ ہر لحاظ سے ایک منفرد کہانی۔ جس میں پیش آنے والے حیرت انگیز واقعات کے ساتھ ساتھ تیز رفتار ایکشن اور بے پناہ سسپنس نے اسے مزید منفرد اور ممتاز بنا دیا ہے۔ **سی ٹاپ** کتاب گھر پر دستیاب۔ جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

''یہاں تو اچھی خاصی گھٹن ہے۔'' کونر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ اس کام کا حصہ ہے۔'' ارنی نے اپنی ڈائٹ کوک ختم کرتے ہوئے کہا۔

''آج کسی گڑبڑ کی امید ہے تمہیں؟''

''نہیں۔ لیکن اس کے باوجود جس وقت دونوں ملکوں کے صدر میدان میں آئیں گے تو ہم لوگ پوری طرح چوکنے ہوں۔ ویسے بھی وہ صرف 8 منٹ میدان میں رہیں گے اگر ہمارے اسپیشل ایجنٹ بریتھ وائٹ کا بس چلتا تو وہ انھیں میدان میں ایک منٹ کے لیے بھی نہ آنے دیتا۔''

کونر نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور ارنی سے مزید کئی بے ضرر سے سوالات پوچھے۔ اس دوران وہ اس کے لہجے اور بول چال سے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا تھا کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہوسکتا ہے۔ پھر یہ تو وہ سمجھ گیا کہ اس کا تعلق بروک لین سے ہے۔

ارنی چاکلیٹ کیک کی طرف متوجہ ہو۔ کونر اس دوران ایک گھومنے والے ایڈورٹائزنگ بورڈ کے پہلو میں ایک خلا دیکھا اور اس سے جھانکا۔ سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام افسر اس وقت کھانے پینے میں مصروف تھے۔ کونر نے مغربی حصے میں لائٹنگ ٹاور کو دیکھا۔ وہاں براڈ کھڑا بڑی توجہ سے ایک سیکورٹی افسر کی بات سن رہا تھا، جو اسٹیڈیم کے مالک کے ذاتی باکس کی طرف اشارہ کررہا تھا۔ براڈ کو دیکھ کر کونر نے سوچا کہ اس نوجوان کو ایسے ہی کسی ادارے میں بھرتی کیا جانا چاہیے۔ وہ ارنی کی طرف چلا۔ ''اب میں کھیل کے آغاز پر آؤں گا۔'' اس نے کہا۔ ' سینڈوچ، کیک اور مزید کوک اتنا کافی ہے تمہارے لیے؟''

''زبردست۔ لیکن سنو، کیک چھوٹا لانا۔ میری بیوی ٹھیک کہتی ہے۔ میرا وزن خاصا بڑھ گیا ہے۔''

سائرن بجا۔ وہ تمام اسٹاف کو یہ جتانے کے لیے تھا کہ ساڑھے دس بج چکے ہیں۔ گیٹ کھولے جانے والے ہیں۔ کونر نے خالی برتن سمیٹ کر ٹرے پر رکھے۔ ''اب میں کھیل شروع ہونے کے بعد آؤں گا۔''

عوام کے لیے گیٹ کھول دیے گئے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسٹینڈ بھرنے لگے تھے۔ ارنی دوربین سے نیچے تماشائیوں کو دیکھنے لگا۔ ''لیکن تم اس سے پہلے نہ آنا کہ دونوں صدر میدان سے رخصت ہوکر اپنے باکس میں چلے جائیں۔ اس دوران جبوترون پر کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔'' اس نے کونر سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' کونر نے کہا اور آخری بار اس کی رائفل کا جائزہ لیا۔ پھر وہ واپس جانے کے لیے پلٹا ہی تھا کہ دوطرفہ ریڈیو پر ایک آواز ابھری۔ ''ہرکولیس تھری۔''

ارنی نے اپنی بیلٹ سے ریڈیو علیحدہ کرکے ایک بٹن دبایا اور بولا۔ ''ہاں ہرکولیس تھری، کیا بات ہے؟''

کونر دروازے پر پہنچ گیا۔ ''سر، میں نے ابھی مغربی اسٹینڈز کا جائزہ لیا ہے۔ کوئی خاص بات نہیں دیکھی گئی۔''

''گڈ۔ کوئی مشکوک بات نظر آئے تو فوری طور پر رابطہ کرنا۔'' ارنی نے کہا۔

''جی بہتر سر۔''

ارنی نے ریڈیو دوبارہ بیلٹ کی کلپ سے لگا لیا۔ کونر خاموشی سے باہر نکل آیا۔ کوک کا خالی ڈبہ اس نے دروازے پر رکھ دیا۔ دوسرے دروازے تک پہنچ کر اس نے لائٹ آف کی اور دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔ لفٹ کے پاس پہنچ کر اس نے گھڑی چیک کی۔ اس بار اسے 54 سیکنڈ لگے تھے۔ اور آخری بار یہ فاصلہ صرف 35 سیکنڈ میں طے ہوگا۔

اس نے بٹن دبایا۔ 47 سیکنڈ بعد لفٹ آپہنچی۔ یعنی دوسرے اور پانچویں لیول پر کسی نے لفٹ کو طلب نہیں کیا تھا۔ اس نے خالی برتنوں کی ٹرے اندر رکھی اور بٹن دبا دیا۔ لفٹ آہستہ آہستہ نیچے جانے لگی۔

کونر واپس چل دیا۔ کیٹرنگ والوں کے سفید کوٹ اور ریڈاسکن کی کیپ کی وجہ سے کسی نے اس پر دوسری نظر نہیں ڈالی۔ وہ اس دروازے پر پہنچا، جس پر پرائیویٹ لکھا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے کے بعد دروازہ دوبارہ بند کردیا۔ اندھیرے میں دبے قدموں چلتا وہ آگے

بڑھ۔ اب وہ جمبوٹرون کے داخلی دروازے سے چند قدم دور تھا۔ وہ وہاں کھڑا اسٹیل کے اس بڑے گرڈر کو دیکھتا رہا، جس نے بہت بڑے اسکرین کو سنبھال ہوا تھا۔

اس نے ایک لمبے کوریڈنگ کو تھا۔ پھر گھٹنوں کے بل جھک کر آگے بڑھا اور گرڈر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے جسم کو اوپر اٹھایا۔ اسکرین کے اور اس کے درمیان 42 فٹ کا فاصلہ تھا۔ مگر اسے وہ ایک میل لگ رہا تھا۔

اسے ایک چھوٹا سا ہینڈل نظر آ رہا تھا۔ لیکن اب بھی اسے ہنگامی استعمال کا ٹریپ ڈور نظر نہیں آیا تھا۔ حالانکہ انجینئر کے بنائے ہوئے نقشے پر وہ بالکل صاف نظر آتا تھا۔ وہ گرڈر کے ساتھ ساتھ ایک ایک انچ رینگتا ہوا بڑھتا رہا۔ نیچے 170 فٹ کے فاصلے کو دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ اسے تو وہ دو میل لگتا۔

بالآخر وہ گرڈر کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔ گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے اس کا انداز ایسا تھا، جیسے وہ گھوڑے پر سوار ہو۔ اور وہ صرف گرڈر تھام کر اس پتلی سی پٹی پر چلتا رہا تھا، جس سے وہ گرتا تو اس کی ہڈیوں تک کا سرمہ بن جاتا۔ اس نے گہری سانس لی اور ہینڈل تھام کر کے کھینچا۔ ٹریپ ڈور پیچھے کی طرف پھسلا اور توقع کے عین مطابق ساڑھے بائیس انچ کا مربع خلا نظر آنے لگا۔ وہ بہت آہستگی سے اس خلا میں رینگ گیا اور ٹریپ ڈور کو اس نے دوبارہ دھکیل دیا۔

وہ سے اسٹیل کی قبر تھی۔ چاروں طرف سے وہ اسٹیل میں گھسا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی فریج میں ہے۔ کاش اس کے پاس دستانے ہوتے۔ بہرحال وہاں ایک منٹ گزارنے کے بعد وہ پُراعتماد ہو گیا۔ اگر اسے متبادل منصوبے پر عمل کرنے کی ضرورت پڑی تو یہ طے تھا کہ کسی کو نہیں پتا چلے گا کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔

اسے اسٹیل کے اس تنگ گرڈر میں جو زمین سے 170 فٹ کی بلندی پر تھا، ڈیڑھ گھنٹہ گزارنا تھا۔ وہ جگہ ایسی تنگ تھی کہ وہ ہاتھ اٹھا کر گھڑی میں وقت بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ اس سے کہیں زیادہ سخت وقت گزار چکا تھا۔ ایک بار ویت نام میں اس نے بانسوں سے بنے۔ ایک ایسے پنجرے میں قید تنہائی کے دس دن گزارے تھے، جہاں پانی اس کی ٹھوڑی تک بھرا ہوا تھا۔

اسے یقین تھا کہ ارنی کو زندگی میں ایسا کوئی تجربہ بھی نہیں ہوا ہے!

☆ ☆ ☆

جس سے بھی زیرِمسکی کا تعارف کرایا گیا، اس نے اس سے بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔ یہی نہیں، جان کوکے کے سنائے ہوئے لطیفوں پر اس نے قہقہے لگائے۔ سے تمام مہمانوں کے نام یاد تھے اور اس نے ہر سوال کا جواب مسکراتے ہوئے دیا۔ امریکی پرکشش جارحیت کسے کہتے ہیں، یہ ٹیٹوف نے اسے سمجھایا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے امریکیوں کی تواضع کے لیے رات کی جو اسکیم بنائی ہے، اس کا اس وقت کا رویہ اس کی خوفناکی کو اور اجاگر کرے گا۔

اس واقعے کے بعد مہمان خبر نویسوں کو کیا بتائیں گے، وہ اس وقت بھی اس کا تصور کر سکتا تھا روسی صدر بہت پُرسکون اور خوش تھا۔ وہ امریکی صدر کو بڑی گرم جوشی اور محبت سے مائی ڈیر اور میرے پیارے دوست کہہ کر مخاطب کر رہا تھا۔ جبکہ صدر رانس کے انداز میں گرم جوشی نہیں تھی۔ وہ روسی صدر سے کچھ کھنچا کھنچا تھا۔

تعارف ہو چکا تو جان کوکے نے ایک چمچے سے میز کو بجاتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ”مجھے اس مداخلت پر افسوس ہے۔“ اس نے کہا۔ ”لیکن وقت گزرا جا رہا ہے۔ اور یہ واحد موقع ہوگا، جب مجھے بیک وقت دو صدور کو بریف کرنے کا موقع ملے گا۔“ اس پر زور کے قہقہے لگے۔ ”تو ملاحظہ فرمائیں۔“ اس نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ کھولا، جو اسے اس کے پبلک افیئرز اسسٹنٹ نے دیا تھا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔ ”گیارہ بج کر بیس منٹ پر میں دونوں صدور کو لے کر اسٹیڈیم کے جنوبی دروازے سے داخل ہوں گا۔ 11 بج کر 36 منٹ پر میں ان دونوں کو میدان میں لے جاؤں گا۔ اس کے بعد تالیاں ہی تالیاں۔“ وہ مسکرایا۔

اس کی بیوی ریتا نے زوردار قہقہہ لگایا۔

''وہ دونوں میدان کے وسط میں پہنچیں گے۔ میں دونوں ٹیموں کے کپتانوں سے ان کا تعارف کراؤں گا۔ پھر دونوں کپتان انھیں اپنے اپنے وائس کپتان اور کوچ سے متعارف کرائیں گے۔ اس کے بعد دونوں صدور کو اس میچ کے آفیشلز سے متعارف کرایا جائے گا۔

''11 بج کر چالیس منٹ پر سب لوگ مغربی اسٹینڈ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوں گے، جہاں ریڈ اسکن کا بینڈ روس کے قومی ترانے کی دھن بجائے گا۔ 11 بج کر 48 منٹ پر ہمارے معزز مہمان چاندی کا ڈالر فضا میں اچھالیں گے۔ پھر میں دونوں صدور کو اپنے ساتھ یہاں، اس باکس میں لے آؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ یہاں بیٹھ کر تمام لوگ ریڈ اسکن کو پیکرز پر فتح یاب ہوتے دیکھ کر محظوظ ہوں گے۔''

دونوں صدر ہنسنے لگے۔

جان کوکے نے سر اٹھا کر اپنے مہمانوں کو دیکھا اور سکون کی سانس لی۔ اس کی مشکل کا ایک حصہ آسان ہو چکا تھا۔ ''کسی کو کچھ پوچھنا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں جان، مجھے پوچھنا ہے۔'' زیرسکی نے کہا۔ ''یہ بتاؤ، میں سکہ کیوں اچھالوں گا؟''

''ٹاس کے لیے۔ درست جواب دینے والی ٹیم کک آف کرے گی۔''

''واہ بے حد دلچسپ۔''

☆ ☆ ☆

وقت بہت سست رفتاری سے گزر رہا تھا۔ کونر بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ وہ جبوٹردن میں ضرورت سے زیادہ وقت نہیں گزارنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے اس رائفل سے بھی شناسائی کرنی تھی، جسے اس نے کئی برس سے استعمال نہیں کیا تھا۔

اس نے پھر گھڑی دیکھی۔ گیارہ بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ ابھی اسے مزید سات منٹ انتظار کرنا تھا۔ اس فیلڈ کا ایک اصول تھا۔ دماغ جتنا بھی اکسائے، وقت سے پہلے آگے نہ بڑھو۔ بڑھو گے تو خطرات بھی بڑھیں گے۔

گیارہ بج کر بارہ منٹ، وہ کرس جیکسن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کرس نے قربانی دی تھی جان کی قربانی اسے یہ ایک موقع فراہم کرنے کے لیے ... !

گیارہ بج کر چودہ منٹ! اب اسے جوآن بیسٹ کا خیال آ رہا تھا۔ ٹک گوٹن برگ نے قطعاً غیر ضروری طور پر شدید بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے قتل کے احکامات جاری کیے تھے صرف اس لیے کہ وہ اس کی سیکرٹری رہی تھی۔

گیارہ بج کر پندرہ منٹ اب وہ میگی اور تارا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اگر وہ آج کامیاب ہوا تو شاید انھیں پرسکون زندگی گزارنے کا ایک اور موقع مل سکے گا۔ لیکن نجانے کیوں، اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اب وہ انھیں کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

گیارہ بج کر سترہ منٹ! کونر نے ٹریپ ڈور کے پٹ کو دھکیلا اور بڑی آہستگی سے اس گھٹی ہوئی جگہ سے نکلا۔ اس نے گرڈر پر بیٹھ کر پاؤں جھلائے اور یوں اپنی توانائی مجتمع کی۔ لیکن اس بار بھی اس نے نیچے دیکھنے سے گریز کیا۔ اب ایک بار پھر اسے 42 فٹ کا وہ فاصلہ طے کرنا تھا۔

چھجے پر پہنچ کر اسے عافیت کا احساس ہوا۔ نیچے اتر کر اس نے تھوڑی سی ورزش کی۔

گیارہ بج کر ستائیس منٹ اس نے گہری سانسیں لیں اور اپنے منصوبے کو دل میں دہرایا۔ پھر وہ جبوٹردن کے دروازے کی طرف بڑھا۔ چوکھٹ سے اس نے ڈائٹ کوک کا وہ خالی ڈبا اٹھایا، جو وہ پچھلی بار نکلتے وقت دانستہ وہاں چھوڑ گیا تھا۔

اس نے دروازے پر بہت زور سے دستک دی اور جواب کا انتظار کیے بغیر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ وینٹی لیشن یونٹ کے شور میں اس نے بلند آواز میں اعلان کیا۔ ''یہ میں ہوں ڈیو۔''

اوپر چھجے سے ارنی نے جھانکا۔ اس کا سیدھا ہاتھ اپنی رائفل کے ٹریگر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ''بھاگ جاؤ'' اس نے کہا۔ ''میں نے تمھیں خبردار

کیا تھا کہ جب تک دونوں صدر میدان سے رخصت نہ ہو جائیں، تم یہاں نہ آنا۔ یہ تم خوش قسمت ہو کہ میں نے تمھیں شوٹ نہیں کر دیا۔"

"سوری۔ دراصل میں نے دیکھ لیا تھا کہ یہاں بہت گرمی ہے۔ اس لیے میں تمھارے لیے ایک اور کوک لے آیا ہوں۔" یہ کہہ کر کونر نے خالی ڈبہ اوپر بڑھایا۔ ارنی نے اسے لینے کے لیے نیچے جھک کر اپنا فارغ ہاتھ بڑھایا۔ جیسے ہی اس کی انگلیاں ڈبے سے مس ہوئیں، کونر نے ڈبہ چھوڑ کر اس کی کلائی پکڑی اور پوری قوت سے اسے نیچے کھینچ لیا۔

ارنی کے حلق سے خوف ناک چیخ نکلی۔ وہ فرش پر سر کے بل گرا تھا۔ رائفل اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ ارنی کو اٹھنے کا موقع ملتا، کونر نے اسے چھاپ لیا۔ اس نے سر اٹھایا ہی تھا کہ کونر نے اسکی ٹھوڑی پر ہتھوڑے جیسا گھونسہ رسید کر دیا۔ ارنی ایک لمحے کے لیے چکرایا۔ پھر اسکا ہاتھ اپنی بیلٹ سے منسلک ہتھکڑی کی طرف بڑھا۔ مگر اسی لمحے کونر کا گھٹنا اسکے پیٹ پر لگا، اور وہ گر گیا۔ ارنی نے اٹھنے کی کوشش کی۔ کونر نے اسے ایک اور گھونسہ رسید کیا۔ اس بار نشانہ ارنی کی ناک تھی۔ ہڈی ٹوٹنے کی آواز بالکل واضح تھی۔ خون کا فوارہ چھوٹا۔ ارنی کی ٹانگیں جواب دے گئیں اور وہ گرنے لگا۔ کونر نے اچھل کر اس کے کندھے پر کہنی سے وار کیا۔ اس بار ارنی ایسا گرا کہ اٹھ نہیں سکا۔

کونر نے جلدی سے اپنا کوٹ اتارا، اپنی شرٹ، ٹائی، پینٹ، موزے اور ٹوپی، سب اتار کے گٹھڑی سی بنا دی۔ اس گٹھڑی کو ایک کونے میں پھینک کر اس نے ارنی کی یونیفارم اتار کر پہننے لگا۔ ارنی کے جوتے اس سے چھوٹے تھے، پتلون بھی کوئی دو انچ اونچی تھی۔ مگر اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ بس اس نے جوتے اور موزے اپنے پہن لیے۔ اسے یہ اطمینان تھا کہ اس افراتفری میں کوئی نہیں دیکھے گا کہ سیکرٹ سروس کا ایک ایجنٹ عام جوتے پہنے ہوئے ہے۔

اس نے کونے میں پڑی گٹھڑی میں سے اپنی ٹائی نکالی اور اس سے ارنی کے پاؤں باندھ دیے۔ پھر اس نے اسے اٹھا کر دیوار کے سہارے بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ اسٹیل کے شہتیر کے گرد حمائل کرنے کے بعد اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی۔ آخر میں اس نے اپنی جیب سے رومال نکال کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"سوری دوست، اس میں کچھ بھی ذاتی نہیں ہے۔" وہ بڑبڑایا۔ پھر اس نے اس کی رائفل اٹھائی۔ اس کی توقع کے عین مطابق وہ M16 تھی۔ لیکن اس کے پاس کوئی چوائس نہیں تھی۔ اور پھر بہرحال یہ ایسی گئی گزری بھی نہیں تھی۔ رائفل لے کر وہ سیڑھیاں چڑھ کر سیکنڈ فلور کی لینڈنگ پر پہنچا، جہاں ارنی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس کی دوربین اٹھائی اور ایڈورٹائزنگ پینل اور ویڈیو اسکرین کے درمیانی خلا سے نیچے تماشائیوں کو دیکھنے لگا۔

اس وقت گیارہ بج کر بتیس منٹ ہوئے تھے۔ کونر کو جمبوٹرون میں داخل ہونے کے بعد سے اب تک تین منٹ اڑتیس سیکنڈ ہو چکے تھے۔ اس کے منصوبے میں ارنی پر قابو پانے کے لیے زیادہ سے زیادہ مہلت چار منٹ کی تھی۔ اس لحاظ سے وہ ٹھیک جا رہا تھا۔

وہ ہموار انداز میں گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

اچانک اس نے اپنے عقب سے ایک آواز سنی۔ "ہرکولیس تھری۔"

پہلے تو اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ آواز کہاں سے آئی ہے۔ مگر پھر اسے ارنی کی بیلٹ سے کلپ سے لگا ٹو وے ریڈیو یاد آ گیا۔ اس نے جلدی سے ریڈیو نکالا اور کہا۔ "ہرکولیس تھری۔ کیا پوزیشن ہے؟"

"ایک لمحے کو تو ہم سمجھے کہ ہم تمھیں کھو بیٹھے ہیں ارنی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ "سب کچھ ٹھیک ہے نا؟"

"دراصل مجھے رفع حاجت کا مرحلہ پیش آ گیا تھا۔ اب وہ میں پبلک پر تو کر نہیں سکتا تھا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" بریتھ ویٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم مجھے کونٹولتے رہو۔ اب ریڈ لائٹ اور واٹر فال میدان میں آنے ہی والے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" کونر نے بروک لین کے رہنے والوں کے خاص لہجے میں کہا۔ اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

گیارہ بج کر چونتیس منٹ!

اس نے اسٹیڈیم کا جائزہ لیا۔ اب صرف کچھ سرخ اور زرد نشستیں خالی رہ گئی تھیں۔

اچانک مجمعے میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اسٹیڈیم کی جنوبی سرنگ سے دونوں ٹیمیں نمودار ہوئیں۔ کھلاڑی جاگنگ کرتے ہوئے میدان کے وسط میں آ رہے تھے۔ تماشائی ریڈاسکن کے حق میں نعرے لگانے لگے۔

کوزنے ارنی کی دوربین آنکھوں سے لگائی اور لائٹنگ ٹاورز کو دیکھنے لگا۔ اس وقت تمام ایجنٹ مجمعے کا جائزہ لے رہے ہوں گے۔ کوز کی نظریں براڈ پر جم گئیں۔ وہ نیچے شمالی سٹینڈز کی تمام قطاروں کو ایک ایک کر کے ٹٹول رہا تھا۔ لڑکا بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

کوز کی دوربین کا رخ اب پچاس گز والی لائن کی طرف تھا۔ وہاں دونوں کیپٹن ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔

11 بج کر 36 منٹ!

اسٹیڈیم تالیوں سے گونج اٹھا۔ جان کوکے دونوں صدور کو لے کر میدان میں داخل ہو رہا تھا۔ ان کے گرد ایک درجن ایجنٹ تھے۔ اور وہ سب کے سب کھلاڑیوں ہی کی طرح لمبے تڑنگے تھے۔ کوز کو ایک نظر میں اندازہ ہو گیا کہ دونوں صدور لباس کے نیچے بلٹ پروف جیکٹ پہنے ہوئے ہیں۔

اس کا بس چلتا تو وہ اس وقت زیر مسکی کے سر کو ٹیلسکوپک سائٹ پر فوکس کر لیتا۔ لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ لائٹنگ ٹاور پر موجود ماہر نشانے باز اسے دیکھ لیں۔ کیونکہ وہ سب اپنی رائفلیں تانے تیار کھڑے تھے۔ وہ یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ سب صرف تین سیکنڈ میں درست نشانے پر فائر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

دونوں صدور کو کھلاڑیوں سے متعارف کرایا جا رہا تھا۔ کوز ریڈاسکن کے جھنڈے کو دیکھنے لگا، جو اسٹیڈیم کے مغربی کنارے پر ہوا میں لہرا رہا تھا۔ اس نے گن کو چیک کیا۔ وہ لوڈ تھی فائر کے لیے پوری طرح تیار۔ اس کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ گئی۔

گیارہ بج کر اکتالیس منٹ!

دونوں صدر اب میچ آفیشلز سے باتیں کر رہے تھے۔ دوربین کے ذریعے کوز دیکھ رہا تھا کہ جان کوکے نروس انداز میں بار بار اپنی گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ٹام لارنس کی طرف جھکتے ہوئے اس کے کان میں کچھ کہا۔ ٹام لارنس نے سر ہلایا اور زیر مسکی کی کہنی کو چھوا۔ پھر وہ اسے دونوں ٹیموں کے درمیان کی خالی جگہ میں لے گیا۔ وہاں گھاس پر دو سفید دائرے تھے۔ ایک میں ریچھ کی اور دوسرے میں عقاب کی شبیہ بنی تھی۔ دونوں لیڈر جانتے تھے کہ انہیں کہاں کھڑے ہونا ہے۔

''خواتین و حضرات۔'' لاؤڈ اسپیکر پر ایک آواز گونجی۔ ''روس کے قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہو جایئے۔''

لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ بینڈ لیڈر کی چھڑی بلند ہوئی اور پھر ایک ردھم میں حرکت کرنے لگی۔ لوگ وہ دھن سننے لگے۔ بہت کم لوگوں نے اس سے پہلے بھی یہ دھن سنی ہوگی۔ بیشتر لوگوں کے لیے وہ نئی چیز تھی۔

ترانہ ختم ہوا تو کھلاڑی حسب معمول زدگی چھپانے کے لیے طرح طرح کی ورزشیں کرنے لگے۔ کوز بینڈ لیڈر کی چھڑی کے دوبارہ حرکت میں آنے کا منتظر تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زیر مسکی کو نشانے پر لینا چاہتا تھا۔ اس نے مغرب کی سمت فلیگ پول کو دیکھا۔ ریڈاسکن کا جھنڈا اب ساکت تھا۔ دراصل ہوا اب نہ ہونے کے برابر تھی۔

بینڈ ماسٹر نے دوبارہ چھڑی بلند کی۔ کوز نے رائفل بکو نے اشتہاری پینل اور ویڈیو اسکرین کے درمیانی خلا میں سیدھی کی۔ اس نے رائفل کو لکڑی کے فریم پر ٹکا دیا تھا۔ اس نے ٹیلسکوپک سائٹ کو پورے میدان میں گھمایا اور پھر زیر مسکی کے سر کے عقبی حصے پر مرکوز کر دیا۔

بینڈ نے امریکی ترانے کی دھن چھیڑی اور دونوں صدور کے جسموں میں تناؤ محسوس ہونے لگا۔ کوز نے سانس باہر نکالی۔ تین، دو، ایک۔ اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی۔ صدر لارنس کا داہنا ہاتھ اپنے سینے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس اچانک تحرک کے ردعمل کے طور پر زیر مسکی نے بائیں جانب دیکھا۔ اور گولی اس کے دائیں کان کے بہت قریب سے گزر گئی۔ 78 ہزار افراد کی بڑبڑاہٹوں میں اس فائر کی سرگوشی جیسی آواز بھی نہیں تھی۔ گولی پچاس گز والی لائن کے عقب میں کہیں گھاس میں پیوست ہو گئی ہوگی۔

براڈ پیٹ کے بل لائٹنگ پلیٹ فارم پر لیٹا، دوربین لگائے بڑے غور سے مجمعے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نظر جبوترون کی طرف اٹھی۔ بہت بڑے

اسکرین پر صدر نام لارنس سینے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا نظر آ رہا تھا۔ وہ بڑے اسکرین پر اپنی اصل قامت سے زیادہ قد آور اور جسیم نظر آ رہا تھا۔

براڈ کا دوربین تھامنے والا ہاتھ حرکت میں تھا۔ اسے ایسا لگا کہ اس نے نکونے اشتہاری پینل اور بہت بڑے اسکرین کے درمیانی خلا میں کوئی چیز دیکھی ہے۔ اس نے دوربین کو دوبارہ اس جگہ پر فوکس کیا۔ وہ ایک رائفل کی نال تھی۔ جس خلا میں اس نے کچھ دیر پہلے رنی کو بیٹھے دیکھا تھا، اب وہ نال اس خلا میں میدان کے وسط کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔ اس نے فوکس اور فائن کیا اسے وہ چہرہ نظر آیا، جسے وہ دن میں دیکھ چکا تھا۔

وہ بالکل نہیں ہچکچایا۔ "جلدی سے کور کرو۔۔۔۔ گن۔"

اس کے لہجے میں ایسا یقین اور تحکم تھا کہ بریتھ ویٹ اور اس کے دونوں ماہر نشانچیوں کی دوربینوں کا رخ جمبوٹرون کی سمت ہو گیا۔ اور چند ہی لمحوں میں انھوں نے کور کو فوکس کر لیا جو رائفل سیدھی کیے، دوسرے فائر کی تیاری کر رہا تھا۔

"پرسکون رہو۔" ادھر کور خود کو تلقین کر رہا تھا۔ "جلدی کی ضرورت نہیں۔ وقت کی کمی نہیں ہے تمہارے لیے۔" زیر مسکی کا سر پھر ٹیلسکوپک سائٹ کے دائرے کو بھر رہا تھا۔ کور نے پھر آہستہ آہستہ سانس باہر نکالی۔ "تین دو "

اسی لمحے بریتھ ویٹ کی چلائی ہوئی گولی اس کے کندھے سے ٹکرائی۔ وہ پیچھے کی طرف گرا۔ دوسری گولی خلا میں سنسناتی ہوئی اس جگہ سے گزری، جہاں چند لمحے پہلے اس کا سر تھا۔ قومی ترانے کی دھن مکمل ہو چکی تھی۔

28 سال کی تربیت کورز فشر جیرالڈ کو اس لمحے کے لیے تیار کر چکی تھی۔ اس کے جسم میں توانائی کا ایک ایک ذرہ پکار رہا تھا کہ اسے فرار ہو جانا چاہیے۔ اس نے فوری طور پر اپنے منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ سب سے پہلے تو اسے کندھے میں ہونے والے شدید درد کی لہروں کو نظر انداز کرنا تھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور لائٹ آف کر کے باہر نکل آیا۔ اس نے دوسرے دروازے کی طرف بھاگنے کی کوشش کی، جو پلیٹ فارم پر کھلتا تھا۔ لیکن سے اندازہ ہوا کہ اس کے لیے محض آگے بڑھنا بھی بے حد مشقت طلب کام ہے۔ چوبیس سیکنڈ بعد جب دونوں صدر میدان سے باہر جا رہے تھے، تو وہ اس دروازے تک پہنچ پایا تھا۔

عوام کے شور سے سے احساس ہوا کہ میچ شروع ہونے والا ہے۔

کورز نے دروازہ کھولا اور لڑکھڑاتا ہوا سروس لفٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے لفٹ بلانے کے لیے بٹن کئی بار دبایا۔ بالآخر اسے لفٹ کی گھڑگھڑاہٹ سنائی دینے لگی۔ وہ چوکنے پن سے دائیں بائیں دیکھ رہا تھا کہ کوئی خطرہ تو اس کی طرف نہیں بڑھ رہا ہے۔ کندھے کی تکلیف شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کا مداوا نہیں ہو سکتا۔ وہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے سب سے پہلے اسے مقامی اسپتالوں میں تلاش کریں گے۔

اس نے خلا میں جھانکا۔ لفٹ اوپر آ رہی تھی اور چند سیکنڈ کے فاصلے پر تھی۔ مگر پھر وہ رک گئی۔ شاید اگزیکٹیو لیول پر کسی نے اسے مال لینے کے لیے روک لیا ہوگا۔

کورز کو اس کی چھٹی حس متبادل منصوبے پر عمل کرنے کو اکسا رہی تھی۔ یہ وہ کام تھا، جو ماضی میں کبھی کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ لیکن یہاں صورت حال مختلف تھی۔ اسے حس تھا کہ اب اگر اس نے مزید چند سیکنڈ انتظار کیا تو کوئی نہ کوئی اسے دیکھ لے گا۔

وہ اپنی حد تک تیزی سے جمبوٹرون کے دروازے کی طرف بڑھا۔ ادھر لفٹ نے اپنا سفر دوبارہ شروع کیا۔ سینڈوچز کی ٹرے، بلیک فاریسٹ کیک کا ٹکڑا اور کوک لے کر لفٹ اوپر پہنچی مگر چند سیکنڈ بعد۔

کورز نے وہ دروازہ کھولا، جس پر پرائیویٹ لکھا تھا اور اندر داخل ہوا۔ مگر اب وہ صرف اور صرف قوت ارادی کے بل پر چل رہا تھا۔ اسے 70 گز کا فاصلہ طے کرنا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ ابھی کچھ ہی دیر میں یہ جگہ سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں سے بھر جائے گی۔

چوبیس سیکنڈ بعد کورز ویڈیو اسکرین کو سہارا دینے والے گرڈر تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے سیدھے ہاتھ سے ریلنگ تھامی اور تختے پر چڑھ گیا۔ اسی وقت دروازہ کھلا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی تھی کہ وہ دو افراد ہیں۔ وہ اس کے پاس سے گزر کر آگے گئے اور جمبوٹرون کے دروازے پر

رکے۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔ ایک ایجنٹ نے گن نکال لی تھی اور دروازہ کھولنے والا تھا۔ مگر اس سے پہلے وہ روشنی کا سوئچ تلاش کر رہا تھا۔

پھر روشنی ہو گئی۔ دونوں ایجنٹ اندر چلے گئے۔ کوزاب رینگ کر وہ 42 فٹ کا فاصلہ طے کرنے لگا۔ اس روز وہ تیسرا موقع تھا کہ وہ یہ فاصلہ طے کر رہا تھا۔ مگر اس بار وہ صرف سیدھے ہاتھ پر زور دے سکتا تھا۔ اس لیے اس کی رفتار پہلے کی نسبت سست تھی۔ اور اس دوران اسے یہ بھی کوشش کرنی تھی کہ اس کے کندھے سے بہنے والا خون گرڈر کے بجائے 70 فٹ نیچے گرے۔

سیکرٹ سروس کا ایجنٹ جمبوٹرون میں داخل ہوا تو اسے ارنی نظر آیا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھا ادھر ادھر دیکھتا ہوا۔ پیچھے سے اس کے دوسرے ساتھی نے سے کور کر رکھا تھا۔ اس نے ارنی کی ہتھکڑی کھولی اور نرمی سے اسے نیچے لٹایا۔ اس کے منہ سے رومال نکال کر اس نے اس کی نبض چیک کی۔ وہ زندہ تھا۔

ارنی نے نگاہیں اوپر اٹھائیں۔ مگر کچھ بولا نہیں۔ پہلا ایجنٹ جلدی سے اوپر چڑھا اور بڑی احتیاط سے چھجے تک گیا۔ دوسرا ایجنٹ سے کور کر رہا تھا۔ نیچے چانک مجمع دہاڑا۔ ریڈاسکن نے گول کر دیا تھا۔ پہلے ایجنٹ نے پلٹ کر اپنے ساتھی کو دیکھا اور سر کو نفی میں جنبش دی۔ دوسرا ایجنٹ بھی اوپر چڑھ گیا۔

ان دونوں نے وہاں اچھی طرح تلاشی کی۔ ایسی ہر جگہ کو کھنگوڑا، جہاں کوئی چھپ سکتا تھا۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ پہلے ایجنٹ نے ریڈیو نکالا اور رابطہ کیا۔ ''ہرکولیس سیون۔''

''ہاں.... بولو۔''

''یہاں ارنی کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ارنی کے جسم پر انڈرویر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسے ہتھکڑی کے ذریعے شہتیر سے باندھا گیا تھا۔ دونوں دروازے کھلے ہوئے تھے۔ پورے پلیٹ فارم پر خون کے قطرے موجود ہیں۔ وہ یقیناً شدید زخمی ہے اور یہیں کہیں چھپا ہوا ہے۔ وہ رنی کی یونیفارم پہنے ہوئے ہے۔ آسانی سے نظر آ جائے گا۔''

''اتنے اعتماد سے کچھ نہ کہو۔ اگر وہ وہی ہے جو میں سمجھ رہا ہوں، تو وہ تمہاری ناک کے نیچے ہی موجود ہو سکتا ہے۔''

☆ ☆ ☆

اوول آفس میں تین افراد بیٹھے وڈیو ٹیپ سن رہے تھے۔ ان میں سے دو ایوننگ ڈریس میں تھے، جبکہ تیسرا یونیفارم میں تھا۔

''تمہیں یہ کیسے ملا؟'' صدر لارنس نے پوچھا۔

''یہ کپڑوں کی اس گٹھڑی میں تھا، جو فنٹر جیرالڈ نے جمبوٹرون میں چھوڑی تھی۔'' اسپیشل ایجنٹ انچارج برتھ ویٹ نے کہا۔ ''یہ اس کی جیکٹ کی بیک پاکٹ میں تھا۔''

''اسے کتنے افراد سن چکے ہیں؟'' اینڈی لائیڈ نے اپنے لہجے میں تشویش کو چھپانے کی کوشش کی۔

''بس ہم تین افراد، جو اس کمرے میں موجود ہیں۔'' برتھ ویٹ نے کہا۔ ''میں نے جب اسے سنا تو فوری طور پر آپ سے رابطہ کیا۔ میں نے اپنے باس تک کو بریفنگ نہیں دی۔''

''میں اس پر تمہارا شکر گزار ہوں بل۔'' صدر لارنس نے کہا۔ ''لیکن جنھوں نے اسٹیڈیم میں اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا ہے، ان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''

''میرے علاوہ صرف پانچ افراد کو حقیقت کا علم ہے۔ اور میں ان کی طرف سے رازداری کی ضمانت دے سکتا ہوں۔'' برتھ ویٹ نے کہا۔ ''ان میں سے چار تو دس سے زیادہ برس سے میرے اسٹاف میں شامل ہیں اور اتنے رازوں سے واقف ہیں کہ پچھلے چار صدور کو اور کانگریس کے آدھے سے زیادہ اراکین کو ڈبو سکتے تھے۔''

''کسی نے درحقیقت فنٹر جیرالڈ کو دیکھا بھی؟'' اینڈی لائیڈ نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ دو ایجنٹوں نے وقوعے کے بعد جیوٹرون کی تلاشی لی۔ لیکن انہیں وہاں کپڑوں کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں ملا۔ ہاں، وہاں خون تھا۔ اور میرے ایجنٹ کو ہتھکڑی کے ذریعے شہتیر سے باندھ دیا گیا تھا۔ میں نے ٹیپ سنا۔ پھر میں نے حکم دیا کہ اس واقعے کے متعلق نہ تحریری رپورٹ کی جائے گی نہ زبانی۔''

''اور جو آدمی شہتیر سے بندھا ہوا تھا.....؟'' صدر نے پوچھا۔

''اس کا پاؤں پھسل گیا تھا جناب، اور اس کی وجہ سے وہ چھجے سے گر گیا تھا۔ میں نے اسے ایک ماہ کی بیماری رخصت دے دی ہے۔''

''اور تم نے پانچویں آدمی کا تذکرہ کیا تھا؟'' لا ئیڈ نے کہا۔

''جی ہاں جناب۔ وہ ایک زیرِ تربیت ایجنٹ ہے، جو لائٹنگ ٹاور پر موجود تھا۔''

''اس کے بارے میں تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ زبان نہیں کھولے گا؟''

''اس کی سیکرٹ سروس میں تقرری کے لیے درخواست اس وقت میری میز پر پڑی ہے۔'' برجتھ ویٹ نے کہا۔ ''تربیت مکمل ہوتے ہی وہ میرے ڈویژن میں آجائے گا۔''

صدر مسکرایا۔ ''اور گولی؟''

''میچ ختم ہونے کے بعد میں نے بہت کوشش کے بعد وہ اسٹیڈیم کی زمین سے کھود نکالی۔'' برجتھ ویٹ نے ایک استعمال شدہ کارتوس صدر کی طرف بڑھایا۔

صدر لارنس اٹھا اور پلٹ کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ دارالحکومت پر رات کا اندھیرا دھیرے دھیرے اتر رہا تھا۔ وہ باہر کو بغور دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کہنا ہے اور کس انداز میں کہنا ہے۔ ''بل تمہیں ایک بات کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھنا ہے۔'' بالآخر وہ برجتھ ویٹ سے مخاطب ہوا۔ ''ٹیپ میں جو آواز ہے، وہ یقینی طور پر میری لگتی ہے۔ لیکن میں نے کبھی ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ زیر مسکی نہ کوئی اور۔ میں کبھی کسی کے قتل کا حکم نہیں دے سکتا۔''

''اس بات کو میں بے چون وچرا تسلیم کرتا ہوں جناب صدر۔ ایسا نہ ہوتا تو میں یہاں کبھی نہ آتا۔'' برجتھ ویٹ نے کہا۔ ''لیکن میں یک بات بڑی سچائی سے کہوں گا۔ سیکرٹ سروس میں اگر کسی کو اندازہ ہو جاتا کہ جیوٹرون میں کورفنشر خیر اللہ ہے تو ہمارے ہر ایجنٹ نے اسے فرار ہونے میں ہر ممکن مدد دی ہوتی۔''

''تو آخر وہ کس طرح کا آدمی ہے، جس سے پروفیشنلز کی وفاداری کا یہ حال ہے؟'' صدر کے لہجے میں تعجب بھی تھا اور رشک بھی۔

''آپ کی رعایت سے اگر میں اس کی شخصیت سے مشابہ حوالہ نکالوں تو وہ ابراہام لنکن کا ہوگا۔ کورفنشر خیر اللہ ہماری دنیا کا ابراہام لنکن ہے۔''

''میں اس سے ملنا چاہوں گا۔''

''یہ بہت مشکل ہے جناب۔ اگر وہ زندہ بھی ہے تو اب اسے کوئی تلاش نہیں کرسکتا۔ یہ سمجھ لیں کہ وہ روئے زمین سے غائب ہو چکا ہوگا۔''

''جناب صدر۔'' اینڈی لائیڈ نے نام لارنس کو ٹوکا۔ ''آپ روسی سفارت خانے کے ڈنر کے لیے پہلے ہی سات منٹ لیٹ ہو چکے ہیں۔''

صدر مسکرایا اور اس نے بل برجتھ ویٹ سے ہاتھ ملایا۔ ''ایک اور اچھا آدمی، جس کے بارے میں میں امریکی عوام کو کبھی نہیں بتا سکوں گا۔'' اس کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ ابھری۔ ''میرا خیال ہے، آج رات بھی تم ہی ڈیوٹی پر ہو گے؟''

''جی جناب۔ صدر زیرمسکی کا پورا دورہ میں ہی کور کر رہا ہوں۔''

''ٹھیک ہے بل۔ تم سے پھر ملاقات ہوگی۔ اگر تمہیں فنشر خیر اللہ کے متعلق کوئی بات معلوم ہو تو فوری طور پر مجھے بتانا۔''

''جی سر ضرور۔'' برجتھ ویٹ جانے کے لیے پلٹا۔

چند منٹ بعد لارنس اور لائیڈ جنوبی پورٹیکو پہنچے، جہاں نو لیموزین گاڑیاں روانگی کے لیے تیار کھڑی تھیں۔ صدر لارنس چھٹی گاڑی کی عقبی سیٹ پر

بیٹھتے تو اینڈی لائیڈ کی طرف مڑے۔ ”تمہارا کیا خیال ہے اینڈی، وہ کہاں ہے؟“

”مجھے بالکل اندازہ نہیں جناب۔ لیکن ہوتا تو بریتھ ویٹ کی ٹیم کی طرح میں بھی فرار ہونے میں اس کی مدد کرتا۔“

”ہم ایسے کسی آدمی کو سی آئی اے کا ڈائریکٹر نہیں بنا سکتے۔“

”جیکس زندہ ہوتا تو یہ ہو سکتا تھا۔“

ٹام لارنس کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ جب سے وہ اسٹیڈیم سے نکلا تھا، کوئی بات رہ رہ کر اس کے ذہن میں چبھ رہی تھی۔ لیکن وہ روسی سفارت خانے پہنچ کر بھی اسے سمجھ نہیں پایا تھا۔

زریمسکی کو لان میں ٹہلتے دیکھ کر ٹام لارنس بڑبڑایا۔ ”یہ اتنے غصے میں کیوں لگ رہا ہے؟“

اینڈی لائیڈ نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ ”آپ سترہ منٹ لیٹ ہیں جناب صدر۔“

”یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ہم کیسی مشکلوں سے گزرے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہم زندہ ہیں، یہی بہت بڑی بات ہے۔“

”اب سر ہم یہ عذر تو نہیں پیش کر سکتے نا۔“

کاروں کا قافلہ زریمسکی کے پاس رکا۔ ٹام لارنس کار سے اترا اور اس نے کہا۔ ”ہائی وکٹر، لیٹ ہو جانے پر میں معذرت خواہ ہوں۔“

زریمسکی نے اپنا غصہ چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس نے بڑی سرد مہری سے اپنے مہمان سے ہاتھ ملایا اور اسے سفارت خانے میں لے گیا۔ وہ گرین روم میں داخل ہو گئے۔ مگر زریمسکی نے اب تک لب کشائی نہیں کی تھی۔ پھر اس نے ایک عذر گھڑا اور صدر امریکا کو مصر کے سفیر پر تھوپ کر خود کہیں اور چلا گیا۔

صدر لارنس ہال کا جائزہ لے رہا تھا۔ مصر کا سفیر اسے مصری دست کاری کے فن پاروں کی نمائش کے بارے میں بتا رہا تھا، جو اسمتھ سونین میں ہو رہی تھی۔

”ہاں، میں دیکھنا چاہتا ہوں۔“ ٹام لارنس نے کہا۔ ”لیکن اس کیلئے وقت نہیں نکال پا رہا ہوں۔ سب لوگ بتا رہے ہیں کہ نمائش شاندار ہے۔“

مصری سفیر خوش نظر آنے لگا۔

اسی اثنا میں صدر لارنس کو اپنا مطلوبہ شخص نظر آ گیا۔ لوگوں سے ہیلو ہائے کرتا وہ ہیری نورس کی طرف بڑھا۔ اس نے کوشش کی تھی کہ اس کا ہیری نورس کی طرف بڑھنا بالارادہ ظاہر نہ ہو۔ بلکہ اتفاقی لگے۔

”گڈ ایوننگ جناب صدر۔“ اٹارنی جنرل نے کہا۔ ”آج میچ کا نتیجہ تو آپ کے لیے خوش کن رہا۔“

”ہاں ہیری۔ میں تو ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں کہ ریڈ سکن کو کہیں بھی اور کبھی بھی ہرا سکتے ہیں۔“ صدر نے کہا۔ پھر سرگوشی میں بولا۔ ”آج رات بارہ بجے میرے آفس میں مجھ سے ملنا مجھے کچھ قانونی معاملات میں مشورہ درکار ہے۔“

”بہت بہتر جناب۔“

”اور ریٹا کیسی ہو۔“ صدر نے جان کوکے کی بیوی سے کہا۔ ”آج میچ تو بہت دلچسپ رہا۔“

ریٹا مسکرائی۔ اسی وقت گانگ بجا اور بٹلر نے ڈنر شروع ہونے کا اعلان کیا۔ بات چیت کا سلسلہ رکا اور مہمان بال روم کی طرف جانے لگے۔

ٹام لارنس کو سفیر کی بیوی مسز پیٹروسکی اور روس کے تجارتی وفد کے سربراہ یوری اولگیوچ کے درمیان بٹھایا گیا تھا۔ ٹام لارنس کو دو منٹ میں پتا چل گیا کہ یوری انگلش سے مکمل طور پر نابلد ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ دونوں ملکوں کے درمیان تجارت کے فروغ کے سلسلے میں زریمسکی کتنا سنجیدہ ہے۔

”آج کے میچ کا نتیجہ تو آپ کے لیے بہت خوش کن رہا ہوگا۔“ سفیر کی بیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں اولگا۔ لیکن میری بدنصیبی ہے، لوگوں کی اکثریت اس سے خوش نہیں تھی۔''

مسز پیٹروسکی ہنسنے لگی۔

''تمہاری سمجھ میں نہیں آرہا تھا اولگا؟''

''نہیں۔ لیکن خوش قسمتی سے میں مسز پگ واشر کے برابر بیٹھی تھی۔ وہ بہت اچھے ہیں۔ میں نے جو بچوں کے سے سوال پوچھے، انھوں نے ان کے بھی جواب دیے۔''

صدر کھانا شروع کرنے ہی والا تھا۔ مگر یہ سن کر اس نے چمچہ رکھ دیا اور اینڈی لائیڈ کی تلاش میں ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر اس نے اپنی مٹھی کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا وہ اشارہ تھا۔ جب بھی اسے اینڈی لائیڈ سے بہت ضروری بات کرنی ہوتی تھی تو وہ اسی طرح اشارہ کرتا تھا۔

اینڈی لائیڈ نے اس خاتون سے معذرت کی، جو اس کے برابر بیٹھی تھی۔ پھر اس نے اپنا نیپ کن تہہ کر کے رکھا اور اٹھ کر صدر کی طرف چلا آیا۔

''مجھے فوری طور پر برتھ ویٹ سے بات کرنی ہے۔'' صدر نے سرگوشی میں کہا۔ ''میرا خیال ہے، میں جانتا ہوں کہ ہمارا مطلوبہ آدمی کہاں ہے۔''

اینڈی لائیڈ بغیر ایک لفظ کہے باہر چلا گیا۔ تام لارنس سیمر کی بیوی کی گفتگو پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن وہ کوز فنٹر جیرلڈ کو اپنے ذہن سے نہیں نکال پا رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اپنے شوہر کی ریٹائرمنٹ کے بعد

''یہ کب ہو رہا ہے؟'' صدر نے بغیر کسی حقیقی دلچسپی کے پوچھا۔

''ڈیڑھ سال باقی ہے ان کی سروس کا۔'' مسز پیٹروسکی نے جواب دیا۔

اسی وقت صدر کے سامنے کولڈ بیف کی پلیٹ لا کر رکھ دی گئی۔ ایک ویٹر ایک اور پلیٹ میں ان کے لیے سبزی نکال رہا تھا۔ دوسرا ان کے لیے آلو لے آیا۔ صدر نے چھری کانٹا سنبھالا ہی تھا کہ اینڈی لائیڈ کمرے میں داخل ہوا اور سیدھا ان کے پاس چلا آیا۔ ''برتھ ویٹ سٹیج کوچ کے پیچھے آپ کا منتظر ہے۔'' اس نے کہا۔

''کوئی مسئلہ تو نہیں جناب صدر؟'' مسز پیٹروسکی نے لارنس سے پوچھا۔

''نہیں اولگا، ایسی کوئی بات نہیں۔ دراصل یہ لوگ میری تصویر کہیں رکھ کر بھول گئے ہیں۔'' لارنس نے کہا۔ ''لیکن تم فکر نہ کرو۔ مجھے یاد ہے کہ وہ کہاں ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھا اور باہر چلا گیا۔ زیروسکی کی نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔

لارنس بال روم سے نکلا اور تیزی سے سفارت خانے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔ باہر نکل کر وہ سیدھا چھٹی کار کے پاس پہنچا۔ وہاں سیکرٹ سروس کے بارہ ایجنٹ کار کو گھیرے کھڑے تھے اور چاروں طرف کھوجنے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''بل اگر فنٹر جیرالڈ سٹیڈیم میں ہی چھپا ہے تو صرف ایک آدمی بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اور وہ ہے پگ واشر۔ تم پگ واشر کو ڈھونڈو۔ مجھے یقین ہے کہ تمھیں فنٹر جیرالڈ بھی مل جائے گا۔'' صدر نے برتھ ویٹ سے کہا۔

یہ کہہ کر لارنس پلٹا اور سفارت خانے کی طرف چل دیا۔ ''آؤ اینڈی، اس سے پہلے کہ انھیں پتا چلے کہ ہم کس چکر میں ہیں، ہمیں واپس پہنچ جانا چاہیے۔''

''یہ تو بتائیں کہ ہم کس چکر میں ہیں؟'' اینڈی لائیڈ نے پوچھا۔

''میں تمھیں بعد میں بتاؤں گا۔'' اب وہ بال روم میں داخل ہو رہے تھے۔

''لیکن جناب۔ ابھی آپ کو ''

''اس وقت کچھ نہیں۔'' لارنس نے کہا اور مسز پیٹروسکی کے برابر بیٹھتے ہوئے اسے معذرت طلب نظروں سے دیکھا۔

''تصویر مل گئی آپ کو؟'' مسز پیٹروسکی نے پوچھا۔

اس وقت اینڈی لائیڈ نے ایک فائل صدر کے سامنے رکھ دی۔ صدر نے فائل کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ''ہاں یہ رہی۔ ہاں تو ادولگا تمہاری بچی کا نام نتاشا ہے نا؟ اور وہ فلورنس میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔'' صدر نے چھری کانٹا سنبھالا۔

صدر نے زیرسکی کی طرف دیکھا۔ ویٹر وہاں سے خالی برتن سمیٹ رہا تھا۔ صدر نے بھی اپنا چھری کانٹا رکھ دیا۔ عجیب بات یہ تھی کہ زیرسکی نجانے کیوں اسے نروس لگ رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ اس کی تقریر کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس سے اس نے اندازہ لگایا کہ اس تقریر میں بھی وہ کوئی غیر متوقع دھماکہ کرنے والا ہے۔ یہ سوچ کر وہ بھی نروس ہونے لگا۔

بالآخر زیرسکی اپنے مہمانوں سے خطاب کرنے کے لیے اٹھا۔ لیکن اس کی یہ تقریر ایسی تھی کہ اس کے بڑے ستارہ بھی اسے تسلی بخش تک قرار نہیں دے سکتے تھے۔ اور جو لوگ اسے بہت غور سے دیکھ رہے تھے، وہ اس کی کوئی توجیہ پیش نہیں کر سکتے تھے کہ زیرسکی گیلری میں نصب لینن کے بہت بڑے مجسمے سے کیوں مخاطب تھا۔ اس کی نظریں بار بار مجسمے کی طرف اٹھتی تھیں اور ہٹنے کو تیار نہیں ہوتی تھیں۔ لارنس کا خیال تھا کہ مجسمہ ابھی حال ہی میں یہاں رکھا گیا ہے۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ بورس پلسن کی الوداعی تقریب میں مجسمہ یہاں موجود نہیں تھا۔

ٹام لارنس زیرسکی کے نئے زبانی حملے کا منتظر تھا۔ لیکن اس نے کوئی متنازعہ بات نہیں کی۔ لارنس کو خوشی تھی کہ زیرسکی نے تقریر کا جو مسودہ وائٹ ہاؤس بھجوایا تھا، اس سے اس نے ایک لفظ بھی مختلف نہیں کیا۔ لارنس اس طرف سے پرسکون ہوا تو اپنی لکھی ہوئی تقریر کو دیکھنے لگا، جو اس نے اینڈی لائیڈ کے مشورے سے ابھی کار میں آتے ہوئے تیار کی تھی۔ وہ عام سی تقریر تھی۔

''میں آخر میں امریکی عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے جس گرم جوشی اور کشادہ دلی کا مظاہرہ کیا میں جہاں بھی میں گیا، وہاں جس مہمان نوازی کا ثبوت دیا، اس پر میں بہت شکرگزار ہوں۔ اور میں اس عظیم ملک کے صدر ٹام لارنس کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔''

اس جملے پر تالیاں اتنی دیر تک بجیں کہ ٹام لارنس کو اپنی تقریر سے سر اٹھا کر دیکھنا پڑا۔ زیرسکی سانس روکے ساکت کھڑا لینن کے مجسمے کو گھور رہا تھا۔ وہ تالیوں کے تھمنے کا انتظار کرتا رہا۔ اور اس کے بعد بیٹھ گیا۔ لیکن وہ خوش نظر نہیں آ رہا تھا۔ اور لارنس کو اس پر حیرت تھی۔ کیونکہ اس کے خیال میں زیرسکی کی تقریر کو اس سے زیادہ سراہا گیا تھا، جتنا اس کا حق تھا۔

صدر ٹام لارنس جوابی تقریر کے لیے کھڑا ہوا۔ اس کی تقریر پر مہمانوں کا ردعمل بھی عام سا ہی تھا۔ اس نے تقریر ختم کرتے ہوئے کہا۔ ''ہمیں امید ہے وکٹر کہ تم اس کے بعد بھی امریکا کے متعدد دورے کرو گے۔ میری دعا ہے کہ تم کل بخیر و عافیت اپنے وطن واپس پہنچ جاؤ اور تمہارا سفر اچھا گزرے۔'' یہ آخری جملہ ادا کرتے ہوئے اسے عجیب سا لگا۔ ایک جملے میں دو جھوٹ تو سیاست دانوں کے لیے بھی آسان نہیں ہوتے۔

کافی کا دور ختم ہوتے ہی زیرسکی اپنی جگہ سے اٹھا اور اندر جانے والے دروازے کی طرف بڑھا۔ وہاں سے اس نے پلٹ کر بلند آواز میں ''گڈ نائٹ'' کہا۔ وہ گڈ نائٹ کسی خاص شخصیت کیلئے نہیں، بلکہ سب کیلئے تھا اور اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ سب مہمانوں کو رخصت ہو جانا چاہیے۔

ٹام لارنس اپنے میزبان کی طرف بڑھا۔ زیرسکی نے بے دلی سے اس کے لیے سر کو ہلکے سے خم کیا۔ پھر وہ امریکی کو رخصت کرنے کے لیے نچلی منزل تک آیا۔ صدر نے پلٹ کر ہاتھ ہلایا۔ لیکن زیرسکی اس وقت تک واپس جانے کے لیے مڑ چکا تھا۔

بریتھ ویٹ ٹام لارنس کو لے جانے والی کار کی عقبی نشست پر پہلے سے موجود تھا۔ اس نے صدر کے بیٹھتے ہی کہا۔ ''آپ کا اندازہ درست تھا جناب صدر۔''

کار اشارٹ ہو کر سفارت خانے کے گیٹ سے نکل رہی تھی۔ ''تفصیل سے بتاؤ'' صدر نے سنسنی آمیز لہجے میں کہا۔

☆ ☆ ☆

زیرسکی نے مہمانوں کے رخصت ہوتے ہی سفیر کو طلب کیا۔ سفیر متوقع انداز میں مسکرا رہا تھا۔

''کیا روماتوف اب بھی یہاں موجود ہے؟'' زیرسکی حلق کے بل چلایا۔ اب اپنے غصے پر قابو پانا اس کے لیے ناممکن ہو گیا تھا۔

''جی ہاں جناب صدر۔ وہ''

"اسے فوراً میرے پاس لاؤ۔"

"آپ کہاں ہوں گے جناب؟"

"اس کمرے میں جو کبھی تمہاری اسٹڈی ہوتا تھا۔"

پیٹروسکی جلدی سے مخالف سمت میں لپکا۔ زیرسکی پاؤں پٹختا ہوا سفیر کی اسٹڈی کی طرف چل دیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر رائفل پر پڑی، جواب بھی ڈیسک پر رکھی تھی۔ وہ سفیر کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ بڑے بے صبرے پن سے ان دونوں کی آمد کا منتظر تھا۔ وقت گزاری کے لیے اس نے رائفل اٹھالی۔ وہ اسے بہت غور سے دیکھنے لگا۔ رائفل کے چیمبر میں ایک گولی اب بھی موجود تھی۔ اس نے اسے کندھے پر رکھ کر دیکھا۔ وہ بے حد متوازن رائفل تھی۔ پہلی بار اس کی سمجھ میں آیا کہ فنٹر جیرالڈ اس کے حصول کے لیے ڈاس تک کیوں گیا تھا۔

اسی وقت اس نے دیکھا کہ اب رائفل سے فائرنگ پن منسلک کی جا چکی ہے۔

اسے ان دونوں کے قریب آتے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ زیرسکی نے رائفل اپنی گود میں رکھ لی۔

وہ تقریباً دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ زیرسکی نے خشک انداز میں انھیں سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "فنٹر جیرالڈ کہاں ہے؟" اس نے الیکسی رومانوف کے بیٹھنے سے پہلے ہی سوال داغا۔ "تم نے مجھے اسی کمرے میں یقین دلایا تھا کہ آج شام چار بجے وہ سفارت خانے پہنچے گا۔ تم نے بڑی ڈینگیں ماری تھیں۔ تم نے کہا تھا کوئی گڑبڑ نہیں ہو سکتی......وہ میرے منصوبے سے متفق ہو گیا ہے......یہی الفاظ تھے نا تمہارے؟"

"جناب صدر اس سے آخری بات ہوئی تو اس نے مجھ سے یہی کہا تھا کل رات بارہ بجے۔"

"تو پھر رات بارہ بجے سے شام چار بجے کے درمیان ایسا کیا ہو گیا ؟"

"آج صبح وہ میرے آدمیوں کے ساتھ شہر جا رہا تھا۔ راستے میں سگنل پر ڈرائیور کو گاڑی روکنی پڑی۔ فنٹر جیرالڈ گاڑی سے اتر کر بھاگا، سڑک پر کی اور ایک چلتی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ میرے آدمی ٹیکسی کا پیچھا کرتے ہوئے ایئرپورٹ تک گئے۔ وہاں پتا چلا کہ فنٹر جیرالڈ تو ٹیکسی میں ہے ہی نہیں۔"

"تو سچ یہ ہے کہ تم نے سے فرار ہونے دیا۔" زیرسکی نے کہا۔ "میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟"

رومانوف نے سر جھکا لیا۔ منہ سے کچھ نہیں کہا۔

زیرسکی کی آواز سرگوشی جیسی دھیمی ہو گئی۔ "میں نے سنا ہے، تمہاری مافیا کے کچھ اصول، کچھ ضابطے ہیں۔" اس نے رائفل کو گود سے اٹھایا اور سیدھا کرنے لگا۔ "یہ تو بتاؤ، کوئی وعدہ پورا کرنے میں ناکام ہو تو اس کا کیا کرتے ہیں۔" رائفل کا رخ رومانوف کے سینے کی طرف تھا۔

روماںوف نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے دہشت جھلک رہی تھی۔

"انھیں موت کی سزا ہی دی جاتی ہے نا؟"

روماںوف کے ہونٹ کپکپائے۔ لیکن آواز نہیں نکلی۔

"ہاں یا نہیں؟" زیرسکی نے زور دے کر پوچھا۔

روماںوف نے سر کو اقرار میں ہلایا۔ زیرسکی مسکرادیا۔ روماںوف نے خود ہی اپنے خلاف فیصلہ دے دیا تھا۔ اس نے آہستہ سے ٹریگر دبا دیا۔ کشتی کی شکل کی گولی روماںوف کے دل سے تقریباً ایک انچ نیچے لگی۔ اس کی قوت ایسی تھی کہ اس نے روماںوف کو اچھال دیا۔ اس کا جسم اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔ چند لمحے وہ وہیں ٹکا رہا۔ پھر دھیرے دھیرے پھسل کر قالین پر جا گرا۔ ہڈیوں، گوشت اور عضلات کے ٹکڑے چاروں طرف بکھر گئے۔

دیواریں، قالین، سفیر کا سوٹ اور شرٹ سب خون میں لتھڑ گئے۔

زیرسکی آہستہ سے گھوما۔ اب اس کا رخ سفیر کی طرف تھا۔

"نہیں نہیں" پیٹروسکی چلایا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ "میں استعفیٰ دے دوں گا۔ میں استعفیٰ دے رہا ہوں جناب صدر۔"

زیریسکی نے دوبارہ ٹریگر دبایا۔ کلک کی آواز سن کر اسے خیال آیا کہ رائفل میں ایک ہی گولی تھی۔ وہ اٹھا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کا تاثر تھا۔ "تمہیں اب یہ سوٹ دھلنے کے لیے دینا پڑے گا۔" اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے سوٹ پر انڈے کی زردی لگنے کی بات کر رہا ہو۔ پھر اس نے رائفل ڈیسک پر رکھ دی۔ "میں تمہارا استعفیٰ منظور کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں رومانوف کی باقیات سینٹ پیٹرزبرگ بھجوانی ہوں گی۔" وہ دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر پیٹروسکی کو دیکھا۔ "اور یہ کام جلدی کرو میں چاہتا ہوں کہ یہ میری آنکھوں کے سامنے اپنے باپ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔"

پیٹروسکی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اب بھی گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ اسے الٹی ہونے والی تھی۔ لیکن وہ منہ کھولتے ہوئے ڈر رہا تھا۔

زیریسکی دروازے پر پہنچ کر پھر پلٹا۔ "ہاں، ایک بات کا خیال رکھنا۔" اس نے سہمے ہوئے سفیر سے کہا۔ "جن حالات میں یہ سب کچھ ہوا ہے تو عقلمندی اسی میں ہے کہ رومانوف کی لاش سفارتی تھیلے میں سینٹ پیٹرزبرگ بھجوائی جائے۔"

☆ ☆ ☆

زیریسکی مختصر اینڈریوز پوزیشن 62 طیارے کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ اس وقت زبردست برف باری ہو رہی تھی۔ ٹام لارنس وہاں موجود تھا۔ ایک خدمت گار نے اس کے سر پر چھتری تانی ہوئی تھی۔

زیریسکی نے پلٹ کر دیکھنے اور ہاتھ ہلانے کی زحمت بھی نہیں کی اور جہاز میں چلا گیا۔

اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ زیریسکی کے چار روزہ دورے کے سلسلے میں پہلے ہی پریس ریلیز جاری کر چکا تھا، جس میں اس دورے کو کامیاب قرار دیا گیا تھا۔ اس کے مطابق دونوں ملکوں نے کئی اہم اقدامات کیے تھے۔ اور مستقبل میں دونوں ملکوں کے درمیان مزید تعاون کا امکان تھا۔ لیری ہیرنگٹن نے صبح کی اپنی پریس کانفرنس میں اس دورے کو سودمند اور تعمیری قرار دیا تھا۔ لیکن جن صحافیوں نے زیریسکی کے رخصت ہونے کا منظر دیکھا تھا، وہ اس دورے کو بے سود اور تباہ کن سمجھ رہے تھے۔ لیکن وہ یہ لکھ نہیں سکتے تھے۔

دروازے بند ہوئے، سیڑھی ہٹائی گئی اور طیارہ رن وے پر دوڑنے لگا۔

سب سے پہلے ٹام لارنس ہی واپسی کے لیے پلٹا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ وہاں اینڈی لائیڈ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ میرین ون فضا میں بلند ہوا اور ادھر فون پر لائیڈ کی گفتگو ختم ہوئی۔ اس نے صدر کی طرف جھکتے ہوئے انہیں اس صبح سویرے والٹر ریڈ ہاسپٹل میں ہونے والے ایمرجنسی آپریشن کے نتیجے کے بارے میں بتایا۔ ایجنٹ بریتھ ویٹ کی سفارشات سن کر صدر نے اثبات میں سر ہلا کر گویا ان کی توثیق کی۔ "ٹھیک ہے۔ میں مسز فنٹرجیرلڈ کو خود فون کروں گا۔" صدر لارنس نے کہا۔

اس کے بعد باقی سفر کے دوران وہ دونوں اس میٹنگ کے بارے میں لائحہ عمل طے کرتے رہے، جو کچھ دیر بعد اوول آفس میں ہونے والی تھی۔ صدر کا ہیلی کاپٹر جنوبی لان میں اترا۔ وہ دونوں اتر کر وائٹ ہاؤس کی طرف چل دیے۔ دروازے پر صدر لارنس کی سیکرٹری چہرے پر تشویش کا تاثر لیے اس کی منتظر تھی۔

"گڈ مارننگ روتھ۔" صدر لارنس نے اس روز تیسری بار اپنی سیکرٹری کو گڈ مارننگ کہا۔ وہ دونوں تقریباً پوری رات جاگتے رہے تھے۔

آدھی رات کو اٹارنی جنرل روتھ پریسٹن کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ صدر نے اسے طلب کیا ہے۔ اس ملاقات کا روتھ کی ڈائری میں کہیں تذکرہ نہیں تھا۔ پھر میٹنگ شروع ہوئی۔ رات کو دو بجے صدر، اینڈی لائیڈ اور اٹارنی جنرل والٹر ریڈ ہاسپٹل گئے۔ ان کے اس دورے کا بھی روتھ کی ڈائری میں کوئی اندراج نہیں تھا۔ یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ وہاں جس مریض کی عیادت کے لیے گئے ہیں، اس کا نام کیا ہے۔

ایک گھنٹے بعد وہ ہاسپٹل سے واپس آئے اور 90 منٹ تک اوول آفس میں مصروف رہے۔ صدر صاحب نے بتا دیا تھا کہ انہیں بالکل ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ روتھ چلی گئی۔ صبح آٹھ بج کر دس منٹ پر وہ واپس آئی تو صدر صاحب زیریسکی کو رخصت کرنے اینڈریوز ایئربیس جا رہے تھے۔ وہ

''شکریہ جناب صدر'' کوز فشر جیرالڈ کہہ رہا تھا۔ مسٹر گوٹن برگ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ یہ آپ کا حکم ہے۔ بعد میں ڈائریکٹر نے بھی فون پر بھی بتایا تھا۔ لیکن میں نے سوچ لیا تھا کہ براہ راست آپ کے حکم کے بغیر میں یہ اسائنمنٹ قبول نہیں کروں گا۔

صدر لارنس ایک بار پھر آگے کو جھکے اور انھوں نے اسٹاپ کا بٹن دبا دیا۔ ''ابھی اور بھی ہے۔ سننا چاہتی ہو؟''

''میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ مذکورہ ایجنٹ جس مشن کے بارے میں کہہ رہا تھا، وہ محض معمول کی ایک مشق تھی۔''

''تم مجھے یہ بتا رہی ہو کہ روسی صدر کا قتل اب سی آئی اے کیلئے محض معمول کی ایک مشق سے زیادہ نہیں رہا؟'' صدر کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''ہمارا بھی یہ ارادہ نہیں تھا کہ زیریسکی قتل ہو جائے۔'' ہیلن ڈیکسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ ارادہ ضرور تھا کہ اس الزام میں ایک بے قصور آدمی کو پھانسی دلوا دی جائے۔'' صدر نے کہا۔ ''صرف اس لیے کہ کس بات کا کوئی ثبوت نہ ہے کہ تم نے کوسیا میں صدارتی امیدوار ریکارڈ وگز مین کے قتل کا حکم دیا تھا۔''

''جناب صدر۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ سی آئی اے کا اس قتل سے ''

''آج صبح کوز فشر جیرالڈ نے مجھے جو کچھ بتایا، وہ اس سے مختلف ہے۔'' صدر نے کہا۔

ہیلن ڈیکسٹر دم سادھ کر بیٹھ گئی۔

''ذرا یہ بیان حلفی پڑھ کر دیکھو، جو اٹارنی جنرل کی موجودگی میں تیار کیا گیا ہے۔''

اینڈی لائیڈ نے ایک فائل کھول کر اس میں سے بیان حلفی کی دو نقول نکالیں اور ایک ہیلن اور دوسری نک گوٹن برگ کو تھما دیں۔ اس پر کوز فشر جیرالڈ کے دستخط تھے۔ اور گواہ کی حیثیت سے اٹارنی جنرل کے دستخط تھے۔

وہ دونوں بیان پڑھنے لگے۔ صدر انھیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ نک گوٹن برگ کو پسینہ آ رہا تھا۔

''اٹارنی جنرل سے مشورہ لینے کے بعد میں نے غداری کے جرم میں تم دونوں کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ اٹارنی جنرل کا کہنا ہے کہ اگر تم پر جرم ثابت ہو گیا تو تمھارے لیے ایک ہی سزا ہو گی ''

ہیلن ڈیکسٹر ہونٹ بھینچے بیٹھی تھی۔ لیکن نک گوٹن برگ دہلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

صدر لارنس نک کی طرف مڑا۔ ''یہ ممکن ہے نک کہ ڈائریکٹر کے یہ احکامات تمھارے علم میں نہ ہوں۔''

''یہ حقیقت ہے جناب۔'' نک جیسے پھٹ پڑا۔ ''بلکہ ہیلن نے مجھے یہ تاثر دیا تھا کہ ریکارڈو گز مین کے قتل کا حکم آپ نے دیا ہے۔''

''مجھے یقین تھا نک کہ تم یہی کہو گے۔'' صدر نے کہا۔ ''اگر تم اس بیان پر دستخط کر دو '' انھوں نے اس کی طرف ایک کاغذ بڑھایا۔'' تو اٹارنی جنرل کا کہنا ہے کہ تم سزائے موت سے بچ سکو گے۔''

''اس پر ہرگز دستخط نہ کرنا۔'' ہیلن ڈیکسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

گوٹن برگ صرف ایک لمحے کو ہچکچایا۔ پھر اس نے جیب سے قلم نکالا اور اس بیان پر دستخط کر دیے۔ وہ بیان صرف ایک جملے پر محیط تھا۔ ''آج صبح 9 بجے سے میں سی آئی اے کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے سے مستعفی ہو رہا ہوں۔''

ہیلن ڈیکسٹر نے غصے اور نفرت سے اسے گھورا۔ ''اگر تم استعفے پر دستخط نہ کرتے تو ان لوگوں کو کبھی ہمت نہ ہوتی کہ اس معاملے کو آگے بڑھا ئیں۔ لیکن یہی تو مشکل ہے۔ تم مرد لوگ ایسے ہی ہوتے ہو کم حوصلہ، کم ہمت۔'' پھر وہ صدر کی طرف مڑی۔

صدر نے کاغذ کی دوسری شیٹ اس کی طرف بڑھا دی۔ اس کاغذ پر بھی وہی ایک سطری استعفا تھا، جس کا اطلاق صبح نو بجے سے ہونا تھا۔

ہیلن نے سر اٹھا کر صدر کو دیکھا اور بولی۔ ''میں اس پر دستخط نہیں کروں گی۔ اب تک آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ میں اتنی آسانی سے خوف زدہ ہونے والی نہیں۔''

''ٹھیک ہے ہیلن۔ اگر تمھیں نک کی طرح عزت کا راستہ قبول نہیں، تو اٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ دروازے کے باہر سیکرٹ سروس کے ایجنٹ

موجود ہیں، جن کے پاس تمہاری گرفتاری کا حکم نامہ موجود ہے۔"

"تم مجھے تلف نہیں کر سکتے۔" ہیلن نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر گوٹن برگ۔" اینڈی لائیڈ نے ڈپٹی ڈائریکٹر سے کہا۔ "استعفا دینے کے نتیجے میں تمہاری سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہو چکی ہے۔ لیکن عمر قید بھی کم سزا نہیں ہوتی۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ تمہیں پھنسایا گیا ہے۔ کیونکہ تم بے خبر اور بے قصور تھے۔"

گوٹن برگ نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس دوران ہیلن دروازے تک پہنچ چکی تھی۔

"اگر تم وائٹ ہاؤس کے ساتھ تعاون کرو تو یہ سزا بھی معاف ہو سکتی ہے۔"

یہ سن کر ہیلن کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔

"میں ہر طرح کے تعاون کے لیے غیر مشروط طور پر آمادہ ہوں۔ ملک اور عوام کی خاطر "

"اب کچھ نہ کرنا تک..." ہیلن نے پلٹ کر کہا۔

"تو تمہیں اس بیان حلفی پر دستخط کرنے ہوں گے۔" اینڈی لائیڈ نے دوسری فائل سے دو صفحے نکال کر گوٹن برگ کی طرف بڑھائے۔

تک گوٹن برگ نے بیان پڑھا اور اس پر دستخط کر دیے۔

ہیلن کا ہاتھ دروازے کے لٹو پر تھا۔ وہ ایک لمحے کو جھجکی، پھر وہ پلٹی اور تھکے تھکے قدموں سے میز کی طرف واپس چلی آئی۔ اس نے تک گوٹن برگ کی نفرت سے گھورا، اور قلم کھول کر اپنے استعفے کے کاغذ پر دستخط کر دیے۔ "تم بے وقوف ہو گوٹن برگ۔" اس نے کہا۔ "یہ لوگ کبھی فنشر جیراللہ کو گواہوں کے کٹہرے میں نہیں لاتے۔ کوئی اوسط درجے کا وکیل بھی اس کی گواہی کے چیتھڑے اڑا کر رکھ دیتا۔ اور فنشر جیراللہ کے بغیر کیس بنتا ہی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بات اٹارنی جنرل پہلے ہی انہیں بتا چکا ہوگا۔" یہ کہہ کر وہ پلٹی اور دروازے کی طرف چل دی۔

"ہیلن ٹھیک کہتی ہے۔" صدر لارنس نے کہا۔ "اگر یہ کیس عدالت میں جاتا تو ہم فنشر جیراللہ کو گواہ کی حیثیت سے کٹہرے میں نہیں لا سکتے تھے۔"

ہیلن ڈیکسٹر دوبارہ ٹھٹھک گئی۔ ابھی تو اس کے استعفے کی روشنائی بھی خشک نہیں ہوئی ہوگی۔

"میں بہت دکھ کے ساتھ تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ آج صبح 7 بج کر 43 منٹ پر کونر فنشر جیراللہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔" صدر نے کہا۔

☆ ☆ ☆

آرلنگٹن نیشنل قبرستان میں بہت بڑا ہجوم تھا۔ وہاں ایک ایسے آدمی کی تدفین ہو رہی تھی، جس کے کارناموں کا علم عام لوگوں کو کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس اعتبار سے وہ ہجوم ایک غیر معمولی بات تھی۔ قبر کی ایک جانب امریکا کا صدر کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ وائٹ ہاؤس کا چیف آف اسٹاف اور اٹارنی جنرل بھی تھے۔ قبر کے دوسری طرف ایک ایسی عورت کھڑی تھی، جس نے گزشتہ چالیس منٹ سے سر نہیں اٹھایا تھا۔ اس کے سیدھے ہاتھ پر اس کی بیٹی اور بائیں ہاتھ پر اس کا ہونے والا داماد کھڑا تھا۔

انہیں صدر امریکا نے خود فون کیا تھا اور وہ تینوں اس فون کے دو دن بعد سڈنی سے آئے تھے۔ قبرستان کا ہجوم میگی فنشر جیرلڈ کو پوری طرح باور کرا رہا تھا کہ اس کے شوہر نے زندگی میں کتنے دوست، کتنے محبت کرنے والے کمائے تھے۔ وہ دوستیاں، وہ عزت، وہ محبتیں بھی اس کا چھوڑا ہوا ترکہ تھا۔

گزشتہ روز وائٹ ہاؤس میں ملاقات کے دوران صدر لارنس نے بیوہ کو بتایا تھا کہ کونر اپنے آخری لمحوں میں اسے اور اپنی بیٹی کو یاد کر رہا تھا۔

"اگرچہ میں آپ کے شوہر سے زندگی میں ایک ہی بار ملا تھا۔" صدر نے کہا تھا۔ "لیکن میں اسے کبھی بھول نہیں سکوں گا۔"

تارہ نے اس شام اپنی ڈائری میں لکھ یہ بات اس شخص کی زبان سے ادا ہوئی، جو بظاہر روز کم از کم سو آدمیوں سے ملتا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

صدر امریکا کے پیچھے سی آئی اے کا نیا ڈائریکٹر کھڑا تھا۔ اور وہاں مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ یہ وہ لوگ تھے، جن کا اس

روز کام پر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ اپنے دوست کے لیے سوگ دار تھے۔ وہ ملک کے مختلف حصوں سے اپنے دوست کی تدفین میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ ان میں سے بہت سے باہر کے ملکوں سے بھی آئے تھے۔

ایک بھاری جثے والا گنجا آدمی دیگر سوگواروں سے الگ تھلگ کھڑا تھا۔ وہ اس طرح رو رہا تھا کہ کوشش کے باوجود خود پر قابو نہیں پا رہا تھا۔ کسی کو یقین نہیں آتا کہ وہ جنوبی فریقہ کا وہ شخص ہے، جس سے وہاں کے بڑے بڑے گینگسٹر خوف زدہ رہتے ہیں۔ وہ کارل کونیسٹر تھا۔

وہاں ایف بی آئی اور سیکرٹ سروس کے ممبر بھی خاصی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ اسپیشل ایجنٹ انچارج ولیم بر۔ تھ ویٹ وہاں اپنے ایک درجن ماہر نشانے بازوں کے ساتھ موجود تھا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے کیریئر کے لیے ایسا ہی اختتام چاہتا تھا، جو کونز فٹنر جیرلڈ کو نصیب ہوا تھا۔

وہ چھوٹا قبرستان نہیں تھا۔ لیکن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وہاں ہر طبقے اور ہر مکتبہ فکر کے لوگ موجود تھے۔ شکاگو سے آنے والے رشتے دار، عالم برج کے کھلاڑی، بیے رقاص، شاعر اور اداکار۔ وہ سب اس شخص کے سوگ میں سر جھکائے کھڑے تھے، جو ان کے لیے بہت محترم تھا اور جس سے وہ محبت کرتے تھے۔

آٹھ جوانوں کے، عزازی گارڈ نے جنازہ اٹھایا اور مارچ کرتے ہوئے قبر کی طرف بڑھے۔ تابوت امریکا کے قومی پرچم میں لپٹا ہوا تھا۔ اس کے اوپر کونز کے وہ تمام ربن تھے، جو اس نے میدان جنگ میں جیتے تھے۔ درمیان میں میڈل آف آنر رکھا تھا۔ قبر کے پاس پہنچ کر گارڈ نے تابوت کو قبر کے برابر رکھ دیا۔ پھر وہ بھی دوسرے سوگواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

فادر گراہم نے جو فٹنر جیرالڈ فیملی کا پرانا دوست اور تیس برس سے پادری تھا، دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ ''دستور تو یہ ہے کہ جانے والوں کے صرف قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ ان کے بارے میں کچھ جانتے ہیں اور نہ ہی انہیں ان کی کارکردگی کا کچھ علم ہوتا ہے۔ لیکن کونز فٹنر جیرلڈ کا معاملہ مختلف ہے۔ زمانہ طالب علمی میں وہ نوٹرے ڈیم یونیورسٹی کے اعلیٰ ترین کوارٹر بیک کی حیثیت سے سراہا جاتا تھا۔ سپاہی کی حیثیت سے میں اس کی کیا تعریف کروں۔ کیپٹن کرس جیکسن نے جو اس کا پلاٹون کمانڈر تھا، اس نے کونز کی کارکردگی کی جو رپورٹ لکھی، وہ قصیدے سے بڑھ کر تھی۔ اس نے لکھا ''خطرے کے روبرو وہ ایک بے خوف افسر تھا جو ہمیشہ اپنے سپاہیوں کی زندگی کو اپنی زندگی پر فوقیت دیتا تھا۔'' ایک پروفیشنل کی حیثیت سے اس نے تیس سال اس ملک کی خدمات انجام دیں۔ اور آپ کو اس سے بہتر ریکارڈ کہیں نہیں ملے گا۔ ایسے ہی میگی کے لیے وہ بہترین شوہر اور تارا کے لیے مشفق ترین باپ تھا۔ آدمی کی ایک حیثیت نہیں ہوتی۔ زندگی میں اس کی بے شمار حیثیتیں ہوتی ہیں۔ کونز فٹنر جیرلڈ ہر حیثیت میں اعلیٰ ترین معیار کا حامل رہا ہے۔ یہاں جتنے لوگ موجود ہیں، سب کسی نہ کسی طور اس سے متعلق رہے ہیں۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی کبھی اسے نہیں بھول سکے گا۔

''میں خوش نصیب ہوں کہ اس کے دوستوں میں شامل تھا۔'' فادر گراہم کی آواز دھیمی ہو گئی۔ ''میں سوچ رہا تھا کہ ابھی کرسمس کی چھٹیوں میں اس کے ساتھ برج کھیلوں، سچ یہ ہے کہ میں ایک بار اور اس کے ساتھ برج کھیلنے کے لیے کچھ بھی قربان کر سکتا ہوں۔

''اسپورٹس مین، سپاہی، پروفیشنل، عاشق، باپ، شوہر میرے نزدیک ہر میدان میں وہ یہ بات میں کبھی اس کی موجودگی میں نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ قہقہہ لگا کر میرا مذاق اڑاتا۔ مگر اب میں کہہ سکتا ہوں کہ ہر میدان میں وہ ہیرو تھا۔

''کونز، تمہارے کافی قریب ایک اور امریکی ہیرو دفن ہے۔'' فادر گراہم نے جھکا ہوا سر اٹھایا۔ ''اگر میں جان ایف کینیڈی ہوتا تو کونز فٹنر جیرالڈ کے قریب دفن ہونے کو اعزاز تصور کرتا۔

جنازہ اٹھانے والے آگے بڑھے۔ انہوں نے تابوت اٹھایا اور اسے دھیرے دھیرے قبر میں اتارا۔ فادر گراہم نے سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور جھک کر مٹھی بھر مٹی تابوت پر گرا دی۔ ''راکھ میں راکھ، خاک میں خاک۔''

اسی وقت ایک فوجی نے بگل پر ماتمی دھن چھیڑ دی۔ گارڈ والوں نے تابوت پر رکھا ہوا پرچم اٹھایا۔ اب پرچم سب سے چھوٹے کیڈٹ کے ہاتھ میں تھا۔ اس کی عمر 18 سال تھی اور کونز کی طرح اس کا تعلق بھی شکاگو سے تھا۔ عام حالات میں اسے یہ پرچم ان اللہ کے ساتھ جانے والے کی بیوہ کو

پیش کرنا چاہیے تھا۔ مادام یہ صدر امریکا کی طرف سے ہے۔ آپ کے لیے۔ لیکن اس روز معاملہ مختلف تھا۔ وہ مارچ کرتا ہوا مخالف سمت میں بڑھا۔ میرین کے سات آدمیوں نے اپنی اپنی رائفل اٹھائی اور 21 توپوں کی سلامی پیش کی۔ جبکہ کم عمر کیڈٹ صدر امریکا کے سامنے جا کھڑا ہوا اور پرچم انھیں پیش کر دیا۔

صدر لارنس نے پرچم لیا اور گھوم کر قبر کی دوسری طرف گیا اور کونر فٹز جیرالڈ کی بیوہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

میگی نے سر اٹھایا اور مسکرانے کی کوشش کی۔ صدر نے قوم کی طرف سے وہ پرچم اسے پیش کر دیا۔ "ایک شکر گزار قوم کی طرف سے میں جمہوریہ کا یہ پرچم آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ آپ یہاں ان دوستوں کے درمیان موجود ہیں، جو آپ کے شوہر کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ اور میں سوچ رہا ہوں، کاش میرے لیے بھی یہ سچ ہوتا۔" صدر نے سر جھکا لیا اور پھر دوبارہ قبر کے دوسری طرف آ کھڑے ہوا۔ بینڈ نے قومی ترانے کی دھن چھیڑ دی۔

جب تک میگی نے تارہ اور اسٹورٹ کے ساتھ قبرستان کے گیٹ کی طرف قدم نہیں بڑھائے، کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ پھر وہ تینوں تقریباً ایک گھنٹہ گیٹ پر کھڑے رہے۔ تدفین میں شرکت کرنے والے ہر شخص نے جاتے وقت میگی سے ہاتھ ملایا۔

وہ دو افراد جو دور پہاڑی پر کھڑے یہ سب کچھ دیکھتے رہے تھے، گزشتہ روز روس سے آئے تھے۔ انکی آمد کا مقصد کونر کی تدفین میں شرکت کرنا اور اسکا سوگ منانا نہیں تھا۔ انھیں شام کی فلائٹ سے سینٹ پیٹرز برگ واپس پہنچنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ اب وہ انھیں کوئی اور اسائنمنٹ سونپ دے۔

کونر فٹز جیرالڈ مر چکا تھا!

☆ ☆ ☆

صدر امریکا کا ایئر فورس ون ماسکو ایئر پورٹ پر اترا تو طیارے کو چاروں طرف سے ٹینکوں نے گھیر لیا۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ زریمسکی ٹام لارنس کو فوٹو سیشن کا موقع دینے کے موڈ میں نہیں ہے۔ رن وے پر پوڈیم سے خیر مقدمی تقاریر بھی نہیں ہوئیں۔

ٹام لارنس جہاز سے سیڑھیوں پر آیا تو اسے ٹینک پر موجود بورڈین نظر آیا مارشل بورڈین۔ وہ اس کے استقبال کے لیے آیا تھا۔

بعد میں دونوں صدور کی ملاقات کریملن میں ہوئی۔ ملاقات کے لیے جو ایجنڈا طے تھا، اس کا پہلا نکتہ زریمسکی کا یہ مطالبہ تھا کہ نیٹو کے جو دستے روس کے مغربی سرحد پر گشت کرتے ہیں، انھیں فوری طور پر وہاں سے ہٹا لیا جائے۔

امریکا میں ٹام لارنس کے تخفیف اسلحہ کے بل کو دونوں ایوانوں نے بھاری اکثریت سے مسترد کر دیا تھا۔ اس کے بعد یوکرین نے رضا کارانہ طور پر روس سے الحاق کر لیا تھا۔ اس کے بعد صدر لارنس کو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ نیٹو کے معاملے میں اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ اندرونی محاذ پر بھی اسے بڑی مخالفتوں کا سامنا تھا۔ نو منتخب سینیٹر ہیلن ڈیکسٹر کھلم کھلا اسے بزدل کہتی تھی۔

گزشتہ سال سی آئی اے کی ڈائریکٹر شپ سے استعفا دینے کے بعد ہیلن ڈیکسٹر نے ٹام لارنس کی خارجہ پالیسی پر زبردست تنقید کی تھی۔ بعض حلقوں میں تو ابھی سے کہا جا رہا تھا کہ وہ مستقبل میں امریکا کی پہلی خاتون صدر ہے۔

اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ ٹام لارنس اور زریمسکی کے درمیان مذاکرات کا پہلا دور ہی دھماکہ خیز ثابت ہوگا

واشنگٹن پوسٹ کے مضمون سے اقتباس

☆ ☆ ☆

اسٹورات نے اخبار سے نظر اٹھائی۔ میگی کچن میں داخل ہو رہی تھی۔ اس مکان میں انھیں ساتھ رہتے چھ ماہ ہو گئے تھے۔ اور اسٹورات نے کبھی کہیں کوئی بے ترتیبی نہیں دیکھی تھی۔

"گڈ مارننگ اسٹورات۔" میگی نے کہا۔ "کیا خبر ہے؟"

"زریمسکی تصادم کے لیے کسی موقع کی تلاش میں ہے۔" اسٹورات نے کہا۔ "اور آپکا صدر بظاہر بڑی بہادری سے اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔"

"زریمسکی کا بس چلے تو وہ وائٹ ہاؤس پر ایٹم بم گرا دے۔" میگی بولی۔ "میں کسی اچھی خبر کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔"

''وزیر اعظم نے ہمارے پہلے صدر کے انتخاب کی تاریخ کا اعلان کر دیا ہے۔''

''تم لوگ بہت سست رفتار ہو۔'' میگی نے اس کے لیے کورن فلیکس کا پیالہ تیار کرتے ہوئے تبصرہ کیا۔ ''ہم نے تو دو سو سال پہلے برطانیہ سے جان چھڑائی تھی......''

''اسے کہتے ہیں، دیر آید درست آید......'' اسٹوارٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اس کی بیوی تارہ اپنا ڈریسنگ گاؤن سنبھالتی ہوئی آئی۔ ''گڈ مارننگ۔'' اس نے تند اسی آواز میں کہا۔ میگی نے اسے اسٹول پر بٹھایا اور اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔ ''لو...... یہ کارن فلیکس کھاؤ۔ اتنی دیر میں میں تمہارے لیے آملیٹ بناتی ہوں۔ ویسے تمہیں اس طرح......''

''ممی...... میں بیمار نہیں ہوں۔ بس ماں بننے والی ہوں۔'' تارہ نے احتجاج کیا۔ ''بس کارن فلیکس کافی ہے......''

''مجھے معلوم ہے۔ لیکن......''

''فکر مند رہنا آپ کی عادت ہے۔'' تارہ اٹھ کر ماں سے لپٹ گئی۔ ''میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میڈیکل سائنس بتاتی ہے کہ حمل ضائع ہونا کوئی نسلی یا موروثی بیماری نہیں ہے۔ آپ کیوں ڈرتی ہیں۔'' پھر وہ شوہر کی طرف مڑی۔ ''کوئی خاص خبر اسٹوارٹ؟''

''عدالت میں جو میں کیس لڑ رہا ہوں، اس کی خبر سرخیوں کی زینت بن گئی ہے۔'' اسٹوارٹ نے خبر کے ساتھ چھپنے والی تصویروں کی طرف اشارہ کیا۔

تارہ نے خبر پڑھی اور پھر بولی۔ ''لیکن یہاں تو تمہارا نام تک نہیں چھپا ہے۔''

''اصل میں فی الوقت اخبار والوں کو میرے موکل میں زیادہ دلچسپی ہے۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔ ''لیکن میں اسے بری کرا لوں گا تو پھر میں ہی میں ہوں گا۔''

''کاش تم اسے بری نہ کرا سکو۔'' میگی نے آملیٹ کے لیے دوسرا انڈا توڑتے ہوئے کہا۔ ''مجھے تو تمہارا موکل ڈراؤنا لگتا ہے۔ میرے خیال میں تو اس کے لیے یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ عمر بھر جیل میں سڑتا رہے۔''

''صرف 73 ڈالر چرانے کے جرم میں؟'' اسٹوارٹ کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''چرانے نہیں، چھیننے کے جرم میں...... اور وہ بھی ایک بوڑھی اور بے بس عورت سے۔''

''لیکن یہ اس کی پہلی غلطی ہے۔''

''میرے خیال میں تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ پکڑا پہلی بار گیا ہے۔'' میگی نے کہا۔

''میں آپ کو بتاؤں، آپ بہترین وکیل استغاثہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ لیکن بہر حال 73 ڈالر چھیننے کے جرم میں عمر قید کی سزا تو آپ بھی نہیں دلوا سکتیں۔''

''میں تمہیں حیران کر سکتی ہوں نوجوان۔'' میگی نے خشک لہجے میں کہا۔

اسی وقت دروازے سے کوئی چیز ٹکرائی۔ ''ڈاک ہے۔ میں لاتا ہوں۔'' اسٹوارٹ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ممی...... آپ بغیر تنخواہ کے ہاؤس کیپنگ کیوں کر رہی ہیں۔ آپ اتنی باصلاحیت ہیں......''

''شکریہ۔ لیکن مجھے تم دونوں کے ساتھ رہنا تمہارا گھر سنبھالنا اچھا لگتا ہے۔ ہاں تمہیں میری وجہ سے رکاوٹ کا یا بوجھ کا احساس......''

''کیسی بات کرتی ہیں ممی۔'' تارا نے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔ ''ہمیں تو بس......''

''بیٹی، ابھی تو واشنگٹن جانے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ ہاں مزید چار چھ ماہ بعد شاید......''

''لیکن آپ کوئی دعوت بھی قبول نہیں کرتیں، جس سے پتا چلے کہ آپ یہاں انجوائے کر رہی ہیں......''

''مثلاً؟''

"پچھلے ہفتے مسز مور نے آپ کو ادیرا مدعو کیا تو آپ نے کہہ دیا کہ آپ پہلے ہی کوئی اور دعوت قبول کر چکی ہیں۔"

"تو پھر ایسا ہی ہوگا تارا۔"

"جی نہیں...... آپ گھر بیٹھی ایک کتاب پڑھتی رہیں۔"

"تارا...... روئی مور اچھا آدمی ہے۔ لیکن تمھیں نہیں معلوم کہ میں تمھارے ڈیڈی کو کتنا مس کرتی ہوں۔ میں اور وہ ملیں گے تو میں اسے کونر کی باتیں سناؤں گی اور وہ مجھے اپنی آں جہانی بیوی کی۔ ایک بات کہوں۔ اب تم دونوں میری سوشل لائف کی فکر کرنی چھوڑ دو۔" اس نے دو پلیٹوں میں آملیٹ نکالا۔

پھر اس نے وہ خط اٹھائے، جو اسٹوارٹ دروازے سے لے آیا تھا۔ پہلے اس نے آسٹریلین خط کھولا۔ اسے پڑھنے کے بعد وہ مسکرانے لگی۔

"بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے میری۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ یہ بتائیں، اس کا جواب کیا دیں گی، آپ؟"

"میں انہے کہوں گی کہ مجھے جاب کی ضرورت نہیں ہے۔" میگی نے کہا۔ "مگر پہلے یہ بتاؤ، ان میں سے کس کیلئے مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا ہے۔"

اسٹوارٹ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ اس نے بہت پہلے تسلیم کر لیا تھا کہ اس کی ساس بے حد سمجھدار عورت ہے۔ "میں نے اخبار میں اشتہار دیکھا۔ آپ اس جاب کے لیے جو اہلیت مانگی جا رہی تھی، اس سے زیادہ اہل تھیں۔ میں نے درخواست بھجوادی......"

"اور اس میں حرج بھی کیا ہے ممی۔" تارا نے کہا۔

"تم دونوں میری بات غور سے سنو۔" میگی نے کہا۔ "میں چھٹی پر ہوں۔ اگست میں میں واشنگٹن لوٹ جاؤں گی اور جارج ٹاؤن میں اپنی جاب سنبھال لوں گی۔ سڈنی یونیورسٹی کو اپنے لیے کسی اور کا انتخاب کرنا ہوگا۔"

میگی نے دوسرا خط کھولا۔ اس کے ساتھ 2 لاکھ 77 ہزار ڈالر کا چیک منسلک تھا۔ "یہ آپ کے آں جہانی شوہر کے مکمل واجبات کا چیک ہے۔"

میگی نے تیسرا خط کھولا۔ وہ اس خط کے لفافے پر لکھی تحریر پہچانتی تھی۔ اسی لیے اس نے اسے آخر میں کھولا تھا۔

تارا نے اسٹوارٹ کے کہنی ماری۔ "اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو یہ آپ کے پرانے ہم جماعت ڈاکٹر اوکیسی کا ہر سال باقاعدگی سے آنے والا محبت نامہ ہے۔" اس نے کہا۔ "اور مجھے اس بات نے بے حد متاثر کیا ہے کہ انھیں ہمیشہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کہاں ہیں۔"

"یہ بات تو مجھے بھی متاثر کرتی ہے۔" میگی نے کہا اور لفافہ چاک کر کے خط نکالا۔

"میں ایک گھنٹے میں باہر آپ دونوں کا منتظر ہوں گا۔" اسٹوارٹ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں نے ساحلی ریسٹورنٹ پر ایک بجے کے لیے ٹیبل بک کرائی ہوئی ہے۔"

"تم بہت تیز ہو۔" تارا نے کہا۔

اس لمحے میگی کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "خدا کی پناہ۔" اس کے لہجے میں تعجب تھا۔

"کیا بات ہے ممی؟" تارا نے پوچھا۔ "کیا انھوں نے پھر شادی کی پیشکش کی ہے آپکو۔ یا یہ اطلاع دی ہے کہ بالآخر انھوں نے شادی کر لی؟"

"دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں۔" میگی بولی۔ "اسے نیو ساؤتھ ویلز یونیورسٹی میں شعبہ ریاضی کے سربراہ کی پوسٹ آفر کی گئی ہے اور وہ حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے وائس چانسلر سے ملاقات کے لیے آ رہا ہے۔"

"یہ تو اور بھی اچھا ہے ممی۔ وہ آئرش بھی ہیں، خوب رو بھی ہیں اور آپ سے شدید محبت بھی کرتے ہیں۔ اور آپ ہمیشہ ہمیں بتاتی ہیں کہ ڈیڈی کے اور ان کے درمیان آپ کی امیدواری پر کانٹے کا مقابلہ تھا۔ بس ڈیڈی کی قسمت ہی اچھی تھی۔"

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر میگی نے کہا۔ "نہیں...... یہ تاثر درست نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

''وہ آرٹسٹ بھی تھا، خوب رو بھی اور بہت اچھا رقاص بھی۔ لیکن وہ قدرے بور آدمی تھا۔''

''لیکن آپ تو ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ......''

''وہ تو میں تمہارے ڈیڈی کو چھیڑنے کے لیے کہتی تھی......''

''خط تو پڑھ کر سنائیں۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔

''میں 14 تاریخ کو شکاگو سے فلائی کر رہا ہوں۔ 15 کو پہنچوں گا......''

''لیکن 15 تو آج ہے۔'' اسٹوارٹ نے کہا۔

میگی نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے کا خط پڑھنے لگی۔ ''رات میں سڈنی میں رکوں گا۔ پھر اگلے روز وائس چانسلر سے ملاقات کروں گا۔'' اس نے سر اٹھایا۔ ''اس کا مطلب ہے کہ ہماری ویک اینڈ سے واپسی سے پہلے وہ شکاگو واپس جا چکا ہوگا۔''

''یہ تو بہت بری بات ہوگی می۔ آپ کو ان سے ضرور ملنا چاہیے۔ محبت میں ایسے وفادار اور مستقل مزاج لوگ قسمت والوں کو ہی ملتے ہیں۔''

''ان کی فلائٹ کس وقت کی ہے؟'' اسٹوارٹ نے پوچھا۔

''آج گیارہ بج کر بیس منٹ پر۔'' میگی نے کہا۔ ''اور اس نے یہ بھی نہیں لکھا کہ وہ کہاں قیام کرے گا۔''

''اگر ہم ابھی نکل لیں تو انہیں ریسیو کر سکیں گے۔'' اسٹوارٹ بولا۔ ''پھر ہم انہیں بھی لنچ پر مدعو کر لیں گے۔''

تارا نے اپنی ماں کو غور سے دیکھا، جو کچھ جزبز دکھائی دے رہی تھی۔ ''وہ انکار کر دے گا۔ تھکا ہوا ہوگا نا۔ اور کل ملاقات پر اصرار کرے گا۔'' میگی نے عذر پیش کیا۔

''بہر حال آپ تو اپنا اخلاقی فرض نبھائیں۔'' تارا نے کہا۔

میگی نے خط تہ کر کے لفافے میں رکھا اور بولی۔ ''تم ٹھیک کہتی ہو تارا۔'' اتنے برسوں کے بعد مجھے اتنا تو کرنا چاہیے اس کے لیے۔'' وہ مسکرائی اور کچن سے نکل کر اوپری منزل کے زینوں پر چل دی۔

اوپر پہنچ کر میگی نے الماری کھولی اور اپنا سب سے پسندیدہ ڈریس نکالا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ڈیکلان کو کیسی اسے ادھیڑ عمر سمجھے۔ یہ عجیب بچگانہ سی سوچ تھی اس کی۔ اس نے لباس تبدیل کر کے خود کو آئینے میں دیکھا۔ وہ 51 سال کی تھی۔ مگر وہ موٹی نہیں ہوئی تھی۔ ہاں چہرے پر چند لکیریں ضرور نمودار ہو گئی تھیں...... وہ بھی گزشتہ چھ ماہ میں۔

وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو اسٹوارٹ ہال میں ٹہل رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ کار کا انجن اسٹارٹ ہوگا۔

''تارا...... جلدی سے آجاؤ۔'' اسٹوارٹ نے اوپر کی طرف رخ کر کے پکارا۔

چند منٹ بعد تارا بھی نیچے آ گئی۔

وہ تینوں کار میں بیٹھے۔ ''میں تو سچ مچ ان سے ملنے کو بے تاب ہوں۔'' تارا نے کہا۔

''اس وقت تو میری بھی یہی کیفیت ہے۔'' میگی بولی۔

تارا ہنسنے لگی۔

اس سفر کے دوران میگی انہیں کونز اور ڈیکلان کی رقابت اور مسابقت کے قصے سناتی رہی۔ تارا تو ہنس ہنس کر دوہری ہو گئی۔

وہ ائیر پورٹ پہنچے۔ اسٹوارٹ نے کار روکی اور جلدی سے اتر کر عقبی دروازہ کھولا۔ ''جلدی کیجیے۔'' اس نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

میگی اتری تو تارا نے پوچھا۔ ''میں آپ کے ساتھ چلوں می؟''

''نہیں، شکریہ۔'' میگی نے جواب دیا۔

میگی نے بورڈ کا جائزہ لیا۔ شکاگو سے آنے والی فلائٹ صحیح وقت پر، بیس منٹ پہلے آ چکی تھی۔ اس نے سوچا، اچھا ہی ہوا۔ ممکن ہے کہ ڈیکلان

نکل گیا ہو یا سامنا ہوئے بغیر ہی نکل جائے۔ اسی امید پر اس نے اپنے قدم آہستہ کر دیے۔ اس نے سوچا تھا کہ پندرہ منٹ وہاں رکے گی اور پھر واپس چلی جائے گی۔ اسے تو اس بات کا بھی یقین نہیں تھا کہ وہ ڈیکلان اوکیسی کو پہچان بھی سکے گی۔ آخر وہ تیس سال بعد اس سے ملنے والی تھی۔

وہ کھڑی رہی۔ پھر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ پندرہ منٹ ہونے ہی والے تھے۔ مگر اسی وقت اس کی نظر ایک ہاتھ سے محروم اس شخص پر پڑی، جو آمد والے گیٹ سے باہر آ رہا تھا۔

میگی کو ایسا لگا کہ اس کی ٹانگیں جواب دے رہی ہیں۔ وہ اس آدمی کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی، جس سے وہ ہمیشہ سے محبت کرتی آئی تھی...... کبھی نہ ختم ہونے والی محبت! اسے لگا کہ وہ گر جائے گی۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اس نے کوئی وضاحت طلب نہیں کی۔ یہ تو بعد کی...... بہت بعد کی باتیں تھیں۔ وہ اس کی طرف دوڑی۔ اسے گرد و پیش کا...... لوگوں کی موجودگی کا کوئی احساس نہیں تھا۔

اور جیسے ہی اس نے میگی کو دیکھا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ پہچان لیا جائے گا۔

''او مائی گاڈ...... کونر۔'' میگی اس سے لپٹ گئی۔ ''مجھے بتاؤ کونر...... یہ سچ ہے۔ مجھے یقین دلاؤ کونر۔ میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی ہوں۔''

کونر نے اپنے سیدھے ہاتھ کی مدد سے اسے لپٹایا ہوا تھا۔ اس کی بائیں آستین خالی خالی جھول رہی تھی۔ ''ہاں یہ سچ ہے میگی، میری جان۔'' اس نے کہا۔ ''اگرچہ ملک کے صدر بڑے اختیار والے ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اگر کسی کو مار دیں تو اس بے چارے کے پاس کچھ عرصے کے لیے غائب ہو کر کسی دوسرے نام سے زندگی دوبارہ...... کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔'' اس نے میگی کو تھوڑا سا دور کیا اور بہت غور سے دیکھا۔ ''تم نے ایک بار کہا تھا کہ تم مسز ڈیکلان اوکیسی بننا چاہتی تھیں۔ میں نے سوچا تمہارا یہ ارمان بھی پورا کر دوں۔''

میگی اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتی رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہنسے یا روئے۔ ''لیکن وہ خط ڈارلنگ...... اور ٹوٹا ہوا حرف E۔ وہ کیسے......؟''

''ہاں...... میں نے سوچا تم اسے خاصا انجوائے کرو گی۔'' کونر نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''میں نے واشنگٹن پوسٹ میں قبر کے سامنے کھڑے ہوئے تمہاری تصویر دیکھی۔ پھر میں نے وہ خراج تحسین پڑھا، جو تمہارے آں جہانی شوہر کو پیش کیا گیا تھا۔ میں نے سوچا، اب ڈیکلان اوکیسی بن کر جوان مارگریٹ برک سے شادی کرنے کا یہ سنہرا موقع مل رہا ہے۔ تو اب بتاؤ میگی، تم مجھ سے شادی کرو گی؟''

''کونر فٹز جیرالڈ، ابھی تمہیں بہت سارے معاملات پر وضاحتیں پیش کرنی ہیں۔'' میگی نے بناوٹی سخت لہجے میں کہا۔

''ضرور مسز اوکیسی۔ مگر اس کے لیے تو ساری عمر پڑی ہے۔ پہلے گھر چلیں نا......''

اور وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باہر کار کی طرف چل دیے، جہاں انکی بیٹی داماد کے ساتھ ان کی منتظر تھی...... منتظر...... مگر حقیقت سے بے خبر!!!

☆ ☆ ☆

ختم شد

عشق کا عین

عشق کا عین...... علیم الحق حقی کے حساس قلم سے، عشق مجازی سے عشق حقیقی تک کے سفر کی داستان، ع...... ش...... ق کے حروف کی آگاہی کا درجہ بدرجہ احوال۔ **کتاب گھر پر جلد آرہا ہے۔**